

خانقاہوں میں درس و سنا پڑھانے کے لئے بہت ہی نافع و جامع کتاب

ملفوظات مشائخ نقشبند

جس میں پچاس مشائخ نقشبندؒ کے چیدہ چیدہ ملفوظات جمع کئے گئے ہیں جو
مشائخ وقت اور سالکین طریقت کے لئے یکساں مفید ہیں

جمع و ترتیب

مفتی احسان الحق

فاضل و متخصص فی علوم الحدیث

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

toobaa-elibrary.blogspot.com

مکتبۃ الحسنی

0332-2177075

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب کا نام: _____ ملفوظات مشائخ نقشبند

مرتب: _____ مفتی احسان الحق

سن اشاعت: _____

تعداد اشاعت: _____

ناشر: _____ مکتبہ الحسنی

برائے رابطہ

مکتبہ الحسنی

0332-2177075

گزارش

مبتدی حضرات سے دست بستہ عرض ہے کہ وہ کتاب سے کما حقہ استفادے کے لئے
آخر سے مطالعہ شروع کریں۔ اللہ پاک ہم سب کو اس کتاب سے مستفید فرمائے۔ آمین

فہرست

1	انتساب
2	پیش لفظ
3	تقدیم
10	حضرت خواجہ مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ
36	حضرت خواجہ عثمان جالندھری قدس اللہ سرہ
46	حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ
57	حضرت خواجہ عبید اللہ المعروف خواجہ خرد قدس اللہ سرہ
63	قیوم زماں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہ
80	حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی قدس اللہ سرہ
82	حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی قدس اللہ سرہ
85	حضرت خواجہ سید نور محمد ابوبنی قدس اللہ سرہ
86	حضرت خواجہ ضیاء اللہ کاشمیری قدس اللہ سرہ
97	حضرت میاں مظہر جان جاناں قدس اللہ سرہ
106	حضرت جیو شاہ فضل احمد معصومی قدس اللہ سرہ
111	حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس اللہ سرہ
114	حضرت خواجہ عبد اللہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہ
127	حضرت شاہ ابوسعید دہلوی قدس اللہ سرہ
128	حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ
130	حضرت مولانا خرم علی بھوری قدس اللہ سرہ
140	حضرت خواجہ احمد سعید مہاجر مدنی نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ
152	حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری قدس اللہ سرہ

170	حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی قدس اللہ سرہ
174	حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس اللہ سرہ
185	حضرت خواجہ سراج الدین دامانی قدس اللہ سرہ
190	حضرت مولانا عنایت اللہ خاں نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ
196	حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی قدس اللہ سرہ
208	حضرت خواجہ غلام حسن سواگ قدس اللہ سرہ
212	حضرت خواجہ شمس الدین نقشبندی سید پوری قدس اللہ سرہ
217	حضرت خواجہ محمد سعید قریشی قدس اللہ سرہ
226	حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی قدس اللہ سرہ
230	حضرت مولانا نصیر الدین نور غشتوی قدس اللہ سرہ
237	شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالغفور المدنی العباسی قدس اللہ سرہ
243	حضرت خواجہ مولانا عبدالملک قدس اللہ سرہ
253	حضرت خواجہ مولانا عبداللہ بھلوی قدس اللہ سرہ
262	حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب قدس اللہ سرہ
274	حضرت مولانا شمس الحق افغانی قدس اللہ سرہ
282	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک قدس اللہ سرہ
289	حضرت مولانا پیر غلام حبیب قدس اللہ سرہ
295	حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ قدس اللہ سرہ
300	حضرت مولانا شاہ محمد اچھر تاب گڑھی قدس اللہ سرہ
311	حضرت مولانا غلام ربانی نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ
325	شیخ المشائخ حضرت سید نصیر حسین شاہ قدس اللہ سرہ
327	حضرت مولانا خلیفہ غلام رسول قدس اللہ سرہ
339	حضرت مولانا شمس الہادی شاہ منصوری قدس اللہ سرہ

344	حضرت مولانا محمد امین اورک زئی شہید قدس اللہ سرہ
350	حضرت مولانا خواجہ خان محمد قدس اللہ سرہ
354	حضرت شیخ علی احمد نقشبندی قدس اللہ سرہ
357	حضرت مولانا مفتی محمد فرید نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ
363	حضرت مولانا حبیب الرحمن حبیب قدس اللہ سرہ
369	حضرت مولانا عبدالحی پیرگیر وال قدس اللہ سرہ
378	حضرت مولانا محمد شیرین المعروف مرغزار باباجی قدس اللہ سرہ
378	شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد آسفندیار خان قدس اللہ سرہ
384	حضرت مولانا سید عبدالوہاب شاہ بخاری قدس اللہ سرہ
388	شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد امیر علوی زید مجہد
392	مصادر و مراجع

انتساب

راقم الحروف اس کتاب کو

شیخ المشائخ حضرت مولانا عبد الغفور المدنی العباسی (متوفی: ۱۹۶۹) قدس اللہ سرہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا (متوفی: ۱۹۸۲) قدس اللہ سرہ

شیخ المشائخ قاری محمد ابراہیم میواتی قادری (متوفی: ۱۹۹۶) قدس اللہ سرہ

شیخ المشائخ سید نصیر حسین شاہ (متوفی: ۱۹۹۸) قدس اللہ سرہ

شیخ سعید بن ہانی الکحیل الشامی (متوفی: ۲۰۱۲) قدس اللہ سرہ

اور

اپنے مشفق و مربی مکرم و محترم شیخ المشائخ داعی کبیر

حضرت مولانا محمد امیر علوی

أطال الله بقاءه علينا بصحة وعافية

شاگرد رشید

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس اللہ سرہ

کے نام کرتا ہے

اللہ تعالیٰ موصوف کا سایہ ہم پر تادیر عافیت کے ساتھ قائم و دائم رکھے۔ آمین

پیش لفظ

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ اس نے اپنے برگزیدہ بندوں کے ملفوظات کے جمع و ترتیب کی توفیق عطا فرمائی۔

کافی عرصہ سے اکابرین کی سوانح، ملفوظات، مکتوبات سے چیدہ چیدہ باتیں اپنے لئے اپنے پاس کاپی میں محفوظ کرنے کا ارادہ تھا مگر کوئی ایسی صورت نہیں بن رہی تھی کہ اپنے اس خیال کو عملی جامہ پہناتا، اس بار سالانہ چھٹیوں تک یہ ارادہ ملتوی کیا اور ذہن میں اس کی ترتیب کا خاکہ بھی بنایا تو یہ طے کیا کہ: ”ملفوظات مشائخ نقشبند“ کے نام سے کام کی ابتدا کی جائے قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ اس سال ”کورونا“ وائرس کی وبا سے پورے مملکت خداداد پاکستان کو قحطی بننا پڑا، مدارس میں چھٹیاں اور مساجد بھی اللہ معاف کرے بند کردی گئیں تو اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اس کام کی ابتدا کی اور ایک معتد بہ حصہ مطالعہ کیا اور اسے تحریر بھی کیا۔

پھر سوچا کہ انسان کو اپنی زندگی کا کچھ پتا نہیں سانس اندر گئی باہر کا پتا نہیں کہ آئے یا نہیں اگر باہر ہے تو اندر سانس کھینچ سکتا ہے یا نہیں کچھ پتا نہیں، اس لئے اسے عام کرنے کا خیال دل میں جا گزریں ہوا، کہ شاید کسی کو کسی ملفوظ سے فائدہ پہنچے اور میرے لئے صدقہ جاریہ کا باعث بنے۔ رمضان کی آمد میں چند دن باقی رہ گئے ہیں جو اس جمع کئے ہوئے کام پر نظر ثانی کے لئے رکھ دیئے ہیں۔ اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کام کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ اور راقم الحروف کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ اور ان بزرگان دین کے طفیل راقم الحروف کو نیک و صالح نقشبندیہ مجددیہ نسبت کی حامل اولاد نصیب فرمائے۔ آمین۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز

۱۴۴۱ھ / ۸ / ۲۵ - یوم الاحد

تقدیم

شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد امیر علوی نقشبندی مجددی زید فیضہ علیہنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے طریقت کی ماہیت کے متعلق ایک پرچہ اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا جو ہدیہ ناظرین ہے:

علم الصوفیة علم الدین ظاہر و باطناً، وقوة الیقین وهو العلم الأعلى حالهم إصلاح والأخلاق، ودوام الافتقار إلى الله تعالى، حقيقة التصوف التخلق بأخلاق الله تعالى وسلب الإرادة وكون العبد في رضا الله تعالى، أخلاق الصوفية ما هو خلقه عليه السلام بقوله: إنك لعلی خلق عظیم وما ورد بالحديث وتفصيل أخلاقهم هكذا: التواضع، ضده الكبر، المداراة واحتمال الأذى عن الخلق، المعاملة برفق وخلق حسن وترك غضب وغیظ، المواساة والإيثار لفرط الشفقة على الخلق وهو تقدم الخلق على حظوظه، السخاوة، التجاوز، والعفو، طلاقة الوجه والبشرة، السهولة ولين الجانب، ترك التعسف والتكلف، إنفاق بلا اقتار وترك الادخار، التوكل، القناعة بيسير من الدنيا، الورع، ترك البراء والجدال والعتب إلا بحق، ترك الغل والحقد والحسد وترك الباءة والجأه، وفاء الوعد الحلم، الإنابة، التوادم، والتوافق مع الإخوان والعزلة عن الإغفار وشكر المنعم بذاك الجأه للمسلمين. الصوفي: يهذب الظاهر والباطن في الأخلاق

والتصوف أدب كله أدب الحضرة الإلهية، الاعراض
عما سواه حياء وإجلالا وهيبة، أسوء المعاصي حديث
النفس وسبب الظلمة۔

ترجمہ: صوفیہ کا علم نام ہے ظاہر و باطن علم دین اور قوت یقین کا اور یہی اعلیٰ ہے۔ صوفیہ کی
حالت اخلاق کا سنوارنا، اور ہمیشہ خدا کی طرف لو لگائے رکھنا ہے۔ تصوف کی حقیقت اللہ تعالیٰ
کے اخلاق سے مزین ہونا اور اپنے ارادہ کا چھن جانا اور بندے کا اللہ تعالیٰ کی رضا میں بالکلیہ
مصروف ہو جانا ہے۔ صوفیہ کے اخلاق وہی ہیں جو جناب رسول اللہ ﷺ کا خلق ہے۔
حسب فرمان خداوند تعالیٰ کہ: بے شک تم بڑے خلق پر (پیدا کئے گئے) ہو۔ اور نیز جو کچھ
حدیث میں آیا ہے (اس پر عمل اخلاق صوفیہ میں داخل ہے)۔ مخلوق کے ساتھ تملطف کا برتاؤ
کرنا خلقت کی ایزادوں کو برداشت کرنا۔ نرمی اور خوش خلقی کا معاملہ کرنا اور غیظ و غضب
کا چھوڑ دینا۔ ہمدردی اور دوسروں کو خلق پر فرط شفقت کے ساتھ ترجیح دینا جس کا یہ مطلب ہے
کہ مخلوق کے حقوق کو اپنے حظ نفسانی پر مقدم رکھا جائے۔ سخاوت کرنا۔ درگزر اور خطا کا معاف
کرنا، اور تکلف کا چھوڑ دینا۔ خرچ کرنا بلا تنگی اور بغیر اتنی فراخی کے کہ احتیاج لاحق
ہو، خدا پر بھروسہ رکھنا، تھوڑی سی دنیا پر قناعت کرنا، پرہیز گاری جنگ و جدل اور عتاب نہ
کرنا مگر حق کے ساتھ، بغض و کینہ و حسد نہ رکھنا، عزت و جاہ کا خواہش مند نہ ہونا، وعدہ پورا کرنا،
بردباری، دوراندیشی، بھائیوں کے ساتھ موافقت و محبت رکھنا، اور اغیار سے علیحدہ رہنا، محسن کی
شکر گزاری اور جاہ کا مسلمانوں کے لئے خرچ کرنا۔

صوفی اخلاق میں اپنا ظاہر و باطن مہذب بنالیتا ہے اور تصوف سارا ادب ہی کا نام ہے
بارگاہ احدیت کا ادب یہ ہے: ماسوی اللہ سے شرم کے مارے منہ پھیر لیا جائے، حق تعالیٰ کے
اجلال و ہیبت کے سبب سے، بدترین معصیت ہے تحدیث نفس یعنی نفس سے باتیں کرنا
اور ظلمت کا سبب ہے۔

امام ربانی قدس سرہ کی یہ چند سطور سرنامہ اور عنوان ہیں ان تمام مباحث کا جو طریقت کے شریف فن میں ہزار ہا ضخیم کتابوں کے اندر اولیاء اللہ نے جمع کئے ہیں عالم کی خلقت کے اصل مقصود اور بطائی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پھیلائے ہوئے پاک مذہب اسلام کی چودہ سو برس میں جتنی بھی تفصیل و توضیح ہزاروں کتابوں میں مدون ہو کر ہوتی ہے سب کا لب لباب یہی ہے جو مذکورہ سطروں میں بیان ہوا۔

سلوک و تصوف کی حقیقت اور طریقت کی ماہیت امام ربانی نے بارہا زبان فیض ترجمان سے بھی ظاہر فرمائی یوں تو آپ کی ہر تقریر کا لفظ لفظ بل کہ آپ کے جسم کا رواں روان اور افعال و اقوال کا ہر پہلو اور انداز سچے تصوف کی ماہیت ظاہر کرتا تھا، مگر مذکورہ بالا تحریر کی طرح مختصر تعریف اپنے متوسلین کو سمجھانے کے لئے بھی کبھی کبھی بیان فرمائی ہے۔

۶ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ کو چند خاص لوگوں کے مجمع میں جب کہ آپ بوقت چاشت گولر کے نیچے دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ کی زبان مبارک سے یہ تقریر ظاہر ہوئی جس کو مولوی برکت اللہ صاحب نے اس وقت قلم بند کر لیا تھا، تقریر ہدیہ ناظرین ہے، غور سے ملاحظہ فرمائیں:

تمام اذکار و اشغال و مراقبات وغیرہ کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی حضوری ہر وقت میسر رہے بعض نے اس حضوری کے بھی دو (۲) درجے کر دیئے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ اسم ذات مخیلہ میں قائم ہو جائے پھر اسم سے مسمیٰ کی طرف آسانی سے راستہ مل جاتا ہے، یہ جو بزرگوں نے چلہ وغیرہ کا طریقہ ایجاد کیا تھا اس کا بھی مطلب یہی تھا کہ کوئی دوسرا خیال اور نقش مخیلہ پر نہ پڑے مثلاً باہر نکلو تو گھونگھٹ کر کے نکلو کہ کسی کو دیکھو گے تو اس کی صورت کا نقش مخیلہ کو مکرر کر دے گا جس طرح انسان کو اپنی ہستی کا ہمہ وقت علم ہے کہ: ”میں ہوں“ بس ایسا ہی علم حق تعالیٰ کے ساتھ رہنا چاہئے، فرق اتنا ہے کہ اپنے تئیں جسم صورت شکل آنکھ، ناک، کان کے ساتھ مشاہدہ کرتا ہے، حق تعالیٰ کو بدوں اس کے مشاہدہ کرے۔ جس

طرح نوزائیدہ بچہ جانتا ہے کہ اللہ ہے فقط بس یہی قائم ہو جانا سب کچھ ہے انسان کسی وقت اپنی ہستی کو بھی بعض مصروفیت میں فراموش کر دیتا ہے لیکن یہ فراموشی نہایت خفیف اور کالعدم ہے۔

پہلے بزرگ اخلاق سیدہ کوچھڑانے کی محنتیں کرایا کرتے تھے تاکہ یہ کام آسان ہو جائے، مگر متاخرین نے خصوصاً ہمارے سلسلہ کے بزرگوں نے یہ طریق پسند کیا ہے کہ ذکر اس قدر کثرت سے کرے کہ یہ اخلاق ذکر کے نیچے دب جائیں اور ذکر تمام باتوں پر غالب آجائے۔

اخلاق سیدہ بہت سے ہیں مگر اکثر نے دس میں محصور کر دیا ہے پھر ان وسوسوں کا خلاصہ تکبر کو بتایا ہے کہ اگر یہ دور ہو جائے تو باقی خود دور ہو جاتے ہیں۔

مسلم شریف میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کو کہتے ہیں اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینہ میں کھٹکے اور تجھے ناپسند ہو کہ لوگ اس سے مطلع ہوں۔ بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے اور نہ بتکلف فحش کہنے والے تھے اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اخلاق میں سب سے اچھے ہوں۔

ترمذی شریف میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مؤمن کے میزان میں قیامت کے دن حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی بھاری چیز نہ ہوگی۔ بے شک اللہ تعالیٰ بدکلامی اور بیہودہ گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتے ہیں۔

ابوداؤد شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، بے شک مؤمن اپنے حسن اخلاق سے ہمیشہ روزہ رکھنے والے اور شب بے دار کا درجہ پالیتا ہے۔

امام غزالی قدس اللہ سرہ کیمائے سعادت میں فرماتے ہیں کہ: تکبر اور گھمنڈ (یعنی اپنے آپ کو بڑا خیال کرنا) ایک خصلت ہے کہ انتہائی مذموم اور قابلِ مذمت۔ اور حقیقت میں یہ حق تعالیٰ کے ساتھ دشمنی رکھنے کی علامت ہے کیوں کہ کبریائی اور عظمت تو اسی ذات بے ہمتا کو زیب دیتی ہے اور بس، اور اسی لئے قرآن پاک میں جبار اور متکبر کی خاص طور پر سخت مذمت کی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔

فرمایا: بعض لوگ تکبر کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں ان کا نام جباروں میں لکھ دیا جاتا ہے اور ان کا عذاب بھی انہی کے کھاتے میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔
فرمایا:

تکبر عز ازیل را خوار کرد

بزندان لعنت گرفتار کرد

شیطان تکبر کی وجہ سے ذلیل و خوار ہو کر ہمیشہ لعنت کے قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔

امراض کی دو قسمیں ہیں: امراض ظاہریہ، امراض باطنیہ

امراض ظاہریہ کا علاج تو حکماء اور اطباء کے پاس موجود ہے جس سے علاج ہو جائے

شفایاب ہو جاتے ہیں۔

امراض باطنیہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے حضرات علماء کرام و مشائخ عظام کی وہ جماعت درکار ہوتی ہے جو قلب پر محنت فرماتے ہیں اور صوفیہ دل کو صیقل کرتے ہیں اور علماء نقشب بناتے ہیں تو جو کچھ علماء پر ظاہر ہوتا ہے ان پر اور زیادہ روشن ہو کر ظاہر ہو جاتا ہے اور علماء کی پہنچ سے زیادہ ایسے امور منکشف ہوتے ہیں جن تک علم کی رسائی نہیں ہوتی۔

تمام باطنی بیماریوں سے نجات مل کر دل محلی اور مصطفیٰ ہو جاتا ہے اور اسی میں ذکر اللہ کی

طرف متوجہ کیا جاتا ہے، شیخ ابوعلی دقان کو کسی نے یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا:

مَا اِنْ ذَكَرْتُكَ اِلَّا هَمَّ يَزْجُرْنِي
قَلْبِي وَسُرَى وَرُوحِي عِنْدَ ذَكَرِكَ
حَتَّى كَأَن رَقِيبًا مِّنْكَ يَهْتَفِ بِى
اِيَّاكَ، وَيَحْكُ وَالتَّنْكَارِ اِيَّاكَ

میں جب بھی تجھے یاد کرتا ہوں تو اس وقت میرا دل، میرا باطن اور روح مجھے ڈانٹنے کا ارادہ کر لیتے ہیں، یہاں تک کہ ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ تمہارا محافظ پکار کر کہہ رہا ہے: خبردار! اس کا ذکر نہ کرنا۔

ذکر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ: اس کا تذکرہ ذکر کے مقابلہ میں ہوا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ - البقرة ﴿۱۸۲﴾ - تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔
ایک حدیث میں ہے کہ: جبریل علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: میں نے آپ کی امت کو جو کچھ دیا ہے، میں نے کسی امت کو نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! وہ کیا ہے؟

جبریلؑ نے کہا: اللہ تعالیٰ کا فرمان: فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ - البقرة ﴿۱۸۲﴾ - اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس امت کے سوا کسی امت سے نہیں کی۔
امام قشیریؒ فرماتے ہیں کہ: ملک الموت ذکر کرنے والے سے اس کی روح قبض کرنے سے پہلے اس سے مشورہ کرتا ہے۔

ایک الہامی کتاب میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے رب! تو کہاں رہتا ہے؟
اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی بتایا کہ: میں اپنے مؤمن کے دل میں رہتا ہوں، اس رہنے سے مراد دل میں ذکر کا سکونت پذیر ہونا ہے کیوں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ہر قسم کی سکونت اور حلول سے مبرا ہیں یہاں محض ذکر اور حصول ذکر کو ثابت کرنا مقصود ہے۔

ذوالنون مصری سے ذکر کے متعلق سوال کیا، انہوں نے کہا: ذکر یہ ہے کہ ذکر (اس قدر ذکر میں مجھو جائے) کہ اسے ذکر کی خبر نہ ہو پھر یہ شعر پڑھا:

لا لانی أنساك أكثر ذكرا... لکن بذالك یجری لسان
میں تمہارا ذکر کثرت سے کرتا ہوں، یہ اس لئے نہیں کرتا کہ میں تمہیں بھول جاتا ہوں
بل کہ اس لئے کہ میری زبان (کسی اور کی یاد میں یا کسی اور کام کے لئے نہیں چلتی) صرف
تمہارے ہی ذکر میں چلتی ہے۔

ملفوظات مشائخ نقشبندیہ جو آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے، یہ ہمارے ایک فاضل
دوست مفتی احسان الحق صاحب کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے، جس میں حضرات اکابرین مشائخ
نقشبند کے وہ مفید اور نصیحت آموز حقائق درج کئے گئے ہیں جنہیں مطالعہ کر کے ایمان میں
تازگی، نورانیت اور بالیدگی حاصل ہوتی ہے، اور تصوف کی حقیقت آشکارہ ہوتی ہے اور دل
سے دعا نکلتی ہے کہ: اللہ تعالیٰ ہمیں بھی تصوف کی پر نور وادی میں قدم رکھ کر اللہ تعالیٰ کی معرفت
حاصل کرنے کا اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، علمائے آخرت بننے کی توفیق نصیب ہو اور دنیا سے
بے رغبتی لا تعلقی اپنا طرہ امتیاز بنائے، یہ حضرات مشائخ دنیا سے کامیاب و کامران زندگی گزار
کر جنت کو سدھارے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب
فرمائے اور مفتی احسان الحق صاحب کو بہترین جزائے خیر دے جنہوں نے اکابرین کے منتشر
اقوال و نصائح کو یکجا کر کے کتابی شکل میں مجتمع فرمایا، اللہ تعالیٰ اس کو علماء کے لئے خصوصا اور عوام
الناس کے لئے عموما نافع بنائے۔ اور پڑھنے والوں کی دنیا و آخرت میں خیر و برکت
عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد امیر علوی عفی عنہ

پیر، ۲۳ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ - ۱۵ جون ۲۰۲۰ء

ملفوظات

شیخ الطريقة النقشبندية المجددية

حضرت خواجہ مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۲۸/۲/۱۰۳۴ھ بمطابق: ۳۰/۱۱/۱۹۲۴ء)

خلیفہ مجاز

حضرت خواجہ باقی باللہ ودیگر قدس اللہ أسرار ہم

(۱) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام اشیا سے زیادہ قریب قرآن مجید ہے اور حق تعالیٰ کی صفات میں سب سے زیادہ ظاہر بھی یہی صفت ہے جس کو ظلیت کی گرد بھی نہیں لگی۔ قرآن پاک تقدیم و تاخیر کے خس و خاشاک کو محبوبوں کی آنکھ میں ڈال کر اپنی اصالت کے ساتھ عالم ظلال میں جلوہ گر ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ تمام عبادتوں سے افضل عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے اور اس کی شفاعت دوسروں کی شفاعت سے زیادہ مقبول ہے، خواہ ملک مقرب کی شفاعت ہو یا نبی مرسل کی اور وہ نتائج و ثمرات جو قرآن مجید کی تلاوت پر مرتب ہوتے ہیں، تفصیل سے باہر ہیں۔ بسا اوقات قرآن مجید اپنے تلاوت کرنے والے کو ایسے بلند درجات تک پہنچا دیتا ہے کہ وہاں بال کے گزرنے کی بھی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ (۱)

(۲) نجات کا طریق اور (عذاب الہی سے) خلاصی کا راستہ اعتقادی اور عملی طور پر صاحب شریعت علیہ الصلاۃ والسلام کی متابعت ہے۔ استاد و پیر اس لئے پکڑتے ہیں تاکہ وہ شریعت کی طرف رہ نمائی کریں اور ان کی برکت سے شریعت کے اعتقاد و عمل میں آسانی اور سہولت حاصل ہو جائے، نہ یہ کہ مرید جو چاہیں کریں اور جو کچھ چاہیں کھائیں، پیر ان کے

(۱) - حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۵۹۸۔

لئے ڈھال بن جائیں گے اور عذاب سے بچالیں گے، کیوں کہ ایسا خیال کرنا ایک نکمی اور بے کار آرزو ہے، وہاں (محشر میں) کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہ کر سکے گا اور جب تک عمل پسندیدہ نہ ہوں گے کوئی اس کی شفاعت نہ کرے گا اور عمل پسندیدہ اس وقت ہوں گے، جب کہ شریعت کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ شریعت کی متابعت کے ہوتے ہوئے اگر کوئی لغزش اور قصور اس سے سرزد ہوگا تو اس کا تدارک شفاعت سے ہو سکے گا۔ (۱)

(۳) شریعت کے تین جز ہیں: علم، عمل، اخلاص۔

جب تک یہ تینوں جز متحقق نہ ہوں، شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہوگئی تو گویا حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوگئی جو دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ﴿۴۶﴾۔۔ توبہ

(اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑھ کر ہے)

پس شریعت دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے اور کوئی ایسا مطلب باقی نہیں رہتا جس کے حاصل کرنے کے لئے شریعت کے سوا کسی کے کامل کرنے میں شریعت کے خادم ہیں، پس ان دنوں کو حاصل کرنے سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے نہ کہ شریعت کے سوا اور کوئی امر، احوال و مواجید اور علوم و معارف جو صوفیائے کرام کو اثنائے راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ اصلی مقاصد میں سے نہیں بل کہ اوہام و خیالات ہیں جن سے طریقت کے اطفال کی تربیت کی جاتی ہے، ان سب سے گزر کر مقام رضا تک پہنچنا چاہئے جو مقام جذبہ و سلوک کی نہایت ہے کیوں کہ طریقت و حقیقت کی منزلیں طے کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اخلاق حاصل ہو جائے جو مقام رضا حاصل ہونے کے لئے لازمی و ضروری ہے۔ (۲)

(۱)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۰۷۔

(۲)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۰۸-۶۰۹۔

(۴) اس سیر وسلوک سے مقصود مقام اخلاص کا حاصل کرنا ہے جو آفاقی و انفسی معبودوں کی فنا پر منحصر ہے اور یہ اخلاص شریعت کے اجزائیں سے ایک جز ہے، کیوں کہ شریعت کے تین جز ہیں، علم، عمل، اخلاص۔ پس طریقت و حقیقت دونوں شریعت کے تیسرے جز یعنی اخلاص کی تکمیل کے لئے شریعت کے خادم ہیں۔ اصل معاملہ تو یہی ہے مگر ہر ایک شخص کی سمجھ یہاں تک نہیں پہنچتی، اکثر دنیا والوں نے خواب و خیال کے ساتھ آرام کیا ہوا ہے اور اخروٹ و منقٰی یعنی ادنی باتوں پر کفایت کی ہوئی ہے، وہ لوگ شریعت کے کمالات کو کیا جانیں اور حقیقت طریقت و حقیقت کو کیا سمجھیں وہ لوگ شریعت کو پوست خیال کرتے ہیں اور حقیقت کو مغز جانتے ہیں، یہ نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے، صوفیہ کی بے مقصد باتوں پر مغرور ہیں اور احوال و مقامات پر فریفتہ ہیں۔ (۱)

(۵) اہل سنت و جماعت کے علمائے ظاہر اگرچہ بعض اعمال میں قاصر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق ان کے درست عقائد کا جمال اس قدر نورانیت رکھتا ہے کہ وہ کوتاہی و کمی اس کے مقابلے میں ہیچ و ناچیز دکھائی دیتی ہے اور بعض صوفی ریاضتوں اور مجاہدوں کے باوجود چوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق اس قدر درست عقیدہ نہیں رکھتے اس لئے وہ جمال ان میں نہیں پایا جاتا۔ (۲)

(۶) جو چیز دنیا سے تعلق رکھتی ہے اور دنیا کے لئے وسیلہ و ذریعہ ہے وہ قبیح ہے اگرچہ ظاہر اچھی دکھائی دے اور حلاوت و طراوت کے ساتھ ظاہر ہو جیسا کہ دنیوی مخرفات، یہی وجہ ہے کہ شریعت مصفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مردوں یعنی بے ریش لڑکوں اور اجنبی عورتوں کے حسن اور دنیاوی زیب و زینت کی طرف رغبت و خواہش سے نظر کرنا منع فرمادیا

(۱) - حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۱۰۔

(۲) - حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۱۱۔

گیاہے۔ (۱)

(۷) میرے مخدوم! اگر واقعات کا کچھ اعتبار ہوتا اور خوابوں پر بھروسہ ہوتا تو مریدوں کو پیروں کی کچھ ضرورت نہ رہتی اور طریقوں میں سے کسی طریق کو لازم پکڑنا لغو بے فائدہ ہوتا کیوں کہ ہر ایک مرید اپنے واقعات کے موافق عمل کر لیتا اور اپنے خوابوں کے مطابق زندگی بسر کر لیتا خواہ وہ واقعات و منامات پیر کے طریقے کے موافق ہوتے یا نہ ہوتے اور خواہ پیر کے پسند کے ہوتے یا نہ ہوتے، اس تقدیر پر سلسلہ پیری و مریدی درہم برہم ہو جاتا اور ہر نادان اپنی وضع و طریقے پر مضبوطی سے قائم ہو جاتا، حال آں کہ مرید صادق ہزار ہا واقعات کو پیر کی موجودگی میں آدھے ”جو“ کہ عوض بھی نہیں خریدتا اور طالب رشید پیر کی حضوری (موجودگی) کی بہ دولت خوابوں کو پریشان و جھوٹے خواب جانتا ہے اور ان کی طرف کچھ التفات نہیں کرتا۔ شیطان العین ایک طاقت و دشمن ہے جب منتہی حضرات اس کے فریب سے امن میں نہیں ہیں اور اس کے مکر سے لرزاں ترساں ہیں تو پھر مبتدیوں اور متوسطوں کا کیا ذکر ہے۔ (۲)

(۸) اول عقائد کا درست کرنا ضروری ہے اور جو کچھ تو اثر و ضرورت کے طور پر دین کے متعلق معلوم ہوا ہے اس کی تصدیق سے چارہ نہیں ہے، دوسرے ان باتوں کا علم ضروری ہے جن کا متکفل علم فقہ ہے اور تیسرے طریقہ تصوف کا سلوک بھی درکار ہے (لیکن) اس غرض کے لئے کہ غیبی صورتیں اور شکلیں مشاہدہ کریں اور انوار و رنگوں کا معائنہ کریں کہ یہ سب لہو و لعب میں داخل ہیں۔ حسی صورتیں اور انوار کیا کم ہیں کہ کوئی شخص ان کو چھوڑ کر ریاضتوں اور مجاہدوں کے ذریعے غیبی صورتوں اور انوار کی ہوس کرے، حال آں کہ یہ (حسی) صورتیں اور انوار اور وہ (غیبی) صورتیں اور انوار دونوں حق تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور حق تعالیٰ کے صانع ہونے پر روشن

(۱) - حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۱۲۔

(۲) - حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۱۶۔

دلیلیں ہیں، سورج و چاند کا نور جو کہ عالم شہادت سے ہے ان انوار سے جو عالم مثال میں دیکھیں کئی درجے افضل ہے۔ لیکن چوں کہ یہ (سورج و چاند کے نور کا) دیکھنا دائمی ہے اور خاص و عام سب اس میں شریک ہیں اس لئے اس کو نظر اعتبار سے گرا کر غیبی انوار کی ہوس کرتے ہیں، ہاں آجے کہ رو پیش درت تیرہ نماید

جو پانی تیرے دروازہ کے آگے بہتا ہے وہ تجھے سیاہ نظر آتا ہے۔

بل کہ طریقہ صوفیہ کے سلوک سے مقصود یہ ہے کہ شرعی اعتقادی امور میں یقین حاصل ہو جائے تاکہ استدلال کی تنگی سے نکل کر کشف کے کھلے میدان میں آجائیں اور اجمال سے تفصیل کی طرف حائل ہو جائیں، مثلاً واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کا وجود جو پہلے استدلال یا تقلید کے طور پر معلوم ہوا تھا اور اس کا اندازہ کے موافق یقین حاصل ہوا تھا اور جب طریق صوفیہ کا سلوک میسر ہوتا ہے تو یہ استدلال و تقلید، کشف و شہود سے بدل جاتا ہے اور کامل ترین یقین حاصل ہو جاتا ہے، سب اعتقادی امور اسی قیاس پر ہیں اور نیز (طریق صوفیہ کے سلوک سے) مقصود یہ ہے کہ احکام فقہیہ کے ادا کرنے میں آسانی حاصل ہو جائے اور وہ مشکل دور ہو جائے جو نفس کی امارگی سے پیدا ہوتی ہے اور اس فقیر کا یقین یہ ہے کہ طریق صوفیہ حقیقت میں علوم شرعیہ کا خادم ہے نہ کہ شریعت کے خلاف کوئی اور امر، اپنی کتابوں و رسالوں میں اس معنی کی تحقیق کی ہے اور اس غرض کے حاصل ہونے کے لئے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا اختیار کرنا تمام طریقوں سے زیادہ مناسب اور بہتر ہے، کیوں کہ ان بزرگوں نے سنت کی متابعت کو لازم پکڑا ہے اور بدعت سے کنارہ کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر ان کو متابعت کی دولت حاصل ہو اور احوال کچھ نہ رکھتے ہوں تو خوش ہیں اور اگر احوال حاصل ہونے کے باوجود متابعت میں فتور کی محسوس کریں تو ان احوال کو پسند نہیں کرتے۔ (۱)

۹) کام کا مدار دل پر ہے، اگر دل حق تعالیٰ کے غیر کے ساتھ گرفتار ہے تو خراب

(۱)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۲۲-۶۲۳۔

وابتر ہے، محض ظاہری اعمال اور رسمی عبادات سے مقصد حاصل نہیں ہو سکتا، ماسوائے حق کی طرف توجہ کرنے سے دل کو سلامت رکھنا اور اعمالِ صالحہ جو بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور شریعت نے جن کے بجالانے کے لئے حکم کیا ہے دونوں درکار ہیں، بدنی اعمالِ صالحہ کی بجا آوری کے بغیر دل کی سلامتی کا دعویٰ کرنا باطل ہے جس طرح اس جہاں میں بدن کے بغیر روح کا ہونا متصور نہیں ہے اسی طرح دل کے احوال بدنی اعمالِ صالحہ کے بغیر محال ہیں، اس زمانہ میں اکثر ملحد اس قسم کا دعویٰ کئے بیٹھے ہیں۔ حق تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ہمیں ان کے ایسے برے عقائد سے بچائے۔ (۱)

۱۰) سیر و سلوک اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب سے مقصود یہ ہے کہ باطنی آفات و دلی امراض جن کی نسبت آیہ کریمہ: **فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ** میں اشارہ کیا گیا ہے دور جائیں، تاکہ ایمان کی حقیقت حاصل ہو جائے اور ان امراض و آفات کے باوجود اگر ایمان ہے تو وہ صرف ظاہری اور رسمی طور پر ہے۔ (۲)

۱۱) نجات کا دار و مدار دو اجزاء پر ہے: اوامر کا بجالانا اور نواہی سے رک جانا۔

اور ان دونوں جزیوں میں سے آخری جز زیادہ عظمت والا ہے جس کو ورع و تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کا ذکر عبادت و اجتہاد کے ساتھ اور دوسرے شخص کا ذکر ورع و تقویٰ کے ساتھ کیا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ورع یعنی پرہیزگاری کے برابر کوئی چیز نہیں اور نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَلَاكُ دِينِكُمُ الْوَرَعُ (۳)

تمہارے دین کا مقصود پرہیزگاری ہے

(۱)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۳۰۔

(۲)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۳۱۔

(۳)۔ لم أجد هذا اللفظ ولكن في الطبائري والمستدرک والبنار: خير دينكم الورع۔

اور فرشتوں پر انسان کی فضیلت اسی جز سے ثابت ہے اور قرب کے درجوں پر ترقی بھی اسی سے ثابت ہوتی ہے، کیوں کہ فرشتے جز اول میں شریک ہیں اور ترقی ان میں مفقود ہے پس ورع و تقویٰ کے جزو کا مد نظر رکھنا اسلام کے اعلیٰ ترین مقاصد اور دین کی اشد ضروریات میں سے ہے اور اس جز کی رعایت جس کا مدار محرمات سے بچنے پر ہے کامل طور پر اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ فضول مباحت سے پرہیز کیا جائے، کیوں کہ مباحت کے اختیار کرنے میں باگ کا ڈھیلا چھوڑنا مشتبہ امور تک پہنچا دیتا ہے اور مشتبہ چیز حرام کے نزدیک ہے، جس چر داہے نے شامی چراگاہ کے قریب اپنے جانوروں کو چرنے دیا تو قریب ہے کہ وہ جانور اس چراگاہ میں جا پڑے پس کمال تقویٰ کے حاصل ہونے کے لئے بقدر ضرورت مباحت پر کفایت کرنا ضروری ہے اور وہ بھی اس شرط پر کہ وظائفِ بندگی (عبادات) کے ادا کرنے کی نیت ہو ورنہ اس قدر بھی وبال ہے اور اس کا قلیل بھی کثیر کا حکم رکھتا ہے، اور چوں کہ فضول مباحت سے پورے طور پر بچنا تمام اوقات میں خاص طور پر اس وقت میں بہت ہی دشوار ہے، اس لئے محرمات سے بچ کر حتی المقدور فضول مباحت کے اختیار کرنے کا دائرہ بہت تنگ کرنا چاہئے اور اس ارتکاب میں ہمیشہ شرمندہ ہونا چاہئے اور مغفرت طلب کرنی چاہئے اور اس کو محرمات میں داخل ہونے کا دروازہ سمجھ کر ہمیشہ حق تعالیٰ کی جناب میں التجا اور گریہ و زاری کرنی چاہئے شاید کہ ندامت و استغفار اور التجا و تضرع فضول مباحت سے بچنے کا ذریعہ ہو جائے اور اس کی آفت سے محفوظ کر دے۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے:

انکسار العاصبین أحب إلى الله من صولة المطيعين

گناہ گاروں کی عاجزی اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرماں برداروں کے دبدبہ سے بہتر ہے۔

اور محرمات سے بچنا بھی دو قسم پر ہے:

ایک وہ قسم ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق سے تعلق رکھتی ہے۔

اور دوسری وہ ہے جو بندوں کے حقوق سے متعلق ہے۔

اور دوسری قسم کی رعایت ضروری ہے۔ حق تعالیٰ غنی مطلق اور بڑا رحم کرنے والا ہے اور بندے فقرا و محتاج اور بالذات بخیل و کنجوس ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

اگر کسی شخص پر اس کے بھائی کا مال یا کسی اور قسم کا حق ہے تو اس کو چاہئے کہ آج ہی اس سے معاف کرا لے، قبل اس کے کہ اس کے پاس دینار و درہم نہ ہوں، اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے موافق لے کر صاحب حق کو دیا جائے گا اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو صاحب حق کی برائیاں لے کر اس کی برائیوں میں زیادہ کردی جائیں گی۔

اور نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟

حاضرین نے عرض کیا: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ اسباب۔

آں حضرت ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے روز نماز، روزہ، زکوٰۃ سب کچھ لے کر آئے مگر ساتھ ہی اس نے کسی کو گالی دی ہو اور کسی کو تہمت لگائی ہو اور کسی کا مال کھایا ہو اور کسی کا خون گرایا ہو اور کسی کو مارا ہو تو اس کی نیکیوں میں سے ہر حق دار کو اس کے حق کے برابر دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کے برابر نہ ہوں گی بل کہ پہلے ہی ختم ہو گئیں تو ان حق داروں کے گناہ لے کر اس کی برائیوں میں شامل کر دیئے جائیں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔^(۱)

(۱۲) لقمے میں احتیاط رکھیں یہ ٹھیک نہیں ہے کہ جو کچھ جہاں کہیں سے ملے کھا لے اور حلال و حرام شرعی کا کچھ لحاظ نہ کرے۔ یہ انسان خود مختار نہیں ہے کہ جو کچھ چاہے کرے بل کہ اس کا ایک مولیٰ (آقا) ہے جس نے اس کو امر و نہی کا مکلف بنایا ہے اور اپنی رضامندی اور نارضامندی کو انبیا کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ذریعہ ظاہر کر دیا ہے، وہ شخص بہت ہی بد بخت ہے جو اپنے آقا کی مرضی کے برخلاف کام کرے اور آقا کی اجازت کے بغیر اس کے

(۱)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۳۹-۶۴۰۔

ملک و ملک میں تصرف کرے، بڑی شرم کی بات ہے کہ مجازی آقا کی رضا مندی کی رعایت کرتے ہیں اور اس بارے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرنا چاہتے اور مولائے حقیقی نے تاکید اور مبالغے کے ساتھ ناپسندیدہ کاموں سے منع کر دیا اور تنبیہ فرمادی ہے، اس کی طرف کچھ توجہ نہیں کرتے۔ غور کرنا چاہئے کہ یہ اسلام ہے یا کفر؟ ابھی کچھ نہیں بگڑا اور ابھی گذشتہ کا تذکرہ ہو سکتا ہے، حدیث:

الثَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ (۱)

گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔

قصور کرنے والوں کے لئے بشارت ہے اور اس کے باوجود اگر کوئی شخص گناہ پر اصرار کرے اور اس سے خوش رہے تو وہ منافق ہے اس کا ظاہری اسلام اس کے عذاب و عقاب کو دور نہیں کرے گا۔ زیادہ کیا تاکید و مبالغہ کیا جائے، عاقل کو اشارہ کافی ہے۔ (۲)

(۱۲) جاننا چاہئے کہ: مقصود حق سبحانہ و تعالیٰ ہے اور پیر حق تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے اگر طالب اپنی ہدایت کسی دوسرے شیخ کے پاس دیکھے اور اپنے دل کو اس کی صحبت میں حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ جمع پائے تو جائز ہے کہ طالب پیر کی زندگی میں پیر کی اجازت کے بغیر اس شیخ کے پاس جائے اور اس سے رشد و ہدایت طلب کرے لیکن چاہئے کہ پیر اول کا انکار نہ کرے اور اس کو نیکی کے ساتھ یاد رکھے، خاص کر اس وقت کی پیری مریدی جو محض رسم و عادت کے طور پر رہ گئی ہے، اس وقت کے اکثر پیروں کو اپنی خبر نہیں اور ایمان و کفر میں فرق نہیں کر سکتے تو پھر وہ خدائے تعالیٰ کے متعلق کیا خبر رکھیں گے اور مرید کو کون سا راستہ دکھائیں گے۔

آگہ از خوشنیتن چون نیست جنیں

کئے خبردار داز چناں ز چنیں

(۱) سنن ابن ماجہ: کتاب الزہد: باب ذکر التوبۃ: ج: ۲: ص: ۱۹-۱۸: رقم: ۴۲۵۰۔

(۲) حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۴۴-۶۴۵۔

ایسے مرید پر ہزار افسوس ہے کہ اس طرح کے پیر پر اعتقاد کر کے بیٹھ رہے اور کسی دوسرے کی طرف رجوع نہ کرے اور خدائے تعالیٰ کا راستہ تلاش نہ کرے۔ یہ شیطانی خطرات ہیں جو ناقص پیر کی زندگی کی راہ سے آکر طالب کو حق تعالیٰ سے ہٹا کر رکھتے ہیں، جہاں ہدایت اور دل جمعی پائی جائے بلا توقف ادھر رجوع کرنا چاہئے اور شیطانی وسوسوں سے پناہ مانگنی چاہئے۔ (۱)

(۱۳) کچھ شک نہیں کہ ذکر سے اصلی مقصود حق تعالیٰ کی یاد ہے اور اس پر اجر کا طلب کرنا اس کا طفیلی اور تابع ہے اور درود میں اصلی مقصود طلب حاجت ہے، ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ پس وہ فیوض جو ذکر کی راہ سے رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو پہنچتے ہیں ان برکات سے کئی گناہ زیادہ ہیں جو درود کی راہ سے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو پہنچتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ: ہر ذکر یہ مرتبہ نہیں رکھا اور جو ذکر قبولیت کے لائق ہے وہی اس فضیلت کے ساتھ مخصوص ہے جو ذکر ایسا نہیں ہے درود شریف کو اس پر فضیلت ہے اور برکات کے حاصل ہونے کی درود شریف میں بہت زیادہ امید ہے لیکن جو ذکر طالب کسی کامل شیخ سے اخذ کرتا ہے اور طریقت کے آداب و شرائط کو مد نظر رکھ کر اس پر مداومت کرتا ہے وہ (ذکر) درود شریف پڑھنے سے افضل ہے کیوں کہ یہ ذکر اس ذکر کا وسیلہ ہے جب تک یہ ذکر نہیں کرے گا اس ذکر تک نہیں پہنچے گا۔

یہی وجہ ہے کہ مشائخ طریقت نے مبتدی کے لئے ذکر کرنے کے سوا اور کچھ تجویز نہیں کیا ہے اور اس کے حق میں فرضوں اور سنتوں پر کفایت کی ہے اور نفلی امور سے منع کرتے ہیں۔ (۲)

(۱۴) دل کے اطمینان کا طریق اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے نہ کہ نظر و استدلال:

(۱) - حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۳۶-۶۳۷۔

(۲) - حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۳۷۔

پائے استدلالیاں چوبیس بود
پائے چوبیس سخت بے تمکین بود
کیوں کہ ذکر میں حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کے ساتھ ایک قسم کی مناسبت حاصل ہو جاتی ہے۔

اگر چہ ذکر کو اس پاک ذات کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ہے:
چہ نسبت خاک را با عالم پاک
لیکن ذکر و مذکور کے درمیان ایک قسم کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو محبت کا سبب بن جاتا ہے اور جب محبت غالب ہو گئی تو پھر اطمینان کے سوا کچھ نہیں، جب کام دل کا اطمینان تک پہنچ گیا تو ہمیشہ کی دولت اس کو حاصل ہو گئی:

ذکر گو ذکر تا ترا جان است

پاکی دل ز ذکر رحمن است

پنج وقتی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے اور سنت مؤکدہ کو بجالانے کے بعد اپنے اوقات کو ذکر الہی جل شانہ میں مصروف رکھنا چاہئے اور اس کے سوا کسی چیز میں مشغول نہ ہونا چاہئے، یعنی کھانے، سونے اور آنے جانے میں غافل نہ ہونا چاہئے۔

ذکر کا طریقہ آپ کو سکھایا ہوا ہے اس طریق پر عمل کریں، اگر جمعیت میں خلل معلوم ہو تو پہلے اس خلل کا سبب دریافت کرنا چاہئے اور پھر اس کوتاہی کا تدارک کرنا چاہئے اور بڑی عاجزی و زاری سے حق تعالیٰ کی جناب کی طرف متوجہ ہو کر اس ظلمت کے دور کرنے کی دعا مانگنی چاہئے اور جس شیخ سے ذکر سیکھا ہے اسی کو وسیلہ بنانا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے۔ (۱)

(۱۵) میرے عزیز ذکر کرنا ضروری ہے اس کے ساتھ جو کچھ جمع ہو جائے دولت و نعمت

(۱) - حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۳۷-۶۳۸۔

ہے، وصول الی اللہ کا مدار ذکر پر رکھا گیا ہے۔ دوسری چیزیں ذکر کے ثمرات و نتائج ہیں۔
 نیز آپ نے پوچھا تھا کہ ذکر نفی اثبات وضو کی طرح ہے جو نماز کی شرط ہے، جب تک
 طہارت درست نہ ہو نماز کا شروع کرنا منع ہے، اسی طرح جب تک نفی کا معاملہ انجام تک نہ پہنچ
 جائے تب تک فرائض و واجبات و سنن کے علاوہ جو کچھ بھی نفی عبادت کریں سب وبال میں
 داخل ہے، پہلے اپنے مرض کو دور کرنا چاہئے جو کہ ذکر نفی اثبات پر وابستہ ہے اس کے بعد دوسری
 عبادات اور نیکیوں میں جو کہ بدن کے لئے صالح (اچھی) غذا کی طرح ہیں، مشغول
 ہونا چاہئے۔ مرض کے دور ہونے سے پہلے جو غذا بھی کھائیں فاسد و مفسد ہے:

ہرچہ گیر دلتی شود

(اس مکتوب کے آخری حصہ میں والدہ محمد امین کے لئے تحریر فرماتے ہیں) آخرت
 کے احوال کو مد نظر کر رکھ کر دائمی ذکر میں مشغول رہنا چاہئے، یہ کچھ ضروری نہیں کہ ذکر میں لذت
 تمام پیدا ہو اور چیزیں دکھائی دیں، یہ تو سب کچھ لہو و لعب میں داخل ہے، ذکر میں جس
 قدر مشقت ہو بہتر ہے پنج وقتی نماز ادا کر کے اوقات کو ذکر الہی کے ساتھ آباد رکھے اور ذکر سے
 لذت حاصل کرنے کے ساتھ بے کار نہ رہے اور آپ کی صحبت کو غنیمت جان کر آپ کی
 رضا جوئی میں رہے۔ (۱)

(۱۶) یہ کس قدر بڑی نعمت ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندے کو جوانی میں توبہ کی توفیق
 عطا فرمائے اور اس پر استقامت بخشے، کہہ سکتے ہیں کہ تمام دنیا کی نعمتیں اس نعمت کے مقابلے
 میں ایسی ہیں جیسا کہ دریائے عمیق کے مقابلے میں شبنم کا قطرہ، کیوں کہ وہ نعمت حق تعالیٰ کی
 رضامندی کا موجب ہے جو کہ تمام دنیوی و اخروی نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

وَرَضَوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ

اور اللہ کی رضا مندی سب سے بڑی نعمت ہے۔ (۱)

۱۷) اے فرزند! فرصت، صحت اور فراغت کو غنیمت جانتا چاہئے، ہمیشہ اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھنا چاہئے، جو عمل بھی روشن شریعت کے مطابق کیا جائے ذکر میں داخل ہے۔ اگرچہ وہ خرید و فروخت ہو۔ پس تمام حرکات و سکنات میں احکام شرعیہ کی رعایت کرنی چاہئے تاکہ وہ سب کچھ ذکر ہو جائے، کیوں کہ ذکر سے مراد غفلت کا دور ہونا ہے اور جب تمام افعال میں اوامر و نواہی کو مدنظر رکھا جائے تو ان اوامر و نواہی کا حکم دینے والے (حق تعالیٰ) کی (یاد کی) غفلت سے نجات حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر پر دوام حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ دوام ذکر حضرات خواجگان نقشبندیہ قدس سرہم کی یادداشت سے جدا ہے، کیوں کہ وہ یادداشت صرف باطن تک ہی ہے اور اس دوام ذکر کا اثر ظاہر میں بھی جاری ہے اگرچہ دشوار ہے۔ (۲)

۱۸) آپ نے گوشہ نشینی کی خواہش کی تھی ہاں! بے شک گوشہ نشینی صدیقین کی آرزو ہے آپ کو مبارک ہو، آپ عزت (گوشہ نشینی) اختیار کریں لیکن مسلمانوں کے حقوق کی رعایت ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ آل حضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ
الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْيِيتُ
الْعَاطِسِ۔ (۳)

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، بیمار پرسی کرنا، جنازے کے پیچھے چلنا، دعوت کا قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔
لیکن دعوت قبول کرنے میں چند شرطیں ہیں:

(۱)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۳۹۔

(۲)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۵۱-۶۵۲۔

(۳)۔ صحیح البخاری: کتاب الجنائز: باب الأمر باتباع الجنائز: ج: ۲: ص: ۷۱۔

راحیاء العلوم میں لکھا ہے کہ: اگر طعام مشتبہ ہو یا دعوت کا مکان اور وہاں کا فرش حلال کا نہ ہو یا وہاں ریشمی فرش اور چاندی کے برتن ہوں یا چھت یا دیوار پر جانداروں کی تصویریں ہوں یا باجے یا سماع کی کوئی چیز موجود ہو یا کسی قسم کا لہو لعب کا شغل ہو یا غیبت و بہتان اور جھوٹ سننا پڑے، تو ان سب صورتوں میں دعوت کا قبول کرنا منع ہے۔ یہ سب امور اس دعوت کی حرمت اور کراہت کا موجب ہیں اور اسی طرح اگر دعوت کرنے والا عالم یا فاسق یا مبتدع یا شریر یا تکلف کرنے والا اور فخر و مباہات کا طالب ہے تب بھی یہی حکم ہے۔

شرعۃ الاسلام میں ہے کہ ایسے طعام کی دعوت قبول نہ کریں جو ریاد سمعہ کے لئے تیار کیا گیا ہو۔

محیط میں ہے کہ جس دسترخوان پر لہو لعب یا سرود کا سامان ہو یا وہاں لوگ غیبت کرتے ہوں یا شراب پیتے ہوں وہاں بیٹھنا نہیں چاہئے، اگر یہ سب موانع موجود نہ ہوں تو دعوت قبول کرنے سے چارہ نہیں ہے لیکن اس زمانے میں ان موانع کا مفقود ہونا دشوار ہے اور نیز جان لیں کہ:

عزالت از اغیار باید نے زیار

کیوں کہ ہم رازوں کے ساتھ صحبت رکھنا طریقہ عالیہ کی سنت مؤکدہ ہے۔

حضرت نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ: ہمارا طریق صحبت ہے، کیوں کہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت۔

اور صحبت سے مراد طریقت کے موافقین کی صحبت ہے نہ مخالفین طریقت کی صحبت، کیوں کہ ایک کا دوسرے میں فانی ہونا صحبت کی شرط ہے جو موافقت کے بغیر میسر نہیں ہوتا اور مریض کی عیادت سنت ہے، جب کہ اس بیمار کا کوئی خبر گیر ہو اس کی تیمارداری کرتا ہو ورنہ اس بیمار کی عیادت (بیمار پرسی) واجب ہے، جیسا کہ مشاکاة کے حاشیے میں کہا ہے اور نماز جنازہ میں حاضر ہونے کے لئے کم از کم چند قدم جنازہ کے پیچھے چلنا چاہئے، تاکہ میت کا حق ادا ہو جائے

اور جمعہ و جماعت و نماز پنج گانہ اور نماز عیدین میں حاضر ہونا ضروریات اسلام میں سے ہے کہ جن سے چارہ نہیں ہے اور باقی وقتوں کو تمہیل و انقطاع (تنہائی و گوشہ نشینی) میں گزاریں لیکن پہلے نیت کو درست کر لینا چاہئے اور گوشہ نشینی کو دنیا کی کسی غرض سے آلودہ نہ کریں اور حق تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ باطنی جمعیت حاصل کرنے اور بے فائدہ و بے کار اشتغال سے منہ موڑنے کے سوا عزلت سے اور کچھ مقصود نہ ہو اور نیت کے درست کرنے میں بڑی احتیاط کریں، ایسا نہ ہو کہ اس کے ضمن میں کوئی نفسانی غرض پوشیدہ ہو، اور نیت کے درست کرنے میں (اللہ تعالیٰ کے حضور میں) التجا و تضرع بہت زیادہ کریں اور عاجزی و انکساری اختیار کریں تاکہ نیت کی حقیقت میسر ہو جائے۔ سات استخارے ادا کر کے درست نیت کے ساتھ عزلت اختیار کریں امید ہے کہ اس پر بڑے بڑے فائدے مترتب ہوں گے، باقی حالات کو ملاقات پر موقوف رکھا ہے۔ (۱)

(۱۹) رنج و محنت محبت کے لوازم سے ہے، فقر کے اختیار کرنے میں درد غم ضروری ہے:

غرض از عشق تو ام چاشنی درد غم است

ورنہ زیر فلک اسباب تنعم چہ کم است

دوست رنج و آوارگی چاہتا ہے تاکہ اس کے غیر سے پورے طور پر انقطاع حاصل ہو جائے، یہاں آرام بے آرامی میں ہے اور ساز سوز میں اور قرار بے قراری میں اور راحت جرات یعنی زحمت ہونے میں ہے، اس مقام میں آرام طلب کرنا اپنے آپ کو رنج میں ڈالنا ہے۔ اپنے آپ کو ہمہ تن محبوب کے حوالہ کر دینا چاہئے اور جو کچھ اس کی طرف سے آئے نہایت خوشی سے قبول کرنا چاہئے اور منہ نہیں بنانا چاہئے، زندگی گزارنے کا طریقہ اسی روش میں ہے، جہاں تک ہو سکے استقامت اختیار کریں ورنہ فور پیچھے لگا ہوا ہے، آپ کی مشغولی خوب ہو گئی تھی لیکن قوی ہونے (کمال کو پہنچنے) سے پہلے کمزور ہو گئی مگر کچھ غم نہیں

(۱) - حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۵۳ تا ۶۵۶۔

اگر اپنے آپ کو ان ترددات سے تھوڑا سا بھی جمع کریں تو پہلے سے بھی بہتر ہو جائے گی۔
تفرقے کے ان اسباب کو عین جمعیت کے اسباب جانیں تاکہ اپنا کلام کر سکیں۔ (۱)
(۲۰) اگرچہ حق تعالیٰ کا فیض خواہ اولاد و اموال کی قسم سے ہو اور خواہ ولایت و ارشاد کی
جنس سے ہو، ہر خاص و عام اور کریم و تنیم پر بلا تفرقہ ہمیشہ وارد ہے لیکن بعض فیوض کے قبول
کرنے اور بعض کے قبول نہ کرنے میں فرق اسی طرف سے (یعنی بندہ کی طرف سے) پیدا ہوتا ہے:

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ أَنْفُسُهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۶﴾۔ آل عمران

اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

موسم گرما کا سورج دھوبی اور کپڑے پر یک ساں چمکتا ہے لیکن دھوبی کا چہرہ سیاہ اور اس
کا کپڑا سفید ہو جاتا ہے۔ یہ عدم قبول حضرت حق تعالیٰ و تقدس کی جناب پاک سے روگردانی
کا سبب ہے، روگردانی کرنے کے لئے بدبختی لازم اور نعمت سے محرومی واجب ہے اس جگہ کوئی
یہ نہ کہے کہ بہت سے روگرداں ایسے ہیں جو دنیا کی ناز و نعمت سے ممتاز ہیں اور ان کی روگردانی
ان کی محرومی کا باعث نہیں ہوئی۔

جاننا چاہئے کہ وہ بدبختی ہے جو استدراج کے طور پر اس کی خرابی کے لئے نعمت کی صورت
میں ظاہر کی گئی ہے، تاکہ اس روگردانی و غم راہی میں مستغرق رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَيَحْسَبُونَ اَنْمُنَّا مُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَّالٍ وَبَنِيْنٍ ﴿۱۷﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي
الْخَيْرَاتِ ﴿۱۸﴾ بَلْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۹﴾۔ المؤمنون

کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم جو مال و اولاد دیتے رہتے ہیں، یہ ہم ان کے لئے
بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں (یہ بات نہیں) بلکہ وہ نہیں سمجھتے۔

پس دنیا کی ناز و نعمت جو اعراض و روگردانی کے باوجود حاصل ہو عین خرابی ہے اس سے
بچنا چاہئے۔ (۲)

(۱) حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۲۵۸۔

(۲) حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۲۵۹۔

(۲۱) جاننا چاہئے کہ خوارق و کرامات کا ظاہر ہونا ولایت کی شرط نہیں ہے، جس طرح علما خوارق حاصل کرنے کے مکلف نہیں ہیں اسی طرح اولیا بھی خوارق کے ظہور پر مکلف نہیں ہیں، کیوں کہ ولایت سے مراد اللہ جل شانہ کا قرب حاصل کرنا ہے جو ماسوی اللہ کے نسیان کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے اولیا کو عطا فرماتا ہے بعض کو یہ قرب عطا فرماتے ہیں اور اس کو غیب کے پیش آمدہ حالات پر کچھ اطلاع نہیں دیتے اور بعض دوسرے لوگوں کو یہ قرب بھی دیتے ہیں اور غیب کی باتوں پر اطلاع بھی بخشتے ہیں اور بعض کو مقام قرب سے کچھ نہیں دیتے لیکن غیبی حالات پر اطلاع بخشتے ہیں، یہ تیسری قسم کے لوگ اہل استدراج ہیں اور نفس کی صفائی نے ان کو غائبانہ چیزوں کے کشف میں مبتلا کر کے گمراہی میں ڈال دیا ہے آیہ کریمہ:

يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۖ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٨﴾
 اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۖ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۖ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٩﴾
 ...المجادلة

وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم کچھ ہیں، خبردار یہ لوگ جھوٹے ہیں، ان پر شیطان نے غلبہ پا کر ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دیا ہے یہی لوگ شیطان کا گروہ ہیں خبردار یہ شیطان کا گروہ خسارہ پانے والے ہیں۔

ان کے حال کے متعلق پتہ دیتی ہے۔ پہلی اور دوسری قسم کے لوگ جو دولتِ قرب سے مشرف ہیں اولیا اللہ ہیں، نہ غائبانہ امور کا کشف ان کی ولایت کو بڑھاتا ہے اور نہ عدم کشف ان کی ولایت کو گھٹاتا ہے ان میں درجاتِ قرب کے اعتبار سے فرق ہے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس ولی کو غیبی صورتوں کا کشف نہیں ہوتا وہ اس ولی سے افضل و برتر ہوتا ہے جس کو غیبی صورتوں کا کشف ہوتا ہے۔ (۱)

(۲۲) جاننا چاہئے کہ پیروہ ہے جو مرید کو حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف رہ نمائی کرے، یہ بات تعلیم طریقت میں زیادہ ملحوظ اور واضح ہے، کیوں کہ پیر طریقت شریعت کا استاد بھی ہے اور طریقت کا رہ نما بھی، برخلاف پیر خرقہ کے، لہذا پیر تعلیم کے آداب کی رعایت زیادہ کرنی چاہئے اور پیر کہلانے کا زیادہ مستحق یہی ہے، اور اس طریق میں نفس امارہ کے ساتھ ریاضتیں اور مجاہدے یہی ہیں کہ احکام شرعیہ کو بجالائے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن سنت کی متابعت لازم پکڑے، کیوں کہ پیغمبروں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے سے مقصود نفس امارہ کی خواہشات کو دور کرنا ہے اس لئے کہ وہ اپنے مولیٰ جل شانہ کی دشمنی میں مقرر ہوا ہے، پس نفسانی خواہشوں کا دور ہونا احکام شرعی کے بجالانے پر وابستہ ہے جس قدر شریعت میں راسخ اور ثابت قدم ہوگا اسی قدر نفسانی خواہشات سے زیادہ دور ہوگا پس نفس امارہ پر شریعت کے اوامر و نواہی کے بجالانے سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں ہے اور صاحب شریعت کی پیروی کے سوا کسی چیز میں اس کی خرابی متصور نہیں ہے وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو سنت کی تقلید کے سوا اختیار کریں وہ معتبر نہیں ہیں۔ (۱)

(۲۳) جاننا چاہئے کہ صحبت کے آداب اور شرائط کو مد نظر رکھنا اس راہ کی ضروریات سے ہے تاکہ افادہ اور استفادہ کا راستہ کھل جائے ورنہ صحبت سے کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا اور مجلس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا (اس لئے) بعض ضروری آداب و شرائط لکھے جاتے ہیں، گوش ہوش سے سننے چاہئیں:

طالب کو چاہئے کہ اپنے دل کو تمام اطراف و جوانب سے ہٹا کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے اور پیر کی خدمت میں ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر نوافل و اذکار میں مشغول نہ ہو اور اس کے حضور میں اس کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے اور پوری طرح اسی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا رہے، حتیٰ کہ جب تک وہ امر نہ کرے ذکر میں بھی مشغول نہ ہو اور اس کی

خدمت میں رہتے ہوئے نماز فرض وسنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے۔

سلطان این وقت کا واقعہ منقول ہے کہ اس کا وزیر اس کے سامنے کھڑا تھا، اسی اثنا میں اتفاقاً وزیر کی نظر اس کے کپڑے پر جا پڑی اور وہ اس کے بند کو اپنے ہاتھ سے درست کرنے لگا۔ اس حال میں جب بادشاہ کی نظر اس وزیر پر پڑی کہ وہ اس کے غیر کی طرف متوجہ ہے، تو جھڑک کر کہا کہ:

میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا کہ تو میرا وزیر ہو کر میرے حضور اپنے کپڑے کی بند کی طرف توجہ کرے۔

سوچنا چاہئے کہ جب کمین دنیا کے وسائل (مثلاً بادشاہ) کے لئے چھوٹے چھوٹے ادب بھی ضروری ہیں تو وصولِ الی اللہ کے وسائل (مثلاً پیر) کے لئے ان آداب کی رعایت نہایت ہی کامل طور پر ضروری ہوگی۔

اور جہاں تک ہو سکے ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا سائے پر پڑتا ہو اور اس کی مصلیٰ پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ پر طہارت نہ کرے اور اس کے خاص برتنوں کو استعمال نہ کرے اور اس کے حضور میں پانی نہ پیئے، کھانا نہ کھائے، اور کسی سے گفت گو نہ کرے، بل کہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو اور پیر کی غیبت (غیر موجودگی) میں جہاں پیر رہتا ہے اس جگہ کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اور تھوک بھی اس طرف نہ پھینکے اور جو کچھ پیر سے صادر ہوا اس کو صواب (جانے)، اگرچہ بہ ظاہر صواب معلوم نہ ہو، وہ جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کام کرتا ہے، اس تقدیر پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔ اگرچہ بعض صورتوں میں اس کا الہام میں خطا ہونا ممکن ہے، خطائے الہامی خطائے اجتہادی کی مانند ہے اس پر ملامت و اعتراض جائز نہیں، اور چون کہ اس کو اپنے پیر سے محبت پیدا ہو چکی ہے اس لئے جو کچھ محبوب (پیر) سے صادر ہوتا ہے محب (مرید) کی نظر میں محبوب دکھائی دیتا ہے، پس اعتراض کی گنجائش نہیں رہے گی، کھانے پینے پہننے سونے اور طاعت

کرنے کے ہر چھوٹے بڑے کاموں میں پیر ہی کی اقتدا کرنی چاہئے نماز کو بھی اسی طرز پر ادا کرنا چاہئے اور فقہ کو بھی اسی کے عمل سے اخذ کرنا چاہئے

آں را کہ درس رائے نگار یست فارغ است

از باغ و بوستان و تماشا لالہ زار

اور اس کی حرکات و سکنات پر کسی قسم کے اعتراض کو دخل نہ دے اگرچہ وہ اعتراض رائی کے دانے جتنا ہو، کیوں کہ اعتراض سے سوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ بد بخت وہ شخص ہے جو اس بزرگ گروہ کا عیب میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس بلائے عظیم سے بچائے اور اپنے پیر سے خوارق و کرامات طلب نہ کرے اگرچہ وہ طلب خطرات اور وساوس کے طریق پر ہو۔ کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ کسی مؤمن نے کسی پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہے (یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا) معجزہ طلب کرنے والے کافر اور منکر لوگ ہیں:

معجزات از بہر قہر دشمن است

بوئے جنسیت پئے دل بردن است

موجب ایمان نہ باشد معجزات

بوئے جنسیت کند جذب صفات

اگر دل میں کوئی شبہ پیدا ہو تو اس کو بلا توقف عرض کر دے، اگر حل نہ ہو تو اپنی تقصیر سمجھے اور پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی یا عیب و نقص منسوب نہ کرے اور جو واقعہ بھی ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اسی سے دریافت کرے اور جو تعبیر طالب پر ظاہر ہو وہ بھی عرض کر دے اور صواب و خطا کو اسی سے طلب کرے اور اپنے کشفوں پر ہرگز بھروسہ نہ کرے، کیوں کہ اس جہاں میں حق باطل کے ساتھ اور خطا صواب کے ساتھ ملا جلا ہے اور بے ضرورت اور بلا اجازت اس سے جدا نہ ہو کیوں کہ اس کے غیر کو اس کے اوپر اختیار کرنا ارادت کے برخلاف ہے اور اپنی آواز کو اس کی آواز سے بلند نہ کرے اور بلند آواز سے اس کے ساتھ

گفت گو نہ کرے کہ بے ادبی میں داخل ہے اور جو فیض و فتوح اس کو پہنچے اس کو اپنے پیر ہی کے ذریعے سمجھے اور اگر واقعے میں دیکھے کہ فیض دوسرے مشائخ سے پہنچا ہے اس کو بھی اپنے پیر ہی سے جانے، اور یہ سمجھے کہ چوں کہ پیر تمام کمالات و فیوض کا جامع ہے، اس لئے پیر کا خاص فیض کی خاص استعداد کے مناسب اس شیخ کے کمال کے موافق جس سے یہ صورت افاضہ ظاہر ہوئی ہے، مرید کو پہنچا ہے اور وہ پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اور اس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے ابتلا و آزمائش کے باعث مرید نے اس کو دوسرا شیخ خیال کیا ہے اور فیض کو اس کی طرف جانا ہے، یہ بڑا بھاری مغالطہ ہے اللہ تعالیٰ لغرض سے محفوظ رکھے اور سید البشر ﷺ کے طفیل پیر کے اعتقاد اور محبت پر ثابث قدم رکھے۔ آمین

غرض الطريق کلمہ ادب مثل مشہور ہے۔ کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچتا، اور اگر مرید بعض آداب بحال لانے میں اپنے آپ کو عاجز جانے اور ان کو کما حقہ ادا نہ کر سکے اور کوشش کرنے کے بعد بھی ان سے عہدہ برآ نہ ہو سکے تو معاف ہے لیکن اس کو اپنے قصور کا اقرار کرنا ضروری ہے اور اگر نعوذ باللہ آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور اپنے آپ کو قصور وار بھی نہ جانے تو وہ ان بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے۔ (۱)

(۲۴) اس طریقہ عالیہ کے بعض متاخرین خلفائے اس طریق میں بھی نئی نئی بدعتیں نکالی ہیں اور ان اکابر کے اصل طریقہ کو چھوڑ دیا ہے ان مریدوں کی ایک جماعت کا اعتقاد ہے کہ ان نئی نکالی ہوئی باتوں سے انہوں نے طریقہ کی تکمیل کی ہے ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۝ الكهف

(چھوٹا منہ اور بڑی بات)

بل کہ انہوں نے اس کے خراب اور ضائع کرنے میں کوشش کی ہے۔ افسوس ہزار

افسوس کہ بعض وہ بدعتیں جو دوسرے سلاسل میں بالکل موجود نہیں ہیں وہ انہوں نے اس طریقہ عالیہ میں پیدا کر دی ہیں، نماز تہجد کو جماعت سے ادا کرتے ہیں اور گرد و نواح سے اس وقت لوگ نماز تہجد کے لئے جمع ہو جاتے ہیں اور بڑے اہتمام کے ساتھ اس کو ادا کرتے ہیں اور حال آں کہ یہ عمل مکروہ تحریمی ہے۔

لیکن ان دنوں میں جب کہ وہ نسبت شریفہ عنقائے مغرب (یعنی مخفی) ہے اور بالکل پوشیدہ ہو گئی ہے اور اس گروہ میں سے ایک جماعت نے اس دولتِ عظمیٰ کے نہ پانے اور اس نعمت عالیہ کے نہ ملنے سے ہر طرف ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور جواہر نفیسہ کو چھوڑ کر چند ٹھیکریوں پر خوش ہو گئے ہیں اور بچوں کی طرح جوڑ و میوز (اخروٹ و منقہ) پر مطمئن ہو کر نہایت بے قرار اور حیرانی سے بزرگوں کے طریق کو چھوڑ کر کبھی ذکر جہر سے تسلی حاصل کرتے ہیں اور کبھی سماع و رقص سے آرام ڈھونڈتے ہیں اور چوں کہ ان کو خلوت در انجمن حاصل نہیں ہے، اس لئے خلوت کا چلہ اختیار کرتے ہیں اور اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ایسی بدعتوں کو اس نسبت شریفہ کی تکمیل کرنے والی خیال کرتے ہیں اور اس بربادی کو عین آبادی شمار کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ ان کو انصاف عطا فرمائے اور اس طریقہ کے بزرگوں کے کمالات کی ذرا سی خوشبو ان کی جان کے دماغ تک پہنچائے۔

اس طریق میں مایوس اور خسارہ والا شخص وہ ہے جو اس طریق میں داخل ہو کر اس طریق کے آداب مد نظر نہ رکھے اور نئے نئے امور اس طریق میں پیدا کرے اور اس طریقہ کے برخلاف اپنے واقعات اور خوابوں پر اعتماد کرے اور اس صورت میں طریق کا کیا گناہ ہے وہ اپنے خوابوں اور واقعات کی راہ چلتا ہے اور اپنے اختیار سے کعبہ معظمہ کے راستے سے منہ پھیر کر ترکستان کی طرف جا رہا ہے۔

ترسم نہ رسی بلعجبہ اے اعرابی ایں رہ کہ تو می روی بترکستان است (۱)

(۱)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۲۶۸-۲۶۹۔

(۲۵) جاننا چاہئے کہ جب کوئی طالب آپ کے پاس ارادت سے آئے، اس کو طریقہ سکھانے میں بہت تامل کرنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ اس امر میں آپ کا استدراج مطلوب ہو اور خرابی منظور ہو، خاص کر جب کسی مرید کے آنے میں کچھ خوشی و سرور پیدا ہو تو چاہئے کہ اس بارے میں التجا و تضرع کا طریق اختیار کر کے کئی استخارے کرے تاکہ یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس کو طریقہ سکھانا چاہئے اور استدراج و خرابی مراد نہیں ہے، کیوں کہ حق تعالیٰ کے اذن کے بغیر جائز نہیں، آیت کریمہ:

لَتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ①۔ ابراہیم

تاکہ تو لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف اللہ کے اذن سے نکالے۔

اسی معنی پر دلالت کرتی ہے۔

ایک بزرگ فوت ہو گیا، اس کو خطاب ہوا کہ تو وہی ہے جس نے میرے دین میں میرے بندوں پر زہ پہنی تھی (یعنی شیخ کامل کی اجازت کے بغیر راہ ارشاد اختیار کی تھی) اس نے کہا: ہاں۔

فرمایا کہ: تو نے میرے بندوں کو میری طرف تفویض کیوں نہ کیا اور اپنے دل سے میری طرف متوجہ کیوں نہ ہوا۔ (۱)

(۲۶) اکابر طریقت قدس سرہم بعض مریدوں کو مقام شیخی تک پہنچنے سے پہلے کسی مصلحت کے پیش نظر ایک قسم کی اجازت دے دیتے ہیں اور ایک لحاظ سے تجویز فرماتے ہیں کہ:

طالبوں کو طریقہ سکھائیں اور احوال و واقعات پر اطلاع پائیں، اس قسم کی تجویز و اجازت میں شیخ مقتدا پر لازم ہے کہ اس قسم کے مجاز مریدوں کو اس کام میں بڑی احتیاط برتنے کا امر کرے اور تاکید کے ساتھ غلطی کے مواقع کو ظاہر کر دیا کرے اور بار بار ان کے نقص

(۱)۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۷۱۔

پر اطلاع دیتا رہے اور مبالغے کے ساتھ ان کے ناقص ہونے کو ظاہر کر دے، اس صورت میں اگر شیخ حق بات کے ظاہر کرنے میں سستی کرے تو وہ خائن ہے اور اگر مرید کو وہ باتیں بری معلوم ہوں تو وہ بد قسمت ہے، کیا وہ نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ کی رضا مندی شیخ کی رضا مندی سے وابستہ ہے اور حق تعالیٰ کا غضب شیخ کے غضب پر موقوف ہے، اس پر کیا بلا آپڑی، وہ یہ نہیں سمجھتا کہ ہم سے قطع کرنا اس کو کہاں تک پہنچا دے گا اور اگر ہم سے قطع کرے گا تو اور کس شخص سے جا ملے گا اور اگر نعوذ باللہ اس قسم کا کوئی امر اس کے دل میں راہ پا گیا تو بلا توقف اس کو کہہ دیں کہ توبہ و استغفار کرے اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی و زاری کرے کہ اس ابتلا و فتنہ عظیم میں اس کو مبتلا نہ کرے اور اس خطرناک بلا و آزمائش میں اس کو گرفتار نہ کرے۔

اے بھائی! حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو یہ منصب عطا فرمایا ہے اس نعمت کا شکر پوری طرح ادا کریں اور محافظت کریں کہ کوئی ایسا امر صادر نہ ہو جو مخلوقات کی نفرت کا باعث ہو، کیوں کہ اس میں بڑی خرابی ہے۔ خلق کی نفرت اس ملامتیہ جماعت کے حال کے مناسب ہے جن کا دعوت و شیخی سے کوئی واسطہ نہیں ہے بل کہ ملامت کا مقام شیخی کے مقام کے برخلاف ہے ایسا نہ ہو کہ ان دونوں مقاموں کو آپس میں ملا دیں اور عین مشیخت کے مقام میں ملامت کی آرزو کریں کہ یہ بڑے ظلم کی بات ہے اور مریدوں کی نظر میں اپنے آپ کو متجمل (یعنی رعب و اب سے آراستہ و پیراستہ) رکھیں اور مریدوں کے ساتھ کثرت سے میل جول اور انس اختیار نہ کریں، کیوں کہ یہ خفت و سبکی کا باعث ہے اور افادہ و استفادے کے منافی ہے اور حد و شرعیہ کی اچھی طرح محافظت کریں، جہاں تک ہو سکے رخصت پر عمل نہ کریں کہ یہ بھی اس طریقہ عالیہ کے منافی اور سنت سنہ کی متابعت کے دعویٰ کے مخالف ہے (آخر میں تحریر فرماتے ہیں) غرض کہ قول و فعل میں اچھی طرح محافظت کریں، کیوں کہ اس زمانے میں اکثر لوگ فتنہ و فساد کے درپے رہتے ہیں، کوئی ایسا کام سرزد نہ ہونے پائے جو اس مقام کے منافی ہو اور جاہل لوگوں

کو بزرگوں پر طعن کا موقع مل جائے حق تعالیٰ سے استقامت طلب کرتے رہا کریں۔ (۱)
(۲) اس طریق کا مدار دواصلوں پر ہے:

ایک یہ کہ: شریعت پر اس حد تک استقامت اختیار کرنا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے آداب کے ترک پر بھی راضی نہ ہونا چاہئے۔

دوسرے یہ کہ شیخ طریقت کی محبت و اخلاص پر اس طرح راسخ و ثابت قدم ہونا کہ اس پر کسی قسم کے اعتراض کی ہرگز گنجائش نہ رہے، بل کہ اس کے تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں پسندیدہ و محبوب دکھائی دیں۔

ان دواصلوں کے متعلق جو امور ہیں ان میں سے کسی امر میں بھی خلل واقع ہونے سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے یہ دونوں اصل درست ہو گئیں تو دنیا و آخرت کی سعادت نقد وقت ہے۔

اپنے کام کی فکر کرنی چاہئے، تاکہ جہاں سے ایمان سلامت لے جائیں، اجازت نامہ اور مرید کام نہیں آئیں گے، اپنے کام کے ضمن میں اگر کوئی شخص سچی طلب کے ساتھ آئے تو اس کو طریقہ سکھا دیں یہ نہیں کہ تعلیم طریقت کو ہی اصل کام بنالیں اور اپنے معاملے کو اس کے تابع کر دیں کہ یہ سراسر ضرر اور خسارہ ہے۔ (۲)

(۲۸) چاہئے کہ اپنے احوال و اعمال منظور نظر ہوں اور اپنی حرکت و سکون ملحوظ رہے، ایسا نہ ہو کہ مریدوں کی ترقیاں پیروں کے توقف کا باعث ہو جائیں اور مریدوں کی گرم جوشی و مستعدی مرشدوں کے کارخانے میں سردی و سستی پیدا کر دے، اس امر سے بہت ڈرتے رہنا چاہئے اور مریدوں کے احوال و مقامات کو شیر بہر کی طرح جاننا چاہئے اور ان پر فخر و ناز نہیں کرنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ اس راستے سے عجب و غرور کا دروازہ کھل جائے بل کہ چاہئے کہ:

(۱) حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۷۲-۶۷۳۔

(۲) حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۷۳-۶۷۴۔

الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ

حیا ایمان کا ایک جز ہے

کے حکم کے موافق مریدوں کی ترقیاں شرمندگی و خجالت کا باعث ہوں اور طالبوں کی طلب کی گرمی غیرت و عبرت کا موجب ہو، اپنے اعمال کو قاصر اور اپنی نیتوں کو تہمت زدہ سمجھنا چاہئے (تا کہ عجب دور ہو) اور حال و قال کی زبان ہل من مزید (کیا اور بھی ہے) کے کلمہ سے تر رکھنا چاہئے، اگرچہ آپ کے پسندیدہ اطوار و عادات سے یہی امید ہے کہ آپ اسی طرح معاملہ کریں گے لیکن دینی دشمنوں یعنی نفس امارہ اور شیطان لعین کو پیش نظر رکھتے ہوئے تاکید کے طور پر مبالغہ کیا گیا ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے طالبوں کی توجہ کی سرگرمی میں سردی و سستی واقع ہو جائے، کیوں کہ مقصود ان دونوں حالتوں کا جمع کرنا ہے صرف ایک ہی کی فکر میں لگے رہنا قصور و کمی ہے۔ (۱)

(۲۹) اکثر مشائخ قدس اللہ اُسرارہم نے محاسبے کا طریق اختیار کیا ہے اور وہ رات کو سونے سے ذرا پہلے اپنے روزانہ کے اقوال و افعال و حرکات و سکنات کے دفتر کو ملاحظہ کرتے ہیں اور ہر ایک عمل کی حقیقت میں غور کرتے ہیں اپنے قصوروں اور گناہوں کا توبہ و استغفار اور التبا و تضرع کے ساتھ تدارک کرتے ہیں اور نیک اعمال و افعال کو حق تعالیٰ کی توفیق کی طرف منسوب کر کے حق تعالیٰ کا حمد و شکر بجالاتے ہیں، اور صاحب فتوحات مکیہ قدس سرہ (شیخ اکبر مکی الدین ابن عربی قدس سرہ) جو محاسبہ کرنے والوں میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ: میں اپنے محاسبے میں دوسرے مشائخ سے بڑھ گیا اور میں نے اپنی نیتوں اور خطرات کا بھی محاسبہ کر لیا (۲)

(۳۰) دل کا زاکر ہونا اور جذب کا پیدا ہونا ہمارے حضرت خواجہ گئی لازمی ابتدائی تعلیم کی

برکات میں سے ہیں۔ (۳)

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۷۴۔

۲۔ حضرت مجدد الف ثانی: تعلیمات: ص: ۶۷۵۔

۳۔ زبدۃ المقامات: ص: ۴۷۔

ملفوظات

حضرت خواجہ عثمان جالندھری قدس اللہ سرہ
(حتمی تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی موصوف ۱۰۳۷ تک حیات تھے)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ باقی باللہ ودیگر قدس اللہ اُسرار ہم

(۱) اے عزیز! اگر تو کسی سے دوستی کرنی چاہتا ہے تو ایسے دوست سے کر، جو ہمیشہ رہنے والا ہو، اس کے سوا کسی سے دوستی کرنے میں آخر کو پشیمانی اٹھانی پڑتی ہے۔ (۱)

(۲) جاننا چاہئے کہ عاشق جو کچھ دیکھتا ہے، جانتا ہے اور کہتا ہے اور سنتا ہے وہ عین محبوب ہوتا ہے، پس محب اور محبوب اور طالب اور مطلوب ایک ہی ہوتے ہیں، لیکن ہر شخص کی سمجھ یہاں تک پہنچ نہیں سکتی۔ (۲)

(۳) اے عزیز! جب تو نے اس راہ میں قدم رکھا ہے، تو تجھے مبارک ہو، ثابت قدم رہنا اور عالی ہمتی کو عمل میں لانا اور دل میں ادھر ادھر کی باتوں کا خیال نہ کرنا۔ (۳)

(۴) اے عزیز! جو انسانوں کی سی ظاہری صورت رکھتا ہے اس کو بھی آدمی تو کہہ سکتے ہیں لیکن مناسب یہی ہے کہ تو صورت کا اعتبار نہ کرے کیوں کہ اعتبار سیرت پر موقوف ہے اگر صورت اور سیرت دونوں نیک ہوں تو دونوں پر اعتبار ہے اگر کسی میں آدمیوں کی سی سیرت پائی جاتی ہے تو آدمی ہے ورنہ حیوان ہے۔ (۴)

(۱)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۲۔

(۲)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۳۔

(۳)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۵۔

(۴)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۷۔

(۵) اے عزیز! علم بے عمل اور صورت بے معنی کسی کام نہیں آتی، عمل ہی ایک ایسی چیز ہے جو سالکوں کو بلند مرتبہ پر پہنچاتی ہے۔ (۱)

(۶) اے عزیز! جب اللہ تعالیٰ کسی کو سعادت مند بنانا چاہتا ہے تو اسے کسی صاحب دل اور صاحب تصرف کے پاس پہنچاتا ہے اور صاحب تصرف کو اس کے پاس لاتا ہے تاکہ اس کو محبت کی شراب کے گھونٹ سے بہرہ مند کرے اور لا الہ الا اللہ کا کلمہ اسم ذات سے اسے ارشاد فرمائے، اس کلمہ کے کہتے ہی اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ نیک بختی کی مہر اس کی پیشانی پر لگا دو، اور وہ اولیاء میں شمار ہوتا ہے۔ (۲)

(۷) جس طرح بزرگوں کی نصیحت میں فائدہ ہے اسی طرح اضداد اور غیار اور ناجنسوں کی صحبت میں نقصان ہے۔ (۳)

(۸) اے عزیز! جلدی کر، اپنے آپ کو خدا کے کسی ایسے پیارے کے پاس پہنچا جو کہ دانا اور کامل ہو، تاکہ تجھے خواب غفلت کی بیماری سے نجات دے، مرشد کامل کے بغیر خواب غفلت سے جاگنا محال ہے۔ (۴)

(۹) ہمیشہ کا مراقبہ یہ ہے کہ: دل میں خدا کی طرف دیکھتا رہے جو کچھ ہے یہی حضوری اور آگاہی ہے، حضوری اور آگاہی کی علامت پورا ادب ہے اور قضا و قدر کے حکم کو ماننا اور اس پر راضی ہونا ہے۔ (۵)

(۱۰) اے عزیز! اگر دل کی آنکھ اس بات پر ہو کہ: حق سبحانہ تعالیٰ حاضر ہے تو تمام مقصود

(۱)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۹۔

(۲)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۱۱۔

(۳)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۱۳۔

(۴)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۱۳-۱۵۔

(۵)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۱۶۔

حاصل ہو جاتے ہیں۔ (۱)

(۱۱) اگر تو چاہتا ہے کہ حضوری کی دولت حاصل کرے تو لحظہ بہ لحظہ معبود کے ذکر سے تجھے خالی نہیں رہنا چاہئے۔ (۲)

(۱۲) اے عزیز! صوفی وہ ہے جس کا دل ابراہیمؑ کی طرح سلامت ہو، اور اس کی تسلیم اسماعیلؑ کی سی ہو اور اس کا رنج و الم داؤدؑ کا سا ہو، اور اس کا فقر عیسیٰؑ کے فقر کا سا ہو، اور اس کا صبر ایوبؑ کے صبر کی طرح ہو، اور اس کا شوق موسیٰؑ کے شوق کی مانند ہو۔ (۳)

(۱۳) وہ شخص بہت ہی نیک بخت ہے جو دل و جان سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرتا ہے اور ایسے شخص کے پاس ہزار بادشاہی ہے اگرچہ اس کے پاس رات کی روٹی بھی نہ ہو۔ (۴)

(۱۴) نماز کو بڑی کوشش سے ادا کرنا چاہئے اور ادا کرنے میں اپنے آپ کو سب خیالات سے دور رکھنا چاہئے اور دل کی حضوری سے حق سبحانہ تعالیٰ کو حاضر جاننا چاہئے۔ (۵)

(۱۵) اے بھائی! تو بہت کوشش کر، تاکہ تو انسان بنے، انسان ہونا بڑا بھاری کام ہے، کامل انسان وہ ہے جس میں نفسانی خواہش کسی قسم کی باقی نہ رہی ہو۔ (۶)

(۱۶) اے عزیز! تجھے لازم ہے کہ: اللہ تعالیٰ کو تمام چیزوں اور تمام محبوبوں سے ترجیح دے کر اسی کو اختیار کرے تاکہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے تمام چیزوں اور آدمیوں سے برگزیدہ بنائے۔ (۷)

(۱۷) اے عزیز! سب سے قطع تعلق کر کے دوست سے مل جا، اس واسطے ہر شخص کو دوستی

(۱)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۱۶۔

(۲)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۱۶۔

(۳)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۲۰۔

(۴)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۲۱۔

(۵)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۲۲۔

(۶)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۲۴۔

(۷)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۳۰۔

میں تجھ سے کچھ مطلب ہوگا، مگر اللہ تعالیٰ کی دوستی میں نہیں، اللہ تعالیٰ کی یہ نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں غرق رہے اور اپنے آپ کو جلائے اور درد کے مارے آپس لے۔ (۱)

(۱۸) ہمیشہ دل کی طرف دیکھتے رہنا چاہئے، اگر دل کی توجہ غیر کی طرف ہو، تو اس سے منہ پھیر لینا چاہئے اور دل کی توجہ پورے طور پر خدا کی طرف کرنی چاہئے۔ (۲)

(۱۹) خواہ اہل حق کسی قسم کے شغل میں ہو، استغفار کو اپنا شعار بنائے تاکہ دین سلامت رہے۔ (۳)

(۲۰) اے عزیز! جو کچھ آج کر لو گے کل اس کا عوض تمہیں ملے گا، اور جو کچھ تم کرو، خدا کے لئے کرو نہ کہ بہشت کی آرزو اور دوزخ کے خوف کے لئے، یقین جانو کہ جو کچھ وہ دیتا دلاتا ہے سب اسی کا ملک ہے، تم کون جو دخل دے سکو۔ (۴)

(۲۱) اے عزیز! یہ زندگی کے چند روز جو فرصت کے ہیں، ان میں قیامت کے دن کی رسوائی کے غم میں حسرت کے آنسو گرا، اور عجز و نیاز کو اپنا توشہ بنا، اور درد اور آہ کا ہدیہ لے کر، آ (۵)

(۲۲) آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ: بندگی دو چیزوں سے ٹھیک ہو سکتی ہے:

پہلے یہ کہ بندہ وہ چیز یا کام کرے جو خدا کو پسند ہو۔

اور دوسرے یہ کہ جو خدا کرے وہ بندہ پسند کرے۔

پہلی کو عبادت اور دوسری کو عبودیت کہتے ہیں۔

عبادت بندگی کرنے کا نام ہے اور عبودیت بندہ ہونے کا، اور جو شخص ایک گھڑی اللہ

(۱)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۳۰-۳۱۔

(۲)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۳۳۔

(۳)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۳۳۔

(۴)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۴۳۔

(۵)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۴۵۔

تعالیٰ کی عبودیت بجالائے وہ سال بھر کی عبادت سے اچھی ہے۔ (۱)

(۲۳) اے عزیز! اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے دوستی رکھنا ہی خدا کی دوستی ہے پس ان کی دل جوئی عین سعادت ہے، بڑی کوشش اس بات کی کرنی چاہئے کہ کسی طرح ان کا دل ہاتھ میں لایا جائے۔ (۲)

(۲۴) اے عزیز! جس طرح پر دل کا ہاتھ میں لانا فائدہ مند ہے، اسی طرح دل کا دکھانا نقصان دہ ہے، جہاں تک ہو سکے دل آزاری سے کنارہ کرو۔۔۔ لوگوں کو خاص کر ان دوستوں کی دل آزاری سے پرہیز کرنی چاہئے جو اولیاء اللہ ہیں، تاکہ وہ ہلاک اور رسوا نہ ہوں۔ (۳)

(۲۵) اے عزیز! آپ کو لازم ہے کہ دوستان حق کی دوستی کو اختیار کریں، تاکہ دینی اور دنیاوی آفتوں اور مصیبتوں سے بچے رہیں اور ہمیشہ ان کی محبت کے طالب رہیں تاکہ ان کی محبت کے اثر سے آپ مرد خدا بن جائیں۔ (۴)

(۲۶) یقین جانو کہ جو شخص اہل حق کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور ان کے منکر ہیں، وہ شیطان ہیں، ان سے دور رہی رہنا چاہئے اگر ان سے دور نہ رہیں گے تو تباہی میں مبتلا ہوں گے اور دل سیاہ ہو جائے گا اور انہیں میں شمار ہوں گے۔ (۵)

(۲۷) آپ ہر وقت بڑی عاجزی کے ساتھ اور دلی رقت سے اپنے مدعا میں مشغول رہا کریں، اس واسطے کہ عبادت کا مغز بھی دعا ہے۔ (۶)

(۲۸) یہ ذکر حاصل نہیں ہوتا مگر کامل مرشد سے اور کامل مرشد بہت کم یاب ہے

(۱)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۵۱-۵۲۔

(۲)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۵۳۔

(۳)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۵۴۔

(۴)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۵۵۔

(۵)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۵۶-۵۷۔

(۶)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۵۸۔

اور اگر ہے تو کسی کو معلوم نہیں ہوتا مگر اس شخص کو کہ اللہ تعالیٰ کو اسے راہِ راست پر لانا منظور ہو (۱)
 (۲۹) ان جان پر کھیل جانے والوں کی نشانی جو واصل حق ہیں یہ ہے کہ: انہیں اللہ تعالیٰ کے سو کسی اور چیز کی خواہش نہیں اور نہ کسی سے تعلق اور وہ ادھر ادھر کی چیزوں کی پرواہ تک نہیں کرتے، بل کہ تکلیف کو عین آرام خیال کرتے ہیں اور جان دینے کے واسطے پروانہ کی طرح اڑتے پھرتے ہیں انہیں لوگوں کو صاحبِ ہمت کہتے ہیں۔ (۲)

(۳۰) جو شخص خلاف شرع ہو وہ فقیر نہیں ہوتا، آپ کو لازم ہے کہ جاہل فقیر سے کنارہ کریں، اگر نہ کریں گے تو آپ بھی جاہل بن جاؤ گے۔ (۳)

(۳۱) جب طالب کو فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہو جائے تو اس کے بعد بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے، اس وقت جو کچھ اس کی زبان یا اس کے ہاتھ سے ہوتا ہے وہ اس کی طرف سے نہیں ہوتا بل کہ اس کی زبان اللہ تعالیٰ کی زبان ہوتی ہے اور اس کا فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ (۴)

(۳۲) اے عزیز! جو اپنی حقیقت سے باخبر ہے وہ انسان ہے اور جو اپنی حقیقت سے بے خبر ہے وہ حیوان ہے۔ (۵)

(۳۳) اے عزیز! وقت کو پہچاننے والے بنو اور اسے ضائع نہ کرو، تمہیں واضح رہے کہ دن اور رات میں چناؤ وقت، سحری کا وقت ہے جس وقت کہ گرما گرم آنسو پلکوں سے دامن پر گرتے ہیں اور سرد آہ سینہ سے لبوں تک جوش مارتی ہے اور نفس کی تابع داری سے رخ پھیر

(۱)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۶۰۔

(۲)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۶۲۔

(۳)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۶۲۔

(۴)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۶۳۔

(۵)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۶۳۔

کر حقیقی معبود کی اطاعت کی طرف رخ کیا جاتا ہے اور اپنے عملوں کی کوتاہی سے شرمندہ ہوتا ہے، وہ شخص بہت ہی خوش نصیب ہے جو اس وقت کا مالک ہو سکے اور اس وقت کی برکت سے سارا دن اور ساری رات اس طرح بسر کرتے ہیں جس طرح انہوں نے وقت سحر بسر کیا ہے۔ (۱)

(۳۴) عاشقان الہی کے دل سے درد و اندوہ کبھی زائل نہیں ہوا، اور تمام اہل اللہ اس بات پر قائل ہیں کہ جوش و خروش اس وقت تک رہتا ہے کہ موت کا پیالہ نہ چکھا جائے۔۔۔ جس شخص کو ذرہ بھر درد الہی نصیب ہے وہ مردوں کے درمیان مرد خدا ہے، درد کی نعمت ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی، بل کہ ہزاروں میں سے کسی ایک کو نصیب ہوتی ہے جو اس کی قدر و قیمت جانتا ہے۔ (۲)

(۳۵) اے عزیز! لازم ہے کہ ہر کام میں خدا کی طرف رجوع کیا جائے، اور جو مصیبت اور دکھ درد پیش آئے اس کے آگے بیان کیا جائے، اور ہمیشہ اس کے جہاں کو آراستہ کرنے والے جمال کی طرف دیکھتے رہنا چاہئے اور اگر ہزار مصیبت اور رنج و تکلیف پیش آئے، خاموش ہو رہنا چاہئے اور کسی کے آگے بیان نہیں کرنا چاہئے۔ (۳)

(۳۶) عاشق کو ہرگز قرار نہیں ہوتا اور اسے سیری حاصل نہیں ہوتی اور نیند اس کی آنکھوں سے نکل جاتی ہے اور پروانے کی طرح جہاں کو آراستہ کرنے والے جمال کے گرد گردنا چٹا پھرتا ہے یہاں تک موت کے شربت کا پیالہ پی لیتا ہے اس کا نام باقی رہ جاتا ہے اور نہ نشان۔۔۔ اگرچہ ظاہر میں یہ موت ہے لیکن حقیقت میں عین زندگی ہے۔ (۴)

(۱)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۶۶۔

(۲)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۶۷۔

(۳)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۷۰۔

(۴)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۷۴۔

۳۷) اے عزیز! اگر آپ چاہتے ہیں کہ سلامت رہیں تو دو چیزوں پر ہمیشہ عمل کرنا:
اول: توکل۔ دوم: تسلیم۔

جب ان دونوں پر آپ کا عمل درآمد ہوگا تو آپ بازی جیت جائیں گے۔ (۱)
۳۸) اگر آپ چاہتے ہیں کہ: آپ بھی خدا کے دوستوں میں شمار ہوں تو چار چیزوں پر ہمیشہ عمل درآمد کرنا۔

اول: پرہیزگاری۔ دوم: قناعت

سوم: صبر چہارم: مطلوب کی کوشش

اور یہ چیزیں حاصل نہیں ہوتیں مگر درویشوں کی صحبت اور ان کی خدمت سے۔ (۲)
۳۹) اے عزیز! چند روز زندگی کے جو باقی ہیں وہ طلب حق میں گزارو، اور کوتاہی اور کمی نہ کرو اور دل و جان سے اس کے ساتھ محبت رکھو اور اس سے مل جاؤ کیوں کہ اس کے سوا جو ملاپ ہوگا وہ آپ سے جدا ہو جائے گا مگر اللہ تعالیٰ کی دوستی کا پیوند کبھی نہ جدا ہوگا۔ (۳)

۴۰) پیروہ شخص ہوتا ہے جو رسول کریم ﷺ کے سے اوصاف رکھتا ہو، اور جو کچھ آنحضرت ﷺ کی مرضی ہے اس سے کوئی بات باقی نہ رہ گئی ہو، بل کہ اس نے اپنی تمام خواہشات کو گھٹا دیا ہو، یہاں تک کہ محمدی اوصاف کے سوا اس میں اور کچھ نہ پایا جاتا ہو، اس مقام میں نبوی صفات کے انصاف کے وسیلہ سے صفات الہی کا مظہر بن گیا ہو اور انہی تصرفات نے اس کے لائق باطن میں تصرف کیا ہو اور اپنی خواہشات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے تیار رہے۔ (۴)

(۱)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۷۹۔

(۲)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۸۸۔

(۳)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۱۰۲۔

(۴)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۱۰۴-۱۰۵۔

(۴۱) اے عزیز! پورے طور پر کوشش کرو، اور کسی قسم کی کمی نہ کرو، جو وقت تمہیں حاصل ہے اس کی قدر کرو اور امیدوں کو کم کرو اور عاجزی اور زاری سے پیش آؤ اور بے داری میں جاگتے رہو اور توکل کا توشہ اپنے ساتھ لو، اور نیاز مندی کا ہدیہ اٹھا لو اور دردِ آہ کا تحفہ آگے بھیجو اور وضو کا ہتھیرا پہن کر خاموشی کا نیزہ ہاتھ میں لے کر لا اِلهَ اِلا اللہ کی تلواریں کمر بند میں لٹکاؤ اور الفخریٰ کا تاج سر پر رکھ کر نفس کے سرکش گھوڑے کو ریاضتوں کے میدان میں دوڑاؤ اور راستی کی لگام ہاتھ سے نہ چھوڑ کر کم کھانے کے کوڑے سے اسے ادب سکھلاؤ اور قناعت کے قابض کو مضبوط رکھو اگر اس طرز سے راہ و روش رکھو گے تو امید ہے کہ تم کو اصلی وطن میں پہنچا دے گا اور وہاں تم ہمیشہ تک خوش خوش زندہ رہو گے۔ (۱)

(۴۲) جو شخص نافرمانی کرتا ہے یا دنیا کی طرف رغبت رکھتا ہے یا کسی ایسے کام میں مشغول ہے جو دنیا حاصل ہونے کا سبب ہو، یا ضروری روزی پر قناعت نہیں کرتا، یا اس میں خلقت کا مزا ہے یا اس کا وقت ذکر اور مجاہدہ میں نہیں گذرتا یا اپنے احوال کو خودی کی نگاہ سے دیکھتا ہے یا ازلی حکموں کو نہیں مانتا وہ تحقیق، سلوک کے طریقے میں ناقص ہے، آپ پر پوشیدہ نہ رہے کہ: بعض اہل نہایت جو اپنی ضروریات کا خیال چھوڑ دیتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ مجاہدہ اور میل جول کے باعث قناعت ان کی آرام گاہ بن گئی ہے اور تمام مرحلوں میں وجود مطلق کے شہود کی مدد سے مستقیم الحال ہو گئے ہیں۔ (۲)

(۴۳) اے عزیز! سالک وہ ہے جو خدا کی طرف رخ کرے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کتاب کو دائیں ہاتھ میں پکڑے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو بائیں ہاتھ میں لے اور ان دونوں کے بیچ میں راہ طے کرے۔ (۳)

(۱)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۱۰۵۔

(۲)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۱۱۱۔

(۳)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۱۱۲۔

(۴۴) اے عزیز! ربوبیت کے بھید سے واقف ہونا اور عبادت اور عبودیت میں مشغول ہونا ہر شخص کا کام نہیں، نہ اس کو ہر ایک عالم جانتا ہے اور نہ ہر ایک عابد اس کو حاصل کر سکتا ہے اگر کوئی شخص کہے بھی تو سننے والا کہاں؟ اگر سننے والا ہے تو کہنے والا کہاں؟ وہی جانتے ہیں جن کو معلوم ہو چکا ہے، ہزاروں سالکوں میں سے کسی ایک کو معلوم ہے اور بہت سے زاہدوں میں سے کوئی ہوگا جو اسے حاصل کرتا ہو، سو بھی وہ جس نے مرشد کامل کی صحبت سے تربیت پائی ہو، مرشد کامل کی رہنمائی بغیر ربوبیت کے بھید سے واقف ہونا از بس مشکل ہے۔ (۱)

(۴۵) راہ حق کے سالک کے لئے سلوک کی راہ میں تیس مقام ہیں جس شخص کو حق سبحانہ و تعالیٰ نے نیک بخت کیا ہے اور توفیق کو اس کا رفیق بنایا ہے، یہاں تک کہ کوشش اس کی سواری بن گئی ہے اور ہدایت کو دلیل کیا ہے اس کو ہدایت سے معرفت حاصل ہوتی ہے، معرفت سے علم اور علم سے تقویٰ اور تقویٰ سے تفویض اور تفویض سے تسلیم اور تسلیم سے زہد ظاہر ہوتا ہے اور زہد سے قناعت اور قناعت سے پاکیزہ زندگی، اور پاکیزہ زندگی سے شکر اور شکر سے إحسان اور إحسان سے شوق کا نور اور شوق کے نور سے محبت کی آگ اور محبت کی آگ سے دل کی جلن اور دل کی جلن سے بے خوابی اور بے خوابی سے عشق اور عشق سے بدنی نقصان اور بدنی نقصان سے نزدیکی اور نزدیکی سے وقت اور وقت سے وجد اور وجد سے خوشی اور رضا اور خوشی اور رضا سے دیدار الہی اور نقصان اور رضا سے مشاہدہ اور مشاہدہ سے عاجزی اور عاجزی سے حیرانگی پیدا ہوتی ہے اور یہی آخری مقام ہے۔ (۲)

(۱)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۱۵۰-۱۵۱۔

(۲)۔ چہل مکتوب مترجم: ص: ۱۵۳-۱۵۴۔

ملفوظات

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۲۱/۳/۱۰۵۲ - بمطابق: ۹/۶/۱۶۴۲)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ باقی باللہ ودیگر قدس اللہ اَسرارہم
(۱) اولیائے کرام کا حصول، مردانِ خدا کی معرفت اور ان کے نورِ ولایت سے استفادہ
قوتِ ممیزہ کے زور بازو اور پائے طلب کی دوڑ دھوپ سے نہیں ہو سکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی مدد
فرمائے اور اس کا رستہ کی گرہ کھولے پھر بھی ناامید نہ ہونا چاہئے کہ برتر و بزرگ خدا دعاؤں
کا قبول کرنے والا اور فقر کو عطاؤں سے نوازنے والا ہے۔ (۱)

(۲) اے انسان جب تو کسی بندہ کو اس حال میں دیکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اعمال
و اوراد میں لگا رکھا ہے اور توفیقِ استقامت و دوام عطا فرما رکھی ہے تو اس کو نظرِ حقارت سے نہ
دیکھ۔ اگرچہ عارفوں اور عاشقوں کی علامت اس کے چہرے پر نظر نہ آ رہی ہو، اور یقین رکھ کہ
کہ اس کے باطن میں انجذاب کی آواز پیدا ہوئی ہے جو اس کے عبادت میں لگنے اور اس
پر استقامت کا سبب بنی ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی اور نورِ توفیق اس کا رہنما نہ ہوتا تو استقامت
و دوام کی یہ صورت بھی ظاہر نہ ہوتی۔ (۲)

(۳) عارفوں کی تین علامتیں ہیں:

(۱) اپنی تمام توجہات صرف باری تعالیٰ پر منحصر کر دینا، اس کی طلب میں بھی اور اس سے

(۱) - مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۱ ص: ۶۔

(۲) - مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۷ ص: ۵۴۔

طلب کرنے میں بھی، کسی حال میں بھی ان کی توجہ مخلوق پر نہیں ہوتی اور دوسروں پر نظر نہیں پڑتی نہ رد کرنے میں نہ قبول کرنے میں۔

(۲) اپنے مولا کے سامنے ہمیشہ قلیل و کثیر میں اضطراب ظاہر کرنا، چوں کہ عارف کو اللہ کے سوا اپنے اور دوسروں کے عاجز ہونے کا ہر چیز میں یقین ہوتا ہے اس لئے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی اضطراب ظاہر کرتا ہے۔

(۳) اسباب موجود نہ ہونے کے وقت پریشان نہ ہونا، عارف ہمیشہ سکون و راحت میں رہتا ہے، چوں کہ اس نے خود کو اللہ کے سپرد کر دیا ہے تو اللہ بھی اس کو دوسروں سے بے نیاز کر کے اس کے تمام امور کا خود ہی کفیل ہو گیا ہے۔ (۱)

(۴) یہ بات بالکل واضح ہے کہ صراط مستقیم اعتقاداً و عملاً سلف صالح کا راستہ ہے، جو کتاب و سنت کے مطابق ہے، اور جو چیز کتاب و سنت کے مطابق نہ ہو وہ باطل اور رد کر دینے کے لائق ہے اور بعض صاحب حال بزرگوں کے وہ اقوال جو ان سے غلبہ حال و بے خودی میں صادر ہوئے اور کتاب و سنت کے موافق نہیں وہ قابل اقتداء نہیں ہیں، فالحق أحق أن يتبع۔ یعنی حق کا اتباع کرنا ہی ضروری ہے اور فقر و صوفیہ کے اس باب میں جو شیطانیات پائے جاتے ہیں ان کے رد و انکار اور تشنیع و تنبیہ میں توقف و سکوت کا طریقہ اختیار کرنا، اور انہیں ایسی باتوں کے صدور میں مغلوب و معذور سمجھنا چاہئے۔ (۲)

(۵) صوفیا کا متفقہ طریق کتاب: قوت القلوب، رسالہ قشیریہ، منازل السائرین، تعرف اور عوارف وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔ (۳)

(۶) صوفیا کا قول ہے کہ: جودل گرفتار بدعت ہے اس میں ہرگز نور ولایت نہیں داخل ہو سکتا۔ (۴)

(۱) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۷ ص: ۵۵۔

(۲) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۸ ص: ۵۹۔

(۳) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۸ ص: ۶۲۔

(۴) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۹ ص: ۶۷۔

۷) ولی لغزشوں اور گناہوں سے معصوم نہیں ہوتا، ہاں! گناہوں پر اصرار اور جسے رہنے سے محفوظ ہوتا ہے، انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور اولیا محفوظ۔ کابھی مطلب ہے، عصمت صدور معصیت سے پہلے ہوتی ہے اور حفاظت اس کے صدور کے بعد، اس جماعت سے غلبہ حال و سکر کی وجہ سے جو ایسی باتیں صادر ہوئی ہیں جو ظاہر شریعت کے خلاف ہیں تو حکایت کی صحت کے بعد مناسب راہ یہ ہے کہ یا تو توجیہ و تظہیر سے کام لیا جائے یا سکوت و تسلیم سے، لیکن کسی حال میں اتباع نہیں کیا جائے گا۔ اتباع واضح چیزوں میں کیا جاتا ہے نہ کہ مبہم اور موہم چیزوں میں، اور صاحب حال اگر بے اختیار ہو تو معذور ہے اور اس کا منکر علم شریعت کی وجہ سے وہ بھی معذور، اور بر تقدیر اشتباہ اس میں سکوت و توقف احتیاط و انصاف کے قریب ہے۔ (۱)

۸) اگر کسی کا مادہ ایمان کامل ہو گیا اور یقین اس کے دل پر چمک رہا ہے تو یہ بڑی مبارک اور اچھی حالت ہے کہ یہی نور یقین بغیر کسی زحمت اور تکلیف غیر کے اس طریق کے سلوک و اختیار کا باعث ہو جائے گا، کیوں کہ طالب کے شوق کا پیدا ہونا اور مصائب و تعب کو برداشت کرنا حسن مطلوب کے اندازہ ادراک پر موقوف ہے اور حسن مطلوب کا ادراک نور یقین کے اندازہ اشراق پر، اگر کوئی طالب ابھی درجہ یقین پر نہیں پہنچا ہے اور طبیعت پر کدورت اور نفس پر عوارض طاری ہو جانے کی وجہ سے ابھی مرتبہ ظن و تخمین میں ہے تو یہ بھی اختیار مجاہدہ و طلب میں کافی ہے۔ (۲)

۹) میں اس طالب پر قربان جو نور و اثر کے ظاہر ہونے سے پہلے محض بات سننے پر عمل شروع کر دے اور تحصیل مطلوب میں اگرچہ وہ متعذر الوصول ہو بے تاب و بے اختیار ہو جائے۔ (۳)

(۱) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۹: ص ۷۱۔

(۲) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۱۲: ص ۸۶۔

(۳) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۱۲: ص ۸۷۔

(۱۰) طلب کرنا چاہئے کہ طلب کے بغیر انتظار اور ہوس و آرزو کے ساتھ انتظار مطلوب تک نہیں پہنچا سکتا، طلب کی حقیقت یہ ہے کہ مطلوب کی طلب و تشنگی طالب کی روح پر ایسی غالب و مسلط ہو جائے کہ کوئی مقصود اور کوئی آرزو اس سے مانع نہ ہو، اور غلبہ شوق و تشنگی اس درجہ ہو جائے کہ اگر دنیا کے تمام اہل عقل یہ فیصلہ کر دیں کہ اس مطلوب کا حاصل ہونا محال ہے تب بھی یہ بات نہ تو طالب کے کان قبول کریں نہ اس کے دل میں اترے، اور نہ ان کی اس بات سے وہ اپنی جست جو سے باز آئے، اگر یہ حالت ہو تو طلب ہے، باقی ہوا و ہوس سے زیادہ کچھ نہیں، اور ہوا و ہوس سے کوئی کام نہیں ہوتا۔ (۱)

(۱۱) اگر زمانہ ناسازگار ہو اور توفیق کام کی تیرے شامل حال نہ ہو، تو لمبی امیدیں، باطل آرزوئیں اور جھوٹے وعدوں سے منہ موڑ کر دماغ کو تروتازہ رکھ کر مصروف بکار ہو، اب کس چیز پر دل لگائے بیٹھا ہے اور کس حیلہ سے دل کو تسلی دے رہا ہے جو راستہ تھا وہ مسدود ہو گیا اور تونے مقصود کا منہ تک نہ دیکھا اور محبوب کی گلی کو چوں تک نہ پہنچ سکا، اگر محبوب منزل میں سامنے ہے تو پاؤں چلنے کے لئے کہاں؟ اور طاقت اس تھوڑے سفر کی کہاں؟ (لیکن پھر بھی) ہلاک شدہ دل اور کمزور پاؤں سے چل کر راستہ میں آہ و بکا اور نالہ زاری کر شاید تو اپنے مطلوب کو پالے اس لئے کہ اللہ کی ذات تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (۲)

(۱۲) دنیا اور اسباب دنیا اگر ہمیشہ کے لئے ہوتے اور عیش خاطر اور آسائش وغیرہ بھی اس کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے تو پھر بھی اگر ایک آدمی شوق مولا اور محبت رب میں ان کے نہ ملنے پر صبر کرے اور ان چیزوں پر کوئی توجہ نہ کرے تو دیدار مولا اور محبت رب ان سب چیزوں سے اولیٰ اور افضل ہے، لیکن جب یہ یقین ہے کہ دنیا اور اس کے اسباب سب کے سب فانی اور سر اسر و حشت و کدورت اور باعث محنت و مشقت ہیں تو پھر ان کے فوت ہونے پر حسرت

(۱)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۱۳ ص: ۸۸۔

(۲)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۱۵ ص: ۹۸۔

اور تاسف کیوں؟ اور اگر کوئی آدمی بقدر ضرورت اپنے کو اس دنیا سے ناپائے دار کے کاموں میں مصروف کر لیتا ہے تو وہ اپنی جان پر صد ہا مصائب کو دعوت دیتا ہے، اس لئے کہ اس شراب کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے ہر گھونٹ اور قطرے سے حرص بڑھتی جاتی ہے اور پیاس ختم ہونے کے بجائے اور زیادہ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ پینے والے کو مست اور بے خبر کر دیتی ہے اور کسی نصیحت کو کان میں جانے کا راستہ نہیں ملتا اور آخر کار اس مستی اور غرور میں خدائی دعویٰ بھی کر لیتا ہے۔ (۱)

۱۳) ہر وہ دعا جو امور اخرویہ سے متعلق ہو صدق دل سے مانگنے سے قبول ہوتی ہیں اور اگر اس کی وہ دعا جو امور دنیوی سے متعلق ہے اس کی قبولیت میں دیر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، شاید کہ اللہ کے ہاں طالب کی بھلائی اسی میں ہو، لیکن وہ ادعیہ جو امور دینیہ سے ہیں ان کی راجبیت میں تیرے لئے امان ہے اور اس کی عطا یا توسل کرنے سے ملتی ہیں، لیکن صاحب ہمت جو ماسوی اللہ سے قطع ہو کر صرف خداوند کریم سے استدعا کرتا ہے اور عدم راجبیت کی صورت میں اس کے پاؤں ڈگمگاتے ہیں لیکن جن کے شامل حال خدا کی توفیق ہوتی ہے تو ان کی راجبیت بایں صورت ہوتی ہے کہ ان کے لئے باری تعالیٰ دنیاوی نعمتوں کو آخرت کی سعادت کے لئے وسیلہ بنا دیتے ہیں اور ان کے لئے دارین کی سعادتوں کو باقی اور دائم رکھتے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔ (۲)

۱۴) سلوک کے افضل اعمال اور اقرب وسائل میں یہ طریقہ ہے کہ: اپنے پہلے گناہوں سے توبہ کی جائے، آئندہ گناہ کے قریب تک نہ جایا جائے اور نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود پاک پڑھا جائے اور کلمہ توحید کا کثرت سے ورد کیا جائے جو کہ اصل مقصود ہے اور بزرگوں کی مجلس میں یہ خیال کر کے بیٹھ کہ: سعادت ازلی اور عنایت کبریٰ نے ان لوگوں کو سب مخلوق

(۱) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۱۷ ص: ۱۰۳-۱۰۴۔

(۲) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۱۸ ص: ۱۱۱۔

سے ممتاز کر دیا ہے۔ اگر ان دلائل اور شواہد کے ہوتے ہوئے کوئی آدمی اس طریق سے انکار و انحراف کرتا ہے تو اس پر ہزار برس ایسی باتوں کے کہنے سے کوئی اثر نہیں ہوگا اور وہ ہماری بات کو نہیں سمجھے گا اور اس جیسا دنیا میں کوئی بے وقوف نہ ہوگا۔ (۱)

۱۵) بزرگوں کی مجلس میں حاضر ہو کر یہ تصور رکھ کہ اگر دوسری جگہ نصف مشاہدہ نصیب ہو تو اس جگہ مکمل مشاہدہ مل کہ حضوری کامل و اکمل حاصل ہو۔ (۲)

۱۶) عمر کے دن تو بہت تھوڑے ہیں، زیادہ نہیں، اس راستے کی صعوبتوں اور مشکلات سے نہ ڈر، بہت سے لوگ اس راستہ پر چل کر منزل مقصود تک پہنچ چکے ہیں، ہر قدم پر یہی کش مکش رہتی ہے، شاید کب غالب آؤں لیکن غالب تو وہی ہے جو ہے۔۔۔ ہمت درکار ہے پھر خدا شناسی نصیب ہو جائے گی اور نظر ماسوی اللہ سے اٹھالی جائے، اصل مقام یہی ہے۔ (۳)

۱۷) شکر کرنا حقیقت میں منعم کو پہچاننا ہے اور اس بات کا علم ہے کہ نعمت اس سے ہے تو گویا کہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو معرفت اور علم کے زیور سے مزین ہے، ورنہ عمل بغیر علم کے یوں ہے جیسے جسم بغیر روح کے، اور سلسلہ شکر کا اگر انتہا تک پہنچ جائے تو انسان آخر کار اس نتیجہ تک پہنچتا ہے کہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ (۴)

۱۸) استعداد اور قابلیت کا مدار طلب پر رکھا گیا ہے اس لئے کہ مجرد آرزوئے مطلوب محض خام خیالی ہے اور حقیقت طلب یہ ہے کہ طالب اپنے مطلوب میں مستغرق ہو جائے۔ اس لئے مشغول ہو کہ ماسوی سب کو ترک کر دے، بل کہ ماسوی معدوم اور نایاب ہو جائے، اس طرح ہو جائے کہ کسی کا خواب و خیال نہ رہے اور دل میں کسی کی گنجائش تک نہ رہے اور مطلوب

(۱)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۱۸: ص ۱۱۱-۱۱۲۔

(۲)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۱۸: ص ۱۱۲۔

(۳)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۲۰: ص ۱۱۶۔

(۴)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۲۱: ص ۱۱۷۔

کی طلب میں ہاتھ و پاؤں مارنے چاہئے تاکہ وہ حاصل ہو جائے۔ (۱)
 (۱۹) نقشبندیہ حضرات کسی کام کی بنائیں طریقوں پر رکھتے ہیں:

اول طریقہ: توجہ و مراقبہ کا اس طرح کہ بلا حیل و حجت اپنی ذات کو اسم ذات میں ڈال دے تو وہ بغیر توسط عبارت عربی اور فارسی کے ملاحظہ کرے اور جمیع قوی اور مدارک اس کی طرف متوجہ ہوں، یہاں تک کہ تکلیف کے پردے سب اٹھ جائیں اور ہمیشہ کی آگاہی اس کے ہاتھ آئے اور فنا کے اندر فنا ہو جائے۔

اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ: رابطہ اور توجہ بصورت مرشد و پیر ہو، جو کہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو، جو اس طرح غائب کر دے کہ سب جہات سے توجہ ہٹا کر بحر شہود ذات اور حضور حق کی طرف لگا دے جو جانب اور سمت اس کی علو ہے۔

اور تیسرا طریقہ یہ ہے کہ: لا الہ الا اللہ کا ذکر خفیہ کیا جائے، جس میں نفی اور اثبات دونوں موجود ہیں (اس لئے اس کو ذکر نفی و اثبات بھی کہتے ہیں)۔

طریق اول تو سب طریقوں سے اعلیٰ ہے اور اس کے حصول کے لئے سالک کو بڑی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

اور دوسرا طریقہ جس کو طریقہ رابطہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، صوفیائے کرام کی اصطلاح میں یہ اقرب الطرق کہلاتا ہے اور منشا اس کا عجائب و غرائب کا ظہور ہے۔ یہ رابطہ محبت ہے اور اس کی حفاظت کرنا اس کے لوازمات میں سے ہے، اس کے ضمن میں اسرار کھلتے ہیں۔

اور تیسرا طریقہ: احکم الطرق کہلاتا ہے۔ (۲)

(۲۰) سنت الہی اس طرح سے چلی آرہی ہے کہ وصول الی المقصود مرشد کامل کے بغیر محالات میں سے ہے، اور مرشد کامل کا اس آخری زمانہ میں ملنا مشکل وجود عنقا ہے اور حق یہی

(۱) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۲۱: ص: ۱۱۸۔

(۲) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۲۲: ص: ۱۲۱۔

ہے جس کو بزرگوں نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز پر قادر ہے، آخر زمانہ اور اول زمانہ اس کے ہاں برابر ہے اور اللہ کا فیض ختم ہونے والا نہیں اور پیغمبر خدا ﷺ کی روشن تعلیم سے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ (۱)

(۲۱) آخر حکیم مطلق نے جو یہ تقسیم کی ہے کہ بعض علما اور بعض جہلا اور بعض غربا بعض امرا اور کچھ ایسے اور کچھ ویسے تو اس تقسیم کا کچھ ثمرہ اور نتیجہ تو ضرور ہوگا ورنہ تقسیم ہی صحیح نہ رہی، تو فرق ان کے درمیان حسن و قبح، نقص و کمال کے اعتبار سے ہے، جو عقل مند پر مخفی نہیں، اب تجھے سوچنا ہے کہ تو کس قسم میں داخل ہے، کس قسم میں بھی ہے اس پر خوش رہ، کہ تیری تقدیر کا نوشتہ ہی یہی ہے اور پھر ہر قسم کی علامات کو معلوم کر اور شکر کر، اور خوش رہ کر ایسے کام کر کہ ان کاموں سے خدا اور اس کے دوست رنجیدہ نہ ہوں، اور اصل اس باب میں یہ ہے کہ اغیار کی صحبت کو ترک کر دے، اور گوشہ غریبوں کا اختیار کر کے صابر اور شاکر بن کر بیٹھ جا، اور آخرت کے کاروبار میں مشغول ہو جا، اور پھر آخرت کے کاروبار میں مشغول ہونے کا حسن ہر اس شخص پر واضح ہے جو ادنیٰ درجہ عقل اور ایمان رکھتا ہوں، اس باب میں یہی معتبر ہے اس بات کو دل میں بٹھالینا چاہئے اور صاحب حال ہو کر مرتبہ یقین حاصل کر لینا چاہئے۔ (۲)

(۲۲) بات تو یہ ہے کہ عیش اور فرحت تو وہی چاہئے جو ہمیشہ رہنے والی ہو، اور یہ مسلمہ بات ہے کہ آخرت کی عیش اور فرحت دائمی ہے اور اس دنیا کی فانی، اس لئے کہ یہ خود بھی فانی ہے تو کیوں نہ آدمی کوشش کرے اس بات کی کہ مجھے عیش و راحت ابدی اور سرمدی نصیب ہو جائے اور وہ حاصل ہوتی ہے ان فقیروں کی صحبت اختیار کرنے سے، اور اغیار کی صحبت اختیار کرنے سے تو ایمان ہر روز کمزور اور ضعیف ہوتا رہتا ہے۔ (۳)

(۱) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر ۲۲: ص ۱۲۲۔

(۲) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر ۲۳: ص ۱۲۳-۱۲۵۔

(۳) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر ۲۳: ص ۱۲۵۔

(۲۳) سالک کا راستہ سلامتی کا ہے اور ہر قدم پر محتاط اور ہوشیار رہنا ہے تاکہ اس کا قدم کہیں ڈمگنا نہ پائے، اسی لئے سالک لوگ ہر قدم اور ہر دم پر استغفار اور توبہ میں مشغول رہتے ہیں۔۔۔ سالک ہمیشہ اور دائمی فکر میں رہتا ہے اسے اس سے فراغت ہی نہیں ملتی، وہ اپنی رفتار سے اور منزل کے قرب و بعد سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ (۱)

(۲۴) ذکر کرنے والوں پر شیطان کا غلبہ اور دبدبہ کبھی نہیں رہتا، اور نہ ہی ان لوگوں پر اس کی حکمرانی اور سلطانی چلتی ہے لیکن نفس ایک ایسی بلا ہے جو ذکر اور اللہ اللہ کرنے سے بھی ایک حظ (لذت) کا حصہ حاصل کرتا ہے اور اس سے وہ مخدول اور شکستہ دل نہیں ہوتا، ہاں! البتہ استغفار اور اللہ سے استمداد اور استعانت طلب کی جائے تو اس کی شرارتوں سے خود خداوند کریم محفوظ اور مامون رکھتے ہیں۔ (۲)

(۲۵) خدا تعالیٰ کی نعمتیں بندوں پر اس قدر اور اتنی ہیں کہ ان کو شمار کرنا کسی کے بس میں نہیں اور ان سب نعمتوں میں سے محبوب اور مرغوب نعمت عافیت اور تندرستی ہے، اس لئے کہ جب انسان تندرست ہوگا تو اس سے خیر اور بھلائی کا بھی صدور ہوگا غرضیکہ جمیع افعال و اقوال متعلق ہیں تندرستی سے، یہ علیحدہ بات ہے کہ انسان اپنے اختیار سے پھر اس تندرستی کو غلط طریقہ پر استعمال کر کے عذاب کا مستحق بنتا ہے، دنیا کے اندر جو کچھ بھی ہے وہ سب تندرستی ہی پر موقوف ہے لیکن ایک جماعت دنیا میں ایسی بھی ہے کہ ان کے نزدیک مرض و صحت، مصیبت و راحت، نیست و ہست برابر ہیں، اور عافیت و تندرستی کے معنی ان کے نزدیک یہ ہیں کہ: انسان کو جو اللہ سے تعلق ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے قلب سکون میں رہتا ہے، اس کا نام عافیت اور تندرستی ہے جس چیز سے دل خدا کے ساتھ آرام پائے اس کو عافیت کہتے ہیں، اس میں بلا و نعمت سب برابر ہیں، اگر دل بلا اور مصیبت سے راحت و سکون پائے تو یہ عافیت ہے

(۱)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۲۶: ص: ۱۳۴-۱۳۵۔

(۲)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۲۶: ص: ۱۳۵۔

اور اگر کسی کا دل عیش و عشرت سے آرام پکڑے تو اس کی یہی عافیت ہے غرضیکہ عافیت کا مفہوم ظاہری جسم کی توانائی اور اس کے حالات کا صحیح ہونا نہیں، بل کہ عافیت سے مراد سکون قلب ہے وہ خواہ کسی چیز سے حاصل ہو، اور اس گروہ کے نزدیک مقصود اصلی وصل باری تعالیٰ ہے اور باقی سب ہیچ اور کچھ نہیں خدا کا وصل ہو تو بھوک اور فقر و فاقہ، مصائب و آلام میں انہیں راحت محسوس ہوتی ہے۔ (۱)

(۲۶) مصیبتوں پر صبر کرنا اور قضا پر راضی رہنا دو مقام ہیں اور مسلمانوں پر ان دونوں کی پابندی واجب ہے اور فرق صبر اور رضا میں یہ ہے کہ: صبر میں تلخی اور تڑپ ہے کہ طالب پر مصائب اور آلام آتے ہیں ان پر تحمل کر کے بڑی شدت اور سختی سے اپنے اوپر قابو پاتا ہے اور جب صبر کا خوگر ہو جاتا ہے تو اس وقت صبر اس کی عادت بن جاتا ہے اور نسبت پہلے کے اب اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور وہ اپنی پہلی حالت سے ترقی کر کے رضا میں داخل ہو جاتا ہے غرضیکہ ابتدائی تلخیوں کے تحمل کا نام صبر ہے اور جب عادت بن جائے تو یہی صبر رضا ہے۔ (۲)

(۲۷) غلبہ محبت کی وجہ سے جب لوگ بے اختیار ہو کر خلاف شرع کرتے ہیں تو ان کو شرعاً مآخوذ قرار نہیں دیا جائے گا مگر یہ حالت بھی مجذوب قسم کے لوگوں کی ہوتی ہے اور اہل تمکین اور عقلاء قسم کے بزرگ ہر معاملہ میں منتظم ہوتے ہیں وہ ایسی صورت میں بھی کوئی خلاف شریعت فعل نہیں کرتے وہ تو ہر حالت میں شریعت کی پابندی اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنے کو مقدم سمجھتے ہیں، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ باوجود اس بات کے کہ سب مدارج پر فائز تھے آپ سے کوئی بات خلاف شرع سرزد نہ ہوئی، ان بزرگوں میں سے جس کو نبی علیہ السلام سے جتنی نسبت ہوگی اتنا ہی وہ باعتبار افعال کے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھے گا

(۱) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۳۱: ص ۱۶۳۔

(۲) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۳۱: ص ۱۶۳۔ ۱۶۴۔

اور اس میں اسی قدر نبی علیہ السلام کا پرتو و عکس موجود ہوگا۔ (۱)

(۲۸) احکام خداوندی کی تعظیم اور مخلوق خدا پر شفقت۔ مسلمان کے پرواز کرنے کے یہ دو بازو ہیں، ان دونوں بازوؤں کو مستحکم اور ان دونوں پر مضبوطی سے عمل کرنے کے بغیر مقام قرب اور رضائے مولا نصیب نہیں ہوتی، سالک لوگ جو خدا کے مقرب بنتے ہیں وہ بھی نتیجہ ان دونوں بازوؤں پر عمل کی قوت کا ہے، جتنا کوئی ان پر عمل پیرا ہوگا اتنا ہی اس کو قرب و وصل نصیب ہوگا، اگر عمل زیادہ تو قرب و وصل بھی زیادہ اگر عمل کمزور تو قرب و وصل بھی ناقص۔ (۲)

(۲۹) تصوف کے میدان میں نواہی سے اجتناب امر لابدی ہے، اگر پرہیز کرتا رہا تو امید ترقی ہے ورنہ ہزار ہا مجاہدے اور ریاضتیں بے کار ہوں گی اور ان سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا بل کہ یہ ریاضتیں اور مجاہدے فریب شیطانی ہوں گے جس سے سوائے غرور و نخوت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ (۳)

(۳۰) جو لوگ اللہ کے مقرب اور مقبول ہیں اور شریعت کی ترویج میں لیل و نہار مصروف و مشغول ہیں ان کی عظمت قدر کا خیال رکھتے ہوئے اہل بدعت کی طرف التفات نہ کیا جائے بل کہ ان کو دشمن قرار دیا جائے، اس لئے کہ وہ نبی علیہ السلام کے دشمن ہیں اور شریعت کی ترویج کرنے والے اور متبع سنت لوگ، ان کا احترام کیا جائے اس لئے کہ وہ نبی علیہ السلام کے دوست ہیں۔ (۴)

(۱)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۳۱: ص: ۱۶۵۔

(۲)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۳۳: ص: ۱۶۹۔

(۳)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۳۳: ص: ۱۷۰۔

(۴)۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مکتوب نمبر: ۳۳: ص: ۱۷۱۔

ملفوظات

حضرت خواجہ عبید اللہ المعروف خواجہ خرد قدس اللہ سرہ

ابن حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۲۵/۵/۱۰۷۴۔ بمطابق: ۱۵/۱۲/۱۶۶۳)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مجدد الف ثانی و دیگر قدس اللہ اسرار ہم

(۱) اللہ تعالیٰ کی یاد سراپائے طالب میں پیوست ہونی چاہئے۔۔۔ طالب کے ہر ہر بال

میں اس کا اثر ہونا چاہئے۔ (۱)

(۲) ہمیشہ جناب کبریائی میں اس امر کے متوجی رہو کہ حق سبحانہ اپنے کرم خاص سے ہر چیز

سے جو اس کی محبت کے علاوہ ہے آزاد رکھے اور اپنا گرفتار بنا کر ایسا کر لے کہ تم میں اپنا کوئی نام

و نشان نہ رہے۔۔۔ اگر دیکھو تو اس کو دیکھو اور ڈھونڈو تو اس کو ڈھونڈو جس لباس میں بھی رہو اس

بات کی کوشش کرو کہ دل سے غیر کا تعلق اٹھ جائے کیوں کہ اس تجارت کا راس المال یہی

ہے، باقی کمالات و مقامات اگر ہوں تو فہماور نہ چنداں ضروری نہیں (۲)

(۳) تم کو چاہئے کہ اس کا خیال رکھو کہ کوئی امر بھی ایسا واقع و سرزد نہ ہو کہ شرع

محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی مانع ہے۔ (۳)

(۱) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۵۵۔

(۲) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۵۶۔

(۳) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۵۶-۵۷۔

(۴) اگر کر سکتے ہو تو نماز شب پڑھا کر، جس کو نماز تہجد کہتے ہیں۔ (۱)
 (۵) ایسا کرو کہ دل سے متوجہ رہو اس طرح کہ دل کو ایک مکان تصور کرو اور محبوب حقیقی کو اس مکان کے اندر اور خود کو ایسا سمجھو گویا کہ مکان کے دروازہ پر منتظر محبوب بیٹھے ہو۔۔۔ اس حقیقت کا ذکر میں تصور کرنا چاہئے تاکہ نظر اپنے سے باہر نہ پڑے، محبوب کو اپنے اندر ڈھونڈو نہ کہ اپنے سے باہر، جو کچھ طلب کرو در دل پر پیش کرو تا کہ جمعیت ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ (۲)

(۶) آنحضرت ﷺ جب فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں تین سو ساٹھ بت دیکھے ایک چھڑی دست مبارک میں تھی اس سے ان بتوں کو گراتے اور زبان مبارک سے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ فرماتے جاتے۔۔۔ طالب کو چاہئے کہ وہ اپنے دل کو کعبہ حقیقی تصور کرے، کیوں کہ دل تمام عبادات معنوی کا قبلہ ہے اور اس کعبہ حقیقی کے گرد اگر دہواء ہوس کے اصنام بڑی تعداد میں محیط و تصرف ہو گئے ہیں، پس طالب ان کلمات قرآنیہ کو دل کی طرف متوجہ ہو کر پڑھے۔۔۔ پہلے نیت متابعت آں حضرت ﷺ اور نیت تلاوت قرآن کرے بعدہ داہنی طرف سے بجانب دل پڑھے جاء الحق۔۔۔ پھر جانب دل سے بائیں طرف کو کہے وزهق الباطل۔ پہلی مرتبہ میں اپنے دل میں ظہور حقیقی کا دھیان کرے، دوسری مرتبہ میں یہ تصور کرے کہ غیر مقصود حقیقی دل سے نکل رہا ہے۔ اور اس کی خوب مشق کرے ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد کامیاب ہوگا۔ (۳)

(۷) جاننا چاہئے کہ شریعت صورت حقیقت ہے اور حقیقت معنی شریعت۔۔۔ صورت معنی سے اور معنی صورت سے جدا نہیں ہوتے۔۔۔ معنی تک پہنچنا بے توسط صورت مستحیل ہے

(۱) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۵۷۔

(۲) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۵۷۔

(۳) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۵۹۔

اور صورت پر اکتفا کرنا اور معنی سے جو کہ مقصود صورت ہے غافل ہونا صریح نقصان کی بات ہے۔ (۱)

(۸) وہ لوگ جو مسلوب العقل ہوتے ہیں دو قسم کے ہیں:

ایک مجذوب۔ دوسرے مجنون

مجنون حیوانات سے ملحق ہیں، جو کچھ حیوانات کو معلوم ہوتا ہے ان کو بھی معلوم ہوتا ہے۔۔۔ مجنوں کے پاس نہ جانا چاہئے کیوں کہ ان کو علم ہو جاتا ہے ممکن ہے کہ وہ کوئی ایسی بات ظاہر کر دیں جس کو ظاہر نہ کرنا چاہئے تھا۔ اہل ارشاد و سلوک کے پاس جانا چاہئے ان پر بھی چیزیں منکشف ہو جاتی ہیں لیکن وہ اہل تمکین ہوتے ہیں جو باتیں اللہ تعالیٰ پوشیدہ رکھتے ہیں وہ بھی پوشیدہ رکھتے ہیں کسی کا عیب ظاہر نہیں کرتے۔ ہاں! ضرورت کے وقت ظاہر کر دیتے ہیں۔ (۲)

(۹) لوگوں کو بیماری میں جو اضطراب ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم اطلاق کی جانب ان کی توجہ نہیں ہوتی علاوہ ازیں عالم کون و مکاں (عالم فانی) سے انقطاع کلی نہیں ہوتا۔ اگر اس عالم سے پورا انقطاع اور بے تعلقی ہو تو بیماری اور موت میں راحت ہی راحت ہے۔ (۳)

(۱۰) درویش طالب حق کو چاہئے کہ جب تنگی معیشت اور احتیاج کا غلبہ ہو، اہل دنیا میں سے کسی کے پاس نہ جائے اور ترک آمد و رفت کر دے۔ (۴)

(۱۱) گناہ سے توبہ کر اور دنیا سے بے رغبتی اختیار کر۔۔۔ اسباب پر بھروسہ نہ کر اور جو کچھ غیب سے پہنچے اس پر قانع ہو جا۔ (۵)

(۱) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۵۹۔

(۲) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۶۰۔

(۳) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۶۰۔

(۴) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۶۱۔

(۵) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۶۱۔

(۱۲) لوگوں سے بچ کر گوشہ گیر رہ، اور ذکر و توجہ میں مشغول ہو اور اس پر ڈٹا رہ، پھر محبوب حقیقی کا منتظر ہو۔ اور اس کے ہر فعل و صفت پر راضی رہ۔ (۱)
 (۱۳) ہمارے نزدیک گناہوں میں بدترین گناہ طلب دنیا ہے۔ اور بہترین کام ترک دنیا ہے۔ (۲)

(۱۴) جو کوئی طالب دنیا ہے اس کی دین و دنیا میں کچھ عزت و آبرو نہیں۔ (۳)
 (۱۵) بہت سے آدمی دنیا کو طلب کرتے ہیں اور رات دن انتہائی کوشش میں لگے رہتے ہیں مگر اس کوشش کا کچھ فائدہ مرتب نہیں ہوتا اور بہت سے ایسے ہیں جو گوشہ نشین ہیں مگر ان کو ہر چیز دنیا کی (نعمتوں میں سے) حاصل ہے اور دربارہ معیشت ان کو کوئی تکلیف نہیں۔ (۴)
 (۱۶) ہمارے احباب اس بات کا یقین رکھیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ حی و قیوم ہے اور سب کا رزق اس نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے پس بے ضرورت سعی و اضطراب سے کوئی فائدہ نہیں (۵)
 (۱۷) ریا کاری کے ساتھ جو عبادت کی جائے گی اگرچہ ایسی عبادت کرنے سے فرض کی ادائے گی ہو جائے گی مگر اس عبادت پر (آخرت کے اجر کے لحاظ سے) کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوگا۔ (۶)

(۱۸) وہ معصیت جو ندامت پر لے آئے اور پشیمان کر دے اس کا ثمرہ (آخرت کے لحاظ سے) خیر و خوبی ہے۔ (۷)

-
- (۱) - تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۶۱۔
 (۲) - تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۶۸۔
 (۳) - تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۶۸۔
 (۴) - تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۶۹۔
 (۵) - تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۶۹۔
 (۶) - تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۷۰۔
 (۷) - تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۷۰۔

- (۱۹) اس راہ طریقت کا اول توبہ ہے اور آخر چکی ذاتی برقی۔ (۱)
- (۲۰) نعمتائے الہی میں سے ہر نعمت پر شکر واجب ہے، کوئی بھی نعمت ہو۔ لیکن دل دنیا سے نہ لگانا چاہئے۔ (۲)
- (۲۱) ایک بزرگ کا قول ہے کہ جواں مرد وہ ہے جو ایسے شخص کو بھی رنجیدہ نہ کرے جو رنجیدہ کرنے کا مستحق ہو اور آزاد مرد وہ ہے جو کسی کے رنجیدہ کرنے اور ستانے پر بھی اس کو رنجیدہ نہ کرے۔۔۔۔۔ (۳)
- (۲۲) فقیر وہ ہے کہ اپنے دشمن سے بھی دوستی کرے اور ہر شخص کا اعزاز و اکرام کرے۔ کسی شخص کو چشمِ دوئی سے نہ دیکھے۔ (۴)
- (۲۳) تعلق حسنِ صوری (یعنی عشقِ مجازی) کے دفع کرنے کے لئے نماز و روزہ میں اشغال اور ایسی کتابوں کا مطالعہ بہت مفید ہے جن میں احوالِ مشائخ لکھے ہوئے ہوں۔ (۵)
- (۲۴) ایک درویش نے کہا ہے کہ درویشی (فقط) نماز، روزہ، احیائے شب اور کم کھانا کا نام نہیں ہے۔ یہ تمام امور اسبابِ بندگی ہیں، بل کہ درویشی یہ ہے کہ کسی کو رنجیدہ و آزر دہ نہ کرے۔ (۶)
- (۲۵) اس کام میں اصلی چیز نیستی اور غربت ہے جو کہ منتہائے اربابِ ہمت ہے۔ (۷)
- (۲۶) ہمتِ عالی اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ انسان کو جمیع مراتبِ دنیا سے انقطاع کلی

(۱)۔ تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۷۲۔

(۲)۔ تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۷۲۔

(۳)۔ تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۷۳۔

(۴)۔ تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۷۳۔

(۵)۔ تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۷۴۔

(۶)۔ تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۷۶۔

(۷)۔ تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۷۷۔

حاصل ہو اور دنیا کی باعث فخر چیزیں اس کی نظر میں بے حیثیت اور بے قدر ہوں، نیز بجانب حق توجہ دائمی میسر ہو۔ (۱)

۲۷) فرض کر لو کہ مشاہدہ حسن و جمال لذت رومی ہے تب بھی اس سے بچنا چاہئے اس لئے کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے، جو چاہئے وہ آتا نہیں اور جو آتا ہے وہ چاہئے نہیں۔ (۲)

۲۸) سالک و طالب کے لئے دو باتیں ناگزیر اور ضروری ہیں:

(۱) ایسے درویشوں سے ارتباط و صحبت نہ رکھے جو اس کے مرشد سے ربط نہیں رکھتے، اور جب غیر طریقہ کے درویشوں کی صحبت کو تجویز نہیں کیا گیا تو پھر وہ لوگ۔۔۔ جو مطلق طریق سے بے گانہ و نا آشنا ہیں ان کی صحبت کیسے تجویز کی جاسکتی ہے؟ مناسب یہ ہے کہ طالب ابتدائے سلوک میں کسی سے صحبت و ارتباط نہ رکھے۔ ہاں! حکم مرشد سے کسی کی صحبت میں بیٹھ سکتا ہے۔۔۔ اور اپنے یاران مخصوص کی صحبت میں بھی رہ سکتا ہے۔۔۔ اس تدبیر سے نسبت حاصل ہوگی اور باطن میں قوت پیدا ہوگی۔

۲) جو کام مرشد سے صادر ہوا اگرچہ بظاہر قبیح معلوم ہوتا ہو (اول) اس کا صحیح محمل تلاش کرے (یا مرشد سے براہ راست معلوم کرے) ایک دم اعتراض نہ کرے (البتہ اگر وہ فعل واقعی شرعی نقطہ نظر سے قبیح معصیت ہے، اس میں کسی کی اطاعت و تابع داری نہیں اس سے بچنا ضروری ہے)۔ (۳)

(۱) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۷۹۔

(۲) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۸۱۔

(۳) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: ص: ۸۲۔

ملفوظات

قیوم زماں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۰۷۹/۳/۹ - بمطابق: ۱۶۶۸/۸/۱۷)

ابن و خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ

(۱) ایسے باپ کی جانشینی کے لئے جو کہ مقتدا (پیر) ہو معنوی وراثت ہونی چاہئے جو کہ معنوی ولادت سے وابستہ ہے جس سے مراد باپ کے کمالات کے ساتھ متحقق ہونا ہے۔ ظاہری ولادت کا نتیجہ ظاہری وراثت ہے جو کہ باپ کے مال و متاع کا حاصل کرنا ہے نہ کہ معنوی وراثت کا حاصل کرنا جو کہ ارشاد و تکمیل ہے پس محض ولادت صوری کی وجہ سے ولادت معنوی میں دخل دینا خطرناک ہے، رسی پیری مریدی سے کوئی کام نہیں بنتا۔ (۱)

(۲) کثرت قبض کے باعث دل تنگ نہ ہوں، بطریق کمال بسط و لقا (مشاہدہ) کا مقام آگے آنے والا ہے۔ (۲)

(۳) سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو، دونوں جہاں کی سعادت کی متاع سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر موقوف ہے، اگر دوزخ سے نجات مقصود ہے تو وہ بھی سید الارباب صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے وابستہ ہے اور اگر دارالقرار یعنی جنت میں داخل ہونا ہے تو وہ بھی پیشوائے صالحین کے اتباع پر منحصر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کا حاصل ہونا ہے تو وہ بھی رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے ساتھ مشروط ہے، تو بہ

(۱) مکتوبات معصومیہ: دفتر اول: مکتوب نمبر ۱۱: ص: ۴۴-۴۵۔

(۲) مکتوبات معصومیہ: دفتر اول: مکتوب نمبر ۱۲: ص: ۴۵۔

وزہد توکل اور دنیا سے قطع تعلق کرنا آپ کی متابعت کے بغیر مقبول نہیں ہے اور آپ کے توسل کے بغیر اذکار و افکار اور اشواق و اذواق کی امید نہیں کی جاسکتی، انبیاء علیہم السلام آپ کے سرچشمہ آب حیات کے ایک پیالہ سے سیراب و مستفید ہیں اور اولیاء اللہ آپ کے بے پایاں سمندر کے ایک گھونٹ پر قانع اور منتفع ہیں، فرشتے ان کے طفیلی اور آسمان ان کی حویلی ہے وجود کا رشتہ ان کے ساتھ منسلک اور ایجاد کا سلسلہ ان کے ساتھ مربوط اور ربوبیت کا ظہور ان کے ساتھ وابستہ ہے، جملہ کائنات ان ہی کے پیچھے ہے اور کائنات کا بنانے والا (اللہ) تعالیٰ ان کی رضا کا طالب ہے۔۔۔ (چند سطور کے بعد) پس سعادت مند جوانوں اور ہوش مند طالبوں پر لازم ہے کہ ظاہر و باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں کوشش کریں اور جو چیز اس دولت (اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کے منافی ہے اس سے ظاہر اور باطن کی آنکھ بند کر لیں اور یقینی طور پر جان لیں کہ اگر کوئی شخص ہزار فضائل و خوارق رکھتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں سستی کرتا ہو تو اس شخص کی صحبت و محبت زہر قاتل ہے اور جو شخص کہ ان خوارق و فضائل میں سے کچھ بھی نہ رکھتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ثابت قدم ہو، اس کی صحبت و محبت نفع دینے والی تریاق ہے:

محال است سعدی کہ راہ صفا

تواں رفت جز در پے مصطفیٰ

اے سعدی! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر پرہیزگاری کے راستہ پر چلنا محال

ہے۔ (۱)

(۲) عجب معاملہ ہے کہ: جس قدر یہ (باطنی) نسبت عارف پر غالب آتی ہے اس کے احکام شرعیہ کے ساتھ آراستہ ہونے میں زیادتی کا سبب بن جاتی ہے اس لئے کہ نفس امارہ جو کہ ذاتی طور پر احکام شرعیہ کا منکر ہے (اس وقت) مطیع ہو جاتا ہے اور (احکام شرعیہ کے

ساتھ) آراستگی کا کمال (نفس کے) مطمئنہ ہو جانے سے (وابستہ) ہے اور شریعت (کے کاموں) میں سستی کرنے والا شخص جو اس نعمت کا دعویٰ کرتا ہے وہ نسبت کی حقیقت سے بے بہرہ ہے، پوست کے ساتھ (رہ کر) مغز سے عاجز رہ گیا ہے کیوں کہ اس نسبت کا کمال اطمینان تک پہنچاتا ہے اور اطمینان کی علامت نازل شدہ احکام کا کامل اتباع ہے اور جب یہ نہیں تو وہ بھی نہیں ہے۔ (۱)

(۵) پیغمبر علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام والختیہ کی سنت کو زندہ کرنے میں کمر ہمت باندھیں، بدعت کے اندھیروں میں کہ جنہوں نے دنیا کو گھیرا ہوا ہے، خاص طور پر ایسے وقت میں سنت کو زندہ کرنا ایک بہت بڑا کام ہے (۴)

(۶) میرے مخدوم! دین اور طریقہ میں نئے پیدا شدہ امور سے بچنا ضروری ہے، طریقہ میں کوئی ایسی نئی بات لوگ پیدا کریں جو کہ بزرگوں میں نہیں تھی وہ اس بدعت کی مانند ہے جو مکمل دین میں نئی پیدا کی جائے، طریقہ کی برکتیں اس وقت تک جاری رہتی ہیں جب تک لوگوں نے اس طریقہ کو نئے پیدا کئے ہوئے امور سے آلود نہ کیا ہو۔ (۳)

(۷) جو شخص شغل (ذکر وغیرہ) طلب کرے اس کو شغل میں لگا دیں اور حلقہ کو سرگرم رکھیں اور جس شخص کو ذکر اثر نہ کرے اس کو ذکر کرنے سے روک دیں اور محض وقوف قلبی کا امر کریں جب وہ کچھ عرصہ اس طریقہ پر مداومت کرے گا امید ہے کہ ذکر سہولت کے ساتھ اثر کرے گا لیکن تو جہات سے اس کو محروم نہیں رکھنا چاہئے اور احباب طریقہ کو بعض ضروری آداب کی طرف رہنمائی نہ ہونے پر ضرر کا پلہ غالب ہے (اور) نفع رک جاتا ہے، دیگر چاہئے کہ اوقات کی پابندی کی کوشش کریں اور اہم کاموں میں صرف کریں ایسا نہ کہ فضول کاموں میں صرف

(۱)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۲۷۶۔

(۲)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۲۷۷۔

(۳)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۲۷۷۔

ہو جائیں اور لوگوں کے ساتھ زیادہ میل جول رکھنے سے پرہیز کرتے رہیں کیوں کہ اس سے باطنی نسبت کی رونق جاتی رہتی ہے، نیک نیتی کے بغیر مخلوق کے ساتھ صحبت رکھنا خالق سے قطع تعلق کا سبب ہے، کسی بزرگ نے کہا ہے:

لا تصحب الأشرار ولا تقطع عن الله بصحبة الأخيار
یعنی بروں کے ساتھ صحبت مت رکھ اور نیکوں کے ساتھ ایسی صحبت رکھ کہ تو حق جل و علی سے منقطع نہ ہو جائے۔

اور آپ مریدوں اور طالبوں کے ساتھ ایسا سلوک کریں کہ ان کی نظر میں بارعب اور باوقار معلوم ہوں، اس قدر شوخ و بے باک نہ ہو جائیں کہ جرأت و گستاخی کا سبب بن جائے اور ان کے معمولات میں خلل آجائے۔^(۱)

۸) میرے مخدوم! اگرچہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر رکھتی ہے، لیکن غائبانہ محبت بھی باطنی کیفیات کو جذب کرتی ہے اور فیض کے راستے کو کھولتی ہے:

بوائے جنیست کند جذب صفات

ہم جنس ہونے کی بوصفات کو جذب کرتی ہے

معمولات عبادت پر اچھی طرح عمل کرتے رہیں اور مولائے حقیقی جل شانہ کی طاعت میں خوب ہمت سے کام لیں اور گوشہ نشینی کی طرف راغب رہیں اور ضروریات کے مطابق مخلوق کے ساتھ میل جول رکھیں، بلا ضرورت ان کے ساتھ صحبت رکھنا زہر قاتل ہے البتہ طالبین کے ساتھ صحبت رکھیں اور افادہ و استفادہ کے مطابق ان کے ساتھ میل جول رکھیں۔۔۔ اور اپنے احوال کے علم نہ ہونے اور دوستوں کے احوال (معلوم ہونے) سے غمگین نہ ہوں کیوں کہ مقصود احوال ہیں، احوال کا علم اگر دے دیا جائے تو نعمت ہے اور اگر نہ دیا جائے تو کوئی غم نہیں ہے جس کسی کا آپ سے حصہ ہے وہ ضرور آپ سے فیض یاب ہو جائے

(۱)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۱۰-۳۱۱۔

گا۔ سیر و سلوک سے مقصود پیری مریدی نہیں ہے اس سے مقصود نفس کی روک ٹوک کے بغیر بندگی کے وظائف ادا کرنا ہے اور نیز مقصود فنایت و محویت ہے اور نفس امارہ کی سرکشی اور خودی کا زائل ہونا ہے کہ معرفت اس سے وابستہ ہے جو کوئی اس شخص کی طرف رجوع کرتا اور انابت لاتا ہے وہ اس کو حق سے باز رکھ کر اپنے ساتھ مشغول کرتا ہے اور جو کوئی (اس کی طرف) رجوع نہیں کرتا وہ اس کو حق کے ساتھ رکھتا ہے اس کا ممنون ہونا چاہئے۔ (۱)

۹) مخلوق میں مقبول ہونا خالق تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہونے کی دلیل نہیں ہوتی، کیوں کہ باطل چیزوں کو بھی مخلوق کی مقبولیت حاصل ہے تو (یہ) کمال کی دلیل کیسے ہو سکتا ہے؟۔۔۔ (۲)

۱۰) میرے مکرم! مخلوق خدا کا رجوع اور ان کی کارگزاری جو کہ عالم اسباب میں آپ کے سپرد کی گئی ہے ایک بہت بڑا کام ہے، ہمت کو جمع اور نیت کو صحیح کر کے اس بزرگ کام میں لگ جائیں اور اپنے مالک (اللہ تعالیٰ) کے غلاموں اور کنیزوں کے کام بنانے کی نیکی کو اہم کاموں میں سے تصور فرمائیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے، پس اللہ کے نزدیک مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرے۔ (۳)

۱۱) میرے مخدوم! طریقت کی تعلیم و تلقین کی اجازت ایک اہم معاملہ ہے، خواب و واقعہ سے صورت پذیر نہیں ہوتا تا وقتیکہ بیداری میں اجازت نہ دیں، صورت پذیر نہیں ہوتی۔ اور اسی طرح احوال و مواجید و قطبیّت و فردیت و غوثیت وغیرہ کچھ کہ خوابوں اور واقعات (احوال) میں ظاہر ہو، ان کے نزدیک معتبر نہیں ہے، احوال و مواجید میں سے جو چیز بیداری

(۱)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۱۱-۳۱۲۔

(۲)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۱۳۔

(۳)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۱۳۔

تخریج الحدیث: المعجم الأوسط: ج: ۵ ص: ۳۵۶۔ الرقم: ۵۵۴۱۔

میں رونما ہو یہ شخص اس کا مالک ہے، قطب وغوث وہ شخص ہے جو کہ خارج و بیداری میں ان دونوں منصوبوں کے ساتھ سرفراز ہو، اگر کوئی شخص اپنے آپ کو خواب میں بادشاہ دیکھے تو وہ بادشاہ نہیں ہو جاتا، تاوقتیکہ خارج میں بادشاہ نہ ہو۔ (۱)

(۱۲) کامیابی کا مدار باطنی رابطہ پر ہے، جو مرید کی اپنے پیر سے محبت، عقیدت اس کا گرویدہ ہونے اور اس کے سامنے تسلیم خم کرنے سے عبارت ہے، یہ رابطہ جس قدر قوی ہوگا اس (پیر) کے باطن سے فیوض و برکات اسی قدر زیادہ اخذ کرے گا، کامل و مکمل قطب کے باطن سے فیوض و برکات اخذ کرنے کے لئے محض محبت اور باطنی رابطہ کا ہونا کافی ہے اگرچہ توجہ نہ بھی ہو اور محبت و رابطہ باطنی کے بغیر محض توجہ بہت کم اثر کرتی ہے، توجہ کی تاثیر کے لئے توجہ حاصل کرنے والے میں صلاحیت قبول ضروری ہے، ہاں! جو توجہ کہ رابطہ مذکورہ کے ساتھ جمع ہو جائے وہ نور علی نور ہوگی (غرض کہ) کامیابی کا مدار رابطہ کی قوت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع پر ہے اگر ان دو باتوں میں رسوخ (پختگی) رکھتا ہے تو کچھ غم نہیں ہے انجام کار اس کو رائیگاں نہ جانے دیا جائے گا اور اکابر کے کمالات سے محروم نہ کیا جائے گا اور اگر ان دونوں چیزوں میں سے کسی ایک میں غلل آگیا تو خطرہ ہی خطرہ ہے اگرچہ بہت زیادہ ریاضت کرے۔ (۲)

(۱۳) بلاشبہ اس شخص پر عذاب ہوگا جس نے جھوٹ بولا اور حق (تعالیٰ) سے روگردانی کی تو تجھ کو نفس و شیطان اور خواہشات کے ساتھ جنگ کرنی چاہئے، پس میں نے تم کو بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرایا جس میں وہی شخص داخل ہوگا جو بڑا بدبخت ہے، تجھ کو لازم ہے کہ پرہیز گاری اور تقویٰ اختیار کرے اور مسکینوں اور قرابت داروں پر (اپنا مال) خرچ کرے اور عن قریب اس متقی شخص کو اس (آگ) سے بچالیا جائے گا جو کہ اپنا مال خرچ کرتا ہے تاکہ تزکیہ

(۱)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۱۳۔

(۲)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۲۵۔

و پاکیزگی حاصل ہو، اور دنیا کی زینت کی طرف آنکھیں دراز نہ کر اور اس شخص کی طرف مائل بھی نہ ہو جو ظالم اور گمراہ ہے اور قبروں میں جانے اور بوسیدہ ہونے اور جنت اور اس کی نعمتوں اور دوزخ اور اس کے عذاب کو مت بھول اور رات کے وقت جب کہ وہ چھا جائے اور دن میں جب کہ وہ روشن ہو جائے غور و فکر کرو، اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل میں جلدی کر، اور جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے ان سے باز رہ، اور اس دن کی شفاعت کبریٰ کے لئے کوشش کر جب کہ کسی مرد و عورت کو مال و اولاد کچھ نفع نہ دیں گے۔ بے شک یہ باتیں اس شخص کے لئے نصیحت ہیں جو ڈرتا ہے اور ایسے قلب سے جو ہدایت سے پھرا ہوا اور خواہشات میں پھنسا ہوا ہے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف شکایت ہے، کیا وہ نہیں جانتا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور بے شک وہ نہایت پوشیدہ اور چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے، پس اس شخص کے لئے خوش خبری ہے جس نے پستی سے بلندی کی طرف متوجہ ہو کر ترقی کی اور راتوں کی تاریکیوں میں اپنے گناہوں پر رویا اور جان لیا کہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہی کی طرف پہنچنا ہے اور بلاشبہ وہ عرش پر تجلی افروز ہے اور مخلوق میں اس کی قدرت کی تاثیر کو دیکھ لیا اور یقین کر لیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی مال دار کرتا اور مفلس بناتا ہے اور ہنساتا اور رلاتا ہے اور وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے اس وقت وہ اپنے نفس سے فنا ہو گیا اور اپنے رب سے بقا حاصل کر لی پس وہ نہایت قوت والا ہو گیا کہ جس کی نگاہ کبھی نہ بہکی اور نہ اس نے حد سے تجاوز کیا اور جس کو بہت بڑی مصیبت (قیامت) بھی غمگین نہیں کرے گی اور جس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جس روز کہ انسان اپنے کئے کو یاد کرے گا اور بے شک اس روز اللہ تعالیٰ اس کو قرب و درجات عنایت فرمائے گا جب کہ دیکھنے والوں کے لئے دوزخ ظاہر کی جائے گی، پس اس بارے میں پرہیزگار لوگ رغبت کرتے ہیں اور اچھے لوگ محنت صرف کرتے ہیں۔ (۱)

(۱۲) عمر عزیز گزری جا رہی ہے اور مقررہ ساعت قریب آرہی ہے اس طرح زندگی

بسر کریں کہ وقت عزیز باطن کی اصلاح میں گزرے اور دل کی تعمیر میں صرف ہو جو کہ مولا تعالیٰ کی نظر عنایت کا مقام ہے، قبر و قیامت کے لئے تیاری میں کوشش کریں، اندھیری راتوں کو اذکار کی پابندی کے ساتھ منور کریں، صبح کے رونے اور استغفار کرنے کو غنیمت جانیں، دن رات میں ایک دو وقت تنہائی کے لئے مقرر کرنے چاہئیں کہ کوئی شخص اس وقت میں دخل انداز نہ ہو، اور کلمہ لا الہ الا اللہ سے اپنے مقاصد اور ارادوں کی نفی کریں تاکہ دل کی وسعت میں حق سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کوئی مراد مقصود نہ رہے۔ (۱)

۱۵) آج کا دن کام کرنے کا دن ہے، اجر (مزدوری ملنے) کا دن کل (قیامت) کا دن ہے، کام کے وقت میں اجر (مزدوری) کی انتظار میں بیٹھنا حقیقت میں اپنے آپ کو اجر سے باز رکھنا ہے اور خدمات (طاعات) کی ادائے گی میں لذتوں کے پابند نہ رہیں، اگر لذت دیں تو نعمت ہے اور اگر نہ دیں تو طاعت (بندگی) کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ بندگی سے مقصود محنت و مشقت ہے جو کہ نفس سے دشمنی اور خواہش کی مخالفت ہے نہ عیش و راحت کہ جس کو ہوا نفس چاہتا ہے وہ لذت و راحت اور چیز ہے جو اس طرف سے عطا ہوتی ہے اور نفس و خواہش کو اس میں ہرگز کوئی دخل نہیں ہوتا کیوں کہ نفس اس لذت میں نالہ و فریاد کرنے میں ہوتا ہے لیکن چوں کہ وہ لذت عطائی (بخشش کی ہوئی) ہے (اس لئے) طاعات کو اس کے نہ ہونے سے چھوڑا نہیں جاسکتا، طاعات کے حاصل کرنے میں جان کے ساتھ کوشش کریں، نجات کی امید (اللہ تعالیٰ کی) رحمت سے چاہیں اور طاعات کو بھی اس کی رحمت کا اثر جانیں اور اس کی توفیق کی طرف لوٹنے والی سمجھیں اور اپنی قوت و طاقت کو ہرگز اس میں دخل نہ دیں تاکہ عجب (خود پسندی) سے نکل جائیں اور اگر کبھی قوت و طاقت کو اپنی طرف عائد دیکھیں تو اس سے نام ہوں اور استغفار کریں (تاکہ) طاعات ناچیز (ضائع) نہ ہو جائیں اور گناہ میں تبدیل نہ ہو جائیں لیکن اس بہانہ سے اعمال و طاعات سے رک نہ جائیں، طاعت

(۱)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۲۹۔

(عبادت) بھی کریں اور اس طاعت (کی خامیوں) پر استغفار بھی کریں اور اس (طاعت) کو اس پاک بارگاہ کے لائق نہ جانیں اور امیدوار رہیں کہ یہ ندامت و استغفار آہستہ آہستہ اس طاقت و قوت کے دیکھنے (اپنی طرف منسوب کرنے) کا علاج کر دے اور اعمال کو قبولیت کے قابل بنادے:

چشم دارم کہ وہی اشک مرا حسن قبول

اے کہ در ساختہ قطرہ بارانی را (۱)

(۱۶) اوقات کو (معمولات سے) آباد رکھیں اور اہم کاموں میں صرف کریں اور خلوت و جلوت میں خوف و تقویٰ کے ساتھ رہیں اور جوانی کی قوت کو طاعات میں صرف کریں اور شب بے داریوں کو غنیمت جانیں اور اندھیری راتوں کو اذکار و افکار، گریہ و زاری، گناہوں کو یاد کرنے اور قبر و قیامت کی فکر کے ساتھ منور رکھیں اور جہاں تک ہو سکے سنت پر عمل کرنے کو ہاتھ سے نہ جانے دیں، بدعت اور بدعتی سے بچتے رہیں، کوشش کرتے رہیں کہ ماسوی اللہ کی مزاحمت کے بغیر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ دائمی حضور حاصل کر لیں اور ہمت اس بات پر صرف کریں کہ نفس حاضر (اس کی اپنی ذات) بھی درمیان سے اٹھ جائے تاکہ اس کا حضور اس کے ساتھ حاصل ہو جائے اور اس کے اوصاف و اخلاق اس کے اوصاف و اخلاق کی بجائے متمکن ہو جائیں (یعنی مخلوق باخلاق اللہ ہو جائے) اور نفس امارہ کی انانیت زائل ہونے لگے۔

(نیز فرماتے ہیں) اوقات کو (معمولات سے) آباد رکھیں اور خلوت و تنہائی کی طرف بہت زیادہ راغب رہیں اور لوگوں کے ساتھ خصوصاً غیر آدمیوں کے ساتھ جو کہ سلسلہ میں داخل نہیں، بہت کم میل جول رکھیں، ضرورت کے مطابق ان کے ساتھ نشست و برخاست رکھیں، لیکن طالبوں کے حالات میں اچھی طرح مشغول رہیں اور ان کے حالات کی تفتیش اور احوال پرسی جیسی کہ ہونے چاہئے کرتے رہیں، اور اہل خانہ کے شرعی حقوق بھی بجالائیں اور ان کے

ساتھ زیادہ میل جول نہ رکھیں کیوں کہ عورتوں کی مصاحبت دنیا کے حقیر و قلیل مال کی طرف رغبت دلاتی ہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ سے غافل کرتی اور دور پھینکتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس (اللہ) تعالیٰ شانہ کے فعل پر راضی اور خوش رہیں اور راہ شریعت کو مضبوط پکڑیں اور پیغمبر خدا ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہوں اور اپنے والد (قدس سرہ) کے سنجیدہ عادات و اطوار کو ترک نہ کریں اور پانچوں نمازوں کے لئے اول وقت حاضر ہوا کریں اور (اپنی) والدہ (ماجدہ) اور تمام اہل حقوق کی رضا جوئی میں کوشش کریں اور جوانی کے زمانہ کو غنیمت جانیں اور حق تعالیٰ جل و علا کی مرضیات کو حاصل کرنے میں پوری پوری کوشش ملحوظ رکھیں جوانی کی قوتوں کو اپنے مالک (حقیقی) کی خدمات (طاعات) میں صرف کریں، کمزوری اور بڑھاپے کے دنوں میں کیا کام ہو سکے گا ایسا نہ ہو کہ ان دنوں کو سستی میں گزار دیں اور لہو و لب میں صرف کر دیں اور عیش و عشرت میں پڑ جائیں کیوں کہ عیش کا وقت آگے (آخرت میں) آنے والا ہے۔

اللهم ان العیش عیش الآخرة

اے اللہ! بے شک آخرت کا عیش ہی (اصل میں) عیش ہے۔

یہ وقت کام کرنے کا وقت ہے نیک کاموں کے کرنے میں اچھی طرح کم ہمت باندھیں اور مولا تعالیٰ اور اس کی رضا کے سوا اور کوئی غرض نہ رکھیں، فقر و مسکینی کو جان و دل سے عزیز رکھیں اور نامرادوں اور درد مندوں کی صحبت اختیار کریں اور نیک لوگوں اور درویشوں کو دل و جان کے ساتھ عزیز رکھیں اور ان کے ساتھ ہم نشینی اختیار کریں: **وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ وَالْعَشيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ ۖ تُرِيدُ زِينَةَ الدُّنْيَا ۝** سورۃ الکہف

اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ پابند رکھئے جو صبح و شام اپنے رب کو محض اس کی رضا جوئی کے لئے یاد کرتے ہیں اور دنیوی زندگی کی زیب و زینت کی خاطر آپ کی آنکھیں

(تو جہات) ان سے ہٹنے نہ پائیں۔

اور اہل دنیا اور اس کی جھوٹی آرائش پر گوشہ چشم سے بھی نہ دیکھیں اور اس کو حقیر و ناچیز جانیں اور ہر قاتل تصور کریں اور طالبان حق کی خدمت حتی الامکان خود اپنے ذمہ لیں اور جہاں تک ہو سکے دوسروں پر نہ چھوڑیں۔ (۱)

۱۷) میرے مخدوم! سنت کی اتباع میں جان (دل) کے ساتھ کوشش کریں جزوی و کلی (امور) اور عادات و عبادات میں سرور دین و دنیا علیہ علی آلہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے کو بہت بڑی سعادت جانیں اور برکات کا پھل اور بلند درجات کا نتیجہ دینے والا تصور کریں محبوب کی مشابہت کرنے والے محبوب اور اس کی پیروی کرنے والے بہت پسندیدہ (ہوتے) ہیں آیت کریمہ:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ۖ ۝۱۷ آل
عمران

آپ کہہ دیجئے کہ: اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو، تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

اس معنی کی شاہد ہے۔

اوقات کو (ذکر سے) آباد رکھیں اور خلوت کی طرف راغب رہیں اور نماز کو طول قیام کے ساتھ ادا کریں اور اندھیری راتوں کو گریہ و استغفار کے ساتھ منور رکھیں، کلمہ طیبہ کی تکرار اس قدر کریں کہ تمام خواہشات سے خالی ہو جائیں اور حق جل و علا کے ارادہ کے ساتھ قائم ہو جائیں اور وجود اور وجود کے تابع کمالات کی اپنے آپ سے نفی کریں، یہاں تک کہ سب کی نفی ہو جائے اور ذاتی عدمیت رونما ہو جائے اور (نفس) امارہ کی انانیت (سرکشی) جڑ سے

(۱) - انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۳۰-۳۳۱۔

اکھڑ جائے اور تمام کمالات اصل کی طرف لوٹ جائیں، یہاں تک کہ ذکر و حضور بھی نہ رہے (۱)۔
 ۱۸) میرے مخدوم و کرم! ہم اور آپ سے اس دنیائے فانی میں جو کچھ مطالبہ کیا گیا ہے وہ بندگی کے وظائف ادا کرنا اور عبادات و طاعات کا حاصل کرنا اور تسلیم خم کر دینا ہے اور اہل اللہ کے نزدیک مسلم ہے کہ عابد کا وجود جس عبادت کے درمیان ہے وہ ناقص ہے اور قبول خاص کے لائق نہیں ہے، قبولیت کے لائق وہ عبادت ہے کہ عابد کا وجود جس کے درمیان نہ ہو، اور یہ معنی معرفت کے مترادف ہیں کیوں کہ معرفت فنا فی المعروف سے عبارت ہے پس عبادت کی حقیقت معرفت کے پائے جانے کے بغیر صورت پذیر نہیں ہے اور کمال طاعت فنا کے حاصل ہوئے بغیر ثابت نہیں ہے، پس عقل مندوں اور دانائوں کے لئے ناگزیر ہے کہ معرفت حاصل کرنے میں دل و جان سے کوشش کریں اور جس جگہ سے بھی اس نعمت کی بوان کے دماغ میں پہنچے اس کی طرف رجوع کریں:

از تست حجاب تو یقین است

شرط ہمہ رہ رواں ہمیں است

یقینی بات ہے کہ تیرا حجاب تجھ ہی سے ہے، سب راستہ چلنے والوں کی شرط یہی ہے۔
 افسوس ہے کہ جس چیز کا اس شخص سے اس قلیل فرصت میں مطالبہ کیا گیا ہے وہ بجا نہیں لاتا اور دوسرے امور میں مشغول ہوتا ہے اور اس چیز کی تعمیر کرتا ہے جس کی تخریب (بربادی) مطلوب ہے، ہل (قیامت) کے روز کس منہ سے اس کی بے نیاز بارگاہ میں حاضر ہوگا اور کس حیلہ کے ساتھ عذر کی زبان کھولے گا، دوبارہ دنیا میں نہیں آنا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ: دنیا سے روگردانی اور آخرت کی طرف متوجہ رہیں اور خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھیں کیوں کہ غائبانہ توجہ کا ذریعہ ہے، اور طریقہ کے دوستوں کو عزیز رکھیں اور ایک دوسرے میں فانی رہیں۔ آپ نے رحماء بینہم (وہ آپس میں بہت مہربان

ہیں) پڑھا ہوگا۔ اور اپنے طریقہ کو لازم پکڑیں اور طریقہ میں کوئی نیا امر پیدا نہ کریں، طریقہ کے فیوض و برکات اس وقت تک جاری رہتے ہیں جب تک کہ طریقہ میں کوئی نیا امر پیدا نہ ہوا ہو، ورنہ فیوض کا راستہ بند ہو جاتا ہے، اور طریقہ سکھانے کی اجازت بھی طریقہ میں نئی بات پیدا نہ کرنے اور اتباع سنت اور مشائخ (سلسلہ کے پیروں) کی محبت پر استحکام کے ساتھ مشروط ہے، یہ محبت جس قدر زیادہ ہوگی شیخ کے باطن سے فیض کا اخذ اسی قدر زیادہ ہوگا، چوں کہ جہر (بلند آواز سے ذکر کرنا) ہمارے طریقہ میں نہیں ہے (اس لئے) دوستوں کو جہر کی طرف رہنمائی نہیں کرنی چاہئے اور (ذکر) جہر کا حلقہ منعقد نہیں کرنا چاہئے۔ (۱)

۱۹) طریقہ کے مخالف (لوگوں) کے ساتھ صحبت نہیں رکھنی چاہئے اور ہر نیک و بد کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آنا چاہئے، باطن خواہ اس سے خوش ہو یا ناخوش، اور جو شخص عذر کے ساتھ پیش آئے اس کا عذر قبول کر لے اور اچھا اخلاق رکھے، کسی پر اعتراض کرنے سے پرہیز کرے اور نرم و مناسب بات کہے اور خدائے عز و جل کے (حق کے) علاوہ کسی شخص سے سختی نہ آئے۔۔۔ (چند سطور کے بعد) اہل و عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے اور میل جول بقدر ضرورت رکھنا چاہئے تاکہ ان کا حق ادا ہو جائے اور ان کے ساتھ بہت زیادہ انس پیدا نہیں کرنا چاہئے تاکہ بارگاہ قدس سے روگردانی کا باعث نہ ہو جائے اور باطنی احوال کو نااہل سے بیان نہیں کرنا چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو مال داروں کے ساتھ صحبت نہیں رکھنی چاہئے اور تمام حالات میں سنت کو اختیار کرنا چاہئے اور حتی الامکان بدعت سے بچنا چاہئے اور بسط (احوال و واردات کی کثرت) کے زمانہ میں حدود شرعیہ کو اچھی طرح ملحوظ رکھنا چاہئے اور حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے اور قبض (احوال و واردات کی بندش) کے وقت پر امید رہنا چاہئے، رنجیدہ و مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۖ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۖ ۱۔ الانشراح

(پس بے شک تنگی کے ساتھ فراخی ہے، بے شک تنگی کے ساتھ فراخی ہے)

سختی اور نرمی میں ارادہ کرے کہ یکساں رہے اور وجود و عدم (کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کی حالت میں) میں ایک ہی روش پر رہے، بل کہ عدم میں راحت پائے اور وجود میں مضطرب رہے۔۔۔ اور مصائب میں نہ گھبرائے اور لوگوں کے عیبوں پر نظر نہ کرے اور اپنے عیبوں کو ہمیشہ نگاہ میں رکھے اور اپنے آپ کو کسی مسلمان پر فضیلت نہ دے اور سب کو اپنے سے افضل جانے۔۔۔ اور اسلاف کی سیرتوں کو ہر وقت ملحوظ رکھے اور غربا و فقرا و مساکین کی صحبت کی طرف راغب ہے اور کسی شخص کی غیبت نہ کرے بل کہ غیبت کرنے والے کو حتی الامکان منع کرے اور نیکی کا امر کرے اور برائی سے روکنے کو اپنا شیوہ بنالے اور مال خرچ کرنے پر حریص رہے اور نیکیوں کے ادا کرنے سے مسرور ہوا کرے اور برائیوں کے ارتکاب سے دور رہے۔ (۱)

(۲۰) جب آپ کو ان اکابر کے طریقہ کا شوق حاصل ہوا ہے تو چاہئے کہ اس سلسلہ عالیہ کے شرائط و آداب میں حتی الامکان کوشش کریں اور سنت کا اتباع اور بدعت سے کنارہ کشی لازم پکڑیں کہ اس راستہ کا انحصار اسی پر ہے اور اقوال و افعال و اخلاص میں دین دار علما کے فتویٰ کے مطابق زندگی بسر کریں اور صالحین کے عادات و اطوار کو اپنا شعار بنائیں اور فقرا کو دوست رکھیں اور سونے، کھانے اور بات کرنے میں اعتدال کی حد کو مد نظر رکھیں اور جہاں تک ہو سکے صبح بہت سویرے (تہجد کے وقت) اٹھنے کو ترک نہ کریں اور اس وقت کی نماز، استغفار اور گریہ و زاری کو غنیمت جانیں اور نیک لوگوں کی صحبت کی رغبت رکھیں، دین المرء دین خلیلہ (آدمی کا دین وہی ہوتا ہے جو اس کے دوست کا ہوتا ہے) (کا مقولہ) آپ نے سنا ہوگا۔

اور جاننا چاہئے کہ: آخرت کے طالب کو دنیا ترک کئے بغیر چارہ نہیں ہے، اگر حقیقی ترک میسر نہ ہو تو حکمی ترک ضروری ہے تاکہ نجات کی امید پیدا ہو

(۱)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۳۳-۳۳۴۔

اور حکمی ترک سے مراد یہ ہے کہ: بڑھنے والے اموال اور چرنے والے جانوروں اور تجارت کے مال سے زکاة جس کی مقدار شرع (حدیث و فقہ) کی کتابوں میں مفصل مذکور ہے اللہ تعالیٰ کا احسان مانتے ہوئے اس کے مصارف میں دیں اور صلہ رحم، پڑوسی اور سوال کرنے والے اور قرض مانگنے والے کے حق کی رعایت کریں اور مال کو بے جا خرچ نہ کریں اور اس میں فضول خرچی نہ کریں اور اس (مال) کو لہو و لعب، زینتِ خلق اور تفاخر و تکاثر کا ذریعہ نہ بنائیں، جب اس پر عمل کیا جائے گا تو مال نقصان و ضرر سے محفوظ رہے گا اور دنیا آخرت کے ساتھ جمع ہو جائے گی بل کہ وہ دنیا نہیں رہے گی۔

اور نیز جاننا چاہئے کہ نماز دین کا ستون ہے اگر اس کو قائم کر لیا تو دین کو قائم کر لیا اور اگر اس کو گرایا تو دین کو گرا دیا۔

پس چاہئے کہ نماز کو اس کے مستحب اوقات میں اس کے شرائط و آداب کے ساتھ جو کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں باجماعت ادا کریں اور کوشش کریں کہ تکبیر اولیٰ مل جائے اور پہلی صف میں جگہ پائیں اور ان امور (آداب) میں سے کسی ایک امر کے ترک پر غم و افسوس کیا کریں، کامل نمازی اس (نماز) کے ادا کرتے وقت گویا دنیا سے جو کہ قرب کی دولت سے بہت کم حصہ رکھتی ہے اور جو کچھ حصہ رکھتی ہے وہ بھی قرب ظلی ہے نکل جاتا ہے اور آخرت کے ساتھ جو کہ قرب اصلی کی جگہ ہے مل جاتا ہے اور جو دولت اس عالم کے ساتھ وابستہ ہے اس سے مناسبت حاصل کر لیتا ہے اور حیرت و فراق کی وادی کے پیچھے اس عالم میں نماز کے صاف و شیریں چشمہ سے مانوس اور سیراب ہیں اور بارگاہ جلال و کبریائی کے شیدائی آج اس کی محفل عروسی کے سراپردوں میں وصال کی خوش بو سے مدہوش ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کے اور اس کے رب کے درمیان حجابات

اٹھادیئے جاتے ہیں اور جو رعین اس کا استقبال کرتی رہتی ہے، جب تک کہ ریٹھ نہ پھینکے (۱)
اور اس طریقہ کے کسی کامل و مکمل شیخ کی صحبت میں پہنچنے تک (اپنے) اوقات کو تلاوت
(قرآن مجید) اور طاعات کے معمولات و اوراد میں جو احادیث کی معتبر کتابوں سے ثابت ہیں
، بسر کریں۔ (۲)

(۲۱) باطنی نسبت کی حفاظت کرنا نہایت اہم کام ہے اور ماسوی اللہ کی طرف التفات
کرنے سے اپنے سر (باطن) کی نگاہداشت اشرف مقاصد میں سے ہے، درس سے فراغت
کے بعد دن رات میں ایک دو وقت خلوت (تنہائی) کے لئے مقرر کرنے چاہئیں تاکہ اغیار کی
مزاحمت کے بغیر اذکار و افکار کے وظائف میں مشغول رہیں اور اس نمود بے بود سے اپنے
وجود اور اس کے متعلقات کی نفی کریں۔ ایک بزرگ نے کہا ہے کہ: وجود بشریت کی نفی کرنے
میں ایک ساعت کوشش کرنا ظاہری عبادت گزاروں کی کئی سال عبادت سے بہتر ہے۔ (۳)

(۲۲) میرے مخدوم! جو شخص اہل اللہ کے ساتھ صرف دنیا کے لئے صحبت رکھتا ہے
اور اس کو آخرت ملحوظ نہیں ہوتی وہ ان (اہل اللہ) کی برکتوں سے مطلقاً محروم ہے اور دنیا
و آخرت کا خسارہ ہی اس کی زندگی کا نصیب ہے، یہ بعینہ ایسا ہے جیسے کوئی آخرت کے عمل کے
عوض دنیا طلب کرے پس وہ محروم اور خسارے میں ہے جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکا ہے۔ (۴)

(۲۳) بندگی کی حقیقت اور طاعات کی حلاوت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ توجہ
کا قبلہ بارہ صمدیت کے سوا اور کوئی نہ ہو اور تمام امور میں مرجع حقیقی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہ

(۱) المعجم الکبیر: للطبرانی: ج: ۸: ص: ۲۹۹۔ الرقم: ۷۹۸۰

(۲) انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۳۴-۳۳۵

(۳) انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۳۶

(۴) انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۳۶

رہے اور خواہشات نفسانی کی تدبیر سے گذر کر تمام امور اس لم یزل ولایزال کی پاک بارگاہ (اللہ تعالیٰ) کے سپرد کر دے اور اعتماد کی پشت، فانی اور ہلاک ہونے والے کاموں پر نہ رکھے کیوں کہ اس کا نتیجہ مطلب اعلیٰ سے دوری و محرومی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (۱)

(۲۴) اللہ تعالیٰ جل سلطانہ کا شکر بجالا کر مخلوق خدا کی حاجت روائی میں اچھی طرح کمر ہمت باندھیں اور اپنے مالک (اللہ تعالیٰ) کے بندوں اور بندیوں کی خدمت گاری کو دنیا و آخرت کے درجات حاصل کرنے کا وسیلہ تصور فرمائیں اور مخلوق کے ساتھ نیک سلوک و احسان کرنے اور ان کے ساتھ کشادہ روی و خوش خلقی سے پیش آنے اور ان کے معاملات میں نرمی و سہولت اختیار کرنے کو مولائے حقیقی جل سلطانہ کی رضامندی کا درپچہ (کھڑکی) جانیں اور نجات کا سبب اور ترقی درجات کا ذریعہ سمجھیں۔ (۲)

(۲۵) کامیابی کا مدار فضل پر ہے، لیکن عمل کے بغیر چارہ نہیں ہے اور عمل میں پوری طرح کوشش کرنی چاہئے اور فضل و رحمت پر اعتماد رکھنا چاہئے اور اس عمل کو (اللہ تعالیٰ کی) بارگاہ کے لائق نہیں جاننا چاہئے۔ بزرگوں نے کہا ہے: اعمل واستغفر (عمل کر اور استغفار کر)، لوگوں نے حضرت رابعہ (بصریہ رحمہا اللہ) سے پوچھا: تو جو امید رکھتی ہے تو کس چیز سے امید رکھتی ہے؟

انہوں نے کہا: میں اپنے ہر عمل سے ناامیدی کے ساتھ امید رکھتی ہوں۔ (۳)

(۲۶) یہ بات طے شدہ ہے کہ اگر کسی دوسری جگہ سے کوئی نسبت حاصل ہو تو اس کو بھی اپنے پیر ہی کی طرف منسوب کرنا چاہئے اور اپنی توجہ کے قبلہ کو منتشر نہیں کرنا چاہئے۔

(ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں) جو شخص ایک جگہ (تعلق رکھتا) ہے وہ

(۱)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۳۸-۳۳۹۔

(۲)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۳۹۔

(۳)۔ انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۴۳۔

ہر جگہ (سے فیض حاصل کر لیتا ہے اور جو شخص ہر جگہ (تعلق رکھتا) ہے وہ کسی جگہ (سے بھی فیض یاب) نہیں ہے۔

جاننا چاہئے کہ اس راہ کے اس طالب پر جو کسی شیخ کا مرید ہو چکا ہے ظاہر ہو جائے کہ اس کو کوئی نسبت یا نور کسی دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس نسبت کو اپنے پیرو سے جانے کہ جس نے اس بزرگ کی شکل میں ظاہر ہو کر فائدہ پہنچایا ہے اور اعتقاد کرے کہ اس کا پیر جامع ہے اس کے لطائف میں سے کسی لطیفہ نے جو کہ اس بزرگ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اپنے آپ کو اس بزرگ کی صورت میں ظاہر کیا ہے، یہ (دوسرے بزرگ سے فیض سمجھنا) طالبین کی غلطیوں میں سے ہے، آپ خود تو محفوظ ہیں لیکن دوستوں کو اس باریکی سے آگاہ کر دیں، شیطان طاقت ور دشمن ہے، ایسا نہ ہو کہ اس ذریعہ سے طالبین کی توجہ کے قبلہ کو منتشر کر دے اور مطلوب تک پہنچنے سے روک دے بل کہ راستہ ہی سے گمراہ کر دے۔ (۱)

ملفوظات

حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۰۹۶/۵/۲۶ - بمطابق: ۱۶۸۵/۴/۳۰)

ابن و خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس اللہ سرہ
(۱) لمبی صحبت اور کامل مکمل شیخ پر کامل یقین درکار ہے، اس طرح کہ شیخ کی تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں خوبصورت اور عمدہ دکھائی دیں اور ذرہ بھر اعتراض کو راستہ نہ دے۔ وہ (شیخ) جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور اللہ سبحانہ کی اجازت سے تمام امور

(۱) - انوار معصومیہ: تعلیمات: ص: ۳۴۴۔

کو سرانجام دیتا ہے۔ پس اس صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ اگر رخصت اور مباح پر عمل کرتا ہے تو وہ اللہ سبحانہ کے فضل سے فرائض اور واجبات کا درجہ پالیتے ہیں اور رخصت عزیمت پیدا کر لیتی ہے۔ جب تک اس قسم کے اعتقاد پیر پر نہ رکھے (اس وقت تک مرید) صحبت کی برکات اور ثمرات سے بالکل محروم (رہتا) ہے۔ خواہ سالوں صحبت میں گزارے اور سخت ریاضتیں کرے، سوائے بد نصیبی کے اس کا کوئی نتیجہ نہیں ہے۔ صرف اخلاص و محبت بغیر ریاضت و مشقت کمالات کے حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔ جی ہاں! اگر مشقت و ریاضت و اخلاص کے ساتھ جمع ہو جائے تو نور پر نور ہوگی، ورنہ محبت! صرف محبت بھی کمال پر پہنچا دیتی ہے۔ (۱)

(۲) دین و دنیا کی سعادتیں نبی کریم ﷺ کی پیروی میں رکھ دی گئی ہیں اور دین اسلام یہی ہے کہ ہر معاملے میں جس طرف کا شریعت حکم دے ادھر چلا جائے اور جدھر سے شریعت روکے اس طرف سے رکا جائے۔ (۲)

(۳) اگرچہ علمائے ظاہر نے اسلام کی صورت کو اپنا لیا ہے اور علم و عمل کو کمال تک پہنچایا ہے لیکن اخلاص کی حقیقت جو کہ اعمال کے لئے روح کی مانند ہے اور جس کے تحقق کے بغیر وہ علم و عمل اعتبار کے درجہ سے ساقط ہے ذرا سی بھی ان کے مشام جان کو نہیں پہنچی (۳)

(۴) صوفیہ کی خدمات اور ان کی صحبت کو لازم پکڑنا ضروریات دین میں سے ہے (۴)

(۵) دنیا و آخرت کی طلب سے ہاتھ دھونا مقام ولایت کے حال کی علامت ہے۔ دنیا اور اہل دنیا کی طرف رجوع و نزول کرنا مقام تکمیل و ارشاد کے مناسب ہے دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔ (۵)

(۱)۔ مکتوبات شریفہ: حضرت خواجہ سیف الدین: مکتوب نمبر: ۵۱۔ ص: ۹۷۔

(۲)۔ مکتوبات شریفہ: حضرت خواجہ سیف الدین: مکتوب نمبر: ۷۸۔ ص: ۱۴۲۔

(۳)۔ مکتوبات شریفہ: حضرت خواجہ سیف الدین: مکتوب نمبر: ۱۱۹۔ ص: ۱۹۴۔

(۴)۔ مکتوبات شریفہ: حضرت خواجہ سیف الدین: مکتوب نمبر: ۱۱۹۔ ص: ۱۹۴۔

(۵)۔ مکتوبات شریفہ: حضرت خواجہ سیف الدین: مکتوب نمبر: ۱۵۸۔ ص: ۲۳۶۔

ملفوظات

حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۲/۲/۱۱۳۱ھ - برطانیق: ۲۳/۱۲/۱۷۱۹ء)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت سید عبداللہ ودیگر قدس اللہ اسرار ہم

(۱) سالک کو چاہئے کہ رات دن ذکر کا اہتمام کرے۔ (۱)

(۲) طالب حق کو چاہئے کہ نماز فجر سے لے کر اشراق تک مراقبہ میں بیٹھے اور مراقبہ کے بعد اس وقت تک کسی سے گفت گو نہ کرے جب تک نماز اشراق نہ پڑھ لے، اور جب آدھی رات ہو جائے، نماز تہجد ادا کرے اور فجر تک مراقبہ میں رہے، جب نیند غلبہ کرے، پانی اپنے منہ پر چھڑک لے تاکہ نیند دور ہو جائے، اس مبارک وقت میں فتوحات غیبی کا بہت کچھ ظہور ہوتا ہے اور بہت کچھ کشادگی محسوس ہوتی ہے، خصوصاً شب جمعہ کہ بہت فضیلت رکھتی ہے۔ (۲)

(۳) اگر کسی طالب پر کسی درویش کامل نے ایک بار بھی توجہ کر دی ہے اور قید ہستی سے آزاد کر دیا ہے تو یہی ایک توجہ اس کو عمر بھر کے لئے کافی ہوگی، بشرطیکہ مشغول بحق رہے یہ (خوش قسمت) طالب اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کا کام پورا نہ ہو جائے گا۔ (۳)

(۴) طالب حق اگر بیگانوں کی صحبت میں کبھی چلا جائے تو تھوڑی دیر سے زیادہ نہ بیٹھے۔ (۴)

(۱) تذکرہ علماء حق: ص: ۹۶۔

(۲) تذکرہ علماء حق: ص: ۹۶۔

(۳) تذکرہ علماء حق: ص: ۹۶۔

(۴) تذکرہ علماء حق: ص: ۹۶۔

(۵) عاشق صادق کو اس بات کی کوشش کرنا چاہئے کہ: قبر میں جانے تک اپنی عمر کو یاد مولائیں صرف کرے اور اس کام میں لگا رہے، یہ بات دل میں نہ لائے کہ اس کام سے جلد فارغ ہو جاؤں، جلد بازی کرے گا تو یہ راستہ اس پر کچھ بھی نہ کھلے گا۔ (۱)

(۶) اگر کیفیت قبض (قلب میں) پیدا ہو تو ناامید نہ ہو بل کہ بدستور جدوجہد میں رہے اور شکر کرتا رہے، اگر سالہا سال بھی قبض کی کیفیت رہے، تب بھی ناامید نہ ہو، کیا عجب کہ: اللہ تعالیٰ (اس استقامت کی برکت سے) ایک مرتبہ ہی ایسا بسط عنایت فرمادے کہ جو دولت و نعمت سالہا سال میں حاصل نہ ہوتی ہو وہ ایک لمحے میں حاصل ہو جائے۔ (۲)

(۷) طالب کو چاہئے کہ: ہر حال میں انتظار جمال محبوب حقیقی کرے اور کسی لمحہ اس فکر سے غافل نہ ہو، یہاں تک کہ یک ایک اس کا باطن مثل چراغ روشن ہو جائے اور ظلمت ہستی باقی نہ رہے، ہر وقت اپنے آپ کو مبتدی سمجھے اور اشغال میں اس طرح جدوجہد کرے گویا کہ اسی وقت مرشد نے ارشاد فرمائے ہیں۔ (۳)

(۸) پرانی قبروں کا دھیان کرے اور عبرت حاصل کرے کہ ایک دن میرا حال بھی ایسا ہی ہو جائے گا۔ میں بھی قبر میں پہنچ جاؤں گا، اور سمجھے کہ: میری عمر (فرض کرو) پچاس سال باقی رہ گئی ہے تو وہ بھی ہوا کی طرح گزر جائے گی۔ (۴)

(۹) اگر کوئی تجھ پر غصہ کرے تو اپنے حال پر غور کر، اگر اپنے اندر ترک دنیا اور ترک جاہ و عزت پاتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں، سمجھ لے کہ ایسی حالت میں کوئی چیز ضرر نہیں پہنچائے گی اور کسی کا غصہ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکے گا اور اگر اپنے اندر دنیا کی طرف میلان محسوس کرے، تو جان

(۱)۔ تذکرہ علماء حق: ص: ۹۷۔

(۲)۔ تذکرہ علماء حق: ص: ۹۷۔

(۳)۔ تذکرہ علماء حق: ص: ۹۷۔

(۴)۔ تذکرہ علماء حق: ص: ۹۸۔

لے کہ ہر چیز ضرر پہنچا سکتی ہے، بل کہ دنیا کی طرف میلان ہونا ہی ایک مستقل ضرر ہے، دل کا دنیا میں پھنسنا اور اہل دنیا سے محبت کرنا اس سے زیادہ کوئی ضرر نہیں۔ (۱)

۱۰) تو اگر کسی طرف سے کوئی تکلیف اٹھائے تو اس کے حق میں دعائے بدنہ کر، بل کہ صرف اپنی جمعیت و عافیت کو اللہ سے طلب کر لے، اب آگے کو خواہ حق تعالیٰ اس موذی کو مبتلائے مصیبت کر دے، یا توفیق نیک بخش دے، بس اللہ تعالیٰ کے اوپر چھوڑ دے (۲)

۱۱) جو لوگ دل کے اندھے اور طریق اہل اللہ کے منکر ہیں ان کی صحبت میں نہ بیٹھنا، ان کی صحبت سے پرہیز کرنا۔ (۳)

۱۲) بزرگان سلف کے کمالات صرف پیش عوام بیان کرنے میں مشغول نہ رہے، بل کہ اپنے اندر بھی ایک حال پیدا کرنے کی کوشش کرے، مطالعہ احوال بزرگان میں یہی منفعت ہے کہ خود بھی جدوجہد کرنے لگے تاکہ بزرگوں والی کیفیت اللہ تعالیٰ اس کو بھی عنایت فرما دے، فقط یہ نہ ہو کہ اپنی مفاخرت کے لئے ان بزرگوں کا افسانہ بیان کیا جائے، صرف افسانہ گوئی سے کام نہ چلے گا۔ (۴)

۱۳) اگر کوئی نماز اتفاق سے قضا ہو گئی تو جب تک اس کو ادا نہ کر لے کسی کام میں مشغول نہ ہو، کیوں کہ نماز ادا کئے بغیر کسی کام میں مشغول ہونا نحوست کی بات ہے۔ (۵)

۱۴) دل سالک پر جو کچھ عالم ملکوت سے ظاہر ہو، وہ کسی پر ظاہر نہ کرے، اپنے ابنائے جنس کے علاوہ کوئی شخص اپنے کو دوست ظاہر کرے تو اس پر کلیتہً مائل و مفتون نہ ہو جائے اس

(۱) تذکرہ علماء حق: ص: ۹۸۔

(۲) تذکرہ علماء حق: ص: ۹۹۔

(۳) تذکرہ علماء حق: ص: ۹۹۔

(۴) تذکرہ علماء حق: ص: ۹۹۔

(۵) تذکرہ علماء حق: ص: ۹۹-۱۰۰۔

لئے کہ اہل دنیا مکار ہوتے ہیں، جب تک کسی کو صادق نہ پائے اور کشف بردار اہل اللہ، نیز فرماں بردار اہل اللہ نہ دیکھ لے، اس وقت تک کسی سے اپنا راز ظاہر نہ کرے۔ (۱)

(۱۵) اصل کاریہ ہے کہ اپنا اختیار درمیان سے اٹھا کر اپنے آپ کو اہل اللہ کے سپرد کر دے تاکہ مقصود حاصل ہو جائے ورنہ مقصود ہرگز حاصل نہ ہوگا۔ (۲)

(۱۶) اپنے آپ کو بس ایک کا کر دے، اور دو جگہ سے نیت استغاضہ نہ رکھے، ورنہ کسی جگہ سے بھی فیض نہ پہنچے گا۔ (۳)

ملفوظ

حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۱/۱۱/۱۱۳۵ھ - بمطابق: ۱۳/۸/۱۷۳۳ھ)

خلیفہ مجاز

حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی قدس اللہ سرہ
و حضرت خواجہ محمد محسن قدس اللہ سرہ
(۱) ان (امیروں) کا کھانا شبہ سے خالی نہیں ہوا کرتا۔ (۴)

(۱) - تذکرہ علماء حق: ص: ۱۰۰۔

(۲) - تذکرہ علماء حق: ص: ۱۰۰۔

(۳) - تذکرہ علماء حق: ص: ۱۰۰۔

(۴) - تاریخ و تذکرہ خانقاہ مظہریہ: فصل دوم: باب دوم: ص: ۱۳۳۔

ملفوظات

حضرت خواجہ ضیاء اللہ کا شمیری قدس اللہ سرہ
(۱۴ ربیع الاول۔۔۔ حتمی سن وفات معلوم نہ ہو سکا)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی قدس اللہ سرہ
(۱) اس وحدہ لاشریک خدا کی درگاہ کے نیک اور مقبول بندے اور شریعت کے انوار کا اقتباس کرنے والے، آنحضرت ﷺ کی ایک سنت کے ادا کرنے کو سینکڑوں چلوں اور ریاضت سے بہتر یقین کرتے ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کے اعمال میں سے کسی ایک عمل کو تمام عبادتوں سے زیادہ بزرگ جانتے ہیں۔ (۱)

(۲) اے عزیز! خلق خدا کے بہت دور جا پڑنے کا یہی باعث ہے کہ جو طریق محمدی ہے اس پر عمل نہیں کرتی، اور بجائے اس کے اپنی نفسانی خواہشات اور شیطان کے راستہ پر چلتی ہے جس قدر سنتوں اور شریعت غرا کے (دیگر) آداب میں قصور سرزد ہوگا، اسی قدر مذہب کے ملنے میں فتور پڑے گا۔ (۲)

(۳) حق تو یہ ہے کہ جس قدر باطن کی صفائی اور انکشاف معانی اور دولت پنهانی آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوتی ہے، لاکھ ریاضت اور مجاہدہ سے بھی نہیں مل سکتی، اور جس قدر عبادت کی لذت خداوند تعالیٰ کی رضامندی، اعلیٰ درجات، دین کے کاموں کی مضبوطی اور ظاہر و باطن کی پاکیزگی، آں سرور کائنات ﷺ کی متابعت میں اپنی جھلک دکھاتی

(۱) مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۱۴۔

(۲) مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۱۶۔

ہے کسی قسم کی طاعت اور عبادت سے میسر نہیں ہو سکتی۔ (۱)

(۴) اے عزیز! تو جانتا ہے کہ تمام جہانوں کے سردار (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) نے اپنے ان متبعین کو جو قدم بقدام آں حضرت ﷺ کے چلتے ہیں، روحانی لذت کا کیا عمدہ شربت چکھایا ہے، اور کس قسم کے اسرار پر واقف کیا ہے پس تجھے لازم ہے کہ آں حضرت ﷺ کی متابعت میں ایک بال بھر بھی خلاف نہ کرے۔ بدبختوں کا ایک گروہ جنہوں نے حضرت رسول کریم ﷺ کی سنت کے نور کو بدعتوں کے اندھیروں میں چھپانا چاہا، کل (قیامت کے دن) کو رسول اللہ ﷺ کی پاک بارگاہ میں (سوائے شرم ساری لے جانے کے) کیا منہ دکھائیں گے۔ اور اس مخالفت کے جواب میں اپنی زبانوں کو کیوں کر ہلائیں گے، یہ ان کی سراسر کج فہمی اور کمال بدبختی کا مبلغ ہے کہ شریعت نبوی ﷺ کا حسن و جمال ان کی آنکھوں میں جلوہ گر نہ ہوا۔ (۲)

(۵) جس شخص کا عمل آیات و احادیث، اقوال مشائخ، اور مجتہدان اہل سنت والجماعت کے موافق نہ ہو اور شرعی امور میں آں حضرت ﷺ کی متابعت پر استقلال نہ ہو، اس کے واردات، واقعات، کشف و کرامات وغیرہ پر کسی قسم کا اعتبار نہ کرنا، کیوں کہ اولیاء اللہ کی کرامت اور ولیوں کی ولایت، نبی کے تابع ہوا کرتی ہے، جو شخص نبی کی متابعت کو ترک کر دے گا، اس کی ولایت کا منصب اور قرب کا درجہ بھی بحال نہ رہے گا۔ (۳)

(۶) فریبی، اور مکار فقیروں نے جو بظاہر فقر کے لباس سے آراستہ اور باطن میں حرص و ہوا کے دل دادہ ہیں انہوں نے شکاریوں کی طرح دام پھیلا رکھے ہیں کہ دل کے اندھے مرغوں کو شکار کر کر اپنی شینی مشائخی کی دکان گرم کریں اور ریاکاری اور جھانسون کی رو سے قسم

(۱)۔ مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۱۷۔

(۲)۔ مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۱۸۔

(۳)۔ مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۱۹۔

قسم کے ہتھکنڈوں اور تدبیروں سے، عام لوگوں کو اپنا معتقد بنا کر اپنی دنیاوی غرضوں کو حاصل کریں، ایسے لوگوں سے خداوند تعالیٰ (ہر ایک کو) اپنی پناہ میں رکھے، یہی لوگ تمام مخلوق میں سے بہت برے ہیں کہ خدا کے راستہ کو کمینی دنیا کا وسیلہ بناتے ہیں اور حق سبحانہ تعالیٰ کے قرب سے نہایت دور اور مجبورہ گئے ہیں۔ (۱)

۷) بعض فقیر لوگ سلوک کے راستہ کو پورا نہ کر کر، اور فنا اور بقا کے شربت سے ذائقہ نہ اٹھا کر، شیخی اور بزرگی کے آرزو مند ہوتے ہیں، تو درحقیقت انہوں اپنے نفس کا فریب کھایا ہے اور سعادت کے راستہ کی منزلوں کے سیر سے کوسوں دور جا پڑے ہیں۔ (۲)

۸) جب شریعت خدا کی معرفت کا وسیلہ ہے تو جو شخص وسیلہ ترک کر کہ دین کے کاموں پر مستقیم نہ رہے تو اس کا حاصل مطلب یہ ہوگا کہ اس نے دین سے منہ پھیر کر دائرہ اسلام سے اپنے پاؤں باہر کھینچ لئے جس طرح کہ بعض جاہل اور بدعتی فقیر کہتے ہیں کہ: اب ہم شریعت سے گزر کر طریقت اور حقیقت پر پہنچ گئے ہیں (اور اب) ہمیں نماز و روزہ، حج و زکاة وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں، سو ایسے لوگوں کے اعتقاد سے خدا بخشنے، کیوں کہ جو آدمی شریعت سے گزر جاوے وہ کافر ہو جاتا ہے اور کافر درجہ حقیقت (پر) کس طرح پہنچے۔ (۳)

۹) جس قدر سالک کا دل ماسوی اللہ کی طرف لگا ہوا ہوتا ہے اسی قدر وصال حقیقی سے دور و مجبور ہے۔ (۴)

۱۰) جاہل عوام، اہل بدعت وغیرہ سے جو نفس و شیطان کے محکوم ہیں، بالکل پرہیز کرے، کہ ناجنس کی صحبت (انسان کے) وقت کو برباد کرنے والی ہے، اور خدا کے راستہ کی

(۱) مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۲۰۔

(۲) مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۲۰۔

(۳) مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۲۲۔

(۴) مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۲۴۔

ڈاکو ہے، جو شخص کسی اتفاق سے ایسی صحبت میں گرفتار ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنا حلم، حوصلہ اور مرتبہ نگاہ میں رکھے، اور ان لوگوں کے جواب میں مشغول نہ ہو، تاکہ تضییع اوقات سے بچے اور اس کی جمعیت خاطر میں فتور نہ پڑنے پائے اور لوگوں کے ساتھ بلا احتیاج اور سوائے ضرورت کے میل جول نہ کرے۔ (۱)

(۱۱) غصہ کی آگ عبادت کے نور کو اس طرح جلاتی ہے جس طرح ظاہری آگ خس و خاشاک کو۔ (۲)

(۱۲) (سائل) کسی کی نسبت کینہ اپنے دل میں نہ رکھے، جو سید نہ کینہ سے بھرپور ہو، وہ خداوند تعالیٰ کی رحمت سے بے نصیب ہے اور کسی کے آزر دہ کرنے سے رنجیدہ نہ ہو اگر کسی کو ستائے اور دکھ دے تو بہت جلد اس سے معافی کا خواست گار ہو اور بدلہ لینے کی فکر میں نہ ہو، برائی کا عوض نیکی سے دینا جو ان مردوں کا کام ہے اور شرارت کا شرارت سے جواب دینا محض شرارت ہے، اس لئے کہ اس سے زیادہ عظیم الشان کام اور کوئی نہیں ہے کہ تو اس شخص سے نیکی کرے جو تیرے ساتھ برائی سے پیش آیا، اگر تو نہ کر سکے تو (بھی کم سے کم) اس کو معاف ہی کر دے، کیوں کہ معاف کرنے میں بہت بڑی بزرگی ہے۔ (۳)

(۱۳) جو سائل کہ غفلت سے کھانا کھاوے، اگرچہ وہ حلال ہی کیوں نہ ہو، عین تاریکی ہو جاتا ہے۔ (۴)

(۱۴) (سائل) رات کو جاگنا اپنی ذات پر واجب کر لے، اس لئے کہ بندگی کی لذت اور یاد خدا کا مزہ، اور نیک بختیوں کے خزانے رات کو جاگنے کے سوا حاصل نہیں ہوتے۔۔۔ (۵)

(۱) - مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۲۴۔

(۲) - مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۲۵۔

(۳) - مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۲۷۔

(۴) - مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۳۱۔

(۵) - مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۳۱۔

(۱۵) اس راستہ کے چلنے والے کو چاہئے کہ اپنے احوال کی جست جو کو کتاب و سنت کے ترازو میں تولے، اگر سب کے سب اس کے موافق اور مطابق ہوں، تو خدا تعالیٰ کا شکر بجالائے کہ خدا کے فضل سے چھٹکارے کی امید ہے، اگر ذرہ بھر بھی اس کے برخلاف دیکھے تو جان لے کہ بالکل گھاٹے اور نقصان میں ہے۔ (۱)

(۱۶) اے عزیز! نماز کی ایسی ہی حقیقت ہے جیسے آدمی کی، مثلاً انسان خوبصورت اور بے عیب اسی وقت ہوتا ہے جب کہ اس کے تمام اعضاء، آنکھ، کان، زبان، ناک اور ہاتھ پاؤں سب کے سب ٹھیک اور سلامت ہوں، ایسے ہی کامل صحیح و سالم اور بے عیب نماز اس وقت ہوتی ہے کہ اس کے سب ارکان اور احکام جس طرح پر صاحب شریعت (نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) نے حکم دیا، ان پر عمل کیا۔ ان کے مطابق ادا کی جائے، پس سعادت مندوں کی جماعت کو لازم ہے کہ اس بات میں سستی اور کاہلی کو عمل میں نہ لائیں اور عجز و نیاز کے ساتھ عبودیت کے آداب بجالائیں تاکہ ایسی نماز (جس کا اوپر ذکر ہوا) ان کے بخشے جانے کا موجب ہے اور (ان کے) ایمان کی بیخ و بنیاد کو مضبوط کرے۔ (۲)

(۱۷) اے عزیز! تو خود ہی قیاس کر، جب کہ انسان کا بدن ظاہری پلیدی سے آلودہ ہو تو خدا کے آگے سجدہ کرنے کے قابل نہیں ہوتا تو پھر وہ دل جو حرص، ہوا کی حرکت سے مردار دنیا سے آلودہ ہو، کیوں کر خدا کے قرب و حضور اور معرفت الہی کے لائق ہو، اور کیوں کر دولت حقیقی اس پر اپنا ظہور کرے۔ (۳)

(۱۸) اے عزیز! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی وہ نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ ہے کہ ہر ایک قسم کے مقامات، کمالات، درجات وغیرہ سالکوں کو حاصل ہوئے سب کے سب

(۱)۔ مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۳۲۔

(۲)۔ مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۳۶۔

(۳)۔ مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۳۹۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہی ہیں، پس جو کام مطلب کے حصول کا ذریعہ ہو، اس میں سستی اور کوتاہی کرنا، جہل اور نادانی ہے۔ (۱)

(۱۹) اے عزیز! جب تک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غالب نہ ہوا ورسا لک کے اوصاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں فانی نہ ہو گئے ہوں اور اپنی ذات سے رہائی اور خدا کے ساتھ پوری آشنائی نہ ہو گئی ہو، فانی اللہ کا مقام جو عاشقوں کے مقام کی نہایت اور سالکوں کے مقصودوں کی غایت ہے، حاصل نہیں ہوتا، اور درجہ فانی اللہ کا وصول، فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول پر موقوف ہے، اور فانی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ اس وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صفتیں اور اخلاق اس میں موجود ہوں اور اس کے سب کے سب اعمال و افعال حرکات و سکنات عادات، ریاضات اور عبادات، ٹھیک ٹھیک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر ہوں۔ (۲)

(۲۰) جاننا چاہئے کہ سب سے بڑھ کر سعادت اور بہتر عبادت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے اس لئے کہ بہت درود بھیجنے سے آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جو تمام سعادتوں کی سردار ہے غالب آتی ہے اور اس کے ذریعہ سے انسان خداوند تعالیٰ کی پاک درگاہ میں قبولیت کا درجہ پاتا ہے اور درود شریف کی برکت سے سب سینات (گناہ) حسنات (نیکیوں) سے بدل جاتے ہیں۔ (۳)

(۲۱) عقل مند آدمی کو لازم ہے کہ کسی وقت بھی اپنے رب کی عبادت سے آرام نہ کرے کہ انسان کی بزرگی اور بلند درجہ کا حصول، خدا کی بندگی کے لوازمات کے ادا کرنے پر ہی موقوف ہے، اگر بندہ بندگی میں قصور کرے اور اختیار کی باگ نفس و شیطان کے ہاتھ میں دے

(۱)۔ مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۴۴۔

(۲)۔ مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۴۶۔

(۳)۔ مقاصد السالکین: (مترجم) پہلا مقصد: ص: ۵۳۔

دے تو ایسا بندہ چوپایوں اور حیوانوں سے بدتر ہے۔ (۱)

(۲۲) سالک کو لازم ہے کہ اپنے یقین کو اس مطلب میں مضبوط رکھے کہ جو روزی میری قسمت میں پہلے دن سے لکھی ہے، میری کوشش اور تلاش کے بغیر بھی مجھے آ ملے گی، اس کے پیچھے دوڑنا، اور در بدر خاک چھانٹتے پھرنا، حقیقت میں اپنی عمر کے سرمایہ کو ضائع کرنا ہے۔ (۲)

(۲۳) اے عزیز! اگرچہ خدا کا کلام سب لوگ پڑھتے ہیں، لیکن ظاہری لوگوں کا پڑھنا اور ہے اور اہل معانی کا پڑھنا اور، اس لئے کہ قرآنی انوار (قضا و قدر) اس وقت ظاہر کرتے ہیں کہ اس کا دل نفسانی حرص و ہوا اور بشریت کی صفوں سے پاک ہو، اور قرآن مجید کے خوبصورت چہرہ کا عکس، اس شخص پر جلوہ گر کرتے ہیں جس کا دل ماسوی اللہ کی غفلت اور تاریکی کے غبار سے صاف و شفاف ہو۔ (۳)

(۲۴) اے عزیز! توجان لے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام جو سب سے بہتر اور تمام آسمانی کتابوں سے بزرگ تر ہے جب تو پڑھتا اور سنتا ہو تو تجھے لازم ہے کہ پڑھتے وقت ماسوی اللہ سے بھاگ کھڑا ہووے، اور لوگوں کا کلام سننے سے کانوں میں روئی ڈال کر اور دل کی توجہ ایک طرف کر کر، ربانی کلام کے انوار سے پاک خدا میں ایسا سرمٹے اور غرق ہو جائے کہ کسی اور طرف کی تجھے خبر تک نہ ہو، تاکہ اس ذریعہ سے حجاب کاٹا جائے اور خدا کے قرب میں ترقی ہو۔ (۴)

(۲۵) تو ہوشیار ہو، اور اپنی چند روزہ زندگی کو غنیمت جان، اس میں خداوند تعالیٰ کی طرف توجہ کر، تو کس چیز پر دھوکا کھا گیا ہے اور کس امید پر بھروسہ کر بیٹھا ہے جب عمر کے لئے

(۱) - مقاصد السالکین: (مترجم) دوسرا مقصد: ص: ۵۸۔

(۲) - مقاصد السالکین: (مترجم) دوسرا مقصد: ص: ۷۸۔

(۳) - مقاصد السالکین: (مترجم) دوسرا مقصد: ص: ۸۵۔

(۴) - مقاصد السالکین: (مترجم) دوسرا مقصد: ص: ۸۵-۸۶۔

کوئی خاص مہلت اور مدت مقرر نہیں ہے تجھے کیا ہے کہ: کس وقت تو اس دنیا سے کوچ کر جاوے گا۔ (۱)

(۲۶) اے عزیز! تو ہوشیار ہو، اور اپنی ذات کو لوگوں کی صحبت سے دور رکھ، کیوں کہ ان کے دلوں میں دنیا کی محبت، بد اخلاقیات اور غفلت اس طرح پر غالب اور قائم ہوگئی ہیں کہ جو لوگ ان کے ساتھ بیٹھیں، ان میں بھی پورا پورا اثر کرتی ہیں۔ (۲)

(۲۷) اس زمانے میں بعض کچے فقیر جن کو شربت فنا اور بقا سے مس تک نہیں، لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کیا کیا مکاریاں عمل میں لاتے ہیں، اور کیسے جال پھیلاتے ہیں، اپنی دنیاوی عزت اور اقبال اور خلقت کو اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے کیا کیا تدبیریں جاری کرتے ہیں اور جو وقت کہ نیک عملوں کے کرنے کا تھا اس کو رائے گاں اور برباد کر دیتے ہیں۔ افسوس صد افسوس! وہ نہیں جانتے کہ شیخی کی یہ کڑو فر اور مشائخی کا یہ طمطراق اور تزک و شان جس میں صدق و صفا کی بوتک نہیں، کل کو کسی کام نہ آئے گا، اور صدق و صفا کے حاصل کئے بغیر فنا اور بقا کا درجہ اور مشائخ اور اولیاء اللہ کے طریقوں پر چلنے کے سوائے سعادت کا دروازہ اس پر ہرگز نہ کھولیں گے۔ (۳)

(۲۸) کالمین اہل معنی کے نزدیک گوشہ نشینی کے یہ معنی ہیں کہ: سالک ایسے درجہ کو پہنچ جائے کہ اپنی ذات میں گوشہ گیر ہو، یعنی ماسوی اللہ سے چھوٹ کر اور حق تعالیٰ میں فانی ہو کر خدا کے جمال بے مثال میں ایسا محو و مستغرق ہو، کہ اس کے نزدیک صحبت اور خلوت یکساں (ایک سی) ہو جائیں اور ایک عمیق سمندر کی طرح کسی قسم کی میل سے گدلا نہ ہو، اگرچہ اس کا ظاہر لوگوں کے ساتھ ہو، مگر اس کا دل حضرت ذوالجلال کے ملاپ سے اس کے جمال کے

(۱) - مقاصد السالکین: (مترجم) دوسرا مقصد: ص: ۹۶۔

(۲) - مقاصد السالکین: (مترجم) دوسرا مقصد: ص: ۱۰۰۔

(۳) - مقاصد السالکین: (مترجم) دوسرا مقصد: ص: ۱۰۱۔

چکاروں سے مالا مال ہو، یہاں تک کہ عارفوں کی منزل گاہ جہاں ہے وہاں پر کسی غیر آدمی کا گذر تک نہیں، بل کہ ان کی ذات کو بھی اپنی خبر نہیں ہے۔ (۱)

(۲۹) راستہ کے عبور کرنے والے (ساک) کو چاہئے کہ اعتدال کا راستہ ہاتھ سے نہ جانے دے، اس لئے اگر پیٹ بھر کر کھاوے گا، توفیق الہی کا راستہ بند ہو جاوے گا، اور اگر طعام کھانا چھوڑ دے گا تو کمزوری اور ناتوانی اس پر غالب آجائے گی اور عبادت کسب کمالات وغیرہ سے محروم رہ جائے گا، اور اعتدال یعنی درجہ اوسط یہ ہے کہ نہ تو بہت سیر ہو کر کھائے نہ طعام کھانا ہی چھوڑ دے۔ (۲)

(۳۰) اس زمانے میں خدا کے راستہ کے بے شمار طالب، روٹی کھانے میں احتیاط نہیں کرتے، اس لئے معنوں کے بھیدوں کا ظہور و قلب کی صفائی اور ذوق و شوق بہت ہی کم پاتے ہیں۔ (۳)

(۳۱) اے عزیز! جب تک ماسوی اللہ کا خیال دل سے دور نہ ہو، اور مشاہدہ کے سمندر میں ہمیشہ کا استغراق واقع نہ ہو، مطلب کا حاصل ہونا محالات میں سے ہے۔ (۴)

(۳۲) رات میں ایک ایسی خاصیت ہے کہ دن میں قطع پائی نہیں جاتی، اس لئے کہ اگر کوئی شخص اطمینان دل کے ساتھ رات کی ایک گھڑی خدا کی یاد میں بسر کرے، تمام دن کی (نفلی) عبادت سے بہتر ہے، اس لئے خدا کی رحمت کا نزول، اور عبادت کی قبولیت زیادہ تر رات ہی کو ہوتی ہے، اور خدا کی بخشش مشتاقوں کے لئے غیروں کی نظر سے پوشیدہ، رات ہی کو ہوتی ہے، پردہ کا اٹھنا اور عاشقوں کے ملاپ کا وقت رات ہی کو ہوتا ہے، عابدوں کی عبادت

(۱) - مقاصد السالکین: (مترجم) دوسرا مقصد: ص: ۱۰۲۔

(۲) - مقاصد السالکین: (مترجم) دوسرا مقصد: ص: ۱۰۳۔

(۳) - مقاصد السالکین: (مترجم) دوسرا مقصد: ص: ۱۰۴۔

(۴) - مقاصد السالکین: (مترجم) دوسرا مقصد: ص: ۱۰۸۔

کے فراغ کا مقام اور خدا کے ذکر کرنے والوں کے آرام کا موقع رات ہی ہے، اس لئے کہ عاشقوں کے لئے رات کا وقت ایک ایسا خلوت خانہ ہے کہ اس بے نیاز خدا کی درگاہ میں غیروں کے پریشان کئے بغیر اپنے راز و نیاز عرض کرتے ہیں۔ (۱)

(۳۳) اے عزیز! تمام اولیاء اللہ اور سب کے سب اہل اللہ، جو خدا تک پہنچے ہیں تو وہ اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ کوئی طالب رات کو جاگے بغیر اپنے مطلب کو نہیں پہنچا، اور کسی سالک نے عبادت کا خزینہ اور سعادت کا گنجینہ شب بے داری کے سوا حاصل نہیں کیا۔ (۲)

(۳۴) آدمی کا نفس کئی ایک سالوں سے نیند کا عادی ہو رہا ہے، اس لئے دفعۃً ہی بے داری کی دولت کا حصول، بہت ہی مشکل دکھائی دیتا ہے پس جس شخص کو اس سعادت کی خواہش ہو اسے چاہئے کہ دوپہر کے وقت میں خواب قیلولہ کرے، اس لئے دوپہر کے وقت تھوڑا سا نیند کرنا، طبیعت کو راحت اور دماغ کو مضبوط کرتا ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک عادت اسی پر تھی۔ (۳)

(۳۵) اے عزیز! ہر ایک عمل میں جس قدر اخلاص اور محبت ہو، اسی قدر پھل ملتا ہے جس کو اعمال میں زیادہ تر اخلاص ہے اسی قدر زیادہ قبولیت ہے۔ (۴)

(۳۶) سالک کو لازم ہے کہ مزدوری کے طور پر بندگی نہ کرے، بل کہ مزدوری کے اجر کو خداوند تعالیٰ پر چھوڑے وہ جس طرح پر بہتر سمجھتا ہے دیتا ہے اگر بندگی محض خدا کے لئے ہی ہو، اور سوائے حق سبحانہ تعالیٰ کے اور کچھ بھی منظور نظر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ وہ وہ چیزیں اور نعمتیں

(۱) - مقاصد السالکین: (مترجم) دوسرا مقصد: ص: ۱۰۸۔

(۲) - مقاصد السالکین: (مترجم) دوسرا مقصد: ص: ۱۰۹۔

(۳) - مقاصد السالکین: (مترجم) دوسرا مقصد: ص: ۱۱۰۔

(۴) - مقاصد السالکین: (مترجم) تیسرا مقصد: ص: ۱۳۸۔

عطا فرماتا ہے جو کبھی وہم و گمان میں بھی نہ گزری ہوں۔ (۱)

۳۷) اس بات کو یقین دل سے جان کہ اگر خدا کی یاد سے مقصود کوئی لالچ دنیاوی لالچوں سے ہو، یا کشف و کرامات دکھانا، یا شنی مشائخی مد نظر ہو کہ لوگ مجھے بزرگ جانیں تو ایسی یاد جو کہ پھر فائدہ نہیں دیتی اور عالم عرفان سے (اس کے) دل و جان کے مغز میں بوتک نہیں پہنچتی، اور کسی حال میں بھی باطنی پردہ اٹھا کر قرب الہی کا موجب نہیں ہوگی۔ (۲)

۳۸) فرصت کے وقت کو غنیمت جان اور آگاہ ہو، اور اپنے کام میں سوچ کہ کہاں جانا ہے اور کس کے حضور میں جواب دہی کے لئے حاضر ہونا ہے جن چیزوں کو آج تو الفت کرتا اور دوست رکھتا ہے کل جدائی کے وقت ہزار حسرت و افسوس سے چھوڑے گا۔ (۳)

۳۹) جس مبتدی نے ابھی شیطان اور نفس کے وسوسوں سے خلاصی نہیں پائی اور اپنی خودی میں گرفتار رہے اس کے لئے تو صحبت عین فرض ہے اور وہ کامل جو خودی اور اپنی قابلیتوں کے گھمنڈ سے نجات پا گیا ہے اور جس کے دل کی چار دیواری میں نفس اور شیطان کا گز نہیں رہا ہے، اس کے لئے صحبت اور خلوت برابر ہیں۔ (۴)

۴۰) سالکوں کو جو کچھ عجز و زاری سے حاصل ہوتا ہے وہ ہزار طاعت اور عبادت سے بھی میسر نہیں آتا، پس اس راستہ کے چلنے والوں کو لازم ہے کہ انکساری اور شکیلی کا طریق ہاتھ سے نہ جانے دے، اور اپنی عبادت کی کمالیت پر ناز نہ کرے اور خداوند تعالیٰ کی بے پرواہیوں سے ہمیشہ ڈرتا اور کانپتا رہے۔ (۵)

(۱) - مقاصد السالکین: (مترجم) تیسرا مقصد: ص: ۱۳۹۔

(۲) - مقاصد السالکین: (مترجم) تیسرا مقصد: ص: ۱۴۰۔

(۳) - مقاصد السالکین: (مترجم) چوتھا مقصد: ص: ۱۶۳۔

(۴) - مقاصد السالکین: (مترجم) چوتھا مقصد: ص: ۱۶۶۔

(۵) - مقاصد السالکین: (مترجم) چوتھا مقصد: ص: ۱۹۲۔

۴۱) اے عزیز! اگر تمام فرشتوں کی پاک دامنی اور پارسائی سالک کی صفت ہو جائے اور تمام دنیا کی عبادت اس سے صادر ہو، تو بھی اس کو چاہئے کہ اپنی ذات کو کسی سے اچھا نہ جانے اور اس پر نگاہ اٹھا کر نہ دیکھے بل کہ اپنی سب کی سب طاعت کو گناہوں کے رنگ میں جانے تاکہ سلامتی کے ساتھ اپنی منزل مقصود تک پہنچے۔ (۱)

ملفوظات

حضرت میاں مظہر جان جاناں قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۱۹۵/۱/۱۰ - بمطابق: ۱۷۸۱/۱/۲۶)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونی قدس اللہ سرہ

و حضرت خواجہ محمد عابد سنائی قدس اللہ سرہ
۱) تمام اولیاء اللہ کی تعظیم اور تمام مشائخ رحمۃ اللہ علیہم سے محبت بھی لازم ہے۔ اگر نفع و استفادہ کی خاطر اپنے پیر کی افضلیت کا نظریہ اختیار کر لے تو یہ فرط محبت سے بعید نہیں ہے (۲)
۲) ان ایام میں لوگوں کے لئے احکام خداوندی پر عمل اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرنا مشکل ہو گیا ہے، معاملات تباہ ہو گئے اور شریعت کے مطابق عمل موقوف ہو گیا ہے۔ اگر کوئی فقہ کے مطابق اور فتویٰ ظاہر پر عمل کرے اور امور جدیدہ اور بدعات سے اجتناب کرے تو یہ بہت ہی غنیمت ہے۔ (۳)

(۱) - مقاصد السالکین: (مترجم) چوتھا مقصد: ص: ۱۹۲۔

(۲) - مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۰۔

(۳) - مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۱۔

(۳) نقشبندی بزرگوں کا عمل عزیمت پر محمول ہوتا ہے، اس لئے وہ رخصت سے اجتناب کرتے ہیں۔ (۱)

(۴) حقیقت میں تمام امور کا کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ (۲)

(۵) اس طریقہ میں پیری و مریدی محض بیعت، شجرہ اور کلاہ نہیں ہے بل کہ مرشد کی صحبت میں رہ کر ذکر قلبی، حصول جمعیت اور توجہ الی اللہ کی تعلیم بھی لازم ہے۔ (۳)

(۶) دل ذکر کثیر کے بغیر نہیں کھلتا، ذکر کرتے وقت اگر کوئی کیفیت یا بے خودی حاصل ہو تو اسے محفوظ رکھنا چاہئے۔ اور اگر کچھ ظاہر نہ ہو تو پھر بہت عاجزی اور افتقار کے ساتھ ذکر کرنا چاہئے۔ اسی طرح اشغال کا التزام کرنا چاہئے تاکہ کیفیت دوام حاصل ہو جائے (۴)

(۷) ایسا دل سلیم پیدا کرنا چاہئے جس میں غیر اللہ کا گزر نہ ہو، واقعات و خواب چنداں قابل اعتبار نہیں ہیں۔ (۵)

(۸) غلبہ خواطر کے وقت جناب الہی میں التجا و زاری کرنا چاہئے۔ (۶)

(۹) مرشد کی صورت کو توجہ کا مرکز بنا کر اس کے وسیلے سے باطنی امراض کے ازالہ کے لئے التجا کرنی چاہئے۔ (۷)

(۱۰) افتقار و انکسار کی صفت کا ہونا لازم ہے اور لوگوں کے ظلم و ستم صبر و تحمل سے برداشت

-
- (۱)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۱۔
- (۲)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۲۔
- (۳)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۳۔
- (۴)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۳۔
- (۵)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۳۔
- (۶)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۴۔
- (۷)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۴۔

کرنے کی عادت پیدا کرنی چاہئے۔ (۱)

(۱۱) کھانے، پینے، سونے، جاگنے اور اعمال و عبادت میں توسط اور حد اعتدال رکھنا مشکل کام ہے۔ کوشش یہ کرنی چاہئے کہ اپنے اوقات کار حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق مضبوط کیے جائیں۔ انبیاء علیہم السلام کی پیروی ہر کام میں حد اعتدال حاصل کرنے کے لئے ہے۔ (۲)

(۱۲) سالکوں کے لئے ہزار بار درود اور کثرت استغفار لازم ہے۔ (۳)

(۱۳) حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات جو کہ مسائل شریعت، اسرار طریقت معارف حقیقت، نکات سلوک، حقائق تصوف اور انوار نسبت مع اللہ پر مشتمل ہیں۔ عصر کے بعد دائمی درس لینا چاہئے کیوں کہ ایسا کرنے سے سعادت کے دروازے کھل جاتے ہیں (۴)

(۱۴) احادیث صحیحہ سے جو موقتہ دعائیں ثابت ہیں ان کا ورد بھی معین کرنا چاہئے۔ لیکن ان تمام اعمال میں حضور قلب کا ہونا لازم ہے۔ (۵)

(۱۵) اس طریقہ کے مقامات کے حصول کے لئے میں نے مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی تیس سال خدمت کی اور تیس سال سے زیادہ طالبان حق عز وجل کو طریقہ کی تلقین میں مصروف ہوں، ساٹھ سال میں حضرت سید (نور محمد بدایونی) رضی اللہ تعالیٰ کی توجہات سے میں فنائے قلب سے مشرف ہوا اور اس مدت میں بڑی کوشش سے باطنی شغل کرتا رہا ہوں۔ اب فنائے قلبی کے آثار جیسے کہ چاہئے ظاہر ہو رہے ہیں۔ (۶)

(۱)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۴۔

(۲)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۵۔

(۳)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۵۔

(۴)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۵۔

(۵)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۶۔

(۶)۔ مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۶۔

(۱۶) خلوت میں بیٹھ کر باطنی نسبت کی حفاظت اور مبداء فیاض پر دائمی توجہ رکھنی چاہئے۔ اپنے اوقات ادائے اعمال ظاہری سے معور رکھنے چاہئیں۔ کیوں کہ اعمال کا نور جمعیت، صفائی نسبت، حضور اور آگاہی کا سبب ہوتا ہے۔ (۱)

(۱۷) ہمیشہ کے مراقبے سے نسبت باطنی میں قوت ملک و ملکوت کی اطلاع اور مہربانی نظر سے دلوں کو نوازنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ ذکر تہلیل کی کثرت سے صفات بشریت کی فنا، کثرت درود سے اچھے واقعات، کثرت نوافل سے انکسار اور عاجزی اور کثرت تلاوت سے نور و صفا حاصل ہوتا ہے۔ ذکر تہلیل معنوی لحاظ سے اس طریقہ میں مفید ہے اور صرف لفظ کی تکرار ہی آخرت کے ثواب کا سرمایہ اور برائیوں کا خاتمہ کرتی ہے۔۔۔ (۲)

(۱۸) ضروری مسائل کا پڑھنا، یا علما کی صحبت میں سن کر عمل کی صحت کے لئے یاد کرنا لازم ہے۔ (۳)

(۱۹) علم حدیث ایسا جامع علم ہے کہ اس میں تفسیر، فقہ اور دقائق سلوک سب شامل ہیں۔ اس علم کی برکات سے نور ایمان میں اضافہ ہوتا ہے نیک عمل اور اچھے اخلاق کی توفیق پیدا ہوتی ہے۔ (۴)

(۲۰) تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرو، حضرت مصطفیٰ ﷺ کی متابعت دل و جان سے کرو، اپنے احوال کا کتاب و سنت سے تقابل کرو، اگر موافق ہیں تو قبولیت کے لائق خیال کرو اور اگر مخالف ہیں تو مردود سمجھو۔ (۵)

(۱) مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۷۔

(۲) مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۷۔

(۳) مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۹۔

(۴) مقامات مظہری: بارہویں فصل: حضرت میرزا مظہرؒ کے ملفوظات: ص: ۳۰۹۔

(۵) مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؐ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص: ۳۱۳۔

(۲۱) باطنی صفائی کے لئے خلوت لازم ہے۔ کیوں کہ درویشی کا سرمایہ صفا کی موجودگی ہی ہے۔ (۱)

(۲۲) عبادت اور ذکر خدا میں سرگرم رہو، آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ (۲)
 (۲۳) مشائخ کی محبت میں اپنی عقیدت کو مضبوط کرو، کیوں کہ دوستان خدا کی دوستی اللہ کے قرب کا موجب ہوتی ہے۔ (۳)
 (۲۴) جہاں تک ممکن ہو سکے اپنی زندگی صبر و توکل سے بسر کرو، غیر کا تصور دماغ سے نکال دو، اپنے کام خدا پر چھوڑ دو۔ موت پر یقین اور اسے سچا وعدہ سمجھ کر اسے خلوت کا سرمایہ جانو۔ (۴)

(۲۵) اگر تمہارے دل میں تردد نہ ہو تو گوشہ نشینی اختیار کرو، رزق جس کے لئے وقت مقرر ہے خود ہی پہنچ جائے گا۔ اگر عیال کی فکر دامن گیر ہو تو اسباب کا مہیا کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ مقررہ آمدنی جس پر دل کو بھروسہ نہ ہو وہ توکل اور سبیل رشد کے منافی نہیں ہوتی۔ (۵)
 (۲۶) فقیر کا اس المال تو فارغ البالی اور جمعیت خاطر ہے کیوں کہ اس کا فارغ البال دل مقصود کا منتظر ہوتا ہے، اس لئے ایسا نہ ہو کہ دل جمعی تفرقہ میں بدل جائے اور دل کی توجہ و یکسوئی میں خلل پیدا ہو۔ (۶)

(۲۷) طلب مولائی راہ میں کبر و دماغ سے اور غرور کو ہاتھ سے چھوڑ دینا چاہئے۔ (۷)

-
- (۱) مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؐ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص: ۳۱۳۔
 (۲) مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؐ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص: ۳۱۳۔
 (۳) مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؐ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص: ۳۱۳۔
 (۴) مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؐ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص: ۳۱۳۔
 (۵) مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؐ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص: ۳۱۳۔
 (۶) مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؐ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص: ۳۱۴۔
 (۷) مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؐ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص: ۳۱۴۔

(۲۸) نفس کی مخالفت جس قدر کر سکو وہ بہتر ہے۔ لیکن اتنا بھی نہیں کہ وہ تنگ آجائے کہ جس سے اطاعت کی خوشی اور شوق جاتا رہے کبھی اس کے ساتھ نرمی کرنی چاہئے کیوں کہ مومن کے نفس کی رضامندی ثواب کا موجب ہے۔ (۱)

(۲۹) شکرگزاری کی نیت سے کھانا مزے دار بنائے تو بہتر ہے، کیوں کہ بد مزگی کی صورت میں تہ دل سے شکر ادا نہیں ہوتا۔ لذیذ طعام میں بے مزہ پانی کی آمیزش کرنا نعت الہی کو خاک میں ملانے کے برابر ہے۔ (۲)

(۳۰) اولیا کے مزارات کی زیارت کو فیض جمعیت کا دریوزہ بناؤ۔ مشائخ کرام کی ارواح طیبہ کو فاتحہ اور درود سے ثواب پہنچا کر جناب الہی میں انہیں وسیلہ بناؤ کیوں کہ اس امر سے ظاہری و باطنی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ البتہ مبتدیوں کو تصفیہ قلب کے بغیر اولیا کی قبور سے فیض حاصل ہونا مشکل ہے۔ اسی لئے حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ: حق سبحانہ کی یاد میں مصروف ہونا اولیا کی قبروں کی مجاورت سے بہتر ہے (۳)

(۳۱) حاجت مندوں کی خفیہ طور پر نقدی سے مدد کرنے سے جلدی ثواب ملتا ہے (۴)

(۳۲) ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت ایمان کا موجب اور تصدیق و ایتقان کا سرمایہ ہے۔ ہمارے لئے تو ان کی محبت کے سوا اور کوئی عمل وسیلہ نجات نہیں۔ (۵)

(۳۳) اعلیٰ کمالات کے لئے کرامات کا ظہور شرط نہیں ہے۔ (۶)

-
- (۱) مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؐ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص: ۳۱۴۔
- (۲) مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؐ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص: ۳۱۴۔
- (۳) مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؐ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص: ۳۱۵۔
- (۴) مقامات مظہری: تیرہویں فصل: وہ ہوش افزا نصیحتیں جو آپؐ نے اپنے اصحاب کو کیں: ص: ۳۱۴۔
- (۵) مقامات مظہری: چودہویں فصل: آپؐ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؐ کی زبانی اولیا کے احوال: ص: ۳۲۰۔
- (۶) مقامات مظہری: چودہویں فصل: آپؐ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؐ کی زبانی اولیا کے احوال: ص: ۳۲۱۔

(۳۴) اس طریقہ (نقشبندیہ) کے اشغال سے اتباع سنت کی توفیق ہوتی ہے اور شریعت کے اتباع سے اس طریقہ کے انوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ (۱)

(۳۵) اس طریقہ (نقشبندیہ) کا مدار مرشد کی ہمت اور توجہ پر ہے۔ (۲)

(۳۶) مشائخ کے حکم پر بلا توقف عمل کرنا چاہئے۔ اس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ (۳)

(۳۷) جناب الہی میں ہر شیخ طریقت کا توسل ”جبل الہتین“ ہے کیوں کہ یہ مراتب قرب پر فائز ہوتے ہیں، مستفید اگر فیض حاصل کر لے تو زہے سعادت (اس طرح) وہ بھی ان میں سے ہو گیا۔ یہی نہیں بل کہ اس بشارت میں جس کے لئے یہ اکابر ممتاز ہوتے ہیں شریک ہو گیا اور ان بزرگوں کی عنایت اس کے شامل حال رہی۔ (۴)

(۳۸) اولیائے عشرت کے لئے شہرت لازم ہے تاکہ لوگ اس سے استفادہ کر سکیں لیکن اولیائے عزالت کے لئے خفیہ رہنا لازم ہے تاکہ اسرار ظاہر نہ ہونے پائیں۔ (۵)

(۳۹) اصل کام تمحّض خدا کی طرف دائمی توجہ اور حضرت مصطفیٰ ﷺ کی اتباع ہے (۶)

(۱)۔ مقامات مظہری: چودھویں فصل: آپؐ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؐ کی زبانی اولیا کے احوال: ص: ۳۲۳۔

(۲)۔ مقامات مظہری: چودھویں فصل: آپؐ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؐ کی زبانی اولیا کے احوال: ص: ۳۲۴۔

(۳)۔ مقامات مظہری: چودھویں فصل: آپؐ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؐ کی زبانی اولیا کے احوال: ص: ۳۲۵۔

(۴)۔ مقامات مظہری: چودھویں فصل: آپؐ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؐ کی زبانی اولیا کے احوال: ص: ۳۲۸۔

(۵)۔ مقامات مظہری: چودھویں فصل: آپؐ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؐ کی زبانی اولیا کے احوال: ص: ۳۳۰۔

(۶)۔ مقامات مظہری: چودھویں فصل: آپؐ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؐ کی زبانی اولیا کے احوال: ص: ۳۳۰۔

(۴۰) قرآن مجید کی تلاوت صفائی باطن اور قلب کی قبض رفع کرنے کا موجب ہے۔
ترتیل حروف اور خوش الحانی ہونی چاہئے، قرآن مجید کی تلاوت متوسط آواز سے کرنی چاہئے اس سے اذواق پیدا ہوتے ہیں۔ (۱)

(۴۱) رمضان المبارک میں باطنی نسبت میں بہت ترقی ہوتی ہے، روزہ کی حالت میں غیبت اور جھوٹ سے بچنا واجب ہے ورنہ روزہ کا حاصل فاقہ کشی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کوشش کرنی چاہئے کہ اس مہینے کی رضامندی اور روزہ کی ادائے گی کا حق حاصل ہو جائے۔ (۲)
(۴۲) مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو موت کو پسند نہیں کرتا، یہ موت ہی ہے جو اللہ سے ملاقات کا موجب ہے یہی حضرت رسالت پناہ ﷺ کی زیارت کا سبب، دیدار اولیا کا حصول، عزیزوں کے دیدار سے مسرور کرتی ہے۔ (۳)

(۴۳) اللہ تعالیٰ سے محبت و آشنائی حقیقت میں مردوں کا آئین اور دستور ہے۔ (۴)
(۴۴) کشف طریقت کے معاملوں میں تو معتبر ہے لیکن احکام شریعت میں حجت نہیں۔ (۵)

(۴۵) اگر غیب سے کوئی چیز معین ہو جائے تو بے مضائقہ اسے قبول کر لینا چاہئے کیوں کہ بغیر مانگے جو آمدنی مقرر ہو وہ توکل کے منافی نہیں ہے۔ اگر اس پر بھروسہ نہ ہو اور خاص طور پر اس زمانے میں تو دل میں تفرقہ اٹھنے کا سبب ہوتا ہے اور توکل بے اطمینانی کی نذر ہو جاتا ہے

(۱) مقامات مظہری: چودھویں فصل: آپؐ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؐ کی زبانی اولیا کے احوال: ص: ۳۳۱۔

(۲) مقامات مظہری: چودھویں فصل: آپؐ کے بعض منامات کا بیان، اور آپؐ کی زبانی اولیا کے احوال: ص: ۳۳۱۔

(۳) مقامات مظہری: سولہویں فصل: آپؐ کے عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کی کیفیت: ص: ۳۴۸۔
(۴) معمولات مظہریہ: ص: ۲۴۔

(۵) مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ: ص: ۱۳۶-۱۳۷۔

صوفیوں کا راس المال تو یہی جمعیت ہے۔ (۱)

(۴۶) تم شریعت کے التزام اور طریقت کے اشتغال میں مصروف رہو، لوگوں سے خاک ساری اور بے نفسی سے ملو، کیوں کہ کمال نفس نیک نیتی میں ہے اور ہستی صرف خدا کے لئے مسلم ہے، عالموں اور فقیروں کی صحبت کو لازمی سمجھو۔ دنیا کے مکروہات پر صبر کرو، کیوں کہ مومنوں کے لئے دنیا قید خانہ ہے اور راحت کا وعدہ آخرت کے لئے ہے بشرطیکہ ایمان سلامت رہے۔ خدا کی عطا کی ہوئی کم و بیش نعمتوں پر شکر ادا کرو۔ بد خلقی سے پیروں کو بدنام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کوئی تمہارے طریقہ کی طرف آئے تو اس سے خدمت نہیں لینے چاہئے بل کہ اس کی خدمت کرو۔ ہاں! اگر وہ محبت کے غلبہ سے خود خدمت کرے تو دوسری بات ہے۔ جہاں کہیں بھی رہو، خدا کو یاد رکھو اور پیران طریقہ کی محبت میں ڈوبے رہو۔ (۲)

(۴۷) جانتے ہو دنیا میں خدا کے طالب کم ہیں۔ اگر کوئی آئے تو اسے خدا کا نام سکھاؤ کیوں کہ اس کا بہت اجر ہے۔ (۳)

(۴۸) آپ کو چاہئے کہ ظاہر میں شریعت کی پابندی اور باطن میں ذکر طریقہ میں مشغول رہیں کیوں کہ دونوں جہاں کی فلاح کا انحصار اسی کام پر ہے اور یہ بھی چاہئے کہ ذکر قلبی کے پابند رہیں اور شریعت کا التزام کریں، مشائخ کی محبت اور شغل باطن کو واجب جانیں، نا اہل اور نامناسب کاموں سے احتراز لازمی سمجھیں اور علما اور اہل دین و اہل شرع کی خدمت کو غنیمت سمجھیں۔ (۴)

(۴۹) حریفوں سے مصالحت کر کے اپنا نقش مراد حاصل کرنا چاہئے۔ (۵)

(۵۰) اعز و اقربا کے حالات سے بے خبر رہنا گناہ ہے۔ (۶)

(۱)۔ مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ: ۱۶۷۔

(۲)۔ مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ: ۱۷۶۔

(۳)۔ مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ: ۱۷۶۔

(۴)۔ مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ: ۱۸۵۔

(۵)۔ مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ: ۲۱۴۔

(۶)۔ مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ: ۲۳۴۔

ملفوظات

حضرت جیو شاہ فضل احمد معصومی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۲۳۱/۱۲/۳۰ - بمطابق ۱۸۱۶/۱۱/۲۱)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت شاہ محمد رسا قدس اللہ سرہ

وحضرت میر سید عبداللہ شاہ بخاری قدس اللہ سرہ
(۱) اس فساد کے زمانہ میں اور عہد نبوت سے دوری کے باعث اس طریقہ عالیہ کی تعلیم دوسرے طریقوں کے اعتبار سے زیادہ اولیٰ اور مناسب ہے۔ کیوں کہ شریعت کی پابندی اور اتباع سنت اس طریقہ میں دوسرے طریقوں سے زیادہ کامل طور پر موجود ہے۔ (۱)
(۲) تمام حق داروں کو راضی رکھیں اور حق والوں کی نافرمانی سے پرہیز کریں، فال گو، منجم، کاہن، رمال وغیرہ کی باتوں پر قطعاً اعتقاد نہ کریں، بل کہ اگر ہو سکے تو اس سے لوگوں کو منع کریں۔ (۲)

(۳) نیاز مندی، عجز و نیاز اور تضرع و زاری کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے۔ (۳)
(۴) عزیمت پر عمل کریں، رخصت سے حتی الامکان ہر وقت اور ہر جگہ دور رہیں، سیاہ دلوں، مال داروں، بچوں، احمقوں، مفسدوں، فاسقوں، بدعتیوں، خدا سے بے خبر لوگوں، کاہلوں اور تن پرور لوگوں اور جاہلوں کی صحبت سے دور رہنا اور پرہیز کرنا چاہئے جس طرح شیر درندہ

(۱) تحفۃ المرشد: ص: ۹۔

(۲) تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۲۔

(۳) تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۲۔

سے ڈرتے ہیں اسی طرح ان مذکورہ گروہوں سے ڈرتے رہنا چاہئے۔۔۔ اور جب تک ممکن ہو اہل اللہ، ارباب کمال اور متقی اور علما و صلحا کی محبت سے کسی وقت دور نہ رہیں اور اپنی جان ان پر نثار کریں کہ اس راہ میں جان پر کھیلتے ہی محبوب کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ (۱)

(۵) جس مؤمن سے بھی بات کریں رفیق وزمی سے بات کریں اور (جس) شخص سے ملاقات کریں خوش خلقی، ہنس اور کشادہ روئی سے ملاقات کریں۔ (۲)

(۶) غصہ اور خوش حالی حالت میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے، یعنی آدمی جب کسی سے راضی ہوتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔ اس لئے آدمی کو چاہئے کہ ہر حال میں یکساں رہے۔ (۳)

(۷) اپنے اعمال کو حقیر جاننا اور کسی لائق نہ سمجھنا بھی اس راہ کی ضروریات و لوازمات سے ہے۔ (۴)

(۸) اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات اقدس کی محبت کے سوا تمہارا کوئی مقصود نہ ہونا چاہئے، ہمارا کام اللہ کے لئے اور اللہ میں ہونا چاہئے کسی شخص سے کوئی طمع اور توقع نہ رکھے، ہمیشہ تابع خدا ترس، حق پرست اور شرع پرور رہنا چاہئے۔ (۵)

(۹) کسی کی ملامت و اہانت سے دل گرفتہ، کبیدہ خاطر نہ ہونا چاہئے۔ (۶)

(۱۰) کسی وقت خواہ سختی کا ہو یا نرمی کا بغیر خدائے بزرگ و برتر کے کسی سے مدد نہ چاہو، سفر میں ہو یا حضر میں، خلوت میں ہو یا جلوت میں قبض و بسط کی حالت میں ہو یا فقر و غنا

(۱) تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۲-۱۰۳۔

(۲) تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۳۔

(۳) تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۴۔

(۴) تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۶۔

(۵) تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۷۔

(۶) تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۷۔

میں، ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے کام میں رہو۔^(۱)

(۱۱) کابلی، تن پروری، بد خوئی، شرع کی خلاف ورزی، خواہش نفس کی پیروی، جوانی اور مخدوم زادگی کے غرور سے پرہیز کرو، فضول اور نامعقول باتوں سے دور رہو، کیوں کہ بات کرنے میں آفت ہے اور خاموشی میں نجات و عافیت ہے۔^(۲)

(۱۲) جھوٹ، غیبت، فضول اور لایعنی باتوں سے، کبر، خود پسندی، نخوت، رعونت سے اجتناب کرو کہ اس کا نتیجہ تمہاری تباہی اور نقصان کے سوا کچھ نہ ہوگا۔^(۳)

(۱۳) جب تم مخدوم زادگی اور مخدومیت کے باوجود فقر کی خدمت کرنے والے اور دین و تقویٰ کی مدد کرنے والے ہوں گے تو سمجھو کہ تمہارے حال سے اپنے اوپر شرم آئے گی اور تم سے اخلاص کے ساتھ پیش آکر مراد پائیں گے اور تمہاری عزت اس راہ سے ظاہر ہوگی اور تمہارے دینی و دنیاوی کام اچھے ہو جائیں گے۔^(۴)

(۱۴) تکبر اور بری خواہشات، بے برکت اور بے خاصیت ہیں کہ اس کا نتیجہ ذلت و خواری ہے، یہاں تک کہ بڑے بڑے بادشاہ اور امرا، شوکت و حشمت کے باوجود تکبر کے سبب ذلیل و خوار ہوئے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ آدمی خواہشات اور آفتوں کو دور رکھے کیوں کہ اس کی ابتدا ناپاک پانی اور انجام پراگندگی ہے۔^(۵)

(۱۵) کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم طریقہ جہریہ کے منکر ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بل کہ صرف اس قدر ہے کہ ذکر جہر کی چار شرطیں ہیں:

(۱) تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۷۔

(۲) تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۷-۱۰۸۔

(۳) تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۸۔

(۴) تحفۃ المرشد: ص: ۱۰۸۔

(۵) تحفۃ المرشد: ص: ۱۱۰۔

اول یہ کہ: زبان ایسی ہونی چاہئے جو جھوٹ، غیبت اور فضول گوئی سے پاک ہو۔
 دوسرے: باطن ایسا ہو جو حرام اور شبہ سے خالی ہو۔
 تیسرے: ایسا سر جو ریا و شہرت سے خالی، بکر سے عاری اور غیر اللہ کی طرف توجہ سے پاک ہو۔

چوتھے: ذکر ایسی جگہ کرے کہ: ظلم و فساد، ارباب غفلت اور اصحاب بدعت سے خالی ہو اور خوبصورت امر و ناهم عورتیں وہاں نہ ہوں۔

جو شیخ کہ ان امور مذکورہ کی رعایت کرتا ہو، تو ہم اس کے اطوار و احوال کے منکر نہیں ہیں، کیوں کہ تمام سلسلے اور طریقے جو شرع شریف کے مطابق ہوں وہ برحق ہیں۔ (۱)
 (۱۶) سلوک سے مقصود احکام فقہیہ کے ادا کرنے میں سہولت اور آسانی کا حاصل کرنا ہے اور تنگی کا دور کرنا ہے جو نفس امارہ سے پیدا ہوتی ہے، اس کے علاوہ اور کوئی مقصود نہیں جیسا کہ بعضوں نے خیال کیا ہے اور وہم و گمان میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ (۲)

(۱۷) جو شخص مقام مشاہدہ پر پہنچنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ مجاہدہ کو نہ چھوڑے کیوں کہ مشاہدہ، مجاہدہ کے بغیر وجود میں نہیں آتا ہے جس طرح عمل علم کے بغیر حاصل نہیں ہوتا (۳)
 (۱۸) جب حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کا اعراض کسی بندہ کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کی زبان اولیائے حق کے لئے دراز ہو جاتی ہے۔ خبردار! دوستوں کو اس ہلاکت گاہ سے محفوظ رکھو۔ (۴)

(۱۹) اس راہ کے چلنے والے کو بدگو اور تکلیف پہنچانے والے سے مفر نہیں کیوں کہ تجلی کے جمال کے ساتھ تکلیف کا بار گراں بھی ہے لیکن اس گروہ کو بدگو اور رنج دینے والے کوئی

(۱) تحفۃ المرشد: ص: ۱۱۱۔

(۲) تحفۃ المرشد: ص: ۱۱۲۔

(۳) تحفۃ المرشد: ص: ۱۱۲۔

(۴) تحفۃ المرشد: ص: ۱۱۲۔

نقصان نہیں پہنچاتے بل کہ کمال تک پہنچاتے ہیں۔^(۱)

(۲۰) سالک کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے آپ کو ہر چیز سے بدتر سمجھے یہاں تک کہ گندگیوں اور کافر فرنگ سے بھی اپنے کو بدتر جانتا چاہئے کہ کبر و خود پسندی راہ نہ پائے۔^(۲)

(۲۱) اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے دوستی کا جو شخص انکار کرے تو اس کی کم سے کم سزا یہ ہے کہ جو حال وہ رکھتا ہے اس سے بے نصیب رہے، اور اس کو اس حال میں سے کوئی مقام عطا نہ ہو، کہ: ایک ولی کار دیکھا ہوا تمام اولیا کار دیکھا ہوا ہوتا ہے جس طرح ایک ولی کا مقبول تمام اولیا کا مقبول ہوتا ہے۔^(۳)

(۲۲) اہل اللہ کے کلام میں کبھی دخل نہ دینا چاہئے اور نہ زبان کھولنا چاہئے، بل کہ اگر ہو سکے تو اچھی توجیہ کرے ورنہ خاموش رہے اور غلط ہونے کا حکم نہ لگائے۔۔۔ اس میں ضرر کا خوف یقیناً غالب ہے اور نفع کا امکان نہیں ہے کیوں کہ اکثر اولیا اللہ کے الفاظ جو اسرار الہی کے نکات ہیں، ہر شخص کی سمجھ میں کب آسکتے ہیں۔^(۴)

(۲۳) اگر حق تعالیٰ کی محبت صاحب شریعت ﷺ کی متابعت کے مطابق ہو تو وہ محبت صحیح اور مقبول ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ کی متابعت کے بغیر وہ محبت مردود ہے اور ایسے محبت کرنے والے کے حق میں یہ محض استدراج ہی ہوگا اس لئے کہ جوگی اور ارمنی اور یہود و نصاریٰ سب اللہ تعالیٰ کی محبت رکھتے ہیں، لیکن چوں کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ کی پیروی نہیں کرتے ہیں اس لئے سب کافر اور بد بخت ہیں۔^(۵)

(۲۴) شیخ کی بزرگی کو ان کے مرید کی بزرگی سے پہچان سکتے ہیں۔^(۶)

(۱) تحفۃ المرشد: ص: ۱۱۲۔

(۲) تحفۃ المرشد: ص: ۱۱۳۔

(۳) تحفۃ المرشد: ص: ۱۱۳۔

(۴) تحفۃ المرشد: ص: ۱۱۳۔

(۵) تحفۃ المرشد: ص: ۱۱۳۔

(۶) تحفۃ المرشد: ص: ۱۱۸۔

ملفوظات

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۰/۹/۱۲۳۹ھ - بمطابق: ۶/۶/۱۸۲۴ء)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہ
(۱) اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو علم کی دولت یا کوئی اور نعمت عطا فرمائے تو اس کو چاہئے کہ اس نعمت کی ترویج و اشاعت کا اہتمام کر کے اس نعمت کو مزید کر لے۔ (۱)
(۲) توجہ چار قسم کی ہوتی ہے:

(۱) انعکاسی: یہ تمام طرق میں ہے۔ جب ایک قلب دوسرے قلب کے مقابل ہو تو اس کا اثر ہوتا ہی ہے، جیسا کہ آئینہ جب کسی چیز کے مقابل ہو تو وہ چیز بے ارادہ اس میں جلوہ گر ہو جاتی ہے، اس توجہ انعکاسی کے لئے فقط مرید کی صفائی قلب درکار ہے۔
(۲) اِلْقَائی: جیسے ایک شیشے کی چیز دوسرے شیشے میں انڈیلیں، اس میں قصد و ارادہ شرط ہے۔

(۳) جذبی: اس میں قلب طالب کو کھینچ کر اپنے قلب کے نیچے رکھتے ہیں، وہ اس ترکیب تدبیر سے متاثر ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک خشک کپڑا ایک تر کپڑے کے نیچے آجائے تو ضرور تر ہو جاتا ہے۔

(۴) اتحادی: ایک مرشد کے اوصاف بھی مرید میں سرایت کر جاتے ہیں، حتیٰ کہ یہ توجہ مرید کی صورت ظاہر پر بھی اثر انداز ہوتی ہے (یعنی مرید صورت بہت کچھ پیرو مرشد کے مشابہ ہو جاتا ہے)۔ (۴)

(۱) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۷۲۔

(۲) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۷۳۔

(۳) بزرگ چار قسم کے ہیں:

(۱) سالک مجذوب: کہ اول سلوک اختیار کیا، بعد ازاں جذب کی نوبت آئی۔ یہ بہترین قسم ہے۔

(۲) مجذوب سالک: کہ پہلے ایک قسم کے جذب سے سرفراز ہوئے، بعد ازاں سلوک اختیار کیا۔

(۳) سالک محض: جو جذب سے مشرف نہیں ہوئے۔

(۴) مجذوب محض: جن کی عقل، غلبہ تجلیات حق کی بنا پر سلب ہو جاتی ہے۔ (۱)

(۴) ہر دین و مذہب میں احوال خمسہ کی حفاظت و رعایت ضروری سمجھی گئی ہے:

(۱) حفظ عقل (۲) حفظ نفس (۳) حفظ دین

(۴) حفظ نسب (۵) حفظ مال۔ (۶)

(۵) خانقاہ، خان گاہ کا معرب ہے، یعنی بادشاہوں کی جگہ۔ (۳)

(۶) ہر بھوکے کو کھانا کھلانا چاہئے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ (۴)

(۷) عزیز و اقارب اکثر معتقد نہیں ہوتے ہیں اور (بعض) ہم عصر لوگ بھی خواہ مخواہ

نفرت و عداوت کا اظہار کیا کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قسم کے رلوں ملوں اعمال اپنی

نظروں سے دیکھتے رہتے ہیں اور ان سے ہر قسم کا معاملہ پڑتا رہتا ہے، بس وہ اسی بنا پر ناخوش

ہو جایا کرتے ہیں۔ (۵)

(۸) طریقہ اول کا سلوک طے کئے بغیر دوسری جگہ بیعت جائز تو ہے لیکن بیعت کو

(۱) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۷۳۔

(۲) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۷۵۔

(۳) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۷۵۔

(۴) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۷۵۔

(۵) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۷۵-۲۷۶۔

باز بچہ اطفال نہ بنائے۔ (۱)

(۹) مرید رسمی بھی پیران طریقت کی تو جہات کے ساتھ مخصوص ہو جاتا ہے۔ (۲)

(۱۰) تمام مرشد نائب حضرت رسالت مآب ﷺ ہیں اور مرید بشرط اجازت، نائب

مرشد ہوتا ہے۔ (۳)

(۱۱) اگر آدمی کردار کا سچا اور پکا ہو تو بڑی اچھی بات ہے۔ (۴)

(۱۲) نیت ہمیشہ ڈانواؤں پر رکھ کر کرتی ہے، اسی بنا پر بزرگوں نے کہا ہے کہ: عمل خیر میں مشغول رہنا چائے ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی نہ کبھی نیت درست ہو ہی جائے گی۔ (۵)

(۱۳) ترک اولیٰ یا خطائے اجتہادی کی وجہ سے کسی پر طعن و اعتراض کرنا اچھی بات نہیں ہے، ہر معاملے میں خصوصاً کسی پر اعتراض کرنے میں طریقہ اعتدال اختیار کرنا اچھا ہے۔ (۶)

(۱۴) کسی بزرگ کے بارے میں ایسا عقیدہ قائم نہ کرنا چاہئے جو خلاف کتاب و سنت ہو، سمجھ کر عقیدت کرنی چاہئے، اور سوچنا چاہئے کہ اولیاء کے حالات لکھنے والا سوائے کرامت اور خرق عادات کے اور باتیں کب لکھتا ہے۔ (۷)

(۱۵) پندرہ شعبان کی رات (شب برات) کو مغرب کے وقت سے لے کر صبح صادق تک تجلیات الہی کا نزول آسمان دنیا پر ہوتا ہے، اگر ہو سکے تو رات ورنہ اکثر حصہ شب میں عبادت کرے۔ (۸)

(۱) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۷۶۔

(۲) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۷۹۔

(۳) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۸۵۔

(۴) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۸۵۔

(۵) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۸۵-۲۸۶۔

(۶) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۸۶۔

(۷) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۸۷۔

(۸) تذکرہ علماء حق: ص: ۲۸۷۔

(۱۶) اچھے کام کی تقلید بھی اچھی ہے، بسا اوقات کام آجاتی ہے۔ (۱)
 (۱۷) کوئی سا بھی درود پڑھو اگر زیارت مقدر میں ہے تو ضرور ہوگی، بارہا تجربہ ہو چکا ہے
 کہ جو کوئی زیارت کے سلسلے میں زیادہ کوشش کرتا ہے زیادہ دیر میں کامیاب ہوتا ہے، اور جس
 کے نصیب میں زیارت ہوتی ہے وہ آسانی سے فیض یاب ہو جاتا ہے (۲)

ملفوظات

حضرت خواجہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہ
 (متوفی: ۲۲/۲/۱۲۳۰ھ - برطابق: ۱۶/۱۰/۱۸۲۳ھ)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت میاں مظہر جان جاناں قدس اللہ سرہ
 (۱) آدمی کو چاہئے کہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہے اور اوقات میں سے
 ہر وقت اور افعال میں سے ہر فعل میں انوار و اسرار اور فیوض و برکات کی تمیز کرتا رہے۔ مثلاً
 جب نماز پڑھے تو خیال کرے کہ (نماز کے) انور و برکات کس طرح وارد ہوتے ہیں اور قرآن
 پاک پڑھتے وقت اس کے انوار و فیوض کس طور پر صادر ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھتے
 وقت کیسے فیوض کا ورود ہوتا ہے اور زبان سے لا الہ الا اللہ کہنے پر کون سی برکتیں ہاتھ آتی ہیں
 اور احادیث مقدسہ کے مطالعہ سے کون سے اسرار منکشف ہوتے ہیں۔ اور اسی طور پر نقصانات
 کا بھی لحاظ کرے جو کمروہات اور منہیات سے ہوتے ہیں۔ مثلاً مشتبہ کھانے سے کون سی ظلمت
 آتی ہے اور غیبت سے باطن پر کون سا ضرر پہنچا اور جھوٹ سے کیسی ظلمت دل پر چھائی، اسی

(۱) - تذکرہ علماء حق، ص: ۲۸۸۔

(۲) - تذکرہ علماء حق، ص: ۲۸۸۔

طرح تمام مکروہات و محرمات سے اپنے ظاہری و باطنی نقصانات اور مضرتوں کا اندازہ کرے اور ان سے پرہیز کرے اور احتیاط برتے (۱)

(۲) توجہ اس طور پر فوراً اثر انداز ہوتی ہے کہ اپنی صورت کو اپنے مرشد کی صورت تصور کرے اور مراقبہ معیت کا لحاظ کرتے ہوئے قلب طالب پر توجہ و ہمت کرے یقیناً طالب کو ذوق و شوق ہاتھ آئے گا۔ (۲)

(۳) صوفی کو چاہئے کہ ترک و تجرید اختیار کرے اور دنیا سے روگردانی اور ماسوا اللہ سے انحراف اور غلوت اختیار کرے نیز اغنیاء کی صحبت سے دور رہے۔ (۳)

(۴) جو شخص انبیاء عظام میں سے کسی نبی یا اولیا کرام میں سے کسی بزرگ کے نام فاتحہ پڑھ کر اس نبی یا ولی کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھے تو ان کے فیض سے یقیناً بہرہ یاب ہوگا۔ (۴)

(۵) حضوری کی دو قسمیں ہیں:

ایک حضوری ذکر ہے۔ یعنی ابتدا میں جب کہ لطائف ذکر ہو جائیں، اس کی حفاظت کرنی چاہئے۔

دوسرے حضور مع اللہ کہ اس کو ہمارے طریق میں یادداشت و توجہ اور آگاہی در حضور کہتے ہیں۔

لیکن دوسرے طریقوں میں اس کو شہود بولتے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ دل میں پاک بے نیاز کی جانب دیکھنے کی قوت پیدا ہو۔ اور جب یہ قوت پیدا ہو تو اس کی نگہداشت ضروری ہے تاکہ دل کو اس کا ملکہ ہو۔ اور وہ حضور دائمی بن جائے اور اس میں کسی وقت بھی غفلت

(۱)۔ در المعارف: ص: ۵۱۔

(۲)۔ در المعارف: ص: ۵۳۔

(۳)۔ در المعارف: ص: ۵۶۔

(۴)۔ در المعارف: ص: ۵۸۔

کو راہ نہ ملے اگرچہ بظاہر وہ دنیاوی معاملات میں الجھا رہے لیکن اس کا باطن اس سمجھانہ سے ہی متعلق رہے۔ (۱)

(۶) ہمارے طریقہ میں پہلے کثرت ذکر و توجہ اور مراقبہ کے ذریعہ قلب کا تصفیہ کرتے ہیں جس کی کیفیت ماسوا کا خیال نکل جانا اور حضور وآگاہی کی مداومت ہونا ہے۔ اور اسی کے ذیل میں بقیہ چاروں لطائف (روح و سر وغیرہ) کی تربیت و تہذیب بھی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد نفس کے تزکیہ (پاک کرنے) میں مشغول ہوتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ: استہلاک و اضمحلال اور دعویٰ انا کی شکستگی ہو کہ سالک اپنے حق میں ”اُنا“ کا لفظ بولنا دشوار سمجھے۔ اس وقت راضی اور مرضی (کی کیفیت) اور فنا ”اُنا“ حاصل ہوتی ہے اور نفس امارہ، مطمئنہ بن جاتا ہے اور بری خصلتیں زائل ہو جاتی ہیں، یعنی غرور و تکبر، حسد و بغض، کینہ و عجب وغیرہ اچھائیوں سے بدل جاتی ہیں۔ (۲)

(۷) جو شخص خواہشات نفس کی غلامی کرتا ہے، وہ خدا کا بندہ کیسے ہو سکتا ہے؟ (۳)

(۸) اس طریقہ عالیہ کی کرامت یہ ہے کہ: ارادہ کر کے دل طالب میں ذکر القاف فرماتے ہیں اور توجہ فرما کر طالب کے دل میں جمعیت پیدا فرماتے ہیں اور توجہ کر کے ہی طالبین کے دل میں حضور وآگاہی اور جذبات و واردات لاتے ہیں اور خاص لوگ اسی کو کرامت سمجھتے ہیں۔ (۴)

(۹) اِلہام کے لئے اکل حلال، صدق مقال، طہارت دوام اور خلوت از عوام اور

(۱)۔ در المعارف: ص: ۵۸-۵۹۔

(۲)۔ در المعارف: ص: ۶۶۔

(۳)۔ در المعارف: ص: ۷۱۔

(۴)۔ در المعارف: ص: ۷۵۔

منہیات سے پرہیز چاہئے۔ (۱)

۱۰) صوفی دنیا و آخرت کو پس پشت ڈال کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور غیر حق جل و علا سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ (۲)

۱۱) بعض صوفیائے اکل حلال کے لئے تجارت وغیرہ کے ذریعہ کسب معاش کیا ہے۔ لیکن نماز صبح کے بعد سے ظہر تک اس کام میں مصروف رہتے اور باقی اوقات اپنے اصحاب کے ساتھ حلقہ و مراقبہ اور ذکر و توجہ میں مشغول ہوتے ہیں۔ (۳)

۱۲) بازار کا کوئی پیشہ اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن خلق کی احتیاج دور کرنے کی نیت سے کہ لوگوں کو جس بات کی ضرورت پڑے وہ میرے ہاتھوں انجام پا جائے اور وہ (محنت کرنے والا) کمانے کے طریقوں اور اسباب کو مؤثر حقیقی نہیں جانتا ہو۔ (۴)

۱۳) جو شخص بزرگوں کی ملاقات کو جائے اس کو چاہئے کہ پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے اس کے بعد اپنے دل کو اس بزرگ کی جانب متوجہ کر کے راہ طے کرتا ہوا حضور والا میں حاضری دے، تاکہ ان کے فیض سے بہرہ ور ہو اور اس بزرگ کی صحبت میں چپ بیٹھ جائے۔ (۵)

۱۴) بیعت کی تین قسمیں ہیں:

ایک بیعت توسل ہے کہ: ایک شخص طریقہ نقشبندیہ یا قادریہ یا چشتیہ وغیرہ کے پیران کبار کا وسیلہ چاہنے کے لئے بیعت کرتا ہے۔

دوسری بیعت گناہوں کے دفعیہ کے لئے ہے لیکن گناہ کر لینے سے یہ بیعت ٹوٹ جاتی

(۱)۔ در المعارف: ص: ۷۶۔

(۲)۔ در المعارف: ص: ۸۳۔

(۳)۔ در المعارف: ص: ۸۸-۸۹۔

(۴)۔ در المعارف: ص: ۹۱۔

(۵)۔ در المعارف: ص: ۹۸۔

ہے۔ پس اس کی تجدید کرنا چاہئے بل کہ گناہ کے واقع ہونے کے بعد (تجدید) لازم ہے۔

تیسری بیعت: باطن کے کسب سلوک کے لئے ہے۔ (۱)

(۱۲) آدمی کو چاہئے کہ وقت ضائع نہ کرے کیوں کہ اوقات کا ضائع کرنا درجات

کے نقصان کا موجب ہے۔ (۲)

(۱۶) جذبہ اسم ذات سے پیدا ہوتا ہے اور راہ سلوک کا کشف نفی و اثبات سے۔ یعنی اسم مبارک اللہ اللہ دل سے مذکور کے معنی کا لحاظ کرتے ہوئے ذکر کرنا جذبہ میں معاون ہوتا ہے اور کلمہ لا الہ الا اللہ سلوک کی راہ کو کھولنے والا ہے۔ (۳)

(۱۷) طریقہ عایہ مجددیہ میں کم از کم اجازت کا مقام تصفیہ قلب کے بعد ہے کہ جب قلب میں حضور آگاہی اور بے خطرگی کی کیفیت طاری ہو جائے تو وہ تلقین طریقہ کی اجازت کے قابل ہو جاتا ہے۔ (۴)

(۱۸) اسرار الہیہ کی چار نہریں اس طریقہ مجددیہ میں جاری ہیں ان میں سے دو نقشبندی، ایک قادری، نصف چشتی اور نصف سہروردی ہیں۔ (۵)

(۱۹) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند و حضرت غوث الاعظم محی الدین جیلانی و حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے ہر ایک بزرگ اسرار الہی کا مصدر اور انوار لامتناہی کا مظہر ہے۔ ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا درست نہیں اور ایک کے کمال کو دوسرے کے کمال پر فوقیت دینا نازیبا بات ہے۔ (۶)

(۱)۔ در المعارف: ص: ۹۹۔

(۲)۔ در المعارف: ص: ۱۰۶۔

(۳)۔ در المعارف: ص: ۱۱۹۔

(۴)۔ در المعارف: ص: ۱۲۲۔

(۵)۔ در المعارف: ص: ۱۲۴۔

(۶)۔ در المعارف: ص: ۱۲۴۔

(۲۰) آدمی چار قسموں میں منقسم ہیں:

ایک قسم نامردوں کی ہے: یہ وہ لوگ ہیں جو محض دنیا کے طالب ہیں۔

دوسرے: مرد ہیں جو دنیا و آخرت کے طلب گار ہیں۔

تیسرے: جو ان مرد ہیں جو آخرت کے ساتھ لقاء خداوندی کے بھی طالب ہیں۔

چوتھے: فرد ہیں، جو صرف دیدار خداوندی کے طالب ہیں انہیں دنیا و آخرت سے کوئی

مطلب نہیں۔ (۱)

(۲۱) اس طریقہ شریفہ نقشبندیہ میں محرومی نہیں ہے جو کوئی بد بخت ہوتا ہے، وہ اس طریقہ

میں داخل ہی نہیں ہوتا اور جو اس سلسلہ میں داخل ہو گیا، وہ اس نسبت سے محروم نہ رہے گا۔ (۲)

(۲۲) کوئی شخص پیری کے قابل اور مسند نشینی کے لائق اسی وقت ہوتا ہے جب کہ وہ تمام

مسائل ضروریہ کا علم رکھتا ہو اور اسے صوفیا کے مقامات عشرہ یعنی توکل وقناعت وغیرہ حاصل ہوں

اور ارباب دنیا کی صحبت سے پرہیز کرتا ہو اور مشائخ کرام کی صحبتوں کا فیض یافتہ ہو، صاحب

کشف یا صاحب اداراک ہو، ماسوا اللہ کے خیال سے پاک ہو۔ اس کا ظاہر شریعت سے

آراستہ اس کا باطن طریقت سے مزین ہو۔ (۳)

(۲۳) خانقاہ کے صوفیوں کے حالات کا جائزہ لو کہ: ہر ایک نے کس قدر وقوف قلبی

حاصل کی ہے اور معنی کا لحاظ رکھتے ہوئے کتنی مقدار میں زبانی ذکر تہلیل کیا ہے اور اسم ذات کے

ذکر زبانی اور قلبی میں کس قدر مداومت رکھتا ہے اور درود و استغفار اور تلاوت کتاب اللہ المجید

کا ورد کس مقدار میں کرتا ہے اور دن و رات کو کس ڈھنگ سے گزارتا ہے اور اپنے اوقات کن

مشاغل میں بسر کرتا ہے پس جو شخص ان کاموں میں (جس حد تک بھی ہو) مصروف رہے

(۱)۔ در المعارف: ص: ۱۳۵۔

(۲)۔ در المعارف: ص: ۱۲۵-۱۲۶۔

(۳)۔ در المعارف: ص: ۱۲۷۔

اور انہیں اذکار و اطوار کو وہ پسند رکھتا ہو، تو اسے خانقاہ میں رہنے دو، ورنہ باہر کر دو کہ وہ فقرہ کی صحبت کے قابل اور اولیا کی ہمت کے لائق نہیں ہے۔ (۱)

(۲۴) جو ترقی خدمت (شیخ) کے واسطے سے ہوتی ہے، ریاضت سے اس مقدار کی عشر عشر (یعنی دسواں حصہ بھی نہیں ہوتی۔ خدمت ہی ہے کہ چند سالوں کا کام پلک جھپکنے میں میسر ہو جاتا ہے اور یہ خدمت ہی (کافیض) ہے کہ سالک جذبات الہیہ تک پہنچ جاتا ہے۔ (۲)

(۲۵) آدمی کو چاہئے کہ حضرت حق جل شانہ کے مواعید (یعنی وعدوں) پر صدق کی نظر رکھتے ہوئے اسباب ظنیہ و ہمیہ کی طرف نگاہ نہ کرے اور یقین رکھے کہ وہ اسے روزی پہنچاتا ہے اس نے جس کسی کو بھی پیدا کیا ہے اس کی روزی بھی مہیا فرمادی ہے۔ (۳)

(۲۶) طالب کو چاہئے کہ ہر گھڑی اور ہر لمحہ اپنے مطلوب کے خیال میں مگن رہے اور اس کے جلوہ کا انتظار کرتا رہے۔ (۴)

(۲۷) جس شخص کو پیغمبر خدا ﷺ یا کسی بزرگ کی نسبت اولیٰ طلب کرنا ہو اس کو چاہئے کہ ہر روز تخلیہ میں دو گانہ (یعنی دو رکعت نفل) ادا کرے پھر اس بزرگ کی فاتحہ کر کے ان بزرگ کی روح کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جائے۔ چند روز میں یہ نسبت ظاہر ہونے لگے گی (۵)

(۲۸) جو خصلتیں انسان کی جبلت (یعنی فطرت) میں پڑ جاتی ہیں، ان کا جانا بہت دشوار ہے اور ان کے علاوہ جب تک سالک اخلاق خداوندی سے متعلق نہ ہو جائے (یعنی ان پاکیزہ خصال سے متصف نہ ہو جائے) پیران طریقت کے زمرہ میں شمار نہیں ہوتا۔ (۶)

(۱)۔ در المعارف: ص: ۱۲۹۔

(۲)۔ در المعارف: ص: ۱۳۰-۱۳۱۔

(۳)۔ در المعارف: ص: ۱۳۱۔

(۴)۔ در المعارف: ص: ۱۶۸۔

(۵)۔ در المعارف: ص: ۱۷۰۔

(۶)۔ در المعارف: ص: ۱۷۱۔

(۲۹) جو چیز بھی یا بحق سے غافل کر دے وہی دنیا ہے۔ (۱)

(۳۰) تمام امت میں تین کتابیں ہیں جو اپنی مثال نہیں رکھتیں:

پہلی ان میں سے کلام اللہ المجید ہے (یعنی قرآن شریف ہے) اس کے بعد بخاری شریف، اس کے بعد مشنوی مولانا روم ہے۔ کلام اللہ المجید اور بخاری شریف کے علاوہ اور کوئی کتاب مشنوی شریف کی جیسی نہیں ہے۔ جو اس مشنوی شریف پر عمل کر لے پیر طریقت کی تعلیم کے بغیر بھی وہ اسرار معرفت سے کافی حصہ پالے گا اور واصلین حق جل و علا کے زمرہ میں گردانا جائے گا۔ (۲)

(۳۱) پیر رہبر کی مرضی کے خلاف کام نسبت باطنی کو خراب و ابتر کر دیتا ہے۔ (۳)

(۳۲) طالب کو چاہئے کہ جب وہ زبان سے لا الہ الا اللہ کا ذکر کرے تو ان باتوں کا خاص طور سے لحاظ رکھے کہ الفاظ صحیح ادا ہوں ان کے معانی پیش نظر رہیں، دل بے دار رہے خیالات ماسوائے آنے پائیں اور توجہ صرف اللہ کی طرف رہے ورنہ طریقت میں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور اسم ذات اور نفی و اثبات بھی لحاظ معنی وغیرہ کے ساتھ کرے اور اس پر مرتب ہونے والے فیوض و برکات کا انتظار کرے۔ (۴)

(۳۳) رحمن کے بندے تو زمانہ میں بہت ہوتے ہیں لیکن عباد اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبادت گزار بندے) بہت کم ہیں، جن کی عبادت و بندگی محض (خالص) اللہ کی ذات کے لئے ہو، نہ اس لئے کہ وہ تعالیٰ شانہ رزق دیتا ہے اور پرورش فرماتا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں سے مشرف فرماتا ہے۔ برخلاف پہلے طبقہ کے (یعنی عباد الرحمن کا طبقہ) کہ وہ اللہ تعالیٰ

(۱)۔ در المعارف: ص: ۱۷۸۔

(۲)۔ در المعارف: ص: ۱۸۲۔

(۳)۔ در المعارف: ص: ۱۹۵۔

(۴)۔ در المعارف: ص: ۲۰۳۔

شانہ کی بوجہ اس کی صفات کاملہ کی وجہ سے عبادت کرتے ہیں چنانچہ عباد اللہ و عباد الرحمن کے درمیان کتنا فرق ہے۔ (۱)

(۳۴) مریدوں کے آنے اور لوگوں کے جمع ہوتے رہنے پر فخر نہ کریں اور انکسار و نیستی کو ہر لمحہ و ہر لحظہ اپنے پیش نظر رکھیں، مخلوق کا رجوع اور رشد و ہدایت کی کثرت پیران کبار کی توجہات اور ان کی امداد کا نتیجہ سمجھیں اور ہمیشہ پیروں کی جانب متوجہ اور ان کی عنایات کے امیدوار رہیں۔ (۲)

(۳۵) صوفیا کا طریقہ (در اصل) اتباع سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کا طریقہ ہے۔ (۳)

(۳۶) اس طریقہ شریفہ نقشبندیہ میں مجاہدات و ریاضات اور چلہ کشیاں نہیں ہیں۔ اس طریقہ کے بڑوں نے اوراد و وظائف کچھ مقرر نہیں کئے ہیں۔ ان کا عمل بس سنت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ پر ہے اور ناپسندیدہ بدعات سے بچنے پر ہے۔ (۴)

(۳۷) اندارج النہایۃ فی البدایۃ کے معنی یہ ہیں کہ: سالک کو اگر بے خطرگی یا کم خطرگی حاصل ہوئی اور توجہ الی اللہ اس میں پیدا ہوگئی اور اسے جمعیت خاطر حاصل ہوگئی، تو اس خاندان عالیشان کا مبتدی قرار پائے گا کیوں کہ یہی جمعیت و حضور دوسروں کی انتہا ہے پس ان کی بدایت (یعنی ابتدا) دوسروں کی نہایت (یعنی انتہا) ہوئی۔ (۵)

(۳۸) یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس دوسرے ہزارہ میں جو بھی ولایت کے درجہ میں

(۱)۔ در المعارف: ص: ۲۰۸-۲۰۹۔

(۲)۔ در المعارف: ص: ۲۰۹۔

(۳)۔ در المعارف: ص: ۲۱۴۔

(۴)۔ در المعارف: ص: ۲۱۸۔

(۵)۔ در المعارف: ص: ۲۲۳۔

پہنچے گا خواہ وہ کسی بھی خاندان سے متوسل ہو بغیر آپ (حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ تعالیٰ باسراہ السامی) کے واسطے کہ اس راہ کا اس پر کھلنا غیر ممکن ہے۔ آپ کی توجہ و امداد سے وہ مراحل طے کرے گا اگرچہ ابدال، اقطاب و ادتاد و اغواث ہوں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ حضرتؒ کی توجہ و امداد کی خبر رکھتے ہوں۔ (۱)

(۳۹) صوفیا کا مریض کی عیادت کے جانے کے لئے چند شرائط ہیں کہ: مریض فاسق اور بدعتی نہ ہو اور اس کے ہم نشین خلاف طریقہ نہ ہوں اور راستہ میں بازار نہ پڑتی ہوتا کہ چلتے میں نگاہیں منتشر نہ ہوں۔ (۲)

(۴۰) اسی طرح (صوفیا کے لئے) دعوت قبول کرنے کی بھی چند شرطیں ہیں: مشتبہ کھانا نہ ہو (یعنی جس کمائی سے وہ کھانا تیار ہوا ہو، اس میں حرام کا پیسہ شامل نہ ہو) اور اس مجلس (دعوت) میں گانا بجانا نہ ہوتا ہو اور کوئی کھیل کود وہاں نہ ہو اور دعوت دینے والا ظالم، بدعتی، فاسق اور شرعی نہ ہو تو ایسی دعوت کا قبول کرنا واجب ہے ورنہ ممنوع و ناجائز۔ (۳)

(۴۱) سیر و سلوک کا خلاصہ یہ ہے کہ بغیر خطرات کی مزاحمت کے حضور مع اللہ حاصل ہو جائے۔ (۴)

(۴۲) جو شخص چاہے کہ دنیا والوں کا مخدوم بن جائے تو اس کو پیر و مرشد کی خدمت اختیار کرنا چاہئے۔ (۵)

(۴۳) ذکر کرنا اور جدوجہد کرنا چاہئے کہ بغیر چلے ہوئے راہ طے نہیں ہو سکتی۔ (۶)

(۱)۔ در المعارف: ص: ۲۲۳۔

(۲)۔ در المعارف: ص: ۲۲۵-۲۲۶۔

(۳)۔ در المعارف: ص: ۲۲۶۔

(۴)۔ در المعارف: ص: ۲۲۸۔

(۵)۔ در المعارف: ص: ۲۳۹-۲۴۰۔

(۶)۔ در المعارف: ص: ۲۴۰۔

(۴۴) حلقہ کے وقت ذکر نہ کرنا چاہئے بل کہ اپنے مرشد کی طرف متوجہ رہنا چاہئے کہ مرشد کی طرف توجہ ذکر سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ (۱)

(۴۵) رمضان المبارک کے مہینہ میں بڑا فیض وارد ہوتا ہے اور کثیر برکات ظاہر ہوتی ہیں اس مہینہ میں عبادت و طاعت میں بڑی جدوجہد کرنی چاہئے۔ (۲)

(۴۶) علم الیقین کا مطلب یہ ہے کہ دل میں یقین پیدا ہو جائے اور عین الیقین یہ کہ دل کو توجہ رالی اللہ حاصل ہو اور حق الیقین یہ کہ اس توجہ سے سالک کو اضحلال و استہلاک نصیب ہو۔ (۳)

(۴۷) ذکر و اذکار میں لگنا اور مراقبات کرنا مقربین کا طریقہ ہے اور نماز و نوافل کی کثرت ابراہار کا وطیرہ ہے۔ (۴)

(۴۸) فقر اہل لقمہ کے شروع میں بسم اللہ کہتے ہیں اور آخر میں الحمد للہ۔ (۵)

(۴۹) خرقة تین قسم کا ہوتا ہے:

ایک خرقة بیعت کہ مرید کرتے وقت شیخ اس کو عنایت کرتا ہے اور مرید کو وہ خرقة دوسری جگہ سے لینا جائز نہیں ہے۔

دوسرا خرقة تبرک ہے اور ایسا خرقة متعدد جگہوں سے بھی لیا جاسکتا ہے۔

اور تیسرا خرقة اجازت ہے اور اس کو بھی متعدد شیوخ سے لینا جائز ہے۔ (۶)

(۵۰) ہر کس و ناکس کے گھر کا کھانا نہ کھانا چاہئے۔ لقمہ میں احتیاط ضروری ہے کہ یہ

درویشی کے لوازمات میں سے ہے۔ (۷)

(۱)۔ در المعارف: ص: ۲۵۱۔

(۲)۔ در المعارف: ص: ۲۵۸۔

(۳)۔ در المعارف: ص: ۲۵۹۔

(۴)۔ در المعارف: ص: ۲۶۸۔

(۵)۔ در المعارف: ص: ۲۶۹۔

(۶)۔ در المعارف: ص: ۲۷۳۔

(۷)۔ در المعارف: ص: ۲۷۷۔

حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ سرہ کا ایک مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحب حقائق اور دست گاہ معارف، شاہ صاحب حضرت پیر محمد شاہ صاحب

سلمہم اللہ تعالیٰ جعلہم للمتقین إماماً۔

(یعنی اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے اور ان کو پرہیزگاروں کا امام بنائے)

فقیر غلام علی عفی عنہ کی جانب سے اسلام کی سنت سلام اور استقامت کے کمال، عافیت اور سلامتی کی دعا کے بعد معلوم کریں۔ آپ کے ایک (ہی) مضمون کے دو تین مکتوبات گرامی دو تین بار موصول ہوئے (کہ) اللہ سبحانہ کی عنایت سے توجہ میں قوی تاثیر پیدا ہو گئی ہے، اور طابین جمع ہو گئے ہیں، اجازت و خلافت بھی دی گئی ہے۔ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ اور زیادہ ترقیات کرامت فرمائے۔ یہ تاثیر کسی دوسری جگہ سے ہے، پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم کا شکر کرنا لازم سمجھیں، اس اجتماع پر مغرور نہ ہوں، ہو سکتا ہے کہ ایک استدراج ہو، معاذ اللہ! (اللہ کی پناہ) ہمیشہ خائف اور ڈرتے رہیں۔ ذکر و مراقبہ، نسبت باطن کی مشغولیت اور اعمال کے وظائف سے اپنے اوقات کو بھر پور رکھیں۔ ماسوی (اللہ) سے محرومی و ناامیدی اور اللہ سبحانہ کے فضل سے توقع رکھیں۔ تنہائی کو شعار اور اپنی عزت و آبرو کا سرمایہ بنائیں۔ انکار و اقرار سے پروا نہ کریں۔ اقرار اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے اور انکار ہمارے اعمال کی سزائیں سے ہے۔ گناہوں سے توبہ کرنے والا، نادم شکستہ دل رہنا اس کام کی کامیابی ہے:

ایں فتح جز شکست میسر نمی شود

یعنی: فتح شکست کے علاوہ میسر نہیں ہوتی۔

اجازت (دینے) میں بہت زیادہ تامل کرنا چاہئے۔ دوام حضور، جمعیت و ترک احوال، کثرت اعمال اور تاثیر ضروری ہے، جو کہ غیب سے پہنچتی ہے۔ فقر کا حصہ

مقرر رکھیں، مساکین تمہاری صحبت میں جمع رہیں گے۔ اچھا کھانے کی عادت نہ بنائیں اور آسان زندگی بسر کریں۔

تفسیر وحدیث وعلوم صوفیہ کی کتابیں اور مکتوبات شریف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ آپ کی مجلس میں رہیں، اسے واجب سمجھیں، خاتمہ (آخری وقت) سے خوف زدہ رہیں (اور) متواضع، خوار، مسکین، بے چارہ، مفلس اور بے سرو سامان رہیں، وسوسوں سے خود کو دور رکھیں، مجھے بھی دعا میں یاد رکھیں۔ والسلام۔

کمالات کو حق سبحانہ کی طرف منسوب کرنا، خود کو محض عدم (نابود) دیکھنا، ہر روز کے واقعات کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر:

النافع هو الله والضرار هو الله

(یعنی: ہر نفع دینے والا اللہ ہے اور ہر نقصان دینے والا اللہ ہے)

سے پیدا ہونے والا سمجھنا، بل کہ دیکھنا اور رنجشوں کو ترک کرنا، اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا شیوہ ہے۔

تو مباح اصلاً اینست و بس

یعنی تو نہ رہے، اصل (کام) یہ ہے اور بس۔

فعل کی نسبت اور اپنی تعریف نابود ہو جائے:

رو در و گم شود وصال اینست و بس

یعنی جا اس میں گم ہو جا، وصال یہ ہے اور بس (۱)

(۱)۔ مکاتیب شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی: مکتوب شصت و پنجم: ص: ۲۳۶-۲۳۷۔

ملفوظات

حضرت شاہ ابوسعید دہلوی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۰/۱۰/۱۲۵۰ - بمطابق: ۱۸۳۵/۱/۳۱)

خلیفہ مجاز

حضرت شاہ درگاہی قدس اللہ سرہ

وحضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہ
(۱) جب اللہ تعالیٰ کی عنایت بے غایت کسی بندہ کے شامل حال ہوتی ہے تو وہ اسے اپنے دوستوں میں سے کسی ایک دوست کی خدمت میں بھیج دیتا ہے اور وہ بزرگ ریاضات و مجاہدات کا حکم دے کر اس کے باطن کا تزکیہ اور تصفیہ کرتا ہے اور اذکار و اذکار کی کثرت سے اس کے لطائف کو ان کی اصل کی طرف رجوع کرا دیتا ہے۔ (۱)
(۲) شیخ کامل و مکمل ہونا چاہئے کہ اس کا ظاہر پوری طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت رکھتا ہو اور اس کا باطن غیر اللہ سے رشتہ توڑ کر اور بے تعلق ہو کر حضرت حق سبحانہ کے دوام حضور سے مشرف ہو۔ (۲)

(۱) - ہدایت الطالبین: ص ۲۱۔

(۲) - ہدایت الطالبین: ص ۷۳۔

ملفوظات

حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ

(متوفی: رجب: ۱۲۶۲-۱۸۴۶)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس اللہ سرہ

(۱) اپنے کو کمترین مخلوقات سمجھنا چاہئے اور یہ کہ تالامکان خود قوت حرام و مشتبہ سے پرہیز

واجب جانے کہ لقمہ حرام مشتبہ سے برابر نقصان ہے۔ (۱)

(۲) نماز تہجد کی چار رکعتیں ہیں یا آٹھ یا بارہ جو بھ سکے، سالک راہ طریقت کو اشد

ضرورت ہے۔ (۲)

(۳) حلال روزی کا خیال رکھنا اول طریقت کا ہے، اس کی شکل یہ ہے کہ جتنا خرچ اپنا کم

رکھے گا رزق حلال پاوے گا۔ (۳)

(۴) جب رزق حلال نہیں تو منزل شریعت طے نہیں، طریقت کہاں، جو شخص ان

خیالات میں رہتا ہے کہ عمدہ کھانا کھایا کروں، برا بھلا ہرگز نہ کھاؤں، باریک کپڑا ہمیشہ

پہنا کروں، موٹے جھوٹے سے نفرت ہو، اور شادی لڑکے لڑکی کی دھوم دھام سے کروں،

اور چھوٹی موٹی سبھی شادیاں کروں اور سب بچوں کی شادی ایسی ہی کروں اور جب بچوں سے

فراغت پاؤں تو بچوں کے بچوں کی بھی شادی میں زور لگاؤں اور برادری میں نیوتہ بھی اپنے نام

(۱)۔ حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ص: ۷۶۔

(۲)۔ ارشاد پیر: ملحقہ: حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ص: ۱۷۴۔

(۳)۔ حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ملحقہ: ارشاد پیر: ص: ۱۷۷۔

کے موافق دوں اور کھانا برداری کا بھی ایسا دوں کہ سب واہ واہ کریں تو اسے طریقت تو کہاں اگر شریعت بھی قسمت سے مل جاوے تو غنیمت ہے۔ (۱)

(۵) سالک راہ طریقت کو چاہئے کہ خیالات زینت دنیا بالکل دل سے اڑا دے بعدہ قوت لایموت کے قدر مزدوری کر لے، پھر دیکھے کیا انوار قلب میں پیدا ہوتے ہیں۔ (۲)

(۶) رزق حلال کی چار صورتیں ہیں:

اول: نوکری بشرطیکہ ہرج عبادت مفروضہ کا اس میں نہ ہو، یعنی جمعہ اور جماعت فوت نہ ہو، اور کفر اور شرک اور ظلم کی مدد نہ ہو۔

دوسری: زراعت: بشرطیکہ ادائے حقوق عالموں کا بوجہ مشروع ہو اور حتی الامکان جمعہ اور جماعت فوت نہ ہو۔

تیسری: تجارت امور مباح میں بشرط ادائے حقوق اور نہ ہونے کم و بیشی کے وزن اور کیل میں اور نہ ہونے جھوٹ اور دغا کے اور نہ فوت ہونے جماعت کے۔

چوتھی: ہنر اور پیشہ انہی شرطوں کے ساتھ۔ (۳)

(۷) امورات جدیدہ میں استشارہ اور استخارہ ضروری ہے کہ یہ دونوں امر سنت ہیں۔ (۴)

(۸) جوان اور بہت بوڑھا اور احمق اور عورت قابل مشورہ کے نہیں ہیں، جوان سے مشورہ کر کے کام شروع کرے گا پشیمان ہوگا۔ (۵)

(۱) - حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ملحقہ: ارشاد پیر: ص: ۱۷۷۔

(۲) - حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ملحقہ: ارشاد پیر: ص: ۱۷۸۔

(۳) - حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ملحقہ: ارشاد پیر: ص: ۱۷۸-۱۷۹۔

(۴) - حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ملحقہ: ارشاد پیر: ص: ۱۷۹۔

(۵) - حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: ملحقہ: ارشاد پیر: ص: ۱۸۰۔

ملفوظات

حضرت مولانا خرم علی بلہوری قدس اللہ سرہ
(متوفی: آخر: ۱۲۷۳-۱۸۵۷)

خلیفہ مجاز بیعت

امام المجاہدین موحّد زمانہ حضرت سید احمد شہید قدس اللہ سرہ
(۱) توحید یہ ہے کہ: خداوند قدوس ہی کو کائنات عالم کی ایک ایک چیز کا مالک و مختار
مانا جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ خدا کے سوا کوئی بھی، خواہ وہ پیر ہو یا نبی، فرشتہ ہو یا شہید رب
کے کارخانے میں ذرہ برابر بھی اختیار نہیں رکھتا، اور اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے بھی اس کے
سامنے بے بس و لاچار ہیں۔ (۱)

(۲) حق تعالیٰ شانہ نے اپنی تعظیم کے واسطے جو بہت سی باتوں کو مخصوص فرمایا ہے وہ
باتیں کسی غیر کے لئے بجالائی جائیں مثلاً بارش کرنا، روزی پہنچانا، بیمار کو تندرست کرنا، ناگہانی
آفات و مصائب سے محفوظ رکھنا، اولاد عطا فرمانا، غیب داں ہونا، ہر جگہ موجود ہونا، ہر جگہ سے
ہر بات کو دیکھنا اور سننا، وقت پڑے پر مدد کرنا، مارنا اور چلانا یہ ساری باتیں خدا ہی کے اختیار
میں ہیں، ان میں سے کسی بات کو بھی کسی دوسرے کے اختیار میں سمجھا اور دوسرے کے بس
میں جاننا ہی شرک ہے، جس کی بیخ کنی کرنے کے لئے قرآن پاک اتارا گیا اور اللہ کے سپے
رسول ﷺ نے کافروں سے لڑائی لڑی۔ (۲)

(۳) خداوند قدوس کو چھوڑ کر غیروں سے مدد اور مرادیں مانگنا حرام ہے خواہ وہ نبی ہو یا ولی

(۱) نصیحۃ المسلمین: (ماحقۃ تقویۃ الایمان) پہلی فصل: شرک کی تعریف میں: ص: ۴۷-۴۸۔

(۲) نصیحۃ المسلمین: (ماحقۃ تقویۃ الایمان) پہلی فصل: شرک کی تعریف میں: ص: ۴۷-۴۸۔

ہوا اور علیؑ ہو یا شہید۔ اگر کوئی شخص کہے کہ: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی بہت سی چیزیں بتائی ہیں کہ آئندہ ایسا ایسا ہوگا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں نہ تھے تو یہ غیب کی باتیں کس طرح بتادیں؟

اسی طرح اولیاء غیب کی بعض باتیں بتا دیتے ہیں، کوئی بزرگ کہہ دیتا ہے کہ: میں فلاں روز فلاں ساعت مروں گا اور ایسا ہی ہوتا ہے۔

کوئی بزرگ کہہ دیتے ہیں کہ تمہارے چار بیٹے ہوں گے پھر چار ہی بیٹے ہوتے ہیں۔
تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہیں غیب کی ان باتوں کو علم خدا نے بتا دیا تھا یہ علم غیب نہیں کہلاتا، حق تعالیٰ نے جس کو جتنا بتا دیا اسے اتنا ہی علم ہوا، اور اس سے زیادہ غیب کی کوئی بات ہرگز نہیں معلوم ہوتی۔ (۱)

(۴) حق تعالیٰ شانہ اپنے ملک کے کسی کام میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں، وہ تو بے پروا ذات ہے اس کے آگے کوئی لب کشائی کی جسارت نہیں کر سکتا، اگرچہ وہ نبی یا ولی کیوں نہ ہوں، اس کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کی سفارش نہیں کر سکتا، قیامت کے روز رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بھی امت کی اسی وقت سفارش فرمائیں گے جب بارگاہِ عالی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت مل جائے گی۔ (۲)

(۵) ہمارے زمانے کے نادان اور جاہل حضرات نے انبیاء، اولیاء کے بارے میں ایسے ایسے عقیدے قائم کر لئے ہیں، جن سے خدا کی عظمت و ملکیت کا احترام برقرار نہیں رہتا، یہ لوگ اپنی مرادیں اولیاء سے مانگتے ہیں، اور یہ عقیدہ جمائے بیٹھے ہیں کہ ہم گو عمر بھر گناہ کرتے رہیں مگر ہمارے پیارے خدا سے بخشوا لیں گے۔ (۳)

(۱) - نصیحۃ المسلمین: (ماحقۃ تقویۃ الایمان) پہلی فصل: شرک کی تعریف میں: ص: ۴۴۸۔

(۲) - نصیحۃ المسلمین: (ماحقۃ تقویۃ الایمان) پہلی فصل: شرک کی تعریف میں: ص: ۴۵۱۔

(۳) - نصیحۃ المسلمین: (ماحقۃ تقویۃ الایمان) پہلی فصل: شرک کی تعریف میں: ص: ۴۵۲۔

۶) مسلمانو! خدا را ذرا خیال تو کرو کہ جب قرآن حکیم نے پیغمبروں اور فرشتوں کا یہ حال بیان کیا ہے کہ وہ خدا کی مرضی کے خلاف لب نہیں ہلا سکتے، اس کے جلال و جبروت سے سہمے سہمے رہتے ہیں اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت نہیں کر سکتے تو پیروں اور ولیوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ مگر افسوس ہمارے زمانے کے نادان مسلمان، معمولی سے معمولی پیر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ مالک و مختار ہے اسی بنا پر اس سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی سفارش کی توقع پر بڑے بڑے گناہوں سے بھی نہیں چوکتے۔ (۱)

۷) بعض انجام پر نگاہ نہ رکھنے والے جاہل پیر تو یہ غضب ڈھاتے ہیں کہ کچھ رقم لے کر اپنے عقیدت مندوں کے گناہ بھی معاف کر دیتے ہیں اور معافی کا سرٹیفکیٹ بھی لکھ دیتے ہیں، یہ ملعون شیطان سے بھی دو قدم آگے ہیں اور شیطان کے بھی کان کاٹتے ہیں (۲)

۸) اگر کوئی بیاسا دریا کے کنارے جا کر پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر عمر بھر بھی پکارتا رہے کہ:

اے پانی! میرے منہ میں آ جا۔

تو کبھی بھی پانی اس کے منہ میں نہ آ سکے گا، اسی طرح جو لوگ خدا کو چھوڑ کر غیروں کو پکارتے ہیں، اگر وہ عمر بھر بھی پکارتے رہیں تو کبھی غیر ان کے کام نہ آ سکیں گے، مطلب یہ ہے کہ بے بسی اور عاجزی میں دونوں برابر ہیں جس طرح پانی خود بخود منہ میں نہیں آ سکتا اسی طرح اللہ کے سوا کوئی کسی کے کام نہیں آ سکتا۔ (۳)

۹) کچھ لوگ چند کتابیں پڑھ کر خود کو بڑا قابل سمجھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ: ہم انبیا اور اولیا سے اس لئے مدد مانگتے ہیں کہ کوئی سیڑھی کے بغیر چھت پر اور امیر و وزیر کے بغیر بادشاہ

(۱) - نصیحۃ المسلمین: (ماحقہ تقویۃ الایمان) پہلی فصل: شرک کی تعریف میں: ص: ۴۵۳-۴۵۴۔

(۲) - نصیحۃ المسلمین: (ماحقہ تقویۃ الایمان) پہلی فصل: شرک کی تعریف میں: ص: ۴۵۴۔

(۳) - نصیحۃ المسلمین: (ماحقہ تقویۃ الایمان) پہلی فصل: شرک کی تعریف میں: ص: ۴۵۴۔

تک نہیں پہنچ سکتا، اس لئے ہم انبیاء اور اولیاء کے بغیر خدا تک نہیں پہنچ سکتے تو ہم اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ تمہارا کہنا بجا ہے کہ: سیڑھی کے بغیر چھت پر پہنچنا ناممکن ہے بس اسی طرح سمجھو کہ: رسول ﷺ کو مانے بغیر اور ان کی اتباع کے بغیر کوئی خدا تک نہیں پہنچ سکتا، تو خدا تک پہنچنا رسول ﷺ کی بات ماننے پر موقوف ہوا اور رسول ﷺ ہی کا یہ حکم ہے کہ خبردار! خدا کے سوا غیروں سے مدد نہ مانگنا، اور ان سے اپنی مرادیں مت طلب کرنا، خدا را! ذرا غور کرو، سیڑھی کو ہم نے چھوڑا یا تم نے۔ (۱)

۱۰) اٹھتے بیٹھتے خدا کے سوا کسی کا ذکر نہیں کرنا چاہئے، یہ بعض لوگ جواٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے یا رسول اللہ (ﷺ) یا علیؑ، یا عبدالقادر جیلانیؒ اور یا مخدومؒ کہتے ہیں، اور انہیں پکارتے ہیں، ایسا کرنا حرام اور شرک ہے، بل کہ یا اللہ، یا اللہ کا ورد رکھا کریں۔ (۲)

۱۱) ایک مسلمان کا فرض ہے کہ خدا کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دے، اور عمل میں سرگرم رہے، اپنی طرف سے کوئی بات نہ تراشے، اسلام میں اسی وجہ سے بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوئیں کہ لوگ خدا کا اور اس کے رسول ﷺ کا حکم معلوم کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے، البتہ اپنی اپنی رائیوں سے نئی نئی باتیں تراشتے ہیں۔ (۳)

۱۲) دیکھو! ہمارے محبوب نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ: میں خدا کا مقبول بندہ ہوں، اس کا پچھلا (آخری) رسول ہوں، اور سب سے افضل ہوں، مجھ سے بھی مدد مانگا کرو، مدد مانگنا خدا ہی کے ساتھ خاص ہے، عبادت کی طرح مدد کسی اور سے مانگنا شرک ہے۔

ہم روزانہ نماز میں ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ پڑھتے ہیں، یعنی عبادت بھی تیری ہی کریں گے اور مدد بھی تجھ ہی سے مانگیں گے۔

(۱) نصیحۃ المسلمین: (ماحقۃ تقویۃ الایمان) پہلی فصل: شرک کی تعریف میں: ص: ۴۵۵۔

(۲) نصیحۃ المسلمین: (ماحقۃ تقویۃ الایمان) پہلی فصل: شرک کی تعریف میں: ص: ۴۵۶۔

(۳) نصیحۃ المسلمین: (ماحقۃ تقویۃ الایمان) پہلی فصل: شرک کی تعریف میں: ص: ۴۵۷۔

اگر کوئی کہے کہ: اگر خدا کے سوا کسی اور سے مدد مانگنا حرام و شرک ہے تو کسی حاکم سے فریاد کرنا، حکیم سے علاج کرانا، اپنے نوکر یا غلام سے کوئی چیز مانگنا اور ہاتھ میں لکڑی وغیرہ رکھنا بھی ناجائز ہونا چاہئے کیوں کہ یہاں بھی تو خدا کو چھوڑ کر اوروں سے مدد مانگی جا رہی ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ: اللہ پاک نے مذکورہ بالا چیزوں کو مذکورہ بالا کاموں کا وسیلہ اور سبب بنایا ہے، مثلاً پانی پیاس بجھانے کا سبب ہے، دوا بیماری دور کرنے کا سبب ہے، مگر ”مدار“ یا ”سالار“ کو اس لئے پیدا نہیں کیا گیا کہ وہ لوگوں کو روزیاں اور بیٹے دیا کریں۔ علاوہ ازیں مذکورہ بالا کام انبیا اور اولیاء سب ہی کرتے آئے ہیں، یہ حضرات لاٹھیاں بھی رکھا کرتے تھے اور بیماری میں علاج بھی کرایا کرتے تھے، پھر اللہ پاک نے ہمیں بھی ان کاموں سے منع نہیں فرمایا، غرض کہ: اس طرح کی مدد مانگنا جس میں شرک کی بُو پائی جائے حرام ہے کیوں کہ اس قسم کی مدد مانگنے کے لئے چڑھاوے بھی چڑھائے جاتے ہیں اور مٹیں بھی مانی جاتی ہیں۔ (۱)

(۱۳) افسوس جو لوگ خدا کو چھوڑ کر دیوی، دیوتاؤں سے یا پیروں سے مدد اور مرادیں مانگتے ہیں انہوں نے خدا کی بڑی ناقدری کی، اگر ناقدری نہ کرتے اور قدردان ہوتے تو پھر خدا جیسے زبردست خالق کائنات کے ہوتے، سہاتے ان بے چارے کمزور بے مقدور لوگوں سے جن سے ایک مکھی کا بنانا تو درکنار مکھی کا چھیننا ہوا بھی واپس نہیں لیا جاسکتا کیوں اپنی مرادیں مانگتے، یہ انتہائی حماقت نہیں تو اور کیا ہے کہ کوئی بادشاہ کے ہوئے سہاتے ایک فلاں و کنگال فقیر بے مقدور کے آگے ہاتھ پھیلانے کہ: بابا! ہمیں کچھ دو۔ (۲)

(۱۴) جو لوگ خدا کو چھوڑ کر غیروں کو اپنی مدد کے واسطے پکارتے ہیں وہ محض بے وقوف اور جاہل ہیں کم بخت بتوں کے بچاری اتنا نہیں سمجھتے کہ یہ تو ہمارے خود تراشیدہ پتھر ہیں، یہ

(۱) نصیحۃ المسلمین: (ماحقہ تقویۃ الایمان) پہلی فصل: شرک کی تعریف میں: ص: ۴۵۸-۴۵۹۔

(۲) نصیحۃ المسلمین: (ماحقہ تقویۃ الایمان) دوسری فصل: مشرکوں کی برائی کے بیان میں: ص: ۴۶۳-۴۶۴۔

جمادات ہماری فریادوں اور پکاروں کو کس طرح سن سکتے ہیں، جب یہ خود اپنی جگہ سے اہل نہیں سکتے تو پھر بھلا ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں، جاہل قبر پرست مسلمان بھی اس خبط میں مبتلا ہیں اور کہتے ہیں کہ:

اولیا اور انبیاء، خدا کے کارخانے میں مختار ہیں، جو چاہیں کر سکتے ہیں، افسوس! یہ نہیں سمجھتے کہ: جب وہ زندہ تھے تو اپنے ہر کام میں خدا کے محتاج تھے، اب مرنے کے بعد کس طرح صاحب اختیار بن گئے، سوچنے کی بات ہے کہ جو زندگی میں قدم قدم پر محتاج تھا وہ مرنے کے بعد تو بدرجہ اولیٰ دوسروں کا محتاج ہے۔ (۱)

(۱۵) بے وقوفی کی حد ہوگئی کوسوں اور منزلوں سے پیروں کو پکارا جا رہا ہے، کہ: یا فلاں ہماری مدد کرنا، نادان یہ نہیں سمجھتے کہ وہ اتنی دور سے کس طرح سنیں گے، کیا وہ کائنات میں گھومتے رہتے ہیں یا ان میں الوہیت آگئی ہے کہ: خدا کی طرح (نعوذ باللہ) ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، زندگی میں تو دور کی بات بھی سننے کے قابل نہ تھے، مرنے کے بعد منزلوں سے سننے لگے۔ (۲)

(۱۶) جن پیروں کو پکارا جاتا ہے وہ قیامت کے روز اپنے مریدوں کو جھوٹا بتائیں گے، قیامت کے روز مرید اپنے پیروں کے پاس جائیں گے، پیر، ان سے ناراض ہو کر کہیں گے کہ: تم جھوٹے ہو۔ ہم نے تم سے کب کہا تھا کہ: ہم سے مرادیں مانگا کرو، بھلا ہماری کیا مجال کہ ہم خدا کے کام میں دخل دے سکیں، تم نے جیسا کیا اب اس کی سزا بھگتو، ہماری بلا سے جہنم میں جاؤ، اور جلو بھنو۔ (۳)

(۱۷) بعض جاہل جب کسی توحید پرست سے یہ بات سنتے ہیں کہ: خدا کے سوا کسی نبی

(۱) - نصیحۃ المسلمین: (ماحققہ تقویۃ الایمان) دوسری فصل: مشرکوں کی برائی کے بیان میں: ص: ۴۶۵۔

(۲) - نصیحۃ المسلمین: (ماحققہ تقویۃ الایمان) دوسری فصل: مشرکوں کی برائی کے بیان میں: ص: ۴۶۷۔

(۳) - نصیحۃ المسلمین: (ماحققہ تقویۃ الایمان) دوسری فصل: مشرکوں کی برائی کے بیان میں: ص: ۴۶۷-۴۶۸۔

کو یا ولی کو یہ قدرت نہیں کہ وہ کسی کی حاجت روائی کر سکے، تو جھٹ یہ کہہ دیتے ہیں کہ: یہ لوگ بزرگوں کو نہیں مانتے اور ان کی شان میں بے ادبی کرتے ہیں اور بُرے عقیدے رکھتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ: ہم بزرگوں کا احترام کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ: وہ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے اور خدا کی تابع داری اور اس کی غلامی سے ولایت کے مرتبے تک پہنچے تھے، البتہ ہم تم لوگوں کی طرح ان کو خدا کے کارخانے میں محتاج نہیں سمجھتے، دیکھو! اگر کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو محبوب اپنے محبوب کا طریقہ اختیار کرتا ہے اگر واقعی تم کو اولیا اور انبیاء سے محبت ہے تو ان کی راہ پر چلو اور ان کے حکم کے بغیر اپنی طرف سے باتیں نہ تراشو، جب مشرکوں سے کوئی جواب نہیں بن پڑتا تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ: ہم جو پیر و پیغمبر سے مرادیں مانگتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں، ہمارے باپ دادا سے یہ ہوتا چلا آیا ہے، کیا پہلے لوگوں میں مولوی، ملا نہیں تھے، تم ہی ایک نئے مولوی پیدا ہوئے ہو؟۔ (۱)

۱۸) انصاف پسندو! خدا را ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرو کہ: تمہاری بات نئی ہے

یا ہماری؟

ہر زمانے کے مولوی ملا کتابوں میں شرک کی برائی بیان کرتے چلے آئے ہیں، کسی مولوی ملا نے یہ نہیں کہا کہ: خدا کو چھوڑ کر اولیا اور انبیاء سے مرادیں مانگنا جائز ہیں، بل کہ سب شرک و حرام ہی بتاتے چلے آئے ہیں، قرآن عزیز کا جاننے والا مولوی کبھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ خدا کو چھوڑ کر غیروں کو پکڑ لو۔ (۲)

۱۹) بعض قرآن عزیز کو نہ سمجھنے والے مسلمان کہا کرتے ہیں کہ: ہم انبیاء اور اولیا کو مستقل اور بالذات مالک نہیں سمجھتے لیکن ان کی منتیں مان کر نذر و نیاز کے چڑھاوے چڑھانا اور اس نیت سے ان سے مرادیں مانگنا کہ وہ خدا کے حکم سے دنیا کے کام نکالتے ہیں

(۱) نصیحۃ المسلمین: (ماحقہ تقویۃ الایمان) دوسری فصل: مشرکوں کی برائی کے بیان میں: ص: ۴۶۸۔

(۲) نصیحۃ المسلمین: (ماحقہ تقویۃ الایمان) دوسری فصل: مشرکوں کی برائی کے بیان میں: ص: ۴۶۸۔

درست ہے، ان بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ: اگر تم سچے ہو تو اپنے دعوے کو کسی آیت یا صحیح حدیث سے ثابت کرو، جس سے یہ معلوم ہو کہ خدا نے انبیاء اور اولیاء کو مختار بنا دیا ہے، یہ میرے حکم سے آسمان سے بارش بھی کر دیتے ہیں، یہ ماؤں کی کوکھیں بھی ہری کر دیتے ہیں، اور بیاروں کو تندرست بھی بنا دیتے ہیں، لہذا ان کی منتیں مان کر لوگ نذر و نیاز میں سرگرم عمل رہیں، اگر یہ بات قرآن و حدیث میں نہیں ہے اور تم خود اپنی رائے سے تراش رہے ہو تو بڑا سنگین جرم کر رہے ہو، خدا کے دین میں کوئی اپنی ناقص عقل کو دخل نہیں دیتا، قرآن کی رو سے یہ ضرور ثابت ہے کہ فرشتے اکثر کاموں پر مقرر ہیں مگر انہیں بھی یہ اختیار حاصل نہیں کہ اپنے ارادے سے جو چاہے کریں وہ اپنے ایک ایک کام میں خدا کے حکم کے منتظر رہتے ہیں، اور ہر حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں اگر کوئی شخص فرشتوں کو مختار سمجھ کر ان سے کچھ مانگنے لگے تو یہ اس کی سراسر حماقت ہے کیوں کہ انہیں کچھ بھی اختیار نہیں، وہ تو خدا کے حکم کے تابع ہیں۔ (۱)

۲۰) جو غلام کئی آدمیوں کا ہوتا ہے تو کوئی مالک بھی اسے اچھا نہیں سمجھتا اور نہ کوئی اس کی اچھی طرح سے خبر گیری لیتا ہے اگر یہ غلام اپنے کسی مالک سے کچھ مانگتا ہے تو وہ دوسرے مالک پر ٹال دیتا ہے، کہ اس سے کیوں نہیں مانگتا آخر تو اس کا بھی تو غلام ہے لیکن جس غلام کا مالک ایک ہی ہو تو مالک اسے اپنا سمجھتا ہے اور اس کی اچھی طرح سے خبر گیری بھی لیتا ہے کیوں کہ مالک (کو معلوم) ہے کہ میرے سوا اس کا اور کوئی نہیں، پہلی مثال مشرک کی ہے جس کے کئی مالک ہوتے ہیں اور دوسری مثال موحد کی ہے جس کا صرف ایک ہی مالک (اللہ) ہوتا ہے اور وہ خدا کو چھوڑ کر کسی غیر سے مدد نہیں مانگتا۔ (۲)

۲۱) درحقیقت مشرک بڑی بھاری کش مکش میں مبتلا ہے اور اس کا دل چاروں طرف

(۱) نصیحۃ المسلمین: (ماحقہ تقویۃ الایمان) دوسری فصل: مشرکوں کی برائی کے بیان میں: ص: ۷۰-۷۱-۷۲۔

(۲) نصیحۃ المسلمین: (ماحقہ تقویۃ الایمان) دوسری فصل: مشرکوں کی برائی کے بیان میں: ص: ۷۲-۷۳-۷۴۔

سے ڈانوا ڈول رہتا ہے، یہ کبھی تو ”شاہ مدار“ سے فریاد کرتا ہے، کبھی ”سالار“ کے سامنے ہاتھ پساتا ہے کبھی ”حضرت عباس“ سے مانگتا ہے اور کبھی ”شیخ عبدالقادر جیلانی“ کے آگے ناک رگڑتا ہے، سوچتا ہے جیلانی بڑے پیر ہیں، انہی کی منت مان لوں شاید انہیں کو مجھ پر رحم آ جائے، اور وہی مجھ پر اپنا کرم فرمائیں (استغفر اللہ) لیکن موحّد کو انتہائی سکون و اطمینان نصیب ہے کیوں کہ وہ ایک ہی در کا بھکاری ہے۔ اس لئے ایک ہی بڑے مالک کا دروازہ پکڑ رکھا ہے کیوں کہ اسے معلوم ہے کہ ولی، نبی، علیؑ، سب اسی کے بندے ہیں، اس کے کارخانے میں کسی کو کچھ دخل نہیں اور نہ ذرا سا اختیار ہے لہذا اس کا دل ایک ہی طرف رہتا ہے ڈانوا ڈول نہیں ہوتا، وہ اسی لئے لو لگائے بیٹھا رہتا ہے اور اسی اپنا سچا کارساز مانتا ہے۔ (۱)

(۲۲) مشرک کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہیں، آخرت کی بربادی تو ظاہر ہے، مگر دنیا بھی برباد ہے کیوں کہ اسے بڑا نقصان پہنچتا رہتا ہے، میلوں کا سفر کر کے دور دراز سے قبریں پوجنے کے لئے آتا ہے جس پر کافی خرچہ آتا ہے، پھر ہزاروں روپے نذر و نیاز پر صرف کرتا ہے، ایمان الگ لٹا اور مال الگ برباد ہوا۔ (۲)

(۲۳) بھائیو! خدا کے واسطے ضد نہ کرو، فکر و بصیرت سے کام لو، ذرا سوچو تو کہ شرک کے ترک کرنے میں تمہارا کیا حرج ہے؟ اگر تم کو بزرگوں کے چھوٹ جانے کا غم ہے تو اللہ جیسا مالک تم کو مل رہا ہے، جس سے تمہارے بزرگ بھی مرادیں مانگا کرتے تھے اگر تم کو روپیہ پیسہ خرچ کرنے میں مزہ آتا ہے تو تم جس قدر مال اولیا اور انبیاء کی منتوں میں اٹھاتے ہو اب اللہ کی راہ میں صرف کرو، جب تم کو اللہ مل گیا تو اب دوسروں کی کیوں پرواہ کرتے ہو، یاد رکھو! جس کا خدا مددگار ہے اسی کا بیڑا پار ہے۔ (۳)

(۱) - نصیحۃ المسلمین: (ماحقۃ تقویۃ الایمان) دوسری فصل: مشرکوں کی برائی کے بیان میں: ص: ۷۳-۷۴۔

(۲) - نصیحۃ المسلمین: (ماحقۃ تقویۃ الایمان) دوسری فصل: مشرکوں کی برائی کے بیان میں: ص: ۷۳-۷۴۔

(۳) - نصیحۃ المسلمین: (ماحقۃ تقویۃ الایمان) دوسری فصل: مشرکوں کی برائی کے بیان میں: ص: ۷۵-۷۴۔

(۲۴) شریعت کے مطابق فاتحہ کا طریقہ یہ ہے کہ: کھانا پکوا کر یہ نیت کر کے کہ: خداوند! یہ تیرے نام کا کھانا ہے، اپنے کرم سے میری طرف سے اس کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پہنچا دے۔ محتاجوں اور ناداروں میں بانٹ دو۔

یاد رکھو! کھانے کا ثواب اسی پر موقوف نہیں کہ اس پر درود اور فاتحہ پڑھی جائے، کھانے کا ثواب جدا گانہ ہے اور پڑھنے کا ثواب جدا گانہ، اسی طرح ہندوؤں کی طرح لیپنا اور پوتنا اور کھانے کے ساتھ پانی بھی رکھ دینا، انتہائی بری بات ہے، بعض جاہل تو کھانے کے ساتھ حقہ اور فیون بھی رکھ دیا کرتے ہیں، ان کے خیال میں شاید مردے کی روح کچھ کھاتی پیتی بھی ہے، جہالت کی حد ہو گئی خدا کی پناہ، ان نادانوں نے ہر جگہ اور ہر موقع پر کوئی ایسی بدترین رسم گھڑ لی ہے کہ اسلام کی شگفتگی اور شادابی قطعی جاتی رہی۔^(۱)

(۲۵) ایک صالح مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر موڑ پر پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم معلوم کرتا رہے اور اپنی ناقص عقل کو شرع میں کبھی بھی دخل نہ دینے دے، کیوں کہ اگر عقل ہی کافی ہوتی تو ہزاروں کی تعداد میں حلال و حرام بتانے والے نبی کیوں بھیجے جاتے۔^(۲)

(۲۶) کرامتیں برحق ہیں، کیوں کہ حق تعالیٰ شانہ کبھی اولیا سے بھی کرامتیں ظاہر کرا دیتا ہے، تاکہ لوگوں پر ان کی بزرگی اور عظمت کا سکہ جم جائے لیکن کرامتوں کا ظہور ہر وقت نہیں ہوتا، نہ اولیا اللہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جب چاہیں کوئی خلاف عادت بات ظاہر کر دیں، لہذا جب انہیں اختیار ہی نہیں تو ان سے مرادیں مانگنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ ہم یہ نہیں کہہ کہ ان سے دعا نہ کراؤ، خوب کراؤ اور جی بھر کر کراؤ، لیکن جب قرآن عزیز سے ثابت ہو چکا کہ خدائے برحق کے علاوہ رفع حاجات کی کسی کو بھی قدرت نہیں تو اس روشنی میں اگر کوئی

(۱) نصیحۃ المسلمین: (ماحقہ تقویۃ الایمان) چوتھی فصل: شرکیہ رسموں کے بیان میں: ص: ۴۸۲۔

(۲) نصیحۃ المسلمین: (ماحقہ تقویۃ الایمان) چوتھی فصل: شرکیہ رسموں کے بیان میں: ص: ۴۸۲۔

اس قسم کے واقعات بیان کرے جس سے اولیا کی قدرت کا ثبوت مل رہا رہو، اور اس بارے میں وہ آسمان اور زمین کے قلابے کیوں نہ ملارہا ہو، تم اس کی بات ہرگز نہ مانو، کیوں کہ ہمیں اپنے رب کی بات کا یقین ہے، ہم اس کی بات کے خلاف کسی اور کی بات پر کبھی بھی یقین کرنے کو تیار نہیں۔ (۱)

ملفوظات

حضرت خواجہ احمد سعید مہاجر مدنی نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۲۷۷/۳/۲۔ بھٹانق: ۱۸/۹/۱۸۶۰)

خلیفہ مجاز

حضرت شاہ ابوسعید دہلوی قدس اللہ سرہ

وحضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہ

(۱) ساتھیوں کو یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ بزرگوں کے سلسلے کو رائج کریں۔ دین و دنیا کے امور کو ظاہر و باطن کے لحاظ سے، پیران کرام کے واسطے سے، جناب الہی کے سپرد کریں۔ تمام واقعات کے پیش آنے کو خداوند کریم کا راسازی طرف سے سمجھیں۔ واقعات و حادثات پر چوں و چرا نہ کریں۔ لوگوں کی مخالفت اور ان کا مقابلہ نہ کریں۔ لغزشوں کی چشم پوشی کریں۔ لوگوں کی برائیوں کو کسی کے سامنے بیان نہ کریں۔ جو کچھ ملے وہ فقرات تک پہنچائیں اور اپنے لئے اللہ کے ماسواہر ایک سے ناامید ہو جائیں۔ صبر و توکل، قناعت، رضا و تسلیم، افتقار و انکسار اور خاک ساری و تواضع اللہ کے دوستوں کا طریقہ ہے۔ (۲)

(۱) نصیحة المسلمین: (ماحقہ تقویۃ الایمان) خاتمہ: پہلا فائدہ: ص: ۴۸۵۔

(۲) تحفہ ذاریہ: مکتوب نمبر: ۱ ص: ۱۶۔

۲) کتاب صوفیہ اور مکتوبات شریفہ کو مطالعے میں رکھنا ضروری ہے۔ ہمارے پیران کرام رضی اللہ عنہم کے توسل سے پوری انکساری کے ساتھ ذکر اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کو ہمیشہ کیا جائے اس میں غفلت نہ کی جائے کہ حق جل و علا کے طالبوں کے لئے یہ اس راستے میں ناگزیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سچے وعدوں پر دل کو مضبوط رکھا جائے، وسوسوں کی وجہ سے اپنے مقام سے نہ ہٹا جائے، یک سو ہو کر زندگی گزارنا اور یک سو (اللہ پاک کی طرف) دیکھنا خلاصہ زندگی ہے۔ (۱)

۳) ہمیشہ ہمت کو ذرِ حق سبحانہ میں مصروف رکھنا چاہئے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس کی جنابِ قدس سے غفلت نہ برتنی چاہئے۔ نسبتِ شریفہ کی اشاعت میں بھرپور کوشش کرنی چاہئے کہ یہ قربِ قیامت کا زمانہ اور فتنوں کا دور ہے۔ اپنے سلسلے کی اشاعت کو حق تعالیٰ کی عین مرضی سمجھا جائے۔ (۲)

۴) واضح ہو کہ اصحابِ طریقت و اربابِ حقیقت کا اس پر اتفاق ہے کہ: انسانی تخلیق کاسب سے اہم اور بڑا مقصود و مطلوب رب العالمین کی محبت ہے۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں: محبتِ ذات اور محبتِ صفات

محبتِ ذات اللہ کے عطیوں میں سے ہے۔ بندوں کے کسب و عمل کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ بندے کے عمل کا دخل اس محبت سے ہے جو محنت و اکتساب سے ملتی ہے۔ محبت کو حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ: اللہ کے ماسواہر شے سے دل خالی کر کے دائمی ذکر کیا جائے۔ دل کو ماسوا سے فارغ رکھنا شرط ہے۔ مشروط میں خلق، دنیا، نفس اور شیطان رکاوٹ ہیں۔

مخلوق کو دفع کرنے کا طریقہ گوشہ نشینی اور تنہائی ہے۔

(۱) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۱۷: ص: ۱۷۔

(۲) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۲: ص: ۱۷-۱۸۔

دنیا کو دفع کرنے کا طریقہ، قناعت ہے۔

اور نفس و شیطان کو دور بھگانے کا طریقہ ہر گھڑی اللہ پاک سے التجا کرنا ہے۔ (۱)
 (۵) جو طالب کشف حاصل کرنے کے بعد فضول باتیں کرتا ہو، اپنے شیخ سے منحرف ہو چکا ہو، اس کی نسبت سلب کر لینا ہی بہتر ہے۔۔۔۔۔ اگر نسبت بظاہر باقی بھی رہ جائے تو وہ مقام اعتبار سے گر گیا۔ (۲)

(۶) فنائے قلب کی علامت: دل سے ماسوی کا بھول جانا ہے حتیٰ کہ اگر تکلف سے بھی یاد کرے تو یاد نہ آئے، نہ ہی دنیا کی خوشی سے خوش ہو اور نہ ہی دنیا کے غم سے غمگین ہو۔ اس کے سامنے تجلی افعالی ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق کے افعال میں واحد حقیقی کے فعل کو دیکھے۔ اس کی علامت یہ ہے: ہر زید کی طرف سے ملنے والے انعام اور ایذا کو یکساں سمجھے یعنی زید کے شکر اور طمانچہ کو برابر خیال کرے۔ (۳)

(۷) فنائے روح کی علامت یہ ہے کہ: تجلی صفاتی کا ظہور ہو یعنی سالک کی صفات معدوم ہو جائیں اور اس کی جگہ صفات حق ظاہر ہوں۔ (۴)

(۸) فنائے سر کی علامت یہ ہے کہ: سالک کی ذات حق جل و علا کی ذات میں مستہلک (فنا) ہو جاتی ہے۔ اپنے آپ سے الگ ہو کر، من و تو سے گزر کر خدا رہ جاتا ہے۔ (۵)
 (۹) فنائے اخفی کی علامت: ظاہر کا مظاہر سے الگ ہونا ہے یعنی حق، باطل سے ممتاز ہو جاتا ہے اور وحدت کثرت سے ممتاز ہو جاتی ہے۔ (۶)

(۱) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۳: ص ۱۸-۱۹۔

(۲) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۴: ص ۱۹۔

(۳) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۵: ص ۲۰۔

(۴) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۵: ص ۲۰۔

(۵) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۵: ص ۲۱۔

(۶) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۵: ص ۲۱۔

۱۰) فنائے نفس کی علامت: عین اثر کا زوال تو حید شہودی کا ظہور، شرح صدور، اپنے مقام سے نزول، جوار صلحا میں ورود، تخت صدر پر اتقا، اور حقیقی ایمان کا حصول ہے جو زوال سے محفوظ ہے۔ (۱)

۱۱) قادریہ یا چشتیہ سلسلے کا طالب اگر آئے تو اسے مذکورہ سلسلے میں بیعت کر لیا جائے اور اس کی تربیت، اذکار و اشغال میں، حضرات نقشبندیہ کی طرز پر کی جائے۔ چنانچہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کا یہی معمول تھا۔ (۲)

۱۲) جس شخص پر ذکر کرتے وقت مرتعش (کانپنے والے) کی سی حرکت غالب آجاتی ہو، اس کا علاج یہ ہے کہ: اسے زیادہ ذکر کرنے پر توجہ نہ دی جائے بل کہ اس پر سکینہ و حضور القا کیا جائے۔ اسے ذکر کرنے سے روکا جائے۔ اسے مراقبہ احدیت یا قوف قلبی کی تعلیم دی جائے۔ اگر وہ مراقبہ احدیت سے گزر چکا ہو (اس کی تعلیم لے چکا ہو) تو اسے مراقبہ معیت سکھایا جائے امید ہے کہ فنائے قلب کے پرتو سے تسکین پائے گا۔ اگر ایسا نہ ہو (تسکین نہ پائے) تو لطیفہ نفس پر اسے توجہ دی جائے، جب اس لطیفہ کی نسبت غالب آجائے گی تو اس حرکت سے رک جائے گا اور شعور میں آجائے گا۔ (۳)

۱۳) جو شخص قادریہ یا چشتیہ سلسلہ میں بیعت کئے ہوئے ہو، پھر وہ نقشبندیہ طریقہ میں بیعت کرنا چاہے اور اس طریقہ میں سلوک کی منزل طے کرنا چاہے تو جائز ہے اور مقصود خدا ہے۔ مطلوب تک پہنچنے میں یہ طریقہ سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے۔ خاص طور پر اس زمانے میں کہ دوسرے سلسلے نام کے سوا باقی نہیں رہے (برائے نام رہ گئے ہیں) حق جل و علا کے طالب کے لئے اس طریقہ شریفہ کا التزام کرنا ضروری ہے۔ (۴)

۱۴) شیخ کو جائز ہے کہ وہ ایک ایسے صاحب استعداد مرید کو راجازت دے دے

(۱) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۵: ص ۲۱۔

(۲) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۶: ص ۲۲۔

(۳) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۶: ص ۲۳۔

(۴) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۶: ص ۲۳۔

جو مرتبہ راجازت پر نہ پہنچا ہو۔ (۱)

(۱۵) مرید جب فنائے قلب اور فنائے نفس دونوں کو پالے تو وہ راجازت مطلق پانے کا اہل ہو جاتا ہے۔ (۲)

(۱۶) اگر ناخواندہ اور ان پڑھ مرید سلوک میں پورا ہو جائے اور شیخ کامل و مکمل و عامل کی خدمت میں اپنے مرشد کے آداب بجالانے والا بن جائے تو شیخ کے لئے جائز ہے کہ اس کو اولاً تعلیم طریقہ کی راجازت دے، اس مرید کے لئے ضروری ہے کہ علم ضروری پڑھے اور شرعی مسائل سے آگاہ ہو جائے۔ (۳)

(۱۷) شیخ کو چاہئے کہ تاریک رات میں کہ: مریدوں کو پتہ نہ چلے۔ تمام اشخاص (مریدوں) کو ہمت دلاتے ہوئے دعا کرے کہ: یا اللہ! ہر شخص کو وہ فیض عطا فرما، جس کے وہ لائق ہو، مجموعی طور پر سب کے لئے دعا کی جائے اور کسی کی تخصیص نہ کی جائے۔ (۴)

(۱۸) جب تک لطائف اپنے اصولوں تک نہیں پہنچتے فنا نہیں ہوتے، لہذا ہمت کی جائے کہ لطائف میں جذبات پیدا ہوں تاکہ اپنے اصولوں تک پہنچنے والے بنیں اور فانی و مستہلک ہو جائیں۔ (۵)

(۱۹) اس طریقہ شریفہ میں استفادے کا دار و مدار محبت و عشق اور رابطہ شیخ پر ہے، اگرچہ شیخ بظاہر دور ہو لیکن باطن میں قریب بل کہ اقرب ہوتا ہے۔ رابطہ شیخ کے غلبے کے سبب مرید لمحہ بہ لمحہ اپنے پیر کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ (۶)

(۱) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۶: ص: ۲۳۔

(۲) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۶: ص: ۲۳۔

(۳) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۶: ص: ۲۳۔

(۴) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۶: ص: ۲۳۔

(۵) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۶: ص: ۲۴۔

(۶) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۶: ص: ۲۴۔

(۲۰) جس وقت مرید کو طریقہ کی تعلیم دیں تو مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے شیخ کی روش اپنائے، اور طریقے کو آگے بڑھائے کہ اس زمانے میں نسبت شریف کی ترویج و اشاعت حق سبحانہ کی مرضی ہے۔ (۱)

(۲۱) مریدوں کے احوال سب پیروں کی طرف سے منعکس ہوتے ہیں، مرید پیر کا آئینہ ہوتے ہیں۔ (۲)

(۲۲) ہم اپنے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم سے سخت محبت رکھتے ہیں اور محبت محبوب کے کمالات کے ایک دقیقہ کو بھی ظاہر کئے بغیر نہیں چھوڑتی بل کہ لمحہ بہ لمحہ اپنے محبوب کے رنگ میں رنگتا جاتا ہے، مرید اپنے پیران کرام کے کمالات سے محروم نہ رہے گا لیکن احکام کی تعمیل اور نواہی سے رکنا ضروری ہے، نیز اذکار و اشغال اور مراقبات میں تعطل نہ ہو۔ فاستقم کما أمرت (جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے استقامت اختیار کر) اس کے بغیر سب فضول ہے۔ (۳)

(۲۳) مرید اپنے پیروں کے آئینے ہوتے ہیں اور ان کے چھپے ہوئے کمالات کے مظہر ہوتے ہیں۔ مریدوں اور استفادہ کرنے والوں کی کثرت پیر کو عجب و تکبر میں مبتلا نہ کر دے کہ یہ مہلک مرض ہے۔ (۴)

(۲۴) کتب فقہ کے مطالعے کو ضروریات میں شمار کرنا چاہئے۔ (۵)

(۲۵) معروف کا حکم، برائی سے روکنا اور سلسلہ کے طالبوں کو راہنمائی کی بات بتانا ضروری ہے۔ (۶)

(۱) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۷: ص: ۲۶۔

(۲) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۷: ص: ۲۷۔

(۳) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۹: ص: ۳۰۔

(۴) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۱۱: ص: ۳۳۔

(۵) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۱۳: ص: ۳۸۔

(۶) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۱۵: ص: ۴۵۔

(۲۶) مرشدوں کا مقصد یہ ہے کہ طالب جلدی اپنے مطلوب کو پہنچے۔ تمام سلسلوں سے زیادہ قریب ترین راہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی ہے۔ (۱)

(۲۷) بندہ صادق کو چاہئے کہ اپنے مولا کی عظمت کے سامنے اپنے نام و نشان کو نہ رہنے دے۔ (۲)

(۲۸) غلبہ رابطہ کا چھائے رہنا عظیم نعمت اور بڑا عطیہ ہے جو بے مثال ہے اور ہزاروں میں سے کسی ایک صاحب دولت کو اس عنایت سے نوازا جاتا ہے، لہذا اس کے شکر یے کا اہتمام اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر کرنا چاہئے کہ وہ ظاہری حضور و مجاہد کے بغیر بھی حضور و صحبت کے کار شرف سے نوازتا ہے۔ اور اللہ پاک نسبت خاص الخاص سے مشرف فرماتا ہے۔ جو اس وقت عنقا کے حکم میں ہے۔ (۳)

(۲۹) درس قرآن شریف، حدیث لطیف، فقہ اور صوفیہ کی کتابیں ہمارے عالی شان خاندان کی نسبت میں مدد و معاون ہیں۔ (۴)

(۳۰) واضح ہو کہ: فنا فی الشیخ فنا فی الرسول پر مقدم ہے۔ (۵)

(۳۱) مرید رشید کو اپنے پیر کامل و مکمل کے ساتھ جو محبت کا غلبہ ہو جاتا ہے، اس محبت کے سبب وہ لمحہ بہ لمحہ اپنے محبوب کے کمالات میں جذب ہو جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے آپ کو اوار سب کو فراموش کر دیتا ہے اور انا الشیخ کی آواز اس کے باطن سے باہر آتی ہے۔ (۶)

(۳۲) اہل سنت والجماعت (اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) کے نزدیک

(۱) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۲۳ ص: ۵۸۔

(۲) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۲۴ ص: ۶۰۔

(۳) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۲۶ ص: ۶۳۔

(۴) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۳۲ ص: ۶۸۔

(۵) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۳۵ ص: ۷۱۔

(۶) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۳۵ ص: ۷۱۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفہ برحق ہیں اور حضرت صدیقؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد تمام چھوٹے بڑوں نے حضرت فاروقؓ کی بیعت کی اور انہیں خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہتے تھے۔ ان کے بعد، ان کے خلیفہ حضرت عثمانؓ ہوئے۔ ان کے بعد حضرت علی مرتضیٰؓ خلیفہ ہوئے۔ پس صوفیاء کے طریقوں میں سے ہر طریقہ جو حضرت علی مرتضیٰؓ کی طرف منسوب ہے وہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے بھی منسوب ٹھہرا۔ اختصار کے لئے ان دونوں بزرگوں کے نام حذف کر دیتے ہیں۔ بل کہ یہ خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منسوب ہے خواہ لوگ ان بزرگوں کے نام لکھیں یا نہ لکھیں۔

پس صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے تمام طریقے نقشبندیہ ہو یا قادریہ، چشتیہ ہو یا سہروردیہ وغیرہ، ہم تک خلفائے راشدین ہادیین مہدیین۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واسطے سے پہنچے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کی ترویج میں بہت زیادہ کوشش کی، اللہ سبحانہ انہیں ہماری طرف سے بہترین جزا دے۔

جان لیجئے کہ: ہمارے نبی و سردار و ہادی اور ہمارے گناہوں کے شفاعت فرمانے والے ﷺ نبوت و ولایت دونوں کے کمالات کے جامع تھے۔ کمالات نبوت شیخین کی ذات میں غالب ہو گئے اور کمالات ولایت حضرت علی مرتضیٰؓ میں غالب ہو گئے اس لئے آپ اولیاء کرام کے سلاسل کا مرجع ہوئے اور حضرت عثمانؓ مجمع البحرین ٹھہرے، لہذا انہیں ذوالنورین کا نام دیا گیا۔

اس میں شک نہیں کہ کمالات نبوت، کمالات ولایت سے اعلیٰ و ارفع ہیں، لہذا شیخین رضی اللہ عنہما کو ختین کریمین پر فضیلت حاصل ہوئی۔ یہ راز بعض لوگوں سے مخفی ہے لہذا انہوں نے مساوات کا حکم لگایا۔ (۱)

(۱) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر ۳۸، ص: ۷۷-۷۸۔

(۳۳) دشمنوں کی عداوت کا بدلہ عطا و احسان سے کیا جائے۔ دشمنوں کے افعال کے پردے میں تربیت جلالی کا ظہور ہوتا ہے۔ دل کے کام اور اپنی آہ کو انتظام تک پہنچاتا ہے۔ (۱)
 (۳۴) آپ کے سپرد جو کام ہوا ہے اس میں سرگرم رہیے اور اپنے تمام اوقات میں اللہ سبحانہ کی طرف مشغول و متوجہ رہیں اور کسی سے سروکار نہ رکھیں۔ آپ کے پاس جو کوئی بھی آئے اس سے کشادہ پیشانی اور خاطر داری سے ملیے اور اگر کوئی آپ کے بارے میں کچھ برا کہتا ہے تو اس کا بدلہ نیکی سے دیں اور اپنے تمام یاروں اور دوستوں کو اسی بات کی تلقین کریں، برائی کا بدلہ برائی سے دینا یہ عوام کا کام ہے۔ (۲)

(۳۵) دینی بھائیوں کی کثرت، زیادہ قرب کا سبب ہے کیوں کہ زیادہ ثواب ملتا ہے، ان کا ثواب مرشد کو پہنچتا ہے جیسے ان کو پہنچتا ہے۔ (۳)

(۳۶) اے میرے بھائی! آپ کو اللہ سبحانہ کے ساتھ ہمیشہ ذکر و شغل میں رہنا چاہئے، کثرت سے مراقبہ کرنا چاہئے کہ یہ مشاہدے کا دروازہ ہے، جو سخی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اس کے لئے کھولا جاتا ہے۔ (۴)

(۳۷) دنیا اور دنیا والوں سے انقطاع صوفیوں صافیوں کے لئے ناگزیر ہے۔ (۵)
 (۳۸) بدبختی کی ایک علامت یہ ہے کہ: انسان نافرمانی کرے اور توقع رکھے کہ میں مقبول ہو جاؤں گا۔ (۶)

(۱) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۴۴- ص: ۸۲۔

(۲) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۴۷- ص: ۸۵۔

(۳) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۴۹- ص: ۸۷۔

(۴) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۵۲- ص: ۹۱۔

(۵) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۵۳- ص: ۹۱۔

(۶) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۵۵- ص: ۹۳۔

(۳۹) سلوک سے مراد مرتبہ کرا حسان کا حصول ہے۔ (۱)

(۴۰) حضرات نقشبندیہ نے اللہ سبحانہ کا ذکر دائمی طور پر کرنے کا طریقہ بنایا ہے، یہ حضرات طالبوں پر خاص طریقہ سے توجہ دیتے ہیں اور ان کی توجہ کی برکت ہے کہ طالبوں میں پہلے جذبہ پیدا ہوتا ہے، بے تابی و بے قراری، آہ و نالہ، ذوق و شوق اور سکرو بے خودی ظاہر ہوتی ہے۔ (۲)

(۴۱) اللہ والوں پر اعتراض کی زبان نہ کھولیں کہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہے۔ (۳)

(۴۲) کینہ و بغض و عداوت صفاتِ ذمیمہ سے ہیں، اہل اسلام کو ان سے بچنا ضروری ہے۔ علما و صلحا کی شان تو اس سے بہت بلند ہے۔ (۴)

(۴۳) اللہ والے جو کچھ دیکھتے ہیں حق سے دیکھتے ہیں اور جو کچھ سنتے ہیں حق سے سنتے ہیں وہ اشخاص سے۔ جو کہ تعینات ہیں۔ اپنی نظر بلند رکھتے ہیں۔ وہ زید و عمرو کی شکایت ہونٹوں پر نہیں لاتے، وہ لوگوں کے طعنوں پر کان نہیں دھرتے۔ وہ برا کہنے والوں کو حسن سلوک سے بدلہ دیتے ہیں اور ان کی غلطیوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔ (۵)

(۴۴) پیری و مریدی عرفانِ حق کے حصول کے لئے ہے۔ جب تک عرفان حاصل نہ ہو بے کار محض ہے۔ اگر پہلے پیر سے معرفت حاصل نہ ہو تو بلا تردد دوسرے پیر سے رجوع کرے، جب تک مقصود حاصل نہ ہو جائے، نہ بیٹھے اور طلب سے اپنے آپ کو فارغ نہ کرے۔ (۶)

(۱) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۵۸-ص: ۹۷۔

(۲) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۵۸-ص: ۹۷۔

(۳) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۵۸-ص: ۹۷۔

(۴) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۵۸-ص: ۹۷۔

(۵) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۶۱-ص: ۱۰۳۔

(۶) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۶۳-ص: ۱۰۶۔

(۴۵) وجد و تواجد جو با اختیار ہو یا مجلس سماع میں ہو اور نامشروع امور پر مرتب ہو وہ ہمارے طریقہ میں نہیں ہے اور بے اختیار وجد و تواجد میں ممانعت نہیں ہے اور ممانعت کیسے ہو کہ بشر کے اختیار سے خارج ہے، حق تعالیٰ تکلیف مالا یطاق نہیں دیتے۔ (۱)

(۴۶) اللہ تعالیٰ کا مرید انسان اس وقت بنتا ہے جب اپنے تمام مقاصد اور مرادوں کو اپنے سینے سے نکال دے اور حق سبحانہ کی رضا کے سوا، اس کی کوئی مراد نہ رہے اور وہ حضرت حق تبارک و تعالیٰ کے سامنے یوں ہو جیسے نہلانے والے کے ہاتھوں میں مردہ۔ ہمیشہ باری تعالیٰ کی جناب میں تضرع و زاری کرتا رہے کہ: یا الہی جو کچھ تیری رضا ہے مجھے اس پر رکھ اور مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے آپ سے دور نہ کر۔ (۲)

(۴۷) خلافت کا معاملہ اس شخص کے سپرد کیجئے جو عالم بھی ہو اور سلوک کی منزل بھی طے کی ہو۔ معتبر ہو، لوگوں میں عزیز و شریف ہو۔ مخلوق کا رجوع اس کی طرف زیادہ ہو۔ مشائخ کرام کے اوصاف اور اخلاق سے مزین ہو۔ پیران کبار سے عشق و محبت تمام و کمال رکھتا ہو۔ توجہ دینے میں قوی تا ثیرات ظاہر کرے۔ اس کے دل سے حب جاہ و ریاست دور ہو چکی ہو۔ تواضع، فروتنی و خاکساری و سخاوت اس کی عادت ہو۔ حق سبحانہ سے مشغولی اسے ہمیشہ کے لئے حاصل ہو۔ اس قسم کا شخص خلافت کے لائق ہے۔ (۳)

(۴۸) اپنے کام میں مشغول و مستعد رہئے اور اپنے اوقات عزیز کو سب سے اہم خیر میں مصروف رکھیے جو کہ یاد حق سبحانہ ہے۔ خواہ یہ اذکار و اشغال و مراقبات سے ہو یا طاعات و عبادات سے یا تلاوت اور النبی المختار علیہ الصلاۃ والسلام پر درود سے ہو یا طالبوں کے ارشاد و افادہ سے ہو یا کتب تصوف، مکتوبات اور تفسیر و حدیث وغیرہ مفید کتابوں کا مطالعہ ہو۔ (۴)

(۱) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۶۴۔ ص: ۱۰۹۔

(۲) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۷۱۔ ص: ۱۲۳۔

(۳) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۷۵۔ ص: ۱۲۷۔

(۴) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۸۷۔ ص: ۱۳۴۔

(۴۹) حاکموں اور دالیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ فساد کرنے والوں کی تادیب و سرزنش کریں تاکہ اللہ والے فارغ البال ہو کر حق سبحانہ کے ذکر میں مشغول رہیں اور دل سے حاکموں اور رئیسوں کے مرتبوں کی ترقی کے لئے دعائیں مصروف رہیں۔ (۱)

(۵۰) باصفادرویشوں کا وجود نعمت ہے اور ملک عالی میں ان کی امداد و اعانت ان گنت اور لا تعداد نتائج کے لئے مفید ہے۔ (۲)

(۵۱) اس آخری زمانے میں حضرات کی نسبت عنقا ہو چکی ہے۔ طالبوں کے حال پر توجہ دینا اور انہیں نسبت القا کرنا سب سے افضل نیکی ہے۔ (۳)

(۵۲) توجہ بہترین طریقہ سے دیں تاکہ نسبت نقشبندیہ کی چاشنی حاصل ہو اور مشغولی غالب ہو اور شعلہ عشق بڑھے۔ اور چوں کہ یہ امر بہترین عبادات سے ہے، اس لئے اس پر صرف ہمت ضروری ہے۔ (۴)

(۱) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۱۰۱۔ ص: ۱۴۶۔

(۲) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۱۰۱۔ ص: ۱۴۶۔

(۳) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۱۱۸۔ ص: ۱۶۱۔

(۴) تحفہ زواریہ: مکتوب نمبر: ۱۱۹۔ ص: ۱۶۲۔

ملفوظات

حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۱۲۸۴/۱۰/۲۲ - بمطابق: ۱۸۶۸/۲/۱۶)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ شاہ احمد سعید مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ

(۱) طریقہ صوفیہ کی ترویج اور اجازت کے لئے یہ شرط ضروری ہے کہ شریعت مطہرہ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتہیات کے احکام شریفہ پر ظاہری اور باطنی طور سے پوری پوری استقامت ہونا چاہئے اور حتی الوسع حدود شرعیہ سے ایک ذرہ بھی تجاوز نہ کرنا چاہئے۔ خصوصاً پنج وقتہ نماز کو اہل وقت میں باجماعت ادا کرنا چاہئے اور صبح کی نماز کو واجب طور پر۔ ہر وقت خداوند کریم کے ذکر اور مراقبہ میں مشغول رہنا چاہئے۔ کم کھانا، کم سونا، کم بولنا اور لوگوں کے ساتھ کم ملنا جلنا رکھنا چاہئے۔ توبہ، زہد، صبر، قناعت، توکل، شکر، خوف، تسلیم، رضا جیسے اوصاف علیا سے موصوف ہونا چاہئے۔ عوام لوگوں کی طرح کشف و کرامات کو کوئی اہمیت نہ دینا چاہئے۔ اپنی ذات اور جملہ مخلوق کی ذات سے ناامید رہنا چاہئے۔ فقر اور فاقہ کو بڑی نعمت خیال کریں۔ مریدوں کے مال میں کسی قسم کا کوئی لالچ نہ رکھیں۔ مخلوق آپ کی تعریف کرے یا آپ کو برائی سے یاد کرے اس کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ دولت اور دولت مندوں سے پرہیز کریں اور علما و فقرا کی جان و مال و تن سے خدمت کریں، مخلوق خدا کی غیبت اور مذمت سے اجتناب کریں۔ (۱)

(۲) صوفیائے کرام کے طریقے کا سلوک، تہذیب اخلاق سے عبارت ہوتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتصال پیدا ہو جائے اور اتصال کے معنی یہ ہیں کہ: حق تعالیٰ کے سوا جمیع ماسوا

(۱) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱: ص: ۲۵۔

سے پورے طور پر انقطاع حاصل ہو جائے۔ (۱)

(۳) ہر چیز کے آداب ہوتے ہیں۔ بلا مصیبت کے آداب یہ ہیں کہ: اس کی شکایت اور اس کے دور ہونے کی التجا سوائے خدا کے اور کسی دوسرے سے نہ کرے۔ اہل سنت والجماعت کے ہاں یہ ہے کہ: اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی تکلیف یا مصیبت بندہ پر نازل ہو تو اس سے محبت رکھنا اور اس پر راضی رہنا فرض ہے۔ جو مصائب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی ہیں ان پر راضی رہنا قلب کے لئے خوشی و سرور کا باعث ہے۔ یاد رہے کہ جب تک ان بلیات کے ساتھ دل کو خوشی اور رغبت حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک حقیقت، طاعت و بندگی نصیب نہیں ہو سکتی۔ (۴)

(۴) کلام اللہ شریف کی تفسیر اور علم عقائد، علم حدیث شریف، علم فقہ اور علم تصوف کی تدریس، ہمارے حضرات کبار کی نسبت حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے۔ (۵)

(۵) صوفیوں کا اس میں اتفاق ہے کہ: نسبت مجددیہ اس پیر پر حرام ہے جو اپنے آپ کو حشرات الارض اور کتے سے بہتر سمجھے۔ (۶)

(۶) جو بھی چیز شریعت کے خلاف ہے وہ مردود ہے، ہر وہ حقیقت جس کو شریعت رد کرے وہ زندقہ ہے۔ شریعت کے احکام کو بجالاتے ہوئے جو شخص حقیقت کی طلب کرے وہ جواں مرد ہے۔ (۷)

(۷) فنا فی الشیخ کے مرتبہ کے حصول کے بغیر سلوک کا معاملہ سرانجام ہونا محال ہے (۸)

(۱) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۲: ص: ۳۰۔

(۲) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۲: ص: ۳۰۔

(۳) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۲: ص: ۳۲۔

(۴) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۳: ص: ۳۷۔

(۵) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۳: ص: ۳۹۔

(۶) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۴: ص: ۴۲۔

۸) وہ طالب جو پیر کی از حد محبت رکھا ہے وہ لحظہ بہ لحظہ پیر ہی کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پیر کے انتہائی اور توسط احوال کے عکوس، مبتدی طالب میں نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ (۱)

۹) شیخی اور پیری کا کام بہت ہی مشکل ہے جس کے لئے فراست صحیح اور وجدان قوی درکار ہے۔ (۲)

۱۰) جو شخص اپنی ریاضات اور مجاہدات سے راحت نفس اور دنیا حاصل کرنا چاہتا ہے تو ایسے شخص سے اگرچہ عجائب اور خوارق عادات ظاہر ہوں تو وہ بھی مکر اور استدراج ہے (۳)
۱۱) استدراج کی علامت یہ ہے کہ مرد اپنے نفس کے عیب دیکھنے سے اندھا ہو جاتا ہے۔ (۴)

۱۲) اولیاء اللہ کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ عوام اور خلق خدا کے سامنے اپنی کرامات کا اظہار نہ کریں بلکہ ولایت کا معاملہ پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہے۔ (۵)
۱۳) ایسے علما کی صحبت سے جنہوں نے دنیاوی جاہ و منصب کی خاطر علم کو وسیلہ بنایا ہو سخت پرہیز کریں جو گانے بجانے اور سرود کی طرف مائل ہوں اور حرام و حلال میں تمیز نہ کرتے ہوں۔ جو بھی ان کو دیا لے لیا اور جو بھی ان کو ملا وہ کھالیا۔ نیز امور شرعیہ کا ان کو پاس نہ ہو۔ آپ کو چاہئے کہ ان توحید و معارف کو بھی ہرگز نہ سنا کریں جن کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کے عقائد میں نقصان آتا ہو۔ (۶)

(۱) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۴: ص: ۴۴۔

(۲) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۴: ص: ۴۴۔

(۳) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۴: ص: ۴۵۔

(۴) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۴: ص: ۴۵۔

(۵) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۴: ص: ۴۸۔

(۶) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۶: ص: ۵۴۔

(۱۲) خداوند جل سلطانہ کا ذکر جمیع عبادات کا بھید ہے۔ یہ بلند سعادت اس شخص کو نصیب ہوتی ہے جو تمام علائق و عوارضات دنیا سے اپنا تعلق قطع کر لے اور اس پر خدا تعالیٰ کے عشق کی آگ غالب ہو جائے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں دوام حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ نیز معلوم رہے کہ تمام ذکر کی بنیاد کلمہ مبارک اللہ اور لا الہ الا اللہ ہے اور اس کی حقیقت کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بندہ جمیع اشیاء سے اپنا تعلق قطع کر لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت کے سوا کسی دوسری شے کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ (۱)

(۱۵) مبتدی طلبہ کو کم توجہ دیا کریں کیوں کہ مبتدی طالب کے لئے زیادہ قوی توجہ نقصان کا باعث ہے۔ (۲)

(۱۶) انسان کو چاہئے کہ وہ ذکر الہی جل شانہ، مراقبہ، تلاوت قرآن مجید، نماز، استغفار اور درود شریف جیسی عبادت میں لگا رہے۔ اپنی شکستگی اور بندگی کو مد نظر رکھے۔ باقی کسی اور چیز کی طرف توجہ نہ کرے۔ کیوں کہ بندہ کا اصل مقصود بندگی کرنا ہے۔ نہ کہ انوارات، تجلیات، کشفیات و کرامات کا حاصل کرنا۔ (۳)

(۱۷) وہ حضرات جو باطنی طور پر انوارات و تجلیات کا مشاہدہ نہیں کرتے کسی طرح بھی ان لوگوں سے رتبہ میں کم نہیں جو ان چیزوں کا مشاہدہ کرتے ہیں بل کہ پہلے فریق (ضعیف الحال) کا مرتبہ حالت مذکورہ میں فریق ثانی (ارباب یقین) کے مرتبہ سے کم ہے، کیوں کہ اکثر حالات اور واقعات اور کشفیات کوئی ضعیف الحال لوگوں کو اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کا یقین قوت پکڑ لیتا ہے، لیکن ارباب یقین اس طرف کوئی التفات نہیں کرتے۔ (۴)

(۱) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۷ ص: ۵۵۔

(۲) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۸ ص: ۵۶۔

(۳) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۰ ص: ۶۰۔

(۴) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۰ ص: ۶۱۔

(۱۸) سلوک کا حاصل جو صوفیائے کرام کے ہاں معمول ہے وہ یہ ہے کہ: سالک اللہ کے رنگ میں رنگین ہو جائے اور اس کی عادات و ذیلیہ و اخلاق خبیثہ فنا ہو جائیں اور سالک جمیع صفات حمیدہ اور اخلاق عالیہ سے موصوف ہو جائے اور جذبہ کے مقامات میں جو کیفیات اور انوارات پیش آتے ہیں ان سے وہ منور ہو جائے جس کو یہ فنا اور بقا اور حالات قویہ مکمل طور سے حاصل ہو جاتے ہیں تو اس پر حق تعالیٰ کا پہلو غالب آ جاتا ہے یعنی وہ تسلیم، رضا، توکل، صبر میں پورا پورا مشتاق ہو جاتا ہے اور اس وقت ان حالات و مقامات میں وہ اپنے ان اغیار پر افضل اور اشرف ہو جاتا ہے جو ان امور میں ثبات نہیں رکھتے۔ (۱)

(۱۹) باطنی قبض اور باطنی ظلمت کے رفع کے لئے تلاوت قرآن مجید عمدہ لہجہ کے ساتھ کرنی چاہے یا کسی دوسرے شخص سے قرآن شریف جو عمدہ لہجہ سے پڑھتا ہو، سننا چاہئے۔ نماز لمبی قرات کے ساتھ بڑے خشوع و خضوع سے ادا کرنا چاہئے (۲)

(۲۰) ذوق و شوق و گرمی باطن کے حصول کے واسطے درمیانی غمگین آواز سے ذکر جہر کرنے میں کوئی خطرہ نہیں۔ جس وقت دل میں جذب پیدا ہو جاتا ہے تو بے اختیار ذکر کے ساتھ آواز بلند ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے جہر کو کسی نے منع نہیں کیا۔ (۳)

(۲۱) ذکر خفی ذکر جہر سے کئی وجوہ کی بنا پر افضل ہے:

(۱) ذکر خفی ہر وقت ہو سکتا ہے۔

(۲) ذکر خفی نفی اثبات سانس بند کر کے نرمی و گرمی کے حصول کے لئے مقرر ہے۔

(۳) ذکر خفی میں بدعت ناپسندیدہ سے ایک قسم کا پرہیز ہو جاتا ہے اور مسلمان کی تحقیر

(۱) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۲: ص ۶۳۔

(۲) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۲: ص ۶۳۔

(۳) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۲: ص ۶۳۔

اور عیب اور سخن چینی اور اپنی قدر وغیرہ جتانے سے بھی اجتناب حاصل ہو جاتا ہے۔ (۱)
 (۲۲) سالک کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو عدم محض خیال کرے اور اپنے کمالات کو اس کے اصل سے جانے اور اپنے حسنات کو قابل قبول نہ سمجھے اور اپنے گناہوں کو ایک بڑے پہاڑ کی مانند جانے جو اس کے سر پر کھڑا ہے۔ نیز غیر کی برائیوں میں ہمیشہ نیک تاویل کرے اور روزمرہ کے وقائع کو حق تعالیٰ کے ارادہ سے جانے۔ پس اہل معرفت رحمۃ اللہ علیہم کا یہی طریقہ ہے۔ (۲)

(۲۳) سنت شریفہ اور توجہ کا حصول، اعمال ظاہری کے بغیر مشکل ہے۔ اعمال ظاہری کے انوار کو باطنی اطمینان میں بہت کچھ اثر اور دخل ہے۔ باطن میں التفات اور پیر کی عظمت کا حصول اور ظاہر میں شائستہ اعمال، نیک اخلاق اور عاجزی و انکساری سے آراستہ ہونا کمال عظیم ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا کمال نہیں ہے۔ (۳)

(۲۴) اس طریقہ شریفہ مجددیہ میں ذکر خفی کا معمول ہے۔ ہمارے حضرات گرامی کسی کو بھی ذکر جہر کی تلقین نہیں کرتے۔ آپ بھی کسی کو ذکر جہر کی تلقین نہ فرمائیں۔ اگر بے اختیاری کی حالت میں ذوق و شوق اور جوش و خروش کے غلبہ سے زبان سے زور سے جاری ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیوں کہ ایسی حالت سکر کے حکم میں ہے۔ اس لئے معذور قرار دیئے جائیں گے۔ (۴)

(۲۵) طریقت کے دو جز ہیں:

اول جز: جذب اور دوم: سلوک

(۱) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۶۵۔

(۲) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۶۵۔

(۳) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۶۵۔

(۴) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۶۶۔

جذب کے متعلق یہ ہے کہ پیران کبار کی مدد سے جذبہ اجمالاً سالک پر وارد ہوتا ہے اس میں سالک کی کوشش اور اختیار کا کوئی دخل نہیں۔ اِلّا ماشاء اللہ کہ وہ بھی محض عنایت خداوندی جل شانہ پر موقوف ہے۔ لیکن جز ثانی کی تحصیل میں جس کو سلوک کہتے ہیں۔ کوشش کرنی چاہئے۔ اس مقام میں سالک کے لئے ہمت اور کوشش درکار ہے۔ جو کچھ تکمیل کرنی ہو اس میں پوری کوشش سے کام لے۔ چوں کہ سالک کو جز اول تو خداوند تعالیٰ کی عنایت سے حاصل ہوتا ہے لیکن جز ثانی کے لئے کوشش درکار ہے اس لئے سالک کسی کے فتوے پر عمل نہ کرے بل کہ عزیمت پر عمل کرے۔ حضرات نقشبندیہ کا طریق عزیمت پر مبنی ہے۔ کامل انکساری، عاجزی اور بندگی میں اپنے اوقات عزیزہ کو معمور رکھیں۔ (۱)

(۲۶) ہمارے بزرگوں کے طریقہ میں پرہیزگاری، تقویٰ، صبر و قناعت، توکل اور رضا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ آپ ان چیزوں پر قائم رہیں اور کسی وقت بھی یاد خدا سے غافل نہ رہیں اور نہ ہی ذکر الہی میں سستی اور کاہلی سے کام لیں۔ (۲)

(۲۷) دونوں جہاں کی فلاح و بہبودی کا دار و مدار عاجزی و انکساری پر ہے۔ آپ اپنے دینی و دنیاوی ظاہری اور باطنی کل کام اپنے پیران کبار کے توسط سے جناب الہی کے سپرد کریں، نیز اپنے جملہ امور کا مالک کار ساز حقیقی کو جانیں اور جو واقعات پیش آئیں ان کو بغیر چوں و چرا کے خاموشی کے ساتھ قبول کر لیں۔ کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں اور ان کے عیبوں سے چشم پوشی کریں۔ کیوں کہ اہل اللہ جو کچھ دیکھتے ہیں اور جو کچھ سنتے ہیں حق کی طرف سے جانتے ہیں اور لوگوں سے جو کہ تعینات یعنی مظاہر ہیں نظر کو ہٹا لیتے ہیں۔ برا کہنے والے کو اچھا بدلہ دیتے ہیں اور قصور وار کا قصور معاف کر دیتے ہیں، خواہ ان کو کسی سے ایذا یا تکلیف کیوں نہ پہنچے۔ (۳)

(۱) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۳ ص: ۶۷۔

(۲) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۴ ص: ۶۸۔

(۳) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۵ ص: ۷۰۔ ۷۱۔

(۲۸) توبہ، صبر، قناعت، زہد، توکل، شکر، خوف، تسلیم و رضا کو اپنا شیوہ کار بنائیں اور کشف و کرامات اور خوارق عادات کو عام لوگوں کی طرح اہمیت نہ دیں اور اپنی ذات اور ماسوی سے ناامید رہیں۔ فقر و فاقہ کو نعمت عظمیٰ خیال کریں۔ مریدوں کے مال میں کسی قسم کا طمع نہ رکھیں۔ لوگ آپ کو اچھے نام سے یاد کریں یا برے نام سے اس کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ دولت اور دولت مندوں کی صحبت سے پرہیز کریں جو کچھ میسر ہو جائے اسے فقرا میں تقسیم کریں۔ علما و فقرا کی جان و مال سے خدمت کریں۔ نفس و شیطان کے شر سے مرتے دم تک بے خوف نہ رہیں، اپنے آپ کو جمیع مخلوقات سے حقیر جانیں بل کہ اپنے آپ کو ناچیز خیال کریں ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ (۱)

(۲۹) ہر برے بھلے کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور معذور شخص کا عذر قبول کریں۔ اچھا خلق رکھے، لوگوں پر کم اعتراض کیجئے، نرمی سے بات کیجئے، غصہ کے ساتھ کسی سے پیش نہ آئیے، باتیں کرتے وقت یہ خیال رہے کہ کسی کا دل نہ دکھے۔ نہ زیادہ سوئیں اور نہ ہی زیادہ ہنسیں، کیوں کہ زیادہ سونے اور ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے، اپنے تمام کام خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیجئے۔ (۲)

(۳۰) اپنے آپ کو ہمیشہ یاد الہی میں مشغول رکھیں تاکہ تمام کاموں کی تدبیر سے تیرا دل فارغ ہو جائے۔ جب تیرے دل کو اس کے ذکر کی وجہ سے یک سوئی حاصل ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ تیرے سب کاموں کا محافظ اور کارساز ہوگا۔ اپنے بندوں کو تجھ پر مہربان کر دے گا اور تیرے تمام امور کو سرانجام دیتا رہے گا۔ (۳)

(۳۱) حکام وقت کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔ ان کی صلح و صلاحیت کے کاروبار

(۱) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۵: ص ۷۱۔

(۲) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۵: ص ۷۵-۷۶۔

(۳) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۵: ص ۷۶۔

کو اہل دنیا کے لئے ہی چھوڑ دیں۔ (۱)

(۳۲) اعمال شرعیہ اور احوال طریقت و حقیقت سے اصلی مقصود پاکی نفس اور صفائی دل ہے۔ جب تک کہ نفس کو پاکی اور دل کو سلامتی حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک ایمان حقیقی کا حاصل ہونا محال ہے۔ (۲)

(۳۳) ہر طریقہ کے اکابر دین خواہ نقشبندیہ و قادریہ ہوں، چشتیہ و سہروردیہ ہوں، قلندریہ خواہ شطاریہ و مداریہ و کبرویہ ہوں۔ سائلین خواہ خفی المذہب ہوں، یا مالکی، یا شافعی یا حنبلی المذہب ہوں، سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ خوارق عادات اور تصرفات و کشفیات اس راستہ کے مقاصد میں سے نہیں۔ کیوں کہ پانی میں تیرنا مچھلیوں کا کام ہے، ہوا پر اڑنا پرندوں کا وظیفہ ہے اور غیبی خبروں پر مطلع کرنا جو گیوں کا شیوہ ہے اور مشرق سے مغرب تک پل پھر میں جانا شیطان کا کام ہے۔ یہ سب کام بیچ ہیں اور بزرگان دین کے ہاں کرامت اور بزرگی یہ ہے کہ ظاہر ”سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے آراستہ“ اور باطن ”حق تعالیٰ سبحانہ میں مستغرق“ ہو اور اس کا دل غیر کی محبت سے خالی ہو۔ اپنے جمیع افعال اور صفات کو عاریتاً خیال کرے اور اپنے آپ میں بجز نقص اور عیوب کے اور کچھ نہ دیکھے (۳)

(۳۴) اللہ تعالیٰ اگر سالک کو اپنے اسرار پوشیدہ سے آگاہ کر دے اور اس کو تصرفات پر قدرت بخش دے اور گزرے ہوئے اور آئندہ آنے والے واقعات سے مطلع فرما دے تو سالک کو چاہئے کہ وہ ان سب کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرے۔ نہ یہ کہ ان کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دے۔ (۴)

(۱) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۸: ص ۸۶۔

(۲) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۹: ص ۸۷۔

(۳) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۹: ص ۸۸۔

(۴) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۹: ص ۸۹۔

(۳۵) اگر کوئی اللہ کا ولی اللہ کے سوا باقی چیزوں سے قطع تعلق کر لے تو وہ حقیقت میں صاحب ولایت ہے۔ پس ہر وہ سالک جس نے کرامت پر ہی تکیہ کیا ہو اور اس کو اپنے لئے کامیابی کا ذریعہ اور مقصد جانا ہو تو وہ حقیقت میں اپنے اصلی مقصد سے کوسوں دور بھاگا۔ (۱)

(۳۶) رابطہ کا حاصل ہونا مناسبت کلی پر منحصر ہے اس کو جدائی کے زمانے میں بڑی نعمتوں میں سے جائیں اور جب موانع ہٹ جائیں تو پھر قرب قلوب ہی پر اکٹھا کیجئے اور اس قربت کے باوجود بدنوں کے قرب کو (یعنی باہمی صحبت) ہاتھ سے نہ جانے دیجئے کیوں کہ ساری نعمتیں اسی قرب پر موقوف ہیں۔ (۲)

(۳۷) ولی کی علامت یہ ہے کہ: سب سے پہلے وہ اہل سنت والجماعت کے اعتقادات پر ثابت قدم ہو اور باقی سب اہل قبلہ یعنی شیعہ، وہابیہ، رافضیہ وغیرہ وغیرہ فرقوں کے اعتقادات سے دور رہتا ہو۔ نیز ان کی خلاف قیاس روایتوں پر عمل نہ کرتا ہو۔ نیز احکام فقہ خصوصاً مذہب حنفیہ پر پورا پورا عامل اور کاربند ہو یہاں تک کہ اس سے فرائض، واجب، سنن و مستحبات و مندوبات وغیرہ میں کسی قسم کا قصور واقع نہ ہو کیوں کہ باطنی آراستگی اور زیبائش کا وسیلہ ظاہری آراستگی ہے۔ اس کو صوفیائے کرام کے دس مقامات: توبہ، رجوع الی اللہ، زہد، پرہیزگاری، ورع، صبر، شکر، توکل، تسلیم، رضا، اجمالا تفصیل وار حاصل ہوں۔

نیز اس کی صحبت میں یہ تاثیر ہونا چاہئے کہ جو شخص اس کی صحبت میں جا بیٹھے تو اس کا دل، دنیا اور اہل دنیا سے سرد ہو جائے، نیز اس کے ہم نشینوں کے دلوں سے غفلت زائل ہو جائے، نیز وہ اپنے آپ کو جمیع مخلوقات سے بدرجائے نہ یہ کہ وہ اپنی تعریف خود کرے نیز وہ جمیع اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ مثلاً: تواضع، علم، حوصلہ، بردباری، مروت، قدردانی، نرمی، سخاوت، خندہ پیشانی، خوش خلقی، سچائی، عجز و نیاز، بے آزاری، وغیرہ صفات سے موصوف

(۱) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۹۔ ص: ۹۰-۹۱۔

(۲) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۹۔ ص: ۹۳۔

ہو اور حرام و مکروہ و مشتبہ سے پرہیز کرتا ہو۔

غرض کہ وہ تمام بھلے کاموں اور نیک اعمال سے آراستہ و مزین ہو اور جمیع امور میں خلق نبوی ﷺ کے ساتھ متخلق ہو۔ پس ایسے شخص کی صحبت جس میں مذکورہ بالا صفات موجود ہوں نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ ہے، اور اگر کوئی کوئی محض پیرزادگی کی بنا پر مسند ارشاد و شیخی پر بیٹھ گیا ہو لیکن وہ نہ تو سنت رسول کریم ﷺ پر عامل ہو اور نہ ہی احکام شرعیہ پر محکم ہو اور گلہ، جھوٹ، جھوٹی قسمیں کھانے اور برے اخلاق سے پرہیز نہ کرتا ہو۔ بس خبردار! ہوشیار! ایسے شخص کی صحبت میں ہرگز نہ بیٹھیں بل کہ دور بھاگیں اور اگر ممکن ہو سکے تو اس شہر میں بھی نہ رہتے جس میں وہ رہتا ہو، ایسا نہ ہو کہ کہیں آپ کا اس کے پاس گزر ہو جائے اور اختلاط باہمی ہو جانے کی وجہ سے کارخانہ خدائی میں خلل پڑ جائے۔ ایسا شخص امامت اور رہبری کے قابل نہیں بل کہ وہ مخفی چور اور پوشیدہ شیطان ہے جس نے شیطانی جال پھیلا رکھا ہے۔ پس آپ کشفیات اور خوارق عادات کتنی بھی اس سے دیکھیں پھر بھی اس کی صحبت سے اتنا دور بھاگیں جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہیں۔ (۱)

(۳۸) آپ کو معلوم ہو کہ اہل مجاہدہ اور محاسبہ اور اولوالعزم کے لئے دس خصلتیں ہیں جن کو انہوں نے اپنے نفس کے لئے تجربہ سے مفید پایا ہے پس جنہوں نے ان خصلتوں پر مضبوطی کے ساتھ استقامت حاصل کی تو وہ بحکم الہی شریعت کے منازل کو پہنچ جائیں گے۔

لہذا پہلی خصلت یہ ہے کہ:

بندہ اللہ تعالیٰ کی قسم خواہ وہ جھوٹی ہو یا سچی نہ کھائے۔ نہ جان بوجھ کر اور نہ ہی بھولے سے اگر اس نے قسمیں نہ کھانے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور استقامت حاصل کر لی ہے یعنی وہ بھولے سے یا جان بوجھ کر قسم ہرگز نہیں کھاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے امور کا دروازہ کھول دے گا جس سے اس کے دل کو نفع پہنچے گا اور اس کا مرتبہ بلند ہوگا اس کا عزم پختہ ہوگا اس کی

(۱) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۱۹۔ ص: ۹۳۔ ۹۴۔

بصیرت قوی ہوگی اور بھائیوں اور دوستوں میں اس کی تعریف کی جائے گی۔ اپنے پڑوسیوں کی نظر میں وہ بزرگ ہوگا، یہاں تک کہ جو شخص اس کو دیکھے گا اس کی اقتدا کرے گا اور جو اس کو پہچانے گا وہ اس سے ڈرے گا مگر یہ اس وقت جب کہ وہ اس کام کو کرے اور اس کا نفس اس پر قرار پکڑتے ہوئے اس کام کا عادی ہو جائے تو خداوند تعالیٰ اس کا سینہ کھول دے گا اور اس کے عمل کو پاکیزہ کر دے گا۔

دوسری خصلت یہ ہے کہ:

ہر قسم کے جھوٹ سے خواہ مذاق میں ہو یا سنجیدگی میں پرہیز کرے اس لئے کہ جب اس نے ایسا کیا اور اپنے نفس کو اس کا حکم دیا اور اپنی زبان کو اس کی عادت ڈالی تو اللہ تعالیٰ اس کے سینہ کو کھول دیتا ہے اس کا عمل اس سے صفائی حاصل کر لیتا ہے، یہاں تک کہ وہ جھوٹ کو نہیں پہنچتا، پس جب وہ جھوٹ کو کسی غیر سے سنتا ہے اور وہ اس کو ایک عیب سمجھتا ہے اور اس سے اس کے نفس کو شرم آتی ہے اور اس شخص کے لئے جھوٹ زائل ہونے کی دعا کرتا ہے یعنی اس کی یہ عادت جاتی رہے تو اس کو اس کا ثواب ملے گا۔

تیسری خصلت یہ ہے کہ:

وہ کسی سے کسی چیز کا وعدہ کرے گا تو خلاف ورزی کرنے سے ڈرے گا جب کہ وہ اس کے پورا کرنے پر قادر ہے۔ مگر کسی عذر سے نہ کر سکا تو بیان کر دے گا، اپنے وعدے کو ہرگز نہیں توڑے گا، اس لئے کہ وہ اپنے امر کے لئے زیادہ قوی ہے اور اپنے طریقہ کے لئے زیادہ معتدل ہے کیوں کہ وعدہ خلافی کرنا جھوٹ میں سے ہے، پس جب وہ ایسا کرے گا تو اس کے لئے سخاوت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور اس کو حیا کا درجہ حاصل ہوگا اور اس کو صادقین کی دوستی عطا کی جائے گی اور اللہ کے نزدیک اس کا درجہ بلند ہوگا۔

چوتھی خصلت یہ ہے کہ:

وہ مخلوق میں سے کسی پر لعنت نہ بھیجے اور نہ ہی مخلوق کو کسی قسم کا ضرر پہنچائے اس لئے کہ یہ خصوصیات ابراہر اور صادقین کے اخلاق سے تعلق رکھتی ہیں، بہر حال ان کا انجام نیک ہے اور آخرت میں درجات بلند ہونے کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اخلاق حمیدہ کی بنا پر سخت ترین جان لیوا موقعوں پر اپنے بندہ کی حفاظت کرے گا اور لوگوں کے ضرر اور ایذا سے محفوظ رکھے گا اور بندوں کے لئے اس کو رحمت بنائے گا اور اپنے ہاں اس کو قرب عطا فرمائے گا۔

پانچویں خصلت یہ ہے کہ:

وہ کسی کے حق میں بددعا نہ کرے خواہ کسی نے اس پر ظلم ہی کیوں نہ کیا ہو۔ نہ کسی کے حق میں زبان طعن دراز کرے اور کسی کو اس کے کئے کی بری جزا دے کیوں کہ جزا کا دینا اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان مبارک کے شایان ہے پس ان عاقبتوں والے حضرات کے درجات بلند ہو جاتے ہیں جب اس کو ان کے ساتھ ادب حاصل ہو جاتا ہے تو وہ دنیا و آخرت میں بلند مقام حاصل کرتا ہے اور تمام مخلوق کے دلوں میں خواہ وہ نزدیک ہو یا دور اس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور نیکی میں اس کو بلندی حاصل ہوتی ہے اور مومنوں کے دلوں میں اس کی عزت حاصل ہوتی ہے۔

چھٹی خصلت یہ ہے کہ:

وہ اہل قبلہ میں سے کسی پر شرک، نفاق کی شہادت نہ دے۔ یہ خصلت رحمت کے زیادہ قریب اور درجہ کو بلند کرنے والی ہے اور مکمل ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے دور کرنے والی اور اس کی رضا سے زیادہ قریب کرنے والی ہے۔ یہ دروازہ نہایت ہی شریف اور کریم ہے جو بندہ کو مخلوقات پر رحم کرنے کا وارث بنا دیتا ہے۔

ساتویں خصلت یہ ہے کہ:

وہ ظاہری اور باطنی گناہوں سے اپنی نظر اور اعضا کو بچائے رکھے کیوں کہ ان اعمال سے دل و اعضا کو دنیا میں جلد ثواب حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں اللہ کے ہاں اجر عظیم کا ذخیرہ میسر ہوگا، پس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ یہ خصلتیں عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا دوسری انگلیں ہمارے دلوں سے نکال دے۔

آٹھویں خصلت یہ ہے کہ:

وہ مخلوق میں سے کسی پر تھوڑا بہت احسان نہ جتائے وہ آزاد ہو اور کسی کا محتاج نہ ہو، یہ عابدوں اور متقیوں کے لئے عزت و شرف کا باعث ہے اور اسی کے ذریعہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قابو پالیتا ہے، پس جب وہ اس مرتبہ کو پہنچ جائے گا تو خداوند تعالیٰ اس کو غنا اور یقین عطا فرمائے گا اور اللہ کے ہاں معتبر لوگوں میں اس کا شمار ہوگا۔ وہ اپنی حاجت کسی کے سامنے لے کر نہیں جائے گا، اس کی نظر میں سب لوگ برابر ہوں گے اور یہ عز و شرف مومنین و متقین کو اخلاص سے قریب کرنے والا ہے۔

نویں خصلت یہ ہے کہ:

وہ جمیع مخلوق سے کسی قسم کا لالچ نہیں رکھے گا (مگر خدائے وحدہ لا شریک سے) پس بے شک یہی بڑی عزت ہے اور خالص غنا ہے اور یہ بڑی بادشاہت ہے اور فخر کا باعث ہے اور صحیح معنوں میں توکل ہے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے دروازوں میں سے یہی ایک دروازہ ہے اور زہد کے دروازوں میں سے بھی ایک دروازہ یہی ہے۔ اسی کے ساتھ وہ ورع حاصل کر سکتا ہے اور کل شریعت کے احکام اسی سے مکمل ہوتے ہیں اور یہی علامات ان لوگوں کی ہیں جو اللہ سے رجوع کرتے ہیں۔

دسویں خصلت :

تواضع ہے یہ عابد کے درجے کو بلند کرتی ہے اور اللہ کے ہاں اس کو عزت اور بلندی دلاتی ہے اور لوگوں کے ہاں بھی اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے، پس یہی خصلت سب عبادات کی جڑ اور سب کا کمال ہے ان ہی کے ذریعہ بندہ نیک لوگوں کے درجات حاصل کر لیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نرمی و تکلیف میں راضی برضا رہتا ہے، کمال تقویٰ یہی ہے وہ ان خصائل کے ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو کسی سے افضل نہ جانے گا اور یہی خیال کرے گا کہ ممکن ہے: اللہ کے ہاں فلاں شخص کا بڑا درجہ ہو اور وہ اس کے نزدیک نیک لوگوں میں سے ہو

جب وہ اپنے سے کم عمر والے کو دیکھے گا تو وہ یہی کہے گا کہ اس نے اللہ کی نافرمانی نہ کی ہوگی اور میں بڑا گناہ گار ہوں پس وہ مجھ سے بہتر ہے

اور اگر وہ اپنے سے زیادہ عمر والے کو دیکھے گا تو وہ یہ کہے گا کہ یہ مجھ سے پہلے خداوند کریم کا پورا پورا مطیع ہے

اور اگر عالم کو دیکھے گا تو کہے گا کہ اس کو وہ علمی دولت عطا کی گئی ہے جو مجھے نہیں دی گئی اور جس چیز کا میں جاہل ہوں وہ عالم ہے۔

اور اگر جاہل کو دیکھے گا تو کہے گا کہ اس نے اس جہالت کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی کی ہے اور میں نے علم کے ہوتے ہوئے اس کی نافرمانی کی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میرا خاتمہ کیسا ہوگا۔

اگر کافر کو دیکھے گا تو کہے گا کہ میں کچھ نہیں جانتا ممکن ہے کہ خداوند کریم اس کا خاتمہ ایمان پر کرے اور اسلام سے مشرف فرمائے اور معلوم نہیں کہ میں کافر ہو جاؤں اور میرا خاتمہ بالخیر نہ ہو۔

اور یہ بات اللہ سے محبت اور قرب کی علامت ہے اور اول میں بھی اور آخر میں بھی یہی بات ہے جو بندوں کو اللہ کے قرب پر باقی رکھتی ہے۔

جب بندہ یہ گمان کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تمام گمراہیوں سے محفوظ فرما لیتا ہے اور اسی

وجہ سے اس کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں، اس قسم کے شخص کا شمار خداوند کریم کے ہاں برگزیدہ بندوں میں ہو جاتا ہے قرب الہی اسے حاصل ہو جاتا ہے اور یہ آدمی شیطان کے دشمنوں میں شمار کیا جاتا ہے وہ ہر قسم کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے، کیوں کہ وہ کبر سے دور، خود پسندی سے پرے، اور تکبر سے امن میں ہو جاتا ہے، اس کا درجہ دین کے اعتبار سے دنیا اور آخرت میں بلند ہوتا ہے، یہی عبادت کا مغز اور عابدین کی شرافت کی انتہا ہے، پس شریعت پر چلنے والوں کا یہی شیوہ ہے۔ شریعت کی پابندی سے افضل کوئی اور شے نہیں ہوتی، ایسا شخص کسی کی عیب جوئی نہیں کرتا اور اس کے دل سے کچی، برائی، کبر وغیرہ ہر صورت میں نکل جاتا ہے اور اس کا ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے یعنی اس کی زبان اور دل ایک ہو جاتا ہے اور نصیحت کے بارے میں کیا چھوٹا کیا بڑا اس کی نظر میں یکساں ہوتا ہے اس میں یہ بری عادت بھی نہیں ہوتی کہ منہ پر کسی کی تعریف کرے اور پیٹھ پیچھے برائی، کیوں کہ ایسا کرنا عابدوں کے لئے آفت ہے اور زہدوں کے لئے ہلاکت اور یہ یاد رہے کہ ایسا جب ہی ہو سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کے دل و زبان کو اس برائی سے محفوظ رکھے۔

بھائی جان معلوم ہو کہ حضرت امام غزالی قدس سرہ العزیز نے احیاء العلوم میں فرمایا:
 علما اور حکمانے اتفاق کیا ہے کہ: سعادت اخروی کی طرف اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں کہ: انسان اپنے آپ کو ہوا و ہوس سے بچائے اور شہوات کی مخالفت کرے، پس ایسے شخص کے لئے ایمان واجب ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

جو شخص بڑا دانا ہے اس کو درجہ بھی بڑا عطا کیا گیا ہے، پس ایسا شخص اپنے آپ کو بیچ خیال کرے گا اور اپنے نفس کو تہمت زیادہ دے گا اور سخت نادان وہ ہے جو اپنے آپ کو دانا خیال کرتا ہے، بڑا عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو زیادہ تہمت دینے والا ہے۔

پس صوفیائے کرام کا گروہ جمیع لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ حسن ظن

رکھنے والا ہے، لیکن اپنے نفس کے ساتھ سخت بدگمان ہوتا ہے، صوفیائے کرام اپنے آپ کو کسی دینی اور دنیوی بہتری کے لائق نہیں سمجھتے۔

حارث محاسبیؒ سے عبودیت کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ:

عبودیت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو کسی چیز کا مالک نہ جانے اور یہ خیال کرے کہ مجھے کسی کام میں بھی کوئی فائدہ یا نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں۔

اور سلطان العارفين بايزيد بسطامي رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

معرفت یہ ہے کہ تو جانے کہ مخلوق کی حرکات و سکنات اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہیں، پس تہمت سے پرہیز واجب ہے، پس جب تو لوگوں کی عیب جوئی کا درپے ہو کر ان کے متعلق بدظنی کرنے لگے تو سمجھ لے کہ یہ تیری باطنی خباثت ہے اور بے شک یہ ایسی خباثت ہے جو شرف نفس نے تراشی ہے اور عارف کامل اپنے نفس کو پہچانتے ہوئے ہر لحظہ اور ہر آن اپنے ایمان پر خائف ہوتا ہے کیوں کہ وہ اپنے نفس کے عیوب سے آگاہ ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ لوگوں کے عیوب کے درپے نہیں ہوا کرتا اور اسی واسطے وہ ہر وقت اپنے نفس کو اللہ کی عبادت میں صرف کیا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کی عبادت سے کسی وقت بھی فارغ نہیں ہوتا۔

اہل سنت والجماعت کے جمیع مشائخ خواہ وہ کسی امام کے پیروکار ہوں یعنی حنفی یا مالکی ہوں، شافعی یا حنبلی ہوں اور خواہ جس طریقہ تصوف سے وہ منسلک ہوں نقشبندی ہوں یا قادری، چشتی ہوں یا سہروردی، کبروی ہوں یا مداریہ، قلندری ہوں یا شطاری سب کے سب مذکورہ بالا اوصاف سے موصوف ہوتے ہیں۔ والسلام اولاً و آخراً وظاہراً و باطناً۔ فقط (۱)

(۳۹) مرید صادق کے لئے یہ لازم ہے، بل کہ واجب ہے کہ وہ اپنے پیران کبار علیہم الرحمۃ کی پیروی جمیع افعال و اقوال، اخلاق و اطوار میں کرے اور حتی الامکان ان کی روش کی مخالفت نہ کرے کیوں کہ ان کی مخالفت سے بے برکتی پیدا ہوتی ہے اور انسان فیض باطنی سے محروم ہو جاتا ہے۔ (۲)

(۱) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۲۰-ص: ۹۶-تا ۱۰۰۔

(۲) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۲۷-ص: ۱۷۰۔

۴۰) ہمارے حضرات قدسنا اللہ تعالیٰ نے حاکموں سے وظیفے قبول نہیں کئے۔ ہمارے پیران کبار عزیمت پر عمل کرتے ہیں۔ پیری مریدی کے بہانے تجارت و زراعت کرنا اور میروں کے آگے ہاتھ پھیلا نا ان کا شیوہ نہیں۔ یہ حضرات اپنے مریدوں کو بھی منع فرماتے ہیں کہ: پیری مریدی کو ذریعہ معاش نہ بنائیں اور اس کے صلے میں تجارت و زراعت سے پرہیز کریں ورا میروں سے وظائف وغیرہ قبول نہ کریں۔ (۱)

فائدہ:

یہاں مناسب معلوم ہو رہا ہے کہ اتمام فائدہ کے لئے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس اللہ سرہ نے جو نفس کی مخالفت کے طریقے اپنے ایک مکتوب میں تحریر کئے ہیں وہ لکھ دیئے جائیں، لکھتے ہیں:

مومن صادق کے لئے لازم ہے کہ وہ نفس کی مخالفت کے لئے وہ طریقے اختیار کرے جو کہ اہل اللہ نے مقرر فرمائے ہیں، وہ یہ ہیں:

اول: روزہ افطار کے وقت تھوڑا کھائیں اور روزہ رکھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے۔

دوم: مہینے یا دو مہینے میں ایک مرتبہ فصد کھلوائیں (پہلے زمانہ میں علاج کا ایک طریقہ تھا)۔

سوم: پیدل چلنا، ہر روز اس قدر پیدل چلیں کہ آپ تھک جائیں اور خوراک اتنی کھائیں کہ پیٹ کا ایک تھائی حصہ بھر جائے اور پانی کم پیئیں۔

اہل اللہ نے نفس کے دشمنوں کے خلاف جنگ کرنے کے مذکورہ طریقے نافذ کئے ہیں۔ فقیر کے بزرگ اپنی خوراک، پوشاک، سونے، بیٹھنے اور دوست، دشمن کے ساتھ میل جول رکھنے میں میانہ روی اختیار کرتے تھے۔ نفس و شیطان کی مخالفت کے بارے میں

(۱) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوب نمبر: ۲۷- ص: ۱۷۱۔

جو مندرجہ بالا طریقے تحریر کئے، ان سے یہ مقصد ہے کہ انسان ہلکا پھلکا رہے تاکہ پنج وقتہ نماز میں آسانی سے اٹھ بیٹھ سکے۔ ہاں! اتنا خیال رہے کہ دن رات میں ایک تہائی خوراک ایک وقت میں ضرور کھائیں تاکہ بالکل ہی لاغر و کمزور نہ ہو جائیں۔ یہ وقت کام کرنے کا وقت ہے۔^(۱)

ملفوظات

حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۲۲/ربیع الاول ۱۳۱۳۔ بمطابق: ۱۲/۹/۱۸۹۵)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی قدس اللہ سرہ

و حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہ
(۱) لوگ کہتے ہیں کہ: مجھے تسخیر کامل ہے۔ ہم نے تو تسخیر کامل کبھی نہیں کیا، البتہ
یحیہم و یحبونہ کا مراقبہ کیا کرتے ہیں۔^(۲)
(۲) اس (تہجد کے) وقت جاگا کرو، اور استغفار پڑھو کہ اس وقت کا جاگنا بڑی فضیلت
ہے۔^(۳)

(۳) ہم نے اپنے خالق سے پہلے ہی دعا کر لی ہے کہ جس کے لئے بددعا کروں وہ

(۱) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب: ۹-ص: ۵۸-۵۹۔

(۲) تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۳۶۔

(۳) تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۳۸۔

دعا سمجھی جائے۔ (۱)

(۴) اللہ، رسول پر جان قربان کرنا چاہئے اس سے سب کچھ ہوتا ہے۔ (۲)

(۵) اللہ کی محبت میں جو مزہ ہے وہ جنت کی چیزوں میں نہیں ہے، حور و قصور اور کھانے کی چیزیں اور حوض کوثر، ان سب کا مزہ اس مزہ کے روبرو کچھ نہیں ہے، عاشقوں کو جنت بھی اسی وجہ سے پسند ہوگی کہ اس میں اسی کا جمال ہے۔ (۳)

(۶) غوث ہو یا قطب جو خلاف شرع کرے وہ کچھ بھی نہیں۔ (۴)

(۷) اتباع سنت یہی غوثیت اور قطبیت ہے۔ (۵)

(۸) تصور یا بے تصور شیخ کی محبت ہونی چاہئے۔ (۶)

(۹) یاد رکھو جو بات شریعت کے اتباع اور ان اعمال سے حاصل ہوتی ہے جو حدیث میں

آئے ہیں وہ کسی سے نہیں ہوتی۔ (۷)

(۱۰) مشائخ سے جو دعائیں منقول ہیں ان میں وہ تاثیر نہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

دعائیں فرمائی ہیں ان میں ہے۔ (۸)

(۱۱) درود بکثرت پڑھو، جو کچھ ہم نے پایا، درود سے پایا۔ (۹)

(۱)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۴۱۔

(۲)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۴۴۔

(۳)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۴۵۔

(۴)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۵۰۔

(۵)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۵۰۔

(۶)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۵۱۔

(۷)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۵۱۔

(۸)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۵۲۔

(۹)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۵۲۔

(۱۲) اتباع سنت یہی ہے کہ جیسا آنحضرت ﷺ نے کیا ہے اسی طرح کرے، گھٹائے بڑھائے نہیں۔ (۱)

(۱۳) افعال ظاہری رسول اللہ ﷺ بسہولت اور بے تکلف ہونے لگنا، یہی فانی الرسول ہے اور کچھ نہیں۔ (۲)

(۱۴) ولایت اسی کو کہتے ہیں کہ احکام شریعت بے تکلف ہونے لگیں اور افعال شریعت ایسے ہو جائیں کہ گویا امور طبعی ہیں۔ (۳)

(۵) منطق کے زیادہ پڑھانے سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے، حدیث، فقہ پڑھایا کرو۔ (۴)
(۱۶) جولذت ہم کو قرآن میں آتی ہے اگر تم کو وہ لذت ذرہ بھر آوے تو ہماری طرح نہ بیٹھ سکو، کپڑے پھاڑ کر جنگل کو نکل جاؤ۔ (۵)

(۱۷) نسبت قرآن کی غایت سلوک ہے۔ (۶)

(۱۸) ہم کو اگر قرآن شریف کے بدلے جنت ملے تو منظور نہیں، اگر قرآن شریف ہو تو کیا مضائقہ ہے، ہمارے پاس جنت میں حوریں آئیں گی تو ان سے ہم کہیں گے کہ: آؤ بی بی بیٹھ جاؤ، تم بھی قرآن شریف سنو۔ (۷)

(۱۹) تم جانتے ہو کہ حدیث پڑھنے میں اللہ کو کیسی محبت ہوتی ہے اور کیسا پیار ہوتا ہے جیسے کسی عورت کا لڑکا مر جائے اور اس کی کوئی کتاب پڑھنے کی ہو، اور اس لڑکے کے مرنے کے

(۱)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۵۳۔

(۲)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۵۳۔

(۳)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۵۳۔

(۴)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۵۶۔

(۵)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۵۸۔

(۶)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۵۸۔

(۷)۔ تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۵۸۔

بعد اس کی ماں کسی طالب علم کو دے، کہ یہ میرے لڑکے کی کتاب ہے اس کو پڑھو، اور ہم کو سناؤ۔ اب اس وقت پڑھنے میں جو کیفیت اور جوش محبت اس کی ماں کو ہوتا ہے ویسا ہی بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے، ان کی حدیث پڑھوانے سے ایک محبت کا جوش اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے۔ (۱)

(۲۰) جس دل میں شوق کیمیا ہے نسبت الہی ہرگز قرار پذیر نہیں ہو سکتی ہے۔ (۲)

(۲۱) آئیے ہم آپ کو ایک نسخہ کیمیا بتائیں وہ یہ ہے کہ: ہم جو بھی کام کریں اس میں سنت کا لحاظ کریں، مثلاً جب کھانا کھائیں تو اکڑو بیٹھ کر یا ایک پاؤں کھڑا کر کے کھائیں یہ سمجھ کر کہ یہ سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، اور مسجد میں دائیں پیر سے داخل ہوں اور بائیں پیر سے نکلیں اور استنجا خانہ میں بائیں پیر سے داخل ہوں اور دائیں پیر سے نکلیں یہ قصد کر کے کہ یہ بھی سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، اسی طرح ہر کام کو استحضار کے ساتھ کریں کہ یہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، چند روز کوئی اس طرح کر کے دیکھ لے اگر وہ صاحب نسبت نہ ہو جائے تو میرا ذمہ ہے۔ (۳)

(۲۲) ایک شخص میرے پاس آیا، اس کے ہر بن موسے اللہ نکل رہا تھا، مگر خلاف سنت زندگی تھی، فرائض و واجبات کا تارک تھا، تو اس مشق سے اس کو کیا حاصل ہوگا۔ (۴)

(۲۳) میں جب کسی کو ڈانٹتا ہوں تو اس کو نہیں ڈانٹتا، ہر آنے والے کے ساتھ اس کا شیطان بھی ہوتا ہے، اس کو ڈانٹتا ہوں، پھر وہ بھاگ جاتا ہے اور خالی انسان رہ جاتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتد کو ڈانٹ لگایا، کہ جامرود نالائق نکل جایہاں سے، اسلام کا تو محتاج ہے، اسلام کو تیری احتیاج نہیں، بس وہ مؤمن ہو گیا اور اس کو ایمان اور ہدایت مل گئی۔ (۵)

(۱) تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۵۹۔

(۲) تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی: ص: ۷۰۔

(۳) روح البیان: حصہ دوم: قرب الہی کے دو ذریعے: ذکر و فکر: ص: ۷۳۔ ۷۴۔

(۴) اہل دل کی باتیں ص: ۱۲۹۔

(۵) اہل دل کی باتیں ص: ۱۲۹۔

ملفوظات

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۳۱۲/۸/۲۲ - بمطابق: ۱۸۹۷/۱/۲۶)

خلیفہ مجاز

حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری قدس اللہ سرہ
(۱) انسان کے قلب کی مثال آسمان کی طرح ہے۔ جو کبھی صاف ہوتا ہے اور کبھی ابر آلود۔ شیطان لعین انسان کا طاقت ور دشمن ہے۔ یہ اس گھات میں لگا رہتا ہے کہ اپنے مکر و فریب کے ذریعے بے چارے انسان کو غلط راستے پر لے جائے۔ لہذا معلوم ہوا کہ خدا کے راستہ میں جان بازی کی ضرورت ہے۔ اس لئے چاہئے کہ سوائے اللہ کے کسی غیر کی طرف توجہ نہ کریں۔ بس اپنے قلب کی سلامتی میں کوشاں رہیں۔ اللہ پر بھروسہ کر کے صراطِ مستقیم پر چلتے رہیں اور اس سے منہ نہ موڑیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اس کے دوستوں کے وسیلے کے سوا کوئی اور چیز بجا و مادی نظر نہیں آتی۔ (۱)

(۲) ہمارے لئے تو عبادت کرنا فرض ہے۔ اس کے نتائج اور ثمرے کی توقع نہ کریں۔ ہمارے حضرات گرامی نے باطنی کیفیت کے نتائج اور ثمرات کو اس طریقے کے بچوں کے بہلانے کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ۔ اس سے زیادہ اہمیت دینا اپنے پیران کرام سے انکار کرنا ہے۔ اگر کبھی عالم شہادت یا عالم مثال یا وجدان و فراست کے طور پر کچھ حالات منکشف ہو جائیں اور سالک ان پر فخر کرنے لگے تو یہ اس کی نادانی ہے۔ (۲)

(۱) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۱: ص: ۴۱-۴۲۔

(۲) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۱: ص: ۴۲-۴۳۔

(۳) باطنی ترقی کا انحصار سچ بولنے اور حلال روزی پر ہے۔ نیز اپنے قول و فعل میں اٹھتے بیٹھتے، ہمیشہ رسول پاک ﷺ کی اتباع کو ملحوظ خاطر رکھیں، طریقہ نقشبندیہ احمدیہ مجددیہ رضوان اللہ علیہم پر پورا پابند رہنا واجب ہے۔ یہ یاد رہے کہ شریعت شریف کے اتباع بغیر اگر مختلف قسم کے احوال مشاہدے میں آتے ہوں تو بزرگوں کے نزدیک ان کا کوئی اعتبار نہیں اور یہ سب کے سب بے سود ہیں۔ سالک کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے قیمتی وقت کو جس کا کوئی بدل نہیں حبیب خدا ﷺ کی پیروی میں صرف کرنے کی دن رات جدوجہد کرتا رہے، پس شریعت کی اتباع کرنا لازمی ہے۔ اصل مقصد یہی ہے ورنہ تو سب بے کار (۱)

(۴) آج کل کے حالات اور زمانے کے مطابق اللہ تعالیٰ جل شانہ پیران کبار علیہم الرضوان کی برکت سے سچے اعتقاد رکھنے والے مرید پر اس کی صلاحیت کے موافق فیض کا اِلقا کرتا ہے۔ شیطان لعین و نفس امارہ دونوں کے دونوں انسان کے قوی دشمن ہیں جو ہر وقت ساتھ لگے رہتے ہیں۔ حالاں کہ ایسے سالک پر جو مرید صادق ہو ان کا کوئی بس نہیں چلتا۔ (۲)

(۵) پیران کبار کی پیروی کرنا اور ان کے آداب و اطوار کو بجالانا مرید کی محبت و استطاعت پر منحصر ہے۔ اگر مرید اپنے پیر سے محبت کرتا ہے تو وہ کسی کام میں بھی اپنے پیروں کے طریقے کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھائے گا۔ پیر کی مخالفت اس کی باطنی ترقی میں یقیناً رکاوٹ کا سبب بن جاتی ہے۔ بس حتی الوسع ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ (۳)

(۶) مرید صادق کو چاہئے کہ وہ غیر اللہ سے اپنے باطن کو پاک و صاف رکھے اور حضور اکرم حبیب خدا ﷺ کی پوری پوری اتباع کرے اور پیران کبار کے آداب و اطوار کو ملحوظ رکھے۔ اپنا کام کرتا رہے۔ لوگ اسے برا کہیں یا اچھا، اس کی کوئی پرواہ نہ کرے اور اپنے قلب کی سلامتی کو اپنا مطلوب و مقصود اعلیٰ جانے۔ جتنا بھی شریعت غرا کی اتباع میں ظاہر و باطن طور

(۱) تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۳ ص: ۴۷۔

(۲) تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۴ ص: ۴۸-۴۹۔

(۳) تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۵ ص: ۵۰-۵۱۔

سے کوشش کریں گے۔ آپ کو اتنا ہی زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔ (۱)
 (۷) اے عزیز! اپنے دنیاوی کاموں سے فرصت پا کر باقی ماندہ قیمتی وقت کو ذکر الہی
 میں صرف کریں۔ شغل باطنی دوسرے کاموں کے مقابلے میں زیادہ اہم ہے۔ اپنے وقت
 کو بے کار ضائع نہ کریں۔ جو کچھ کرنا ہے وہ آج کر لو، کل سوائے حسرت و ندامت کے کچھ ہاتھ
 نہ آئے گا۔ (۲)

(۸) اللہ والوں کا کہنا ہے کہ: جھوٹا ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ (۳)
 (۹) غیر جنس کی صحبت درویش کے لئے زہر قاتل ہے۔ (۴)
 (۱۰) حقیقی محبت کرنے والا مرید اپنے شیخ سے دور نہیں ہوتا، اپنی محبت کے معیار کے
 مطابق وہ دور سے ہی اپنے شیخ سے فیض حاصل کرتا رہتا ہے۔ (۵)
 (۱۱) دینی اور دنیاوی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے وسیلے مقرر کئے
 ہیں۔ پس آپ کے لئے ضروری ہے کہ پیران کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے کے مطابق
 اپنے قیمتی وقت کو اللہ جل شانہ کے ذکر و فکر میں گزاریں، یہاں تک کہ ایک لحظہ اور ایک لمحہ بھی
 اس کی یاد سے غفلت میں گزرنے نہ پائے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ: بندوں کا کام اس کی بندگی
 کرنا ہے۔ (۶)

(۱۲) فقیروں کا کام قیاسی نہیں سماعی ہے۔ جو کچھ بھی منشرع اور کامل پیروں نے لکھا ہے
 اس کی مخالفت سے مریدوں کو منع کیا گیا ہے۔۔۔ طریقت کا کام سالک کی فکر سے وراء

(۱) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۵: ص: ۵۱۔

(۲) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۶: ص: ۵۳۔

(۳) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۷: ص: ۵۵۔

(۴) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۱۰: ص: ۶۱۔

(۵) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۱۰: ص: ۶۲۔

(۶) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۱۲: ص: ۶۵۔

الوراء ہے، ان کا طریقہ سمجھ میں آئے یا نہیں، لیکن ان کی اتباع کرنا ہمارے لئے لازمی ہے۔ (۱)
 (۱۳) جو شخص اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے، وہ دنیوی جاہ و منصب کی پرواہ
 نہیں کرتا۔ بل کہ اپنے عارضی سانسوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر میں گزارتا ہے، ایسا کرنا
 بڑا مشکل ہے۔ ہزاروں میں سے ایک ہی جان باز ملتا ہے جو سر دھڑکی بازی لگا دیتا ہے۔ (۲)
 (۱۴) جب دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور عشق پیدا ہو جاتا ہے تو مجبوراً غیر اللہ سے
 نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ (۳)

(۱۵) ذکر و اذکار و عبادات باثورہ سے اصلی مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو ذلیل
 و خوار اور منعم حقیقی جل شانہ کو صاحب نعمت و جاہ و جلال جانے۔ (۴)
 (۱۶) عبادت کا دار و مدار قلب کی رغبت و محبت پر ہے، یعنی عبادت رغبت سے کرے
 اور دل میں محبت رکھے۔ (۵)

(۱۷) صوفی کو چاہئے کہ وہ تنہائی میں دل سے غور کرے کہ اس دنیا میں وہ کس لئے
 آیا ہے۔ اگر دل میں کسی قسم کے مال و جاہ کی خواہش نہیں ہے بل کہ محض اللہ سے امید لگائے
 ہوئے ہے تو ایسی صورت میں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ ہاں! دنیاوی مکر و فریب سے ڈرتا رہے
 کیوں کہ شیطان لعین اور نفس امارہ گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ انسان جہاں کہیں بھی ہو اللہ کی یاد
 کرتا رہے۔ یہاں تو چند دن رہنا ہے اس کے بعد اپنے اصل وطن کو لوٹنا ہے جس کے پاس
 سفر آخرت کا زادراہ نہیں ہے تو اس کو حیرانی و پریشانی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ (۶)

(۱) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۱۷: ص ۷۱۔

(۲) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۱۸: ص ۷۲۔

(۳) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۲۰: ص ۷۵۔

(۴) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۲۵: ص ۸۲۔

(۵) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۲۵: ص ۸۳۔

(۶) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۲۷: ص ۸۶۔

- (۱۸) سالک کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے قیمتی وقت کو اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر، عبادات و طاعات میں گزارے اور اپنے تمام ظاہری و باطنی کاموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے۔ (۱)
- (۱۹) سلوک مجددیہ کے کسب کے لئے حضرات مجددیہ علیہم الرضوان کی کتابوں کا مطالعہ اس راہ میں ضروری ہے۔ (۲)
- (۲۰) کسی خدا پرست درویش کی خدمت و رعایت کرنا دونوں جہاں کی نعمتوں سے مالا مال ہونا ہے۔ (۳)
- (۲۱) دل سے خطرات و وساوس شیطانی کا دفع کرنا کوئی آسان کام نہیں، لیکن اللہ والوں کی توجہ سے یہ سب خطرات دفع ہو جاتے ہیں۔ (۴)
- (۲۲) ہر مشکل کا حل موجود ہے۔ انسان کو گھبرانا نہیں چاہئے، دل کو مضبوط رکھ کر اپنے پیران کبار قدسنا اللہ تعالیٰ باسراہم الاقدس کے وسیلے سے اپنی عزت و فتح مندی کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا مانگیں، اللہ تعالیٰ جل شانہ کارساز حقیقی ہے۔ (۵)
- (۲۳) غیر جنسوں کی صحبت سے صوفی کی باطنی حالت مکدر ہو جاتی ہے۔ (۶)
- (۲۴) انسان کو پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ خلوص نیت سے اللہ کی عبادت کرنے لگے اور اس کو معبود حقیقی کی معرفت نصیب ہو جائے۔ (۷)
- (۲۵) ہمیشہ اہل سنت والجماعت کے طریقے پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں، شیعہ

(۱) تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۲۸: ص: ۸۷۔

(۲) تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۲۹: ص: ۸۸۔

(۳) تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۳۳: ص: ۹۱۔

(۴) تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۳۵: ص: ۹۲۔

(۵) تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۵۶: ص: ۱۰۷۔

(۶) تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۵۹: ص: ۱۰۸۔

(۷) تحفہ زاہدیہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۶۵: ص: ۱۱۲۔

شنیعہ فرقتے سے طبعی اجتناب رکھیں۔ (۱)

(۲۶) حتی الامکان ایسی محفلوں اور مجلسوں سے جن میں خلاف شرع کام ہوتے ہوں پر ہیز کریں۔ کیوں کہ درویش کے لئے غیر جنس کی صحبت سم قاتل ہے۔ درویشوں کا شیوہ ہے کہ وہ لوگوں کی آمد و رفت سے گھبراتے ہیں، کیوں کہ اس سے حب جاہ اور ریاست کی ہوس پیدا ہوتی ہے۔ اہل وعیال کے ساتھ شریعت کے مطابق میل جول رکھیں۔ (۲)

(۲۷) دنیا کی یہ تو یہ حالت ہے کہ صبح کو آ جاتی ہے اور رات کو چلی جاتی ہے۔ عقل مند وہ ہے جس کے دل میں دین کا غم ہے نہ کہ دنیا کا۔ کیوں کہ دنیا سے تو ایک نہ ایک دن کوچ کرنا ہے۔ (۳)

(۲۸) فقیری کے جو کمالات بزرگوں نے کتابوں میں لکھے ہیں وہ اس آخری زمانہ میں نایاب ہیں اور ہر آدمی اپنے حوصلہ کے مطابق کوشش کر رہا ہے اور اپنی استعداد کے موافق سعی کر رہا ہے۔ زمانہ کی حالت کے مطابق یہ بھی غنیمت ہے۔ دکان دار پیروں کا یہ گروہ جس نے اب رواج پکڑ لیا ہے، اس طرح کی پیری سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ (۴)

(۲۹) جو آدمی بھی توکل اور قناعت پر کمر ہمت کس لے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر کا سبب غیب سے مہیا فرماتا ہے۔ (۵)

(۳۰) عیال دار آدمی سے توکل اور قناعت کرنا بڑا مشکل ہے اگر وہ اپنے نفس پر قدرت کر کے توکل اختیار کرتا ہے تو بیوی بچے متوکل نہیں ہوتے۔ (۶)

(۱) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۷۷ ص: ۱۲۱۔

(۲) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۷۹ ص: ۱۲۲۔

(۳) تحفہ زاہدہ: حصہ اول: مکتوب نمبر: ۹۰ ص: ۱۳۰۔

(۴) مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۱ ص: ۶۵۔

(۵) مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۲ ص: ۶۶۔

(۶) مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۵ ص: ۶۸۔

(۳۱) مشکاة شریف، بخاری (شریف) مثنوی مولانا روم صاحب اور دوسری کتابیں پڑھنے کے لئے احادیث کی استعداد وافر اور زیادہ ہونی چاہئے، کیوں کہ اکثر علما اور فضلا قرآن شریف پڑھتے ہیں اور تفسیریں (بھی) پڑھتے ہیں، لیکن (ان کو) پوری طرح نہیں سمجھتے۔ (۱)
(۳۲) بے شک شیخ کی صحبت ضروری ہے اور اس کی صحبت کا ترک کرنا نہایت نقصان کا سبب ہے۔ (۲)

(۳۳) بے شک حبیب خدا ﷺ کی اتباع کے بغیر کوئی فیض نصیب نہیں ہوتا، لیکن اس زمانے میں رسول اکرم ﷺ کی (کامل) پیروی بہت مشکل ہو گئی ہے۔ تصوف و طریقت کی تمام کتابوں سے عوام الناس کو دس مقامات جو توبہ، انابت، زہد، قناعت، تقویٰ صبر، شکر، توکل، تسلیم اور رضا ہیں، حاصل کرنے چاہئیں اور حالات کے اسرار، جو اسرار الہی خاصان (درگاہ) کو نصیب ہوتے ہیں، (ان کا حصول) اس زمانے میں بہت مشکل ہو گیا ہے، ہزاروں میں سے کوئی ایک ہوگا، جن کے ازلی نصیب میں یہ نعمت عظمیٰ لکھی ہوتی ہے، انہیں یہ حاصل ہوتے ہیں۔ (۳)

(۳۴) فنا کا مطلب یہ ہے کہ آدمی نہ دنیا کی خوشی پر خوش ہوتا ہے اور نہ دنیاوی غم پر غمگین ہوتا ہے، وہ تمام اعمال، افعال اپنی ذات کو اور تمام ممکنات کو بیچ سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا سب چیزوں کو نیست و نابود خیال کرتا ہے۔ سو اس طرح کی فنا کا حاصل ہو جانا ہی معرفت الہی کا کمال ہے۔ (۴)

(۳۵) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند صاحب قبلہ کی نسبت آسان ہے۔۔۔ اور

(۱)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۸: ص: ۷۱۔

(۲)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۱۵: ص: ۷۹۔

(۳)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۱۸: ص: ۸۳۔

(۴)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۲۰: ص: ۸۴۔

حضرت جناب امام ربانی صاحبؒ کی نسبت مجددی مشکل ہے۔ (۱)

(۳۶) ہر ملک اور زمانے کی عورتوں کی عادت ہے کہ وہ ہر روز اپنے گھر میں جھاڑو دیتی ہیں اور گردوغبار اور کوڑا کرکٹ صاف کرتی ہیں اور گندگی اور کدورت دور ہو جاتی ہے، جس سے گھر میں رہنے والے کو مکان کی صفائی سے ایک طرح کی خوش اسلوبی اور رونق نظر آتی ہے اور دل کی نورانیت بڑھ جاتی ہے۔ صوفی کے دل کی بھی یہی حالت ہے۔ چاہئے کہ مراقبہ سے پہلے استغفار اور تہلیل کی چند تسبیحات پڑھ کر جو گردوغبار دل پر دنیا داری کی وجہ سے آ بیٹھا ہے، اسے صاف کرے اور بشریت کی بنا پر جو کوڑا کرکٹ دل پر آگرا ہے اسے صاف کرے اور دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا تمام خیالات سے پاک بنائے اس کے بعد مراقبہ کرے اور متوجہ فیض ہو جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ فیض خالص آئے گا اور وہ فیض یاب ہوگا اور دل کی نورانیت حاصل ہوگی۔ (۲)

(۳۷) غیر شرع فقیروں اور بزرگوں کو بھی فیض ہوتا ہے اور وہ بھی تاثیر رکھتے ہیں لیکن ان کا فیض اور تاثیر گدلے (غیر شفاف) پانی کی طرح ہوتا ہے کہ وہ خود ناپاک ہیں اور دوسروں کو بھی ناپاک بناتے ہیں۔ (۳)

(۳۸) اس زمانے کے علما سمجھتے ہیں کہ علم دین اور چیز ہے اور علم تصوف و فقیری کوئی دوسری شے ہے اور نہیں سمجھتے کہ تمام فقہانے فقہ کی کتابوں میں اللہ اور رسول (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرماں برداری کا ہی لکھا ہے۔ پس اس پر پوری طرح عمل کرنا ہی فقیری اور کمال تصوف ہے۔ (۴)

(۱)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۲۱: ص: ۸۵۔

(۲)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۲۵: ص: ۸۹۔

(۳)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۲۵: ص: ۹۰۔

(۴)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۲۹: ص: ۹۳۔

(۳۹) علم فقر صوفی کے دل میں تھوڑی سی کثافت پیدا کرتا ہے لیکن عقائد کی درستگی کا جمال اس تفصیر کو مٹا ڈالتا ہے۔ (۱)

(۴۰) فقری کے لئے ضروری ہے کہ پیر اور مرید اپنی مرادوں کو ترک کر دیں اور ماسوی اللہ خیالات کو چھوڑ دیں۔ (۲)

(۴۱) اولاد دو قسم کی ہے:

ایک صوری اولاد اور دوسری معنوی اولاد

صوری اولاد کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی طرف ہے اور معنوی اولاد کی نسبت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جاتی ہے۔ پیر اور مرید کے درمیان بھی یہی مثال ہے کہ مرید صوری اولاد کے اعتبار سے اپنے والدین سے ہے لیکن معنوی اولاد کے لحاظ سے وہ اپنے پیر و مرشد سے تعلق رکھتا ہے۔ (۳)

(۴۲) طالب کے لئے فتور کا سب سے مضبوط سبب اس کا ایسے ناقص شیخ کی طرف رجوع کرنا ہے جس نے ناقص سلوک و جذبہ کے ساتھ اپنی شیخی کی مسند بچھا رکھی ہو۔ طالب کو اس طرح (کے شیخ) کی صحبت پستی کی جانب لے آتی ہے اور اسے بلندی (مقام) سے گرا کر پستی (ناکامی) سے دوچار کر ڈالتی ہے۔ (۴)

(۴۳) فقری کی یہ نصیحت یاد رکھیں کہ کسی کی امانت کو اپنے پاس مت رکھو اور یہی نصیحت ہمارے پیر و مرشد (حضرت دوست محمد قندھاری) رحمۃ اللہ علیہ نے کئی بار فقری کو فرمائی تھی کہ کسی کی امانت اپنے پاس مت رکھو۔ (۵)

(۱)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر ۳۲: ص: ۹۶۔

(۲)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۳۳: ص: ۹۷۔

(۳)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۳۳: ص: ۹۷۔

(۴)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۳۶: ص: ۱۰۲۔

(۵)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۳۷: ص: ۱۰۳۔

(۴۴) بے چارے انسان نے اپنی حقیقت کو بھلا کر انانیت (غور) کی پوشاک پہن لی ہے اگر وہ اپنی اصلیت کو یاد رکھتا تو اسے عجز و انکساری کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا اور وہ شکستگی اور نیستی کو اپنا شعار بناتا۔ (۱)

(۴۵) اگر کوئی آدمی خانقاہ شریف میں چند مہینے اخلاص نیت اور عدم اختلاط جو پرانگندگی کا ذریعہ ہے، کے ساتھ رہے تو ان شاء اللہ العزیز وہ مقصود سے حصہ پائے گا۔ (۲)

(۴۶) اس فتنے کے زمانے اور ابتلا و غم کے وقت میں نقشبندیہ مجددیہ نسبت کو محفوظ رکھنے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی تیلیوں کے گھر میں رہتا ہو اور اپنے کپڑوں کو محفوظ رکھے۔ (۳)

(۴۷) طالبوں اور شاگردوں کو چاہئے کہ اول علم وغیرہ کے کام کی خوب مضبوطی سے بنیاد رکھیں، تاکہ باقی عمارت اس پر مضبوط بنے۔ اگر کوئی ابتدا میں خراب اور خام بنیاد رکھے تو باقی (تمام عمارت) خام ہوگی۔ (۴)

(۴۸) نفع اور نقصان، نہ ملنا اور عطا ہونا، عزت اور ذلت، صحت اور بیماری سے جو چیز بھی انسان کو پہنچتی ہے وہ تقدیر الہی سے ہوتی ہے اگرچہ بعض امور ظاہری طور پر ناز و بیاد کھائی دیتے ہیں، لیکن باطنی طور پر کیوں کہ وہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں، لہذا وہ سب شائستہ، زیبا، عین مصلحت اور ثواب ہوتے ہیں۔ (۵)

(۴۹) خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی نسبت جوش و خروش اور آہ و نعرہ پر موقوف نہیں ہے بل کہ (یہ) نسبت ایک باریک چیز ہے جو آدمی کو ہوا کی طرح پہنچتی ہے۔ (۶)

(۱)۔ مجموعہ فتاویٰ عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۴۲: ص: ۱۰۸۔

(۲)۔ مجموعہ فتاویٰ عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۴۳: ص: ۱۱۰۔

(۳)۔ مجموعہ فتاویٰ عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۴۸: ص: ۱۱۷۔

(۴)۔ مجموعہ فتاویٰ عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۴۸: ص: ۱۱۸۔

(۵)۔ مجموعہ فتاویٰ عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۴۹: ص: ۱۱۹۔

(۶)۔ مجموعہ فتاویٰ عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۵۷: ص: ۱۳۴۔

(۵۰) مطالعہ کتب انسان کے لئے نعمت عظمیٰ ہے لیکن سلوک کا مقام حصول باطن اور کثرت ذکر کی ہیئتگی کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ (۱)

(۵۱) حافظ قرآن اگر اخلاص نیت کے ساتھ خالص اللہ (تعالیٰ) کی رضا کے لئے قرآن شریف پڑھتا ہے تو غنا اس کی بغل میں ہوتی ہے (یعنی وہ دنیاوی لالچ نہیں رکھتا) (۲)

(۵۲) اس زمانے کے پیر جو پیری اختیار کرتے ہیں اور لوگوں کو مرید بناتے ہیں، اگر انہوں نے یہ کام اس خیال سے اپنا رکھا ہے کہ فلاں امیر یا فلاں رئیس یا فلاں تاجر میرا مطیع و فرماں بردار بن جائے تا کہ اس سے مجھے دنیاوی فائدہ حاصل ہو تو صوفیہ صافیہ کے مذہب میں یہ جلی شرک ہے، کیوں کہ رزاق مطلق صرف اللہ (تعالیٰ) ہے اور اس نے اس کے علاوہ (غیر پر) بھروسہ کیا

اور اگر وہ پیری اس اعتبار سے کرتے ہیں کہ: میں صاحب فیض ہوں اور دوسروں کو فیض یاب کرتا ہوں، اس چیز کو بھی پیران کراہم علیہم الرضوان کے طریقہ میں شرک جلی کہتے ہیں، کیوں کہ فیض کا مبداء خلق تعالیٰ کی ذات (اقدس) ہے اور اس آدمی نے اس کے برعکس اپنی ذات کو (یوں) سمجھا ہے۔ صوفیا اور صاحب نسبت (حضرات) نے جو لکھا اور وہ جسے طریقہ میں جاری کرتے ہیں، اس سے مراد اور ہے۔ یعنی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک فیض عطا فرمایا ہے جو مجھ سے پرنا لے کی مانند گرتا ہے اور ضائع ہو جاتا ہے۔ سو وہ چاہتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ لوگ اس نعمت عظمیٰ سے فیض یاب ہوں، وہ اس خیال سے (لوگوں کو) مرید بناتے ہیں اور توجہ ڈال کر لوگوں کے دلوں میں فیض القاء فرماتے ہیں۔ ان بزرگوں کے فیض میں کسی قسم کی کمی اور نقصان واقع نہیں ہوتا (۳)

(۱)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۵۸: ص: ۱۳۵۔

(۲)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۵۸: ص: ۱۳۵۔

(۳)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: فصل اول: ملفوظ نمبر: ۶۰: ص: ۱۳۷-۱۳۸۔

(۵۳) تمہیں چاہئے کہ ہمیشہ ذکر، مراقبہ اور شب خیزی میں مشغول رہو کہ یہ وقت، وقت کار ہے، کیوں کہ صحت اور جوانی ہے، بڑھاپے میں گزرے ہوئے اوقات پر افسوس و ندامت کرنے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ (۱)

(۵۴) رابطہ اس لئے موصل تر (زیادہ ملانے والا) ہے کہ شیخ پر فیض کی ندی جاری (ہوتی) ہے، جب اس سے رابطہ حاصل ہوتا ہے تو (مرید) لازمی طور پر اس ندی کے فیض سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ (۲)

(۵۵) تعلیم تو ہماری نسبت (نقشبندیہ مجددیہ) کی مددگار اور ہماری نسبت کی ترقی کا ذریعہ ہے۔ (۳)

ملفوظات

حضرت خواجہ سراج الدین دامانی قدس اللہ سرہ
(متونی: ۲۶/۳/۱۳۳۳۔ بمطابق: ۱۱/۲/۱۹۱۵)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس اللہ سرہ
(۱) وساوس اور خطرات کو دور کرنے کے ہمیشہ ذکر قلبی میں مشغول رہیں۔ (۴)
(۲) انسان کے پاس یہ عمر عزیز ایک عارضی امانت ہے۔ یہ حقیقت میں ایک بے

(۱)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: ص: ۱۴۰۔

(۲)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: ص: ۱۴۲۔

(۳)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ: ص: ۱۴۳۔

(۴)۔ تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر: ۵: ص: ۱۷۳۔

بہاگوہر ہے جس کی قیمت دنیا و مافیہا سے بالاتر ہے۔ پس اس قیمتی عمر کو ناشائستہ کاموں میں برباد نہ کرنا چاہئے اور نہ ہی اسے حرص و ہوس کے غبار سے غبار آلو کرنا چاہئے۔ ہر حال میں اسے پاک و صاف رکھا جائے تاکہ جب مالک حقیقی کے دربار میں حاضر ہو تو انعام و اکرام کا مستحق قرار دیا جائے۔ ورنہ توتاہی و بربادی کا منہ دیکھنا پڑے گا اور حشر کے روز خسارہ، رسوائی اور شرمندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ (۱)

(۳) یہ امر مسلمہ ہے جو مصیبت زدوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے وہ خود اپنی جڑ کاٹتا ہے۔ (۲)

(۴) کسی سے ناراض ہونا اور اس سے بدلہ لینا بندگی کی قید سے آزاد ہونا ہے۔ (۳)

(۵) راہ سلوک میں بال سے بھی زیادہ باریک لا تعداد نکلتے ہیں، یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ ہر کس و نا کس بال منڈا کر قلند بن جاتا ہے۔ (۴)

(۶) ہمیشہ بلند ہمتی سے کام لو، کیوں کہ خدا و خلق کے نزدیک انسان کا اعتبار اس کی ہمت کے مطابق ہوتا ہے۔ (۵)

(۷) پوشیدہ طور پر صبح و شام نہایت عجز و انکساری سے گریہ و زاری کیا کریں اور اپنے اعمال کے فکر میں پشیمان اور غمگین رہا کریں۔ (۶)

(۸) یہ زندگی چند روزہ ہے اس کو از کار و افکار و عبادات سے معمور رکھیں اور عبادت کے ذریعے اپنی تاریک راتوں کو منور رکھیں اور تمام فرض نمازوں کو مستحب وقت پر ادا کریں، خلوت

(۱) تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر: ۸ ص: ۱۷۵۔

(۲) تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۱۸۲۔

(۳) تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۱۸۳۔

(۴) تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر: ۱۲ ص: ۱۸۴۔

(۵) تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر: ۱۶ ص: ۱۹۰۔

(۶) تحفہ زاہدیہ: حصہ دوم: مکتوب نمبر: ۲۰ ص: ۱۹۹۔

کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور آنے جانے والوں کے ساتھ اگرچہ وہ بے شرع ہوں خوش اخلاقی سے پیش آئیں، جیسا کہ ہمارے حضرات کرام قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہم السامی کا معمول رہا ہے (۱) ۹) اپنے اور بے گانوں سے علیحدہ رہ کر مولائے حقیقی کی یاد میں ہمہ تن مصروف رہیں، ادھر ادھر کے دنیاوی خیالات و معاملات کی طرف کوئی توجہ نہ کریں، اپنے دینی اور دنیاوی مقاصد کی تکمیل کے لئے حضرات کبار کے وسیلے سے بارگاہ رب العزت میں دعا مانگیں، خداوند کریم آپ کی ضرورت لاج رکھ لے گا، اور آپ پر مطالب کی کامیابی کے دروازے کھول دے گا۔ (۲)

۱۰) اس دنیا کے مصائب و آلام ظاہر میں تو زخموں کی مانند ہیں لیکن حقیقت میں یہ ترقیات و ثمرات کا موجب ہیں۔ سعادت مند ان کی حلاوت کو مدنظر رکھتے، ان کی تلخی کو شکر کی مانند شیریں محسوس کرتے ہیں اور کھاتے ہیں۔ (۳) ۱۱) عشق و محبت کی حقیقت یہ ہے کہ: سالکین کرام جب عشق و محبت کی انتہا پر پہنچتے ہیں تو وہ رب العزت جل شانہ کی دیدار میں پگھلتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔ ان کو مجرد دیدار محبوب حقیقی جل شانہ کے سکون و قرار حاصل نہیں ہو سکتا اور وہ اس دنیا فانی میں حاصل نہیں ہو سکتی۔ (۴) ۱۲) انسان انس سے ماخوذ ہے اور انس اس کی فطرت میں موجود ہے لہذا ذات حق عز اسمہ سے انس رکھے، بود و نابد، موت و حیات، معاش و معاد ہر معاملہ میں انسان اس کا محتاج ہے صرف اس کی ذات پاک سے ہر لحظہ، ہر لمحہ، ہر دقیقہ اور ہر ثانیہ انس رکھے۔ (۵)

(۱) تحفہ زاہدہ: حصہ دوم، مکتوب نمبر: ۳۳ ص: ۲۱۸-۲۱۹۔

(۲) تحفہ زاہدہ: حصہ دوم، مکتوب نمبر: ۳۳ ص: ۲۱۹۔

(۳) تحفہ زاہدہ: حصہ دوم، مکتوب نمبر: ۳۸ ص: ۲۳۵۔

(۴) مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۳۵۔

(۵) مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۳۶۔

- (۱۳) جو صاحب درو نہیں وہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔ (۱)
- (۱۴) کوئی حالت بھی اس حالت کی برابری نہیں کر سکتی جس میں بندہ خداوند تعالیٰ کا ہو کر رہے۔ خواہ ایک لمحہ قدر بھی ہو۔ (۲)
- (۱۵) اگر کوئی شخص خلوص نیت سے دیوان حافظ اور مثنوی شریف کا مطالعہ کرے گا اور شیخ کامل کے ساتھ رابطہ بھی رکھے گا، ان شاء اللہ ان کے فیوضات اور برکات سے ہرگز محروم نہیں رہے گا۔ (۳)
- (۱۶) محبت خداوندی مامور شرعی ہے اس کے بغیر حلاوت ایمانی ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی۔ (۴)

- (۱۷) حرام و حلال جائز و ناجائز میں کمال اتباع سنت چاہئے۔ (۵)
- (۱۸) اگر مرید کو اپنے پیر کا کوئی کام خلاف شریعت نظر آئے تو وہ پیر پر ہرگز اعتراض نہ کرے بل کہ اس کے کام اور کلام کی تاویل کرے اگر اس کا فعل حالت سک پر مبنی ہو اور وہ کام گناہ کا ہو تو مرید کو چاہئے کہ اس کے فعل اس کے کام پر عمل نہ کرے مگر اس کی ولایت

(۱) - مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۳۷۔

(۲) - مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۴۰-۴۱۔

(۳) - مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۳۷۔

(۴) - مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۳۷۔

(۵) - مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۳۸۔

کا ہرگز رائے نہ کرے۔ (۱)

(۱۹) اپنے پیر سے اس کو کوئی دوسرا کامل پیر نظر آیا یا ایک ادنیٰ سی خصوصیت بھی اپنے پیر سے اس دوسرے پیر میں زیادہ پائی تو مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے پیر سے اجازت لے کر اس دوسرے پیر کا مرید ہو جائے اور اس سے توجہ باقی مقامات کی حاصل کرے، اس کو اجازت ہے نہ اس میں کوئی گناہ ہے اور نہ اس سے پیر اول کی پیری میں نقص خیال کرے بل کہ یہ سمجھے کہ سابقہ پیر سے اسی قدر حصہ میری قسمت میں لکھا ہوا تھا، ہرگز اپنے پیر کو ناقص نہ سمجھے اگر ایسا خیال کیا تو معاذ اللہ وہ پیر ثانی کا بھی فیض حاصل نہیں کر سکتا۔ (۲)

(۲۰) مرید پر اپنے شیخ کے ساتھ بے انتہا محبت رکھنی واجب ہے۔ (۳)

(۲۱) یہ دنیا عیش و عشرت کی جگہ نہیں ہے، یہاں کی سب چیزیں فانی ہیں، یہاں کی فانی روئیں جی لگانے کے قابل نہیں ہیں۔ (۴)

(۲۲) رابطہ کامل وہ ہے کہ پیر کو اپنی ذات، اپنی بیوی، اپنے فرزند اور ہر چیز سے زیادہ محبوب جانیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ: کوئی شخص ہرگز ایمان دار نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اسے اس کے والد اور اس کے اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ اس درجہ سے جو کچھ بھی کم ہو، رابطہ ناقص ہے۔ (۵)

(۱) مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۴۲۔

(۲) مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۴۳۔

(۳) مواہب رحمانیہ جلد سوم: مقامات سراجیہ: الفصل الثانی: ملفوظات شریف اور نصائح شریفہ کے بیان میں، ص: ۴۴۔

(۴) مجالس غورغشتوی: ص: ۹۸-۹۹۔ (روایت حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ)

(۵) فیوضات حسنیہ: (مکتوبات) ص: ۳۲۸-۳۲۹۔

ملفوظات

حضرت مولانا عنايت اللہ خاں نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۰/۱۲/۱۳۴۵ھ۔ بمطابق: ۱۱/۶/۱۹۲۷ء)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا ارشاد حسین رام پوری قدس اللہ سرہ
(۱) انسان کی پیدائش کی غرض و غایت و ظائف بندگی کا ادا کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ رجوع رہنا ہے اور یہ غرض و غایت ظاہر و باطن بغیر کمال اتباع حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناممکن ہے۔ (۱)

(۲) حق سبحانہ اور اس پر ایمان لانا مقصود حقیقی اور مطلوب اصلی ہے اور اس مقصد کا حصول موقوف ہے دو چیزوں کی نفی پر، ایک آفاقی معبودوں کی نفی، دوسرے انفسی معبودوں کی نفی، آفاقی معبودوں سے مراد کفار و شرکین کے معبودان باطلہ ہیں جیسے لات و عزی وغیرہ اور انفسی معبودوں سے مراد نفس کی خواہشیں ہیں۔ (۲)

(۳) شرع شریف کے احکام، فرائض اور واجبات وغیرہ کے ادا کرنے سے غرض ہی یہ ہے کہ نفس عاجز اور پائمال ہو جائے کیوں کہ قلب اپنی ذات سے حکم خداوندی کا مطیع اور تابع دار ہے اگر قلب میں کچھ خباثت پیدا بھی ہوتی ہے تو وہ نفس امارہ کی ہم سائیگی اور ہم نشینی سے ہوتی ہے۔ (۳)

(۱)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: ص: ۲۲۱۔

(۲)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: ص: ۲۲۳-۲۲۴۔

(۳)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: ص: ۲۲۴۔

(۴) تزکیہ نفس کا حصول درجہ ولایت پر موقوف ہے اور ولایت فنا و بقا کا نام ہے یعنی جب تک درجہ ولایت حاصل نہ ہوگا نفس کا اطمینان پانا محال ہے اور جب تک نفس کو اطمینان نصیب نہ ہوگا دل و دماغ کو حقیقت ایمان کی ہوا بھی نہیں لگے گی، نہ ایمان خوف زوال سے محفوظ ہوگا۔ (۱)

(۵) بیعت کے ارادہ کے بعد ضرور ہے کہ اس بات کا لحاظ رکھے کہ جس سے بیعت کا ارادہ ہو وہ اوامر و نواہی اور امور شرعیہ پر قائم ہو اور مستقیم الاحوال ہو کہ یہ قلب اور نفس کے اطمینان کا اثر ہے اور بہتر یہ ہے کہ ایسا پیر ہو جو مرید کے احوال کی تشخیص بھی کر سکتا ہو اور بصیرت رکھتا ہو، نہ یہ کہ فقط مرید کے بیان سے اس کے احوال کا اندازہ کرے، بل کہ اپنی بصیرت اور تشخیص سے اس کے احوال کا تعین کر سکے، مگر ایسا پیر جس میں خود یہ صفت بالذات مستقلاً پائی جاتی ہو، بہت زمانوں اور قرونوں کے بعد ظاہر ہوتا ہے اگر طالب کو ایسا باکمال بزرگ شخص مل جائے تو یہ اس کی بڑی خوش قسمتی ہے اور اگر ایسا پیر نہ مل سکے تو اس کے پیروں کی طرف رجوع کرے، ذاتی طور سے اگرچہ اس میں تشخیص احوال نہیں ہے لیکن بالتمتع تو ہوتی ہے اور یہ بھی غنیمت ہے پھر اگر ایسا بھی نہ ملے تو اس شخص کی طرف رجوع کرے جس کو طالب کے تلوین احوال میں معرفت حاصل ہو (تلوین احوال یعنی صوفی کے قلبی احوال کا بدلتے رہنا، اسی کے مقابل تمکین ہے، یعنی قلبی اطمینان اور کشف حقیقت ہمیشہ رہتا ہو)۔ (۲)

(۶) سالکین کی دو قسمیں ہیں: ایک مرید دوسرے مراد جو مراد ہیں ان کی خوش قسمتی کا کیا کہنا، خود حق تعالیٰ ایک خاص جذب و محبت کے راستہ سے ان کو اپنی معرفت اور قرب کے اعلیٰ مقام پر کھینچ لیتا ہے، اور ان کو جس ادب اور تربیت کی ضرورت ہوتی ہے بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلیم فرماتا ہے اور اگر ان سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے

(۱) مجموعہ مقامات ارشاد یہ و عنایتیہ: ص: ۲۲۴-۲۲۵۔

(۲) مجموعہ مقامات ارشاد یہ و عنایتیہ: ص: ۲۲۵۔

تو اس پر ان کو جلد متنبہ فرمادیتا ہے اور اس پر ان سے مؤاذہ بھی نہیں کرتا ہے اور اگر ان کو ظاہری پیر کی ضرورت ہوتی ہے تو ان کی جست جو اور سعی کے بغیر ان کو عطا فرمادیتا ہے، غرض کہ حق تعالیٰ کی عنایت ازلی ان بزرگواروں کی کارساز ہوتی ہے اور ان کا کام کبھی سبب سے اور کبھی بلا سبب بنتا رہتا ہے۔ (۱)

۷۔ پیر کی ذات کمالات و فیوضات کی جامع ہوتی ہے اور پیر کی جانب سے مرید کی استعداد کے موافق ہی افاضہ ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرید کسی دوسرے با کمال بزرگ کے کسی کمال سے مناسب استعداد رکھتا ہے تو اس صورت میں خود اس کا پیر ہی اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہو کر فیض پہنچاتا ہے، مرید کو سمجھنا چاہئے کہ پیر کا جو لطیفہ اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اس بزرگ کی صورت میں میری آزمائش کے لئے ظاہر ہوا ہے جس کو میں نے دوسرا بزرگ خیال کیا اور اس کی طرف سے اس فیض کو جانا، ایسا واقعہ کبھی بہت بڑی غلطی کا باعث اور لغزش کا سبب ہوتا ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ ایسی لغزشوں سے محفوظ رکھے اور پیر کی محبت اور اعتقاد پر بطفیل سید البشر علیہ الصلاۃ والسلام مستقیم رکھے۔ آمین۔ (۲)

۸۔ اگر مرید بعض آداب کی رعایت کرنے سے قاصر رہا ہو، اور کوشش کے باوجود بھی پورے آداب بجا نہ لاسکا ہو تو قابل معافی ہے لیکن اس کو اپنی تقصیر کا اعتراف کرنا لازم ہے اور اگر معاذ اللہ ایسا بے باک ہو کہ نہ آداب کی رعایت کرے اور نہ اپنی کوتاہی کو کوتاہی سمجھے تو وہ ان بزرگوں کی برکات سے بے نصیب ہے۔ (۳)

۹۔ جو مرید پیر کی توجہ کی برکت سے مرتبہ فنا و بقا کو پہنچا ہو اور اس پر اِلاہام و فراست کی راہ کھلی ہو اور پیر اس کو تسلیم بھی کر لے اور اس کے کمال کا اقرار کرے تو اس کو اپنے اِلاہام کے

(۱)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: ص: ۲۲۸۔

(۲)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: ص: ۲۳۱-۲۳۲۔

(۳)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: ص: ۲۳۲۔

موافق عمل کرنا درست ہے اگرچہ اس کے پیر کے نزدیک اس کے خلاف متحقق ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مرید تقلید کی حد سے گزر چکا ہے اور اب محض تقلید اس کے حق میں خطا ہے (۱)

۱۰۔ (طرقہائے تصوف میں سے جو سلسلے رائج ہیں ان میں سے ہر ایک سلسلہ گو مرتبہ کمال اور تکمیل رکھتا ہے لیکن بایں ہمہ وہ مراتب کمال و تکمیل میں مختلف ہیں، لہذا جس طریقہ میں پیروی سنت کا التزام زیادہ ہے اسی کو اختیار کرنا اولیٰ اور انسب ہے اور وہ طریقہ اکابر نقشبندیہ قدس اسرار ہم کا ہے انہوں نے اس طریقہ میں سنت کا التزام کیا ہے اور بدعت سے پرہیز کیا ہے وہ رخصت پر عمل کرنا تجویز نہیں کرتے، اگرچہ بظاہر اس کو اپنے باطن میں نافع پائیں، اور عزیمت پر عمل کرنا نہیں چھوڑتے اگرچہ اپنی سیرت میں بظاہر اس کو نقصان رساں جانیں، ان حضرات نے احوال و وجد کو احکام شرعیہ کا تابع کیا ہے اور اذواق و معارف کو علوم دینیہ کا خادم سمجھا ہے، لڑکوں کے مثل شرع کے جواہر نفیسہ کو دے کر وجد و حال کے اخروٹ و منقہ وہ نہیں خریدتے ہیں اور ثزہات صوفیہ سے مغرور و مفتون نہیں ہوتے ہیں۔ نص کو چھوڑ کر صوفیہ کے کلام کی طرف نہیں جھکتے ہیں اور فتوحات مدنیہ یعنی وحی کے مقابلہ میں فتوحات مکیہ یعنی کشف کی طرف التفات نہیں کرتے پھر ان تمام خوبیوں کے ساتھ اکابر نقشبندیہ کا طریقہ البتہ موصول اور دیگر طرق کے مقابلہ میں اقرب ہے۔ (۲)

۱۱۔ یہ وہم نہ ہونا چاہئے کہ دوسرے سلسلوں کے اکابر غیب ذات اور نقطہ نہایت النہایہ کو نہیں پہنچے اور فقط اس سلسلے والے ہی پہنچے ہیں (خدا کی پناہ) ایسا خیال صحیح نہیں ہے۔ (۳)

۱۲۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل حق اور اہل باطن میں امتیاز شریعت پر استقامت اور عدم استقامت کا ہے اہل حق کی حالت یہ تھی کہ منصور قید و زنجیر کی بھاری مشقت کے باوجود پانچ

(۱)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: ص: ۲۳۲۔

(۲)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: ص: ۲۳۳-۲۳۴۔

(۳)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: ص: ۲۳۴۔

سورکعت نماز نافلہ ادا کرتے تھے اور وہ کھانا جو ظالموں کے ہاتھ سے پہنچتا تھا اگرچہ وہ حلال ہوتا تھا نہیں کھاتے تھے اور اہل باطل کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ان پر شرع کا حکم بجالانا کوہ قاف کی طرح گراں ہوتا ہے۔ (۱)

(۱۳) حقائق الہیہ اور نسبت مجددی میں اتصاف خاص چاہتے ہو تو سرہند شریف حاضر ہوتے رہنا۔ (۲)

(۱۴) حضرت جناب غلام علی شاہ صاحبؒ زیادہ سے زیادہ پچیس سال اور کم از کم دس سال میں مرید کو راجازت طریقہ عطا فرماتے تھے مگر اس زمانہ میں ہمتیں بالکل قاصر ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ جو آیا ہے محروم نہ رہے، مناسبت پیدا ہو جائے، پھر کام کرتے کرتے برکت ہوتی جائے گی، اور جو مقصود سیر و سلوک ہے وہ ان شاء اللہ پورا ہوگا۔ (۳)

(۱۵) سلوک ختم ہو جائے، بس وہی راجازت ہے، انحصار کام کرنے پر ہے، جو کام کرے گا وہ پائے گا۔ (۴)

(۱۶) سیر و سلوک سے مقصود راجازت و خلافت نہیں ہے بل کہ اصل مقصد کچھ اور ہی ہے، انسان کو چاہئے کہ کام پر لگا رہے۔ (۵)

(۱۷) جب تک اللہ کا اسم مبارک حلق سے نیچے نہیں اترتا ہے جی بھی دنیا کی طلب اور خوف ملامت مخلوق رہتا ہے۔ (۶)

(۱)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: ص: ۲۹۸۔

(۲)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: انوار احمدیہ: ص: ۳۷۷۔

(۳)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: انوار احمدیہ: ص: ۳۷۹۔

(۴)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: انوار احمدیہ: ص: ۳۷۹۔

(۵)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: انوار احمدیہ: ص: ۳۷۹-۳۸۰۔

(۶)۔ مجموعہ مقامات، ارشاد یہ و عنایتیہ: انوار احمدیہ: ص: ۳۸۰۔

- (۱۸) علم ظاہر علم باطن پر مقدم ہے۔ پہلے علم ظاہر سیکھنا چاہئے پھر علم باطن۔ (۱)
- (۱۹) ہمت والا وہ ہے جو ہر سانس میں اللہ کی یاد کرتا رہے۔ (۲)
- (۲۰) معارف میں حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات شریف جس مرتبہ کے ہیں ایسی کتاب اور کسی نے اب تک نہیں لکھی۔ (۳)
- (۲۱) آج کل کے پیر و پیہ کی خاطر مریدین میں گشت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نیت اصلاح مریدین کی ہے، حالاں کہ نیت کچھ اور ہوتی ہے۔ (۴)
- (۲۲) مکہ معظمہ سے لے کر مدینہ منورہ تک ہر ایک منزل کی کیفیت جدا گانہ ہے۔ (۵)
- (۲۳) بعض لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہم کو کچھ معلوم نہیں ہوتا، حالاں کہ یہ خیال نہیں کرتے کہ نہ اکل حلال ہے نہ صدق مقال اور ظلمت کفر تمام جہاں میں پھیلی ہوئی ہے، پھر سب سے بڑی بات یہ کہ پہلے لوگوں کا سانہ اخلاص ہے نہ محبت، نہ محنت و ہمت ہمارا اس میں کیا قصور؟۔۔۔ (۶)
- (۲۴) ہر مقام کا ذکر اس مقام کے مناسب ہوا کرتا ہے، آخر کار میں کثرت نوافل و زیادتی تلاوت قرآن مجید موجب ترقیات ہے، اگر کوئی نفی اثبات اور ذکر اسم ذات شروع کر دے تو اس مقام کی کیفیت میں خرابی واقع ہو جاتی ہے۔ (۷)
- (۲۵) یہ زمانہ اور وقت ہر آن ہوشیار رہنے کا ہے۔ (۸)

(۱)۔ مجموعہ مقامات ارشاد یہ و عنایتیہ: انوار احمدیہ: ص: ۳۸۰۔

(۲)۔ مجموعہ مقامات ارشاد یہ و عنایتیہ: انوار احمدیہ: ص: ۳۸۱۔

(۳)۔ مجموعہ مقامات ارشاد یہ و عنایتیہ: انوار احمدیہ: ص: ۳۸۱۔

(۴)۔ مجموعہ مقامات ارشاد یہ و عنایتیہ: انوار احمدیہ: ص: ۳۸۱۔

(۵)۔ مجموعہ مقامات ارشاد یہ و عنایتیہ: انوار احمدیہ: ص: ۳۸۲۔

(۶)۔ مجموعہ مقامات ارشاد یہ و عنایتیہ: انوار احمدیہ: ص: ۳۸۲۔

(۷)۔ مجموعہ مقامات ارشاد یہ و عنایتیہ: انوار احمدیہ: ص: ۳۸۳۔

(۸)۔ مجموعہ مقامات ارشاد یہ و عنایتیہ: انوار احمدیہ: ص: ۳۸۳۔

ملفوظات

حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۳۵۴/۹/۱ - بمطابق: ۲۸ نومبر ۱۹۳۵)

خلیفہ مجاز

- حضرت خواجہ سراج الدین دامانی قدس اللہ سرہ
- (۱) مال داروں کا کھانا ظلمت کو بڑھاتا ہے۔ (۱)
- (۲) پہلے لوگوں کے دماغ علم پر خرچ ہوتے تھے اب تو دماغی قوت زنا اور فحش کاموں پر خرچ ہوتی ہے۔ (۲)
- (۳) اس (حقہ، سگریٹ وغیرہ) سے ذکر کی کیفیات بند ہو جاتی ہیں۔ (۳)
- (۴) فریب کا نتیجہ، فریب کار کے حق میں برا نکلتا ہے۔ (۴)
- (۵) آج کے زمانہ میں دین سے بے خبری اور ناواقفیت عام ہو چکی ہے، شرم کی کوئی بات نہیں، علم سیکھو اور طالب علم ہو کر مرو۔ (۵)
- (۶) عروج چار چیزوں سے حاصل ہوتا ہے: (۱) کثرت ذکر (۲) اتباع شریعت (۳) تقویٰ و ترک مالا باس بہ، حذر المابہ باس۔ یعنی بہت سے مباحات اور جائز باتوں کو

(۱) - فیوضات فضلیہ: ص: ۲۳۔

(۲) - فیوضات فضلیہ: ص: ۳۲۔

(۳) - فیوضات فضلیہ: ص: ۳۵۔

(۴) - فیوضات فضلیہ: ص: ۴۶۔

(۵) - فیوضات فضلیہ: ص: ۴۶۔

- مکروہات کے خوف سے ترک کر دینا۔ (۴) رابطہ شیخ۔ (۱)
- ۷) طالب مولا حفظ نفس کے طالب نہیں ہوتے، اس لئے وہ زیب و زینت اور عیش و عشرت کے سامان ترک کر دیتے ہیں۔ (۲)
- ۸) ابتدا میں ذاکر کو بہ نسبت درود شریف کے اسم ذات کی کثرت کرنی چاہئے کیوں کہ درود شریف کا مزاج سرد اور اسم ذات کا گرم ہے، اور مبتدی کے لئے اسم ذات کے عشق کی گرمی ہی مطلوب ہے۔ (۳)
- ۹) مسلمانوں میں پاکی و ناپاکی میں احتیاط نہیں ہے، اس لئے بازار کی کچی ہوئی چیز نہ کھانی چاہئے۔ (۴)
- ۱۰) ہندو کے گھر کی کوئی چیز نہ کھاؤ ان کے طعام میں پلیدی کا اثر ہے جس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ (۵)
- ۱۱) فضول مباحات کو ترک کر دے اور ہر شے میں شرعی احتیاط کا خیال رکھا کرو، یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے، جب کرنے لگے گا تو آسان ہو جائے گا۔ (۶)
- ۱۲) جہاں تک ہو سکے عزیمت پر عمل کرو، سالک کے لئے رخصت پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ (۷)
- ۱۳) سالک پر بعض اوقات وساوس و خطرات کا هجوم ہوا کرتا ہے، اس سے گھبرانا نہیں

(۱)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۴۷۔

(۲)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۴۷۔

(۳)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۴۷۔

(۴)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۴۷۔

(۵)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۴۷۔

(۶)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۴۷۔

(۷)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۴۸۔

چاہئے، کھیاں گڑ پراکھٹی ہوتی ہیں اور چیونٹیاں گھی پر اور شیطان جب دیکھتا ہے کہ میرا شکار ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے، اس کو اپنی قید میں رکھنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور ذکر کی نعمت یعنی طمینان قلبی کو روکتا ہے۔ (۱)

(۱۲) جس قدر پیر کی عزت سالک کے دل میں ہوگی اس قدر فائدہ ہوگا۔ (۲)

(۱۵) طالبانِ مولا میں سے بعض پر حالات و واردات اور جذبہ وغیرہ طاری ہوتے ہیں اور بعض پر نہیں ہوتے لیکن انعام الہی میں سب برابر ہوتے ہیں۔ (۳)

(۱۶) مولا کی طلب ہی اصل مقصود ہے، ذوق و شوق اور جذبات غیر مقصود چیزیں ہیں (۴)

(۱۷) میری جماعت کے ہر آدمی کو تین چیزیں: مسواک، عصا، تسبیح ساتھ رکھنی چاہئے۔ (۵)

(۱۸) صاحبو! پیر تو صاحب شریعت ہو، ورنہ شیطان سے بھی بدتر ہے۔ (۶)

(۱۹) مولوی صاحبان! طلبہ کی خدمت کیا کرو اور اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کیا کرو (۷)

(۲۰) پیروں کو سفر وغیرہ میں اچھا لباس پہننا چاہئے، دنیا دار پر اپنی مسکینی ظاہر کرنی اچھی نہیں، عزت نفس بھی کوئی چیز ہے۔ (۸)

(۲۱) فقر نیاز مندی سے حاصل ہوتا ہے، ناز سے نہیں، علم بھی کسی نے ناز سے نہیں

(۱)۔ فیوضِ فضلیہ: ص: ۴۸۔

(۲)۔ فیوضِ فضلیہ: ص: ۴۸۔

(۳)۔ فیوضِ فضلیہ: ص: ۴۸۔

(۴)۔ فیوضِ فضلیہ: ص: ۴۸۔

(۵)۔ فیوضِ فضلیہ: ص: ۴۸۔

(۶)۔ فیوضِ فضلیہ: ص: ۴۹۔

(۷)۔ فیوضِ فضلیہ: ص: ۴۹۔

(۸)۔ فیوضِ فضلیہ: ص: ۴۹۔

- پڑھا، جس نے سیکھا ہے خدمت اور محنت سے سیکھا ہے۔ (۱)
- (۲۲) ظاہری زیبائش سے کوئی فائدہ نہیں، گدھی زیورات کے پہننے سے خوبصورت نہیں ہو جاتی، انسان کی اصل خوبصورتی دین داری میں ہے۔ (۲)
- (۲۳) ذکر کی کامیابی میں دیر لگنے سے مایوس نہ ہونا چاہئے، بعض سالکوں پر بڑی محنت کے بعد فیضان ہوا ہے۔ (۳)
- (۲۴) دین کی رشاعت میں ملامت سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ (۴)
- (۲۵) شہوانی لذتوں کے پورا کرنے میں ایک لمحہ کی خوشی ہے اور ہمیشہ کے لئے بچھٹانا اور تکلیف اٹھانا ہے۔ (۵)
- (۲۶) نظر کو بچایا کرو، بہت سے گناہ اسی سے سرزد ہوتے ہیں، آنکھوں کا بھی زنا ہے (۶)
- (۲۷) نفس اور شیطان، انسان کے بڑے دشمن ہیں ان پر غالب آنا ہی کمال ہے۔ (۷)
- (۲۸) شیخ کے بغیر خدا کا راستہ نہیں ملتا، کلام اللہ خدا کا کلام ہے، مگر استاد سے پڑھنا پڑھتا ہے۔ (۸)
- (۲۹) اگر پیر سے محبت سچی و پکی ہو تو ہزار کوس دور بیٹھے ہوئے بھی فائدہ پہنچے گا، بشرطیکہ وہ پیر کامل ہو، لوٹنے والا رسی پیر نہ ہو۔ (۹)

(۱)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۴۹۔

(۲)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۴۹۔

(۳)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۴۹۔

(۴)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۴۹۔

(۵)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۴۹۔ ۵۰۔

(۶)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۰۔

(۷)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۰۔

(۸)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۰۔

(۹)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۰۔

- (۳۰) بڑی کرامت اتباع سنت ہے۔ (۱)
- (۳۱) مستعد طالب اگرچہ دور بیٹھا ہو، شیخ کی توجہ اس کی طرف بجلی کی طرح جاتی ہے، بشرطیکہ طالب کے دل میں شیخ کی محبت ہو۔ (۲)
- (۳۲) جب ذکر سیکھا ہے تو اس پر عمل کرو، کیمیا کا نسخہ صرف سیکھنے سے کیمیا گر نہیں بنتا (۳)
- (۳۳) بعض آدمی چند روز اللہ، اللہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوا اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہ تو علم ہے۔ محنت سے اور مدت تک اسم ذات پر مداومت کرنے سے یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔ فنا سے پہلے تو اس علم کی ابجد ہے، الف، با، تا، پڑھنے والے کو کیا علم ہے۔ (۴)
- (۳۴) سنت کی پیروی کا یہ اثر ہوتا ہے کہ قدرت ان کی اس سلسلہ میں مدد کرتی ہے اور غیر اختیاری کاموں میں بھی ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے علیحدہ نہیں ہونے دیتی (۵)
- (۳۵) اگر اسم ذات کی کثرت سے نوافل کے پڑھنے میں فرق آتا ہو تو نفلیں ترک کر دینی چاہئیں، فائدہ اسی میں ہے۔ (۶)
- (۳۶) نیک مسلمان کے سانس اور پسینہ سے بد بو نہیں آتی اور کافر خواہ کیسا ہی صاف رہے بد بو دار ہوا کرتا ہے، اور خاصان خدا میں سے خوشبو آیا کرتی ہے۔ (۷)
- (۳۷) قرآن شریف، حدیث پاک اور فقہ پڑھا اور پڑھایا کرو اور یہی سنا اور سنایا کرو (۸)

(۱)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۰۔

(۲)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۱۔

(۳)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۱۔

(۴)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۱۔

(۵)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۱۔

(۶)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۲۔

(۷)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۲۔

(۸)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۳۔

- (۳۸) اگر کوئی چاہے کہ میری روزی میں برکت ہو تو طعام کا ادب کیا کرے اور مشکل کا حل چاہے تو مسجد کی خدمت کرے۔ (۱)
- (۳۹) جو شخص اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھتا ہے، حق تعالیٰ اس کی جملہ ضرورتیں پوری کر دیتا ہے۔ (۲)
- (۴۰) دنیا داروں اور دولت مندوں کی صحبت سے نقصان ہی پہنچتا ہے۔ نفع کی امید عبث ہے۔ (۳)
- (۴۱) عالم کو حلیم اور متواضع ہونا چاہئے۔ (۴)
- (۴۲) مولوی صاحبان گھر کے بڑے دل دادہ ہوتے ہیں، یاد رکھو! ہر وقت گھر کا طواف کرنا عمر کو گھٹاتا ہے، اس کام میں اعتدال اور میانہ روی اچھی شئے ہے۔ (۵)
- (۴۳) صاحب دعوت کو چاہئے کہ دیکھ بھال کر کام کرے، طاقت سے زیادہ خرچ نہ کرے اور نہ کسی سے قرض لے۔ مہمان کو چاہئے کہ میزبان کو تنگ نہ کرے اور جو کچھ وہ پیش کرے اس کو صبر و شکر کے ساتھ کھائے حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ (۶)
- (۴۴) کسی غرض کی وجہ سے محبت نہ ہونی چاہئے، نیک نیتی سے قلبی محبت پیدا کرو (۷)
- (۴۵) فقیروں کو بھی چاہئے کہ وہ تھوڑے پر قناعت کریں جو ملے اس پر شکر کریں جو نہ

(۱)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۳۔

(۲)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۳۔

(۳)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۴۔

(۴)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۴۔

(۵)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۴۔

(۶)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۴-۵۵۔

(۷)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۵۔

ملے اس پر صبر کیا کریں، پس قرض ہرگز نہ لیں نہ قرض اٹھانے پر کسی کو مجبور کریں۔ (۱)
 (۴۶) لوگو! یہ جہاں فانی ہے، اگلے جہاں کے لئے کچھ کمالو، وقت ضائع نہ کرو، مسجدیں
 آباد کرو، قرآن شریف پڑھا کرو۔ (۲)

(۴۷) میں نے جہاں تک غور کیا ہے، دیوبند والے حق پر ہیں، حاسدوں نے جھوٹے
 الزام لگا کر ان کو بدنام کر رکھا ہے۔ (۳)
 (۴۸) میں تمہیں دو باتوں سے آگاہ کر دوں:

ایک یہ کہ: ولایت اور نیابت نسبی یا خاندانی چیز نہیں ہے۔ میری اولاد اگر لائق نہ ہو تو ان
 کو مقام ارشاد پر نہ بٹھایا جائے بل کہ کسی اور کو منتخب کیا جائے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ بچوں کو عالم
 باعمل صاحب ولایت کرے تو پھر تمہیں ان سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے۔

دوسرے یہ کہ: میں نہ دیوبندیوں کا شاگرد ہوں اور نہ مرید، مگر تم کو گواہ بناتا ہوں کہ
 میرے وہی عقیدے ہیں جو دیوبندیوں کے ہیں، اہل دیوبند حق پر ہیں اور تم مجھے اس معاملہ
 میں دیوبندی سمجھو۔ (۴)

(۴۹) نماز ہر روز بلا ناغہ اچھی طرح ادا کیا کرو، انصاف کرو، احکام شرعیہ پر مستحکم
 ہو جاؤ، کتابوں میں جو کچھ مسائل لکھے ہوئے ہیں وہ فضول اور نکتہ نہیں اور نہ ان کے لکھنے والوں
 کو مایخو لیا تھا، میں بھی ان پر عمل کروں اور تم بھی مضبوطی کے ساتھ ان پر عمل کیا کرو (۵)
 (۵۰) جملہ زبانی وظائف بند ہو جائیں گے مگر جب دل زندہ ہو گیا تو پھر زندہ ہی رہے گا،

(۱)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۵۔

(۲)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۶۔

(۳)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۶۔

(۴)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۶۔

(۵)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۶۔

- واقعی ذکر بڑی عمدہ چیز ہے، جولذت پاتا ہے وہی اس کی قدر جانتا ہے۔ (۱)
- (۵۱) ہماری جماعت پر ذکر قلبی کی وجہ سے پاک ارواح کا بروز ہوتا ہے، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، پاک روحیں اپنی غذا پر آتی ہیں اور ان کی غذا اللہ کا ذکر ہے۔ (۲)
- (۵۲) ظاہری عمل کی زینت باطنی علم کے سیکھنے سے ہوتی ہے۔ اہل باطن معمولی علم والے ہوں، تب بھی ایسی حکمت کی باتیں کرتے ہیں کہ: عقل حیران رہ جاتی ہے۔ (۳)
- (۵۳) جو مرید پیر سے تعلق رکھے گا وہ فائدہ میں رہے گا اور علیحدہ رہنے والا ہمیشہ خراب اور خستہ ہی رہے گا۔ (۴)
- (۵۴) وہ علم جو حق کی طرف رہبری نہ کرے، وہ سراسر جہالت ہے۔ (۵)
- (۵۵) مسلمانو! تم ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، ناک، جملہ اعضا سے کام لیتے ہو، مگر افسوس دل کو بے کار چھوڑ رکھا ہے اور اس کو اللہ کی یاد سے زندہ اور ہوشیار نہیں کرتے (۶)
- (۵۶) گانے بجانے سے شہوت کا غلبہ اور نفس پرستی کا خیال غالب آتا ہے جو شرعاً گناہ ہے۔ (۷)
- (۵۷) علم شریعت متن اور علم باطن اس کی شرح ہے، یعنی شریعت کی صحیح معرفت بغیر تزکیہ نفس کے حاصل نہیں ہوتی۔ (۸)

(۱)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۶۔

(۲)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۷۔

(۳)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۷۔

(۴)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۷۔

(۵)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۷۔

(۶)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۸۔

(۷)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۸۔

(۸)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۸۔

(۵۸) اگر قرآن سمجھنا چاہتے ہو تو تقویٰ حاصل کرو، تقویٰ، محرمات، مشتبہات اور فضول مباحات کے ترک کرنے کا نام ہے۔ (۱)

(۵۹) بازار کی چیز، خصوصاً ترچیز کھانے سے دل پر کدورت اور سیاہی آجاتی ہے، برے خیالات کا ہجوم ہونے لگتا ہے، پریشان خواب نظر آتے ہیں اور عبادت کی لذت جاتی رہتی ہے۔ (۲)

(۶۰) جتنا ملے اس پر جناب الہی کا شکر کرنا اور نہ ملنے پر صبر کرنا اور زیادتی کے لئے حرص و طمع کو چھوڑنے کا نام قناعت ہے۔ ترک سعی اور مفلسی و غربت اختیار کرنا قناعت نہیں ہے۔ (۳)

(۶۱) شفقت علی الخلق اور استغنا عن الخلق، فقر کے لئے دو قیمتی جواہر ہیں (شفقت علی الخلق یعنی مخلوق کے ساتھ خیر خواہی کرنا، ان کے ساتھ شفقت ہے۔ سالک کو چاہئے کہ ہمیشہ مخلوق کو فائدہ پہنچائے اور اپنے ہاتھ یا زبان سے کسی کو تکلیف نہ دے۔

اور استغنا عن الخلق یہ ہے کہ: کسی کی طرف سے نفع کی امید اور ضرر کا خطرہ دل میں نہ لائے، اور نہ اس غرض سے خوشامدانہ باتیں کرے۔ (۴)

(۶۲) جو حلال مال بلا طمع اور بغیر سوال کے مل جائے اس کے قبول کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں، وہ روزی ہے جو خدا نے اس کے لئے بھیجی ہے۔ (۵)

(۶۳) فقیری، شعبہ دے دکھانے کا نام نہیں ہے، مسلمانوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت پر لگانا اور شریعت کا پابند بنادینا کمال ہے۔ انبیاء علیہم السلام یہی تو کیا کرتے تھے۔ (۶)

(۱)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۸۔

(۲)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۸۔

(۳)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۹۔

(۴)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۹۔

(۵)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۵۹۔

(۶)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۶۰۔

- (۶۴) دنیا میں رہ کر اس سے بے تعلق رہنا کمال ہے۔ (۱)
- (۶۵) مردان خدا کی طرح یا خدا میں وقت صرف کرنا چاہئے۔ (۲)
- (۶۶) جس کو کسی استاد کامل یا شیخ کامل کا ہاتھ لگ گیا وہ کوئی چیز بن گیا اور جس کو کوئی کامل نہ ملا وہ ویسے کا ویسا ہی رہا، اور انسانیت حاصل نہ کر سکا۔ (۳)
- (۶۷) فقیرو! آج کل صحبتیں بڑی خراب ہو گئی ہیں، اچھی صحبتوں کی تلاش کیا کرو، نیک آدمی کی صحبت سے نیکی اور بد آدمی کی صحبت سے بدی حاصل ہوتی ہے۔ (۴)
- (۶۸) صاحبو! شیطان اگرچہ برا رفیق ہے مگر برا ساتھی شیطان سے بھی بدتر ہے کیوں کہ شیطان اپنے پلے سے رقم خرچ کر کے گناہ نہیں کراتا مگر برا ساتھی اپنی گرہ سے پیسے دے کر گناہ کراتا ہے، رقم دے کر زنا کراتا ہے اور بری جگہوں میں لے جاتا ہے۔ (۵)
- (۶۹) سچا دوست وہ ہے جو دین سکھائے اور جنت کے دروازے پر لے جا کر کھڑا کر دے، اصلی خضر وہی ہے۔ (۶)
- (۷۰) یارو! پیروں اور فقیروں کی بولی پر نہ جایا کرو ایسے موٹے مسٹنڈوں کو جنہوں نے بھیک مانگنا اپنا کسب بنا رکھا ہے، دینا منع ہے۔ (۷)
- (۷۱) آج کل عورتیں علی الاعلان باہر پھرتی ہیں جب ان کو مسجد میں نماز کے لئے آنے کی اجازت نہیں اور ان کو خاوند اور بھائی وغیرہ محرم کے بغیر حج کرنا جائز نہیں تو شادی بیاہ میں

(۱)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۶۰۔

(۲)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۶۰۔

(۳)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۶۳۔

(۴)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۶۵۔

(۵)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۶۵۔

(۶)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۶۵۔

(۷)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۶۶۔

جانے کے لئے یا کسی اور وجہ سے باہر آنا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے؟ عورت مردہ لاش کی طرح ہے کہ جب تک قبر میں ہے معلوم نہ ہوگی اور جب قبر سے باہر ہوگی تو دور تک کی ہوا کو خراب کر دے گی۔ اسی طرح عورت کا پردہ میں رہنا اچھا ہے۔ باہر نکلنے سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ضرورت کے وقت باہر جانا ہو تو پرانے کپڑے پہن کر نکلے اور بوڑھی عورتوں کی طرح چلے، زیورات کی پھین نہ دکھائے اور نہ ان کی جھنکار سنائے، رنگین، خوشنما کپڑے پہن کر باہر نہ نکلے کہ لوگوں کو برا خیال ان کی طرف ہوتا ہے۔^(۱)

(۷۲) صاحبو! یتیموں، طالب علموں، بھوکوں، محتاجوں اور مسافروں کو خیرات دینی چاہئے، یہ لوگ منکسر القلوب ہوتے ہیں، ان پر مہربانی کرنے سے خدا راضی ہوتا ہے۔ نام و نمود کے لئے دینا اچھا نہیں، دائیں ہاتھ سے اس طرح دو کہ بائیں ہاتھ کو خبر تک نہ ہو، یعنی کسی پر ظاہر نہ ہونے دو۔^(۲)

(۷۳) مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا مندی کو ہر شے پر مقدم رکھو اور سچی توبہ کرو، افسوس! لوگ زبان سے توبہ توبہ پکارتے ہیں لیکن دل سے توبہ نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ بری عادتیں بدستور باقی رہتی ہیں، اگر خدا کو راضی کرنے کا خیال ہوتا تو کبھی گناہ کا کام نہ کرتے۔ آج کل تو برادری گناہ کرنے پر مجبور کرتی ہے، اگر کوئی بیاہ، شادی پر باجنا نہ بجائے یا کجبری (طوائف) نہ بچائے تو برادری روٹھ جاتی ہے کہ اگر تو ایسا نہ کرے گا تو ہم شادی میں شریک نہیں ہوں گے۔ یہ کوئی نہیں کہتا کہ: اگر تو نماز نہ پڑھے گا تو ہم تیرا ساتھ نہیں دیں گے، جو برادری اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرائے اس برادری کو چھوڑ دو اور بے دینوں کے کہنے پر نہ چلو، ہمت سے کام لو، استقامت اختیار کرو، ملامت اور طعنہ سے نہ ڈرو، اللہ تعالیٰ آپ کو فتح دے گا اور ایک دن یہی برادری آپ کے قدموں میں آکر گرے گی^(۳)

(۱)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۶۸۔

(۲)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۶۹۔

(۳)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۶۹۔

(۷۴) اللہ کی رضا جوئی سب چیزوں پر مقدم ہے، فضول خرچیاں نہ کیا کرو اور نہ عورتوں کو مسجد میں آنے دیا کرو، اس سے فتنہ و فساد کا دروازہ کھلتا ہے، جلسوں میں بھی عورتوں کا آنا اچھا نہیں، عورتیں فساد کا مبداء ہیں، ان کو غیر مردوں سے دور رکھنا ہی اچھا ہے۔ (۱)

(۷۵) دنیا تو کسی طرح بھی جینے نہیں دیتی، آدمی کو چاہئے کہ مولا کی رضامندی کا کام کرے اور اس میں کسی کی مطلق پرواہ نہ کرے۔ (۲)

(۷۶) مل کر دین کی ترقی میں کوشش کیا کرو، آپس میں صلح و سلوک کے ساتھ رہو، معمولی معمولی باتوں پر جھگڑا فساد نہ کرو، مگر آج کل ایسے مسلمان تو کم ہیں جو دو مسلمانوں میں صلح کرائیں، فساد کی آگ بھڑکانے والے بہت ہیں۔ (۳)

(۷۷) صاحبو! یاد رکھو! عبادت اور نیکی خواہ حج، زکاۃ، روزہ، نماز ہو یا قربانی اور نلگر میں روٹیاں تقسیم کرنا وغیرہ ہو، جب اس میں شہرت اور نام آوری یا دنیا سازی اور دکھاوے کا دخل ہوگا وہ ہرگز منظور نہ ہوگی، دنیا میں تو ناک اونچی ہو جائے گی، مگر آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا، اگر کوئی شیخ بننا چاہتا ہے تو وہ شیخ بن جائے گا اور لوگ اس کی خدمت بھی کریں گے اور قدم بھی چومیں گے لیکن قیامت کے روز سر پر جوتے ہی پڑیں گے، مؤمنو! شہرت تو شیطان کو بھی بہت ہے، حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرو، جو لوگ مولا کے سچے طالب بن جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی ان کی رضا طلبی اور دل جوئی میں لگ جاتا ہے، ان کی زبان میں ایک خاص اثر عطا فرما دیتا ہے۔ (۴)

(۷۸) فقیرو! اخلاص کے بعد اللہ تعالیٰ کو مسکینی بہت پسند ہے۔ (۵)

(۱)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۷۰۔

(۲)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۷۱۔

(۳)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۷۱۔

(۴)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۷۳۔

(۵)۔ فیوضات فضلیہ: ص: ۷۴۔

(۷۹) جاہل پیر اور بے خبر ملا کی صحبت سے بچو، یہ دین کے بھی لٹیرے ہیں اور دنیا کے بھی، چور تو چھپ کر رات کو لے جاتے ہیں اور دنیا پرست پیر، دن میں سب کے سامنے ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ (۱)

(۸۰) لوگو! دنیا چند روزہ ہے۔ اللہ کی یاری کے سوا کسی کی یاری کام نہ آئے گی دنیا کی کچھ ہستی نہیں اور نہ دنیا داروں کی کچھ ہستی ہے، آج بادشاہوں کی قبریں بے نشان ہیں مگر اولیاء اللہ کی قبور پر عقیدت مندوں کا جم گھٹا ہے، جس نے اللہ اللہ کی، اس کی عزت ہوئی، ذات پات سب جاتی رہی، نیکی کے ساتھ نام رہ گیا یارو! ایسے بے نیاز سے نیاز مندی کرنی چاہئے، یہی چیز کام آنے والی ہے ورنہ دنیا کے تو تمام دعوے جھوٹے ہیں۔ (۲)

ملفوظات

حضرت خواجہ غلام حسن سواگ قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ۔ بمطابق: ۷/۲/ ۱۹۳۹ء)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس اللہ سرہ

و حضرت خواجہ سراج الدین دامانی قدس اللہ سرہ
(۱) سالک کو قبض اور بسط ہوتا ہے اگر قبض کا باعث گناہ کبیرہ یا صغیرہ ہو، یا اتباع شریعت میں کوئی قصور واقع ہو گیا ہو، تو استغفار پڑھنا چاہئے تسبیح پڑھنا: اُستغفر اللہ پڑھے۔ جب تسبیح تمام ہو جائے تو: اُستغفر اللہ ربی من کل ذنب و اُتوب الیہ پورا پڑھے۔

(۱) فیوضات فضلیہ: ص: ۷۴۔

(۲) فیوضات فضلیہ: ص: ۷۶۔

اور اگر صغیرہ یا کبیرہ گناہ یا شرعی قصور کی وجہ سے قبض نہیں ہوئی تو اس کا کوئی فکر نہ کریں۔ اس سے درجات میں ترقی ہوتی ہے۔ (۱)

(۲) اگر انوار الہی جل شانہ سالک کو اپنے وجود سے باہر نظر آئیں تو اس کو ”سیر آفاقی“ کہتے ہیں اور اگر انوار الہی سالک کو اپنے وجود کے اندر نظر آئیں تو اس کو ”سیر انفسی“ کہتے ہیں۔ (۲)

(۳) اپنے شیخ کے تصور سے کوئی وقت اور کوئی لمحہ غافل نہ ہونا چاہئے۔ مگر نماز میں یہ تصور نہ کریں۔ ہاں! اگر نماز میں بے اختیار یہ تصور قائم رہے تو نعمت عظمیٰ ہے۔ جب یہ تصور شیخ کمال کو پہنچتا ہے تو سالک کی نظر جہاں پڑتی ہے اسے شیخ کی صورت ہی نظر آتی ہے۔ (۳)

(۴) دن رات میں تین مرتبہ مراقبہ ضرور کرنا چاہئے:

(۱) بعد از نماز صبح (۲) بعد نماز عصر

(۳) بعد نماز تہجد۔ (۴)

(۵) سالک جب شیخ کے حلقہ میں بیٹھا ہو تو دل میں کوئی خیال نہ لائے۔ بل کہ ذکر کرنے سے بھی خاموش رہے اور شیخ کی طرف سے فیض کے آنے کا منتظر رہے۔ اور جب بھی سالک شیخ کی خدمت میں حاضر ہو تو خواہ شیخ کسی کام میں مشغول ہو یا کسی سے بات کر رہا ہو تو اس وقت بھی شیخ کے فیض کے آنے کا انتظار کرنا چاہئے۔ (۵)

(۶) جو شخص اپنے پیرومرشد کی مخالفت کرے خواہ وہ امور دین میں ہو یا دنیا میں تو وہ مردود طریقت ہے۔ (۶)

(۱)۔ فیوضات حسنیہ: ص: ۱۵۶-۱۵۷۔

(۲)۔ فیوضات حسنیہ: ص: ۱۵۸۔

(۳)۔ فیوضات حسنیہ: ص: ۱۵۹۔

(۴)۔ فیوضات حسنیہ: ص: ۱۵۹۔

(۵)۔ فیوضات حسنیہ: ص: ۱۶۰۔

(۶)۔ فیوضات حسنیہ: ص: ۱۶۳۔

- (۷) اگر کوئی کامل درویش وفات کے وقت کسی ناقص کو اپنا قائم مقام بنادے تو وہ ناقص بھی کامل ہو جاتا ہے اور کامل کے تمام فیوض اور اس کی نسبت اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ (۱)
- (۸) مبتدی طالب سلوک کو ذکر اور مراقبہ بہت زیادہ کرنا چاہئے۔ فرائض اور سنتیں بلاناغہ ادا کرے۔ باقی نوافل و اوراد کی کثرت مناسب نہیں۔ (۲)
- (۹) جب مرید اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہو تو کھانے، پینے اور قیام کرنے کے سامان حاصل کرنے کی طرف توجہ نہ کرے بلکہ اس چیز کی طلب کرے جس کو حاصل کرنے کے لئے گھر چھوڑ کر آیا ہے، یعنی ذکر خدا اور ایمان حاصل کرنے کی کوشش کرے، کیوں کہ کھانے پینے کی چیزیں تو گھر میں بھی مل جاتی ہیں۔ (۳)
- (۱۰) سب پیران کرام اور بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ اور مقبول ماننا چاہئے لیکن اپنے پیر کا درجہ بلند سمجھنا چاہئے اور اس کے برابر کسی کو نہ سمجھے۔ (۴)
- (۱۱) جب بہت غم اور مشکلات لاحق ہو جائیں تو درود شریف کی کثرت ہی تمام مشکلات کو حل کرتی ہے۔ (۵)
- (۱۲) جب کسی بزرگ کے مزار شریف کی زیارت کرنا مقصود ہو تو دائیں پاؤں کی طرف سینہ کے برابر ہو کر فاتحہ پڑھنی چاہئے۔ اور خلاف شرع کوئی فعل، سجدہ، طواف یا بوسہ وغیرہ نہیں کرنا چاہئے۔ (۶)
- (۱۳) طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے زمانے سے تجدید بیعت واجب ہے۔ (۷)

(۱)۔ فیوض حسنیہ: ص: ۱۶۳-۱۶۴۔

(۲)۔ فیوض حسنیہ: ص: ۱۶۴۔

(۳)۔ فیوض حسنیہ: ص: ۱۷۵۔

(۴)۔ فیوض حسنیہ: ص: ۱۷۶۔

(۵)۔ فیوض حسنیہ: ص: ۱۹۳۔

(۶)۔ فیوض حسنیہ: ص: ۲۰۳۔

(۷)۔ فیوض حسنیہ: ص: ۲۰۷۔

- (۱۴) مرید کا فرض ہے کہ پیر کی خدمت میں حاضر ہو، اور پیر کا فرض ہے کہ مرید کو برائی سے بچائے۔ (۱)
- (۱۵) مجھے کسی سے دنیاوی لالچ نہیں ہے۔ فقیر تو صرف اللہ تعالیٰ کی خوش نودی اور سرکارِ دو عالم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع چاہتا ہے۔ (۲)
- (۱۶) ہر وقت اور ہر ایک لمحہ سوا یاد گیری اللہ تعالیٰ کے، نہ گزاریں اور کوئی وقت اور کوئی لمحہ خالی نہ رکھیں۔ (۳)
- (۱۷) حتیٰ الوسع نماز باجماعت گزاریں، کھانے اور پینے میں کوشش حلال کی فرمائیں، پھر لذت اور حلاوت نام خدا تعالیٰ کی پائیں۔ (۴)
- (۱۸) تصور مشائخ جزا عظم ہے، لوح دل سے نہ بھلائیں کہ دار و مدار سلوک اسی پر ہے، متوکل علی اللہ رہیں۔ (۵)
- (۱۹) جب تک تم تسبیح اور مصلیٰ نہیں چھوڑو گے، اللہ تمہیں نہیں چھوڑے گا۔ (۶)

(۱)۔ فیوضات حسنیہ: ص: ۲۳۰۔

(۲)۔ سوانح حیات حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاریؒ: ص: ۴۳۔

(۳)۔ فیوضات حسنیہ: (مکتوبات) ص: ۳۵۹۔

(۴)۔ فیوضات حسنیہ: (مکتوبات) ص: ۳۵۹۔

(۵)۔ فیوضات حسنیہ: (مکتوبات) ص: ۳۶۱۔

(۶)۔ دکان عشق: ص: ۲۷۔

ملفوظات

حضرت خواجہ شمس الدین نقشبندی سید پوری قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۵/ ۱۳۶۲ - بمطابق: ۱۲/ مئی ۱۹۴۳)

خلیفہ مجاز

- حضرت خواجہ فقیر محمد ہشت نگر می قدس اللہ سرہ
- (۱) ولایت کوئی کسی چیز نہیں کہ سیکھتے سیکھتے اپنی ذہانت و چالاکی سے ولی بنا جائے۔ بل کہ یہ نعمت ایک عطیہ اور وہی چیز ہے۔ خداوند کریم جس کو چاہیں ولی اللہ بنادیں۔ (۱)
- (۲) ولایت اور پیری مریدی موروثی چیز بھی نہیں ہے کہ باپ مرے تو بیٹا ولی بن بیٹھے اور اپنے آپ کو گدی نشینی کا مستحق تصور کرتا رہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے وہ چاہے بیٹے کو اس قابل بنائے نہ چاہے نہ بنائے۔ (۲)
- (۳) ماسوائے اللہ کو ختم کر کے ہی انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ (۳)
- (۴) فرائض الہیہ کی ادائے گی کے ساتھ ساتھ طریقہ نقشبندیہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تمام اوراد و وظائف سے زیادہ مؤثر اور بڑھ کر اسم ذات (اللہ) کا تصور رکھنا اور یہی معرفت الہی کی کنجی ہے۔ (۴)
- (۵) میرے ساتھیو! گزارے کے یار بنو۔ (۵)

(۱) - انوار ولایت شمس: ص: ۱۶۰۔

(۲) - انوار ولایت شمس: ص: ۱۶۰۔

(۳) - انوار ولایت شمس: ص: ۱۶۰۔

(۴) - انوار ولایت شمس: ص: ۱۶۱۔

(۵) - انوار ولایت شمس: ص: ۱۶۱-۱۶۲۔

(۶) اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت پر پابند رہتے ہوئے اعمالِ حسنہ سرانجام دو، شریعت کی پابندی کرتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ شریعت کے اوامر اور نواہی پر غور کرتے ہوئے اوامر کا بجالانا اور نواہی سے بچنا اصل مقصد ہے۔ (۱)

(۷) حب دنیا اور حب جاہ و مال یعنی مال دار بننے کی فکر لاحق رہتے ہوئے حلال و حرام کی تمیز کرنے کے بغیر دوڑ دھوپ میں مبتلا رہنا اور اپنی عزت و وقار کا بھوکا رہنا یہ ہر دو ایسے امراض ہیں کہ انسان کو نفس کی قید سے چھٹکارا حاصل کرنے نہیں دیتیں اور انسان دل ہی دل میں گمان کرتا رکھتا ہے کہ میں ٹھیک چل رہا ہوں۔ حالاں کہ غلطی پر ہوتا ہے اور آدمی اچھائی و برائی میں تمیز نہیں کر سکتا، پس طالب حق کو چاہئے کہ ان آفات سے روگردانی کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرے اور اپنی کدورت و سیاہی کا جائزہ لیتا رہے ذرا تنہائی میں بیٹھ کر ذکر الہی میں مشغول ہو کر دیکھے اگر اس کو ذکر الہی کی چاشنی و محبت حاصل ہے ذکر الہی کے انوار اس پر بارش کی طرح برستے دکھائی دیتے ہیں تو پھر سمجھ لے کہ کدورت نہیں ہے اور اگر یہ حالت نصیب نہیں تو سمجھ لے کہ کدورت میں ڈوبا پڑا ہے۔ (۲)

(۸) ذکر قلبی بڑی دولت ہے پہلے ذکر قلبی نصیب ہوتا ہے پھر اس پر ذکر کے انوار وارد ہوتے ہیں اور ذکر کو نظر باطنی کے ساتھ مشاہدہ ہوتے ہیں۔ (۳)

(۹) عروج و نزول ایک بڑی دولت ہے۔ جس کو نصیب ہو جائے ذکر قلبی کے بعد عروج و نزول پر سمجھ جانا معرفت کی جانب پیش رفت ہے۔ کیوں کہ عروج و نزول ایک کسوٹی کا کام دیتا ہے۔ عروج و نزول سے آدمی کو پتہ چلتا ہے کہ یہ کام پسندیدہ افعال میں سے ہے

(۱)۔ انوار ولایت شمسہ: ص: ۱۶۳۔

(۲)۔ انوار ولایت شمسہ: ص: ۱۶۳۔

(۳)۔ انوار ولایت شمسہ: ص: ۱۶۳۔

یانا پسندیدہ کاموں سے تعلق رکھتا ہے کیوں کہ پسندیدہ حرکات و افعال کی صورت میں سالک کو عروج نصیب ہوتا ہے اور جس کام پر اللہ پاک خوش نہ ہو حال فوراً نزول ہونے لگتا ہے۔ اور سالک سمجھ جاتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں ہے۔ پس سالک کو کسی وقت عروج ہوتا ہے اور کسی وقت نزول ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ اپنے فعل و عمل کا جائزہ لے لیتا ہے اس لئے عروج و نزول بھی ایک نعمت اور بڑی دولت ہے۔ سیرِ ربانی اللہ عروج و نزول سمجھنے کے بعد شروع ہوتا ہے جو کہ جزء ولایت میں سے ہے۔ (۱)

(۱۰) محو ہو کر خدا کا ذکر کیا کرو کہ نہ اپنا خیال رہے اور نہ ذکر کا خیال رہے۔ (۲)
 (۱۱) جو طرز زندگی اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے لئے پسند بھی وہ طرز زندگی حضور ﷺ کو سکھادی اور انہوں نے اس پر عمل کر کے امت کے لئے نمونہ پیش کر دیا ہے اور امت کو وہ طریقہ بتلا دیا ہے۔ اس لئے ہمیں حضور ﷺ کی طرز زندگی اختیار کر کے اپنے خالق و مالک کو راضی رکھنا چاہئے۔ (۳)

(۱۲) خدا نخواستہ پیر و مرشد سے بھی بوجہ کسی کبیرہ گناہ کے یا لغزشِ قبیح سرزد ہو جائے اور کوئی روحانی بیماری شرارتِ نفس سے پیدا ہو ہی جائے اور پھر توبہ و انابت کی صورت پیدا نہ ہو سکے اور نفس غالب ہو کر اس کو اس کامِ قبیح پر مصر کر دے تو سب مرید جو اس کے ساتھ منسلک ہیں ان سب کا کام روحانی بگڑ جائے گا۔ ایسی حالت میں ان مریدین کو تجدیدِ بیعت کرنی ضروری ہے۔ اپنے شیخ کا مرشد اگر زندہ ہے اس سے ہی بیعت کریں بصورت دیگر اگر زندہ نہ ہو تو اپنے شیخ کے پیر بھائیوں میں سے کوئی کامل ہو تو بیعت کریں اگر ایسا نہ کریں تو ناکامی اور حرمان ہی حرمان ہوگا۔ (۴)

(۱)۔ انوارِ ولایت شمس: ص: ۱۶۳۔

(۲)۔ انوارِ ولایت شمس: ص: ۱۶۵۔

(۳)۔ انوارِ ولایت شمس: ص: ۱۶۷-۱۶۸۔

(۴)۔ انوارِ ولایت شمس: ص: ۱۶۸۔

(۱۳) بعض ساتھی (مرید) بیعت کے بعد ذکر کی تاثیر کو نہیں سمجھتے یا معمولی قلبی ذکر کی حرکت محسوس ہونے کے بعد بھی متواتر محنت نہیں کرتے اور پھر دوبارہ بد اعمالیوں میں پھنس کر ذکر کی تاثیر بالکل ہی کھو بیٹھتے ہیں۔ تو پھر تسبیح پکڑ کر پھیرنا شروع کر دیتے ہیں ان کو قلبی ذکر سے محرومیت ہونے کی وجہ سے ان کا ذکر زبانی عادی بن جاتا ہے اور حقیقی ذکر قلبی سے دور جا لگتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ قلبی ذکر کی سوچ و فکر میں محنت کریں، جب تک دل کا ذکر سمجھ میں نہ آئے کوشش و محنت نہ چھوڑیں۔ اپنی طرف سے کوشش و محنت کرتے رہیں اور کسی زندہ دل جو قلبی ذکر کی نعمت سے سرفراز ہے اس کی مجلس کو اختیار کرتے رہیں اور خود کو اس کے سامنے عاجز اور طلب گار بنا کر عقیدت کے ساتھ مجلس کریں ایک نہ ایک وقت قلبی ذکر کی نعمت اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمادے گا۔ (۱)

(۱۴) یاد رہے کہ: کوئی شخص زبانی طور پر اگر تسبیح کے دانوں پر بغیر محویت و دھیان پیدا کرنے کے ذکر کرتا رہے اور دل بالکل متوجہ نہ ہو زبان ہی سے الفاظ نکلتے رہیں تو پھر دل کو ہرگز صفائی اور جلا نصیب نہیں ہوتا، ہاں! الفاظ کے ساتھ پڑھنے کا ثواب ملتا ہے مگر دل میں تاثیر اور نور پیدا نہیں ہوتا، ایسا شخص اگر حلقہ ذکر میں دیکھا دیکھی بیٹھ جائے تو اس کے دل کی سیاہی تمام مجلس پر برس پڑتی ہے اور اس کی بے ذوقی تمام حاضرین مجلس کو بے ذوق بنادیتی ہے۔ پس مجلس میں درد و محبت رکھنے والے با ذوق ساتھی بٹھائے جائیں۔ (۲)

(۱۵) جب کلبھاڑی یا درانتی کند ہو جائے تو کیا اس کو یونہی چھوڑ دیتے ہیں یا کاریگر لوہار کے پاس تیز کرانے کے لئے لے جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی کو ذکر کی سمجھ نہ آئے تو اپنے شیخ یا سمجھ دار پیر بھائی کے پاس جا کر اپنے دل کی حالت کو ٹھیک کرنا چاہئے۔ اور ان کی مجلس میں

(۱)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۱۶۸۔

(۲)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۱۶۸-۱۶۹۔

بیٹھ کر دلی کیفیت کو درست کرنا ضروری ہے تاکہ اندر کا انسان بے دار ہو جائے۔ (۱)

(۱۶) ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں زیادہ بولنا، خواہ مخواہ باتوں کی تعداد بڑھانا، حال و حقیقت میں نقصان پیدا کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے، صحبت اہل دلائل اور خاموشی ترقی کا ذریعہ ہے۔ وہی شخص سلامتی میں ہے جو خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔ (۲)

(۱۷) محنت و کوشش کرتے رہو اور ناامید ہو کر نہ بیٹھو، کیوں کہ میں جب حضرت فقیر محمد ہشت نگری (قدس اللہ سرہ) سے بیعت ہوا تو برابر چار سال تک مجھے ذکر قلبی کی سمجھ نہیں آئی لیکن میں بدستور ذکر و فکر اور مراقبہ میں مصروف رہا، آخر کار خدا کے فضل و کرم سے ذکر قلبی کی سمجھ آ گئی، تم بھی اپنے کام پر کاربند رہو ایک نہ ایک دن اللہ تبارک و تعالیٰ مقصد و مدعا پورا فرما دے گا۔ (۳)

(۱۸) اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈر لگتا ہے اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے سے پوچھ لے کہ تم نے نیک عمل تو کئے ہیں مگر دنیا میں کسی نے تمہاری عزت کی کسی نے دودھ وغیرہ تم کو بھیج دیا، کسی نے کپڑے کسی نے کچھ دیا، تمہاری خوب خدمت ہوئی اس لئے تمہاری نیکیوں کا اجر تمہیں دنیا میں ہی مل گیا ہے تو پھر ہمارے پاس کیا جواب ہوگا؟ اس لئے ڈرتے رہا کریں اور کسی سے طمع و امید خدمت نہ رکھا کریں۔ (۴)

(۱۹) جو لوگ جنگلوں اور غاروں میں رہ کر فقری کرتے ہیں وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں، فقری لوگوں اور بال بچے میں رہ کر کرنی چاہئے اور مخلوق میں رہ کر تعلق مع اللہ ہونا چاہئے اسی

(۱)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۱۶۹۔

(۲)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۱۷۰۔

(۳)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۱۷۱-۱۷۲۔

(۴)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۱۸۰۔

کا نام خلوت در انجمن ہے۔ (۱)

(۲۰) جو شخص روحانی صفائی رکھنا چاہتا ہے اسے انتزیاں اور اوجھڑی (معدہ گاؤ) نہیں کھانی چاہئے کیوں کہ ان کے استعمال سے دل پر کدورت بیٹھتی ہے اور غفلت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے طریقت کے ساتھی جو دل کی صفائی رکھنے والے ہوتے ہیں، بہت پرہیز کریں۔ (۲)

ملفوظات

حضرت خواجہ محمد سعید قریشی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۱۹/۴/۱۳۶۳۔ برطابق: ۱۴/۴/۱۹۴۴)

خلیفہ مجاز

حضرت پیر فضل علی قریشی قدس اللہ سرہ

(۱) طالب مولا کو چاہئے کہ سوائے خدا کے خدائے تعالیٰ سے کچھ نہ مانگے۔ (۳)

(۲) برخوردار! دنیا جہاں انسان کے لئے جائے آزمائش ہے نہ کہ آسائش۔۔۔ بندہ یعنی عبد کو چاہئے کہ ہر حال میں صابر اور شاکر رہے اور اس صبر شکر کی توفیق پروردگار عالم سے مانگتا رہے، صبر کرنے سے اجر عظیم ملتا ہے اور بے صبری کرنے سے سوائے مرتکب گناہ کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ (۴)

(۳) ذکر اور مراقبہ کی کثرت کریں خواہ حرکت محسوس ہو یا نہ ہو، بندہ کا فرض صرف دل

(۱)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۱۸۰۔

(۲)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۱۸۰۔

(۳)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۷۱۔

(۴)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۷۲۔

سے خدا کی یاد کرنا ہے۔ نماز تہجد و اشراق و اوائین پڑھا کریں۔ کم سونا، کم بولنا، کم کھانا، لوگوں سے علاوہ وقت کام کے، علیحدہ رہنا، یعنی تنہائی اختیار کرنا۔ ان باتوں کی اپنے میں عادت ڈالیں، اس کا نام احتیاط اور پرہیز ہے۔ (۱)

(۲) خلاصہ سلوک: (۱) نہ اس میں کشف و کرامات ضروری ہے۔

(۲) نہ قیامت میں بخشوانے کی ذمہ داری ہے

(۳) نہ دنیا کی کار براری کا دعویٰ ہے کہ تعویذ گنڈوں سے کام بن جائے یا مقدمات دعا سے فتح ہو جایا کریں یا روزگار میں ترقی ہو، یا جھاڑ پھونک سے بیماری جاتی رہے یا ہونے والی بات بتلا دی جایا کرے۔

(۴) نہ تصرف لازم ہیں کہ پیر کی توجہ سے مرید کی از خود اصلاح ہو جائے، اس کو گناہ کا خیال ہی نہ آوے، خود بخود عبادت کے کام ہوتے رہیں، مرید کو زیادہ ارادہ بھی نہ کرنا پڑے، یا علم دین و قرآن میں ذہن و حافظہ بڑھ جائے۔

(۵) نہ اس سے باطنی کیفیات پیدا ہونے کا کوئی معیار ہے کہ ہر وقت یا عبادت کے وقت لذت سے سرشار رہے عبادت میں خطرات ہی نہ آویں، خوب رونا آوے، ایسی محویت ہو جائے کہ اپنے پرانے کی خبر نہ رہے۔

(۶) نہ ذکر و شغل میں انوار وغیرہ کا نظر آنا یا کسی آواز کا سنائی دنیا ضروری ہے۔

(۷) نہ عمدہ خوابوں کا نظر آنا یا الہامات کا صحیح ہونا لازمی ہے، بل کہ اصل مقصود حق تعالیٰ کا راضی کرنا ہے، جس کا ذریعہ شریعت کے حکموں پر پورے طور سے چلنا ان حکموں میں بعض متعلق ظاہر کے ہیں جیسے نماز و روزہ و حج و زکاۃ وغیرہ اور جیسے نکاح و طلاق و ادائے حقوق زوجین و قسم و کفارہ قسم وغیرہ اور جیسے لین دین و بیرونی مقدمات و شہادت و وصیت و تقسیم ترکہ وغیرہ اور جیسے سلام و طعام و منام و قعود و قیام و مہمانی و میزبانی وغیرہ، ان مسائل کو علم فقہ کہتے ہیں

اور بعضے متعلق باطن کے ہیں۔ جیسے خدا سے محبت رکھنا، خدا سے ڈرنا، خدا کو یاد رکھنا، دنیا سے محبت کم ہونا، خدا کی مشیت پر راضی ہونا، حرص کرنا، دل کا حاضر رکھنا، دین کے کاموں کو اخلاص سے کرنا، کسی کو حقیر نہ سمجھنا، خود پسندی نہ ہونا، غصہ کو ضبط کرنا وغیرہ۔ ان اخلاق کو سلوک کہتے ہیں۔ (۱)

(۵) باطنی خرابیاں ذرا سمجھ میں کم آتی ہیں اور جو کچھ سمجھ میں آتی ہیں ان کی درستی کا طریقہ کم معلوم ہوتا ہے اور جو معلوم ہوتا ہے نفس کی کشاکشی سے اس پر عمل مشکل ہوتا ہے ان ضرورتوں سے پیر کامل کو تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھ کر آگاہ کرتا ہے اور ان کا علاج و تدبیر بتلاتا ہے اور نفس کی اندر درستی کی استعداد اور ان معالجات میں سہولت اور تدبیرات میں قوت پیدا ہونے کے لئے کچھ اذکار و اشغال بھی تعلیم کرتا ہے اور خود ذکر اپنی ذات میں بھی عبادت ہے۔ (۲)

(۶) سالک یعنی طالب کو دو کام کرنے پڑتے ہیں:

ایک ضروری کہ احکام شرعیہ ظاہری و باطنی کی پابندی
اور دوسرا مستحب کہ کثرت ذکر ہے۔

اس پابندی احکام سے خدائے تعالیٰ کی رضا، قرب اور کثرت ذکر سے زیادت رضا و قرب حاصل ہوتا ہے، یہ ہے خلاصہ سلوک کے طریق اور مقصود کا۔ (۳)

(۷) تمام بردران اسلام کو عموماً اور طریقہ نقشبندیہ والوں کو خصوصاً جن کے طریقے کی بنیاد سنت کی تابع داری پر ہے ضروری ہے کہ حدیث اور فقہ کی کتابوں سے جو عربی داں ہیں وہ عربی کتابوں سے اور جو اردو داں ہیں وہ اردو کی کتابوں سے عقائد توحید وغیرہ کے مسائل

(۱)۔ حیات سعیدہ: ص: ۴۵۔ ۴۶۔

(۲)۔ حیات سعیدہ: ص: ۴۶۔

(۳)۔ حیات سعیدہ: ص: ۴۶۔

اور فرائض و واجبات و محرمات و مکروہات و مشتبہات سے واقفیت حاصل کریں اور آنحضرت ﷺ کے خصائل و عادات اور آپ ﷺ کی عبادتوں کے طریقے معلوم کریں اور حتی الامکان سنت نبوی ﷺ کی تابع داری کریں، خاص کر فرائض اور واجبات پر اچھی طرح سے پابند رہیں، مکروہات اور مشتبہات سے پرہیز کرنے میں سنت کی حفاظت کا خاص خیال رکھیں، بدن، کپڑے اور جائے نماز کی پاکی اور نماز کے شرائط کا اچھی طرح دھیان رکھیں، لیکن ظاہری طہارتوں کو وسوسہ اور توہمات کے درجہ تک نہ پہنچائیں، پانچوں وقت کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کریں، اس بات کا خیال رکھیں کہ تحریمہ (تکبیر اولیٰ) فوت نہ ہو جائے۔ نمازیوں میں جو سب سے بہتر ہو، اس کو امام بنائیں۔ جمعہ کی نماز کبھی ترک نہ کریں، نماز کی سنن اور آداب کی اچھی طرح نگرانی کریں اور نماز کامل اطمینان کے ساتھ گزاریں اور نمازوں کو مستحب اوقات میں ادا کریں، سنت راتبہ (جو بارہ رکعت ہیں) اور نماز تہجد جو سنت مؤکدہ ہے ان کو کبھی ترک نہ کریں۔ قرآن شریف کامل صحت اور خوش الحانی سے پڑھیں اور گا کر نہ پڑھیں، اور کامل احتیاط کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے ادا کریں، لغو باتوں یا جھوٹ یا غیبت سے روزہ کا ثواب ضائع نہ کریں، تراویح، ختم قرآن اور رمضان کے عشرہ اخیرہ میں اعتکاف کو اپنے اوپر لازم کر لیں، لمیۃ القدر کا خیال رکھیں، اگر نصاب شرعی کے مالک ہوں تو زکاۃ ادا کریں لیکن اس معاملہ میں سنت یہی ہے کہ اپنے پاس ضرورت سے زائد مال نہ رکھیں۔۔۔ اور اگر حج کی استطاعت ہو تو حج کرے، اسی طرح گنجائش کی صورت میں عید کو صدقہ فطر و قربانی ضروری ہوگی، اور حلال روزی کھائیں، خرید و فروخت کرتے وقت مسائل فقہ کا خیال رکھیں اور مشتبہ چیزوں سے پرہیز کریں اور لوگوں کے حقوق اور کنہہ کے حقوق ادا کرنے میں پوری کوشش سے کام لیں، اس لئے کہ اگر اللہ کے حقوق میں کوئی تقصیر واقع ہو جائے تو وہ آنحضرت ﷺ اور دیگر اولیا کبار کی سفارش سے معاف ہو سکتی ہے، برخلاف لوگوں کے حقوق کے کہ وہ معاف نہیں ہو سکتے، اور ختنہ یا عقیقہ یا شادی میں نہ جانا چاہئے اور نہ

لوگوں کو جمع کرنا چاہئے البتہ نکاح کے وقت پاس پاس کے مردوں کو جمع کر لینا چاہئے اور ولیمہ بھی حسب توفیق کرنا چاہئے اور موت کے وقت چلا کر نہ رونا چاہئے، آہستگی سے رونے میں کچھ مضائقہ نہیں، بدوں شرع کے مطابق تقسیم کئے ہوئے مردہ کے مال سے خیرات نہ کرنی چاہئے، اور اگر صحبت علما و صلحا سے شرف مصاحبت نصیب ہو تو اس کو غنیمت سمجھے، بشرطیکہ وہ علما بھی ایسے ہوں کہ جو دنیا داروں سے دور رہتے ہوں، اگر صلحا کی صحبت نصیب نہ ہو تو تنہا بیٹھے رہنا یا سو جانا بہتر ہے، صوفی کو جاہل اور فاسق و غافل لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ غرض اپنا ہر کام اور فعل عبادات و معاملات شریعت کے مطابق جن کی تفصیل حدیث اور فقہ کی کتابوں سے معلوم کی جائے عمل کریں۔ (۱)

(۸) سالک پر یہ لازم ہے کہ ہر وقت ذکر کے خیال میں رہے، چلتے پھرتے، کھڑے بیٹھے، سوئے لیٹے، کھاتے پیتے، نہاتے بیت الخلا میں بیٹھے، غرض کوئی لحظہ و آن بھی ذکر سے غافل نہ رہے۔ (۲)

(۹) آدمی کے لئے اس سے بہتر اور کچھ نہیں کہ ہمیشہ اس کے دل میں خدا کی یاد ہو، تاکہ اس کی برکت سے، خدا کے ذکر کی کثرت سے، غیر اللہ کا خیال ہی جاتا رہے اور اپنے مظہر میں حق سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پاوے۔ (۳)

(۱۰) منہ میں بدبو ہو اور اللہ کا ذکر کریں، یہ بات ٹھیک نہیں ہے اور یہ انوار الہی سے محروم رہنے کا سبب بنتا ہے۔ (۴)

(۱۱) تعویذات دینا بھی خدمت خلق ہے اور اس ذریعہ سے لوگوں کا اعتقاد قائم ہو کر ان

(۱)۔ حیات سعیدہ: ص: ۷۷-۷۸۔

(۲)۔ حیات سعیدہ: ص: ۷۸۔

(۳)۔ حیات سعیدہ: ص: ۷۹۔

(۴)۔ حیات سعیدہ: ص: ۸۶۔

کے آنے جانے کا سلسلہ بن جاتا ہے اور اس طرح اللہ کا ذکر بتانے اور تبلیغ اسلام میں مدد ملتی ہے۔ (۱)

(۱۲) غیر محتاط شخص کے ساتھ کھانا بھی سالک پر اثر انداز ہوتا ہے۔ (۲)
 (۱۳) عبادت الہی میں مشغول رہنے والا شخص اپنے بدن کا وزن نہیں کراتا، بدن جتنا کمزور ہوتا جائے اس کی کچھ پرواہ نہیں کرنی چاہئے، راہ مولا میں تکلیف اٹھانے کی وجہ سے بدن کا کمزور ہو جانا بزرگان دین میں پایا جاتا ہے نہ کہ بدن کو فربہ بنانے کے درپے ہونا، بدن کے فربہ ہونے میں کیا رکھا ہے۔ ذاکر کو ذکر میں مست رہنا چاہئے، خواہ سارا بدن گھل جائے۔ بدن کا وزن کرانا بے سود و عبث و فعل ہے۔ (۳)

(۱۴) سالک کو چاہئے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں اپنا عزیز وقت ہمہ تن ہو کر گزاریں تاکہ آخرت میں افسوس اور حسرت نہ ہو۔ (۴)

(۱۵) مولوی صاحب! اللہ اللہ بہت اور کثرت سے کرتے رہا کرو، اور ہر وقت خدمت اسلام کرتے رہو اب جوانی ہے بڑھاپا آنے کے بعد کچھ نہ ہوگا۔ (۵)

(۱۶) مولوی صاحب! جب تبلیغ کے لئے جاؤ تو نئے کپڑے پہن کر نکلو تاکہ لوگوں کو خیال پیدا نہ ہو کہ کہیں یہ کوئی سائل تو نہیں ہے کیوں کہ پرانے کپڑے پہن کر تبلیغ کرنا سائل ہونے کی دلیل بن جاتی ہے۔ (۶)

(۱۷) ہر کام خدائے تعالیٰ کی خوش نودی کے لئے ہو کوئی دیگر غرض نہ ہو ورنہ قیامت میں اور آخرت میں حسرت ہوگی۔ (۷)

(۱)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۰۰۔

(۲)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۱۱۔

(۳)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۲۳۔

(۴)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۲۵۔

(۵)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۲۵۔

(۶)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۲۵۔

(۷)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۲۵۔

- (۱۸) گناہ کا اظہار کرنا بھی گناہ ہے۔ (۱)
- (۱۹) اخیر وقت میں سلسلہ کے بزرگوں کی روحیں اپنے سچے دوست کی امداد کے لئے بحکم الہی آتی ہیں، جب دروازے پر آتی ہیں اگر اس دوست کے بستر سے بدبو آتی ہو تو دروازہ سے واپس ہو جاتی ہیں۔ (۲)
- (۲۰) ہم لوگوں کے دماغ اتنے چڑھ گئے ہیں کہ اچھی اچھی عمارتیں اور عمدہ عمدہ کھانے اور لباس اور سیر کو کافی روپیہ چاہنے لگتے ہیں اور اپنی اوقات کو بھول جاتے ہیں، ہم کو چاہئے کہ موت کو بھی یاد کریں اور خدا کے ذکر سے غافل نہ ہوں۔ (۳)
- (۲۱) جس شیخ سے فائدہ پہنچتا ہے اس کی بیعت فسخ کرنے سے انسان خسارہ میں رہتا ہے۔ (۴)
- (۲۲) سبق ملنے میں بزرگی نہیں بل کہ شیخ کی اطاعت میں سراسر فائدہ ہے۔ مقصود اللہ کی یاد کا پختہ ہونا ہے نہ کہ سبق کا ملنا۔ (۵)
- (۲۳) محبت کا معیار یہ ہے کہ جو شرعی مسئلہ بزرگوں سے پہنچے اس کو بے چوں و چرا تسلیم کر لیا جائے۔ (۶)
- (۲۴) کم کھانا، کم بولنا اور کم سونا اور لوگوں سے الگ رہنے سے نفس تابع ہو جاتا ہے اس کی عادت ڈالو، وقت فرصت بہشتی زیور کے مسائل نماز، روزہ، حج، زکاۃ وغیرہ دیکھا کرو اور کچھ حصہ تذکرۃ الاولیاء یعنی بزرگوں کی تصنیف پڑھا کرو اور بدستور حضرات کے حلقہ میں جاتے رہو، ان شاء اللہ صراط مستقیم پر رہو گے۔ (۷)

(۱)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۲۵۔

(۲)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۲۸۔

(۳)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۴۵۔

(۴)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۵۰۔

(۵)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۵۱۔

(۶)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۵۲۔

(۷)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۵۳۔

(۲۵) رزاق کی تلاش کرو، رزق تمہیں خود بخود تلاش کرے گا۔ (۱)

(۲۶) اکثر لوگ دنیاوی اغراض لے کر بزرگوں کی خدمت میں پہنچتے ہیں کوئی اللہ کا بندہ اللہ کی رضا کے لئے نہیں آتا، اِلَّا مَا شَاءَ اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے اور اس پر عمل کی توفیق بخشے۔ (۲)

(۲۷) مولوی صاحب! خدائے تعالیٰ کی یاد میں اتنی لذت ہے کہ اس کا اندازہ بیان سے باہر ہے، جنسی لذت جس پر ساری دنیا مفتوں ہے کچھ بھی نہیں، خدا کی یاد کی لذت دیر پا ہوتی ہے۔ (۳)

(۲۸) مبلغ القرآن اور مبلغ الاسلام کبھی غریب نہ ہوگا۔ (۴)

(۲۹) تم خدا کے کام میں مصروف ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کی کفایت فرمائے گا۔ (۵)

(۳۰) شہر میں اللہ اللہ کرنے میں اتنا مزہ نہیں آتا جتنا جنگل میں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شہر میں لوگوں کے گناہوں کا دھواں اٹھتا ہے اس لئے وہ فیض کے آنے میں حائل ہو جاتا ہے۔ (۶)

(۳۱) زیادہ وعظ نہیں کرنا چاہئے، ورنہ لوگ واعظ کہنے لگیں گے اور باطنی فیض حاصل کرنے سے محروم رہ جائیں گے۔ (۷)

(۱)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۵۶۔

(۲)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۵۷۔

(۳)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۵۷۔

(۴)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۵۷۔

(۵)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۵۸۔

(۶)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۵۹۔

(۷)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۵۹۔

(۳۲) جتنا فائدہ ذکر اللہ کے بتانے سے ہوتا ہے اتنا وعظ کرنے سے نہیں ہوتا۔ (۱)
 (۳۳) مولوی صاحب! اگر آپ کا کوئی دوست ہو اور باطنی نعمت سے محروم ہو تو اس کو ضرور بالضرور ذکر قلبی تعلیم کیا کرو، یہ دوستی کا حق ہے چاہے وہ کتنا ہی بڑا آدمی کیوں نہ ہو، شرمایا نہ کرو۔ (۲)

(۳۴) جو عالم ظاہری علم پڑھ کر باطن کی طرف غور نہیں کرتا وہ ایک آنکھ والا ہوتا ہے (۳)
 (۳۵) مریدین ذکر اذکار کرتے ہیں کہ ان کو سنت نبوی ﷺ کی محبت ہو جائے اور جب تک یہ بات حاصل نہ ہو اس وقت تک مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ (۴)

(۳۶) دو آدمی باطنی فیض سے اکثر محروم رہا کرتے ہیں:
 ایک: مولوی دوسرا: مال دار

مولوی: اس لئے کہ وہ اپنے علم پر غور کرتا ہے۔

اور مال دار: اپنے مال پر ناز کرتا ہے۔

یہ لوگ اکثر اہل اللہ کو فریب باز تصور کرتے ہیں، لیکن اگر ان میں سے کوئی کامیاب ہو گیا تو اس سے بہت مخلوق خدا راہ راست پر آجاتی ہے۔ (۵)

(۳۷) شیطان سالک کی زبانی اس کا حال و خواب سن کر بہکانے کی زیادہ سعی کرتا ہے۔ (۶)

(۱)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۵۹۔

(۲)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۵۹۔

(۳)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۵۹۔

(۴)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۶۱۔

(۵)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۶۱۔

(۶)۔ حیات سعیدیہ: ص: ۱۶۳۔

(۳۸) بازاری کھانے سے قلب پر سیاہی آجاتی ہے۔ (۱)

(۳۹) توکل والے فقیروں کو نہ زبان سے سوال کرنا چاہئے اور نہ سوال کی صورت بنانی چاہئے اور سوالی بننے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کہیں سے کپڑا پھاڑ لیا یا جوتی ٹوٹی ہوئی پہن لی اور غریب جیسی خستہ صورت بنالی تاکہ لوگ محتاج سمجھ کر دے دیں، یہ سب توکل کے خلاف ہے اور فقیری کو بیچنا ہے، بل کہ اپنے آپ کو چھپائے رکھے تاکہ کسی پر فقیری کا راز ظاہر نہ ہو۔ (۲)

(۴۰) راضی برضار ہناہی اصل مقصد ہے۔ (۳)

ملفوظات

حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۱۳۸۱/۱۱/۱۷ - بمطابق: ۱۹۶۲/۴/۲۱)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا شاہ ابوالاحمد بھوپالی نقش بندی مجددی قدس اللہ سرہ
(۱) گھر میں بس اتنا ہی سامان ہونا چاہئے جس سے ضروریات زندگی آسانی سے پوری ہو سکیں کیوں کہ اس ساز و سامان کی طرف انسان کا دل مائل ہوتا ہے جس سے قلب میں غفلت اور موت سے وحشت پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں سوائے حسرت و یاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (۲)

(۱) - حیات سعیدیہ: ص: ۱۷۸۔

(۲) - حیات سعیدیہ: ص: ۱۷۹۔

(۳) - حیات سعیدیہ: ص: ۱۸۳۔

(۴) - حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی مکھنوی حیات و خدمات: ص: ۹۰-۹۱۔

(۲) اتباع سنت کا حرص اپنے دل میں پیدا کرنا چاہئے، نہ صرف عبادات میں بل کہ عادات میں بھی، مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، بولنے چپ رہنے اور استنجا و طہارت میں، غرضیکہ ہر حالت میں یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ان کاموں کو ہم اس طرح کریں جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔۔۔ اتباع سنت کا حرص جب کسی کے دل میں گھر کر لیتا ہے تو اس کو ایک خاص تعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہو جاتا ہے اور یہی تعلق اصل چیز اور تمام فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے اور ایسے شخص پر خاص رحمت خداوندی یہ ہوتی ہے کہ افعال اضطرابیہ میں بھی من جانب اللہ خلاف سنت حرکات سے اس کی حفاظت ہوتی ہے۔ (۱)

(۳) قرآن مجید سے اس بے تعلقی ہی کا نتیجہ ہے کہ نہ ہمارے عقائد ٹھیک رہے اور نہ اعمال، نہ ہم صحیح تبلیغ کر سکتے ہیں اور نہ کسی گمراہ کو راہ پر لاسکتے ہیں، جب ہم خود ہی اسلام کی حقیقت سے ناواقف ہو گئے تو دوسروں کے سامنے کیا پیش کریں گے، دین اسلام جو خدا پرستی کا حقیقی مرکز تھا وہاں آج لڑنے جھگڑنے کے سوا کوئی کام ہی نہ رہا، یہ آپس کے روزافزوں اختلافات ہی نہیں بل کہ نزاعات اور یہ نئے نئے فرقوں کی پیدائش اور ان کی نمائش سب قرآن کریم سے بے تعلقی کے ثمرات ہیں۔ (۲)

(۴) بے جان جسموں میں روح کا پیدا کرنا قرآن کریم کا خاص کام ہے اسی وجہ سے جا بجا قرآن مجید میں قرآن مجید کو، روح، اور حیات آفریں فرمایا گیا ہے، صحیح واعظ و معلم اور اصلی مناظر و مبلغ کا پیدا کرنا اس کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ (۳)

(۵) تصوف کا مقصد یہ بھی نہیں کہ غیب کی باتیں معلوم ہونے لگیں جس کو کشف کہتے ہیں، تصوف کا مقصد کرامات کا ظہور بھی نہیں ہے، کشف و کرامات کا ظہور بعض حضرات سے

(۱)۔ حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنؤیؒ حیات و خدمات: ص: ۱۰۴-۱۰۵۔

(۲)۔ حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنؤیؒ حیات و خدمات: ص: ۱۴۰-۱۴۱۔

(۳)۔ حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنؤیؒ حیات و خدمات: ص: ۱۴۵۔

ہوتا ہے اور بعض سے نہیں، جن سے نہیں ہوتا ان کے مرتبہ میں کچھ نقصان نہیں آتا اور جن سے ہوتا ہے ان کے مرتبہ میں کچھ زیادتی نہیں ہوتی۔ نیز تصوف کا مقصود حق تعالیٰ کا دیدار بھی نہیں، دیدار کا وعدہ تو ایمان والوں سے عالم آخرت میں ہے، اس دنیا میں ان آنکھوں سے دیدار الہی ہرگز نہیں ہوتا۔

۶) خوب سمجھ لینا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ تصوف کا مقصود سو اس کے اور کچھ نہیں کہ جن عقائد کی شریعت نے تعلیم دی ہے ان کا یقین پختہ ہو جائے اور وہ چیزیں معلومات کے درجہ سے ترقی کر کے مشہودات کے درجہ میں آجائیں اور جب یہ عقائد اس درجہ پختہ ہو جائیں گے تو ظاہر ہے کہ اعمال شرعیہ کی پابندی سہل ہو جائے گی اور تمام کاموں میں اخلاص پیدا ہو جائے گا یعنی سوارضائے الہی کے کسی کام کا اور کچھ مقصود نہ ہوگا۔ (۱)

۷) ایک خاص بات طریقہ نقشبندیہ میں یہ بھی ہے کہ یہ طریقہ بالکل فقہ حنفی کے مطابق ہے چنانچہ اس طریقہ کے لوگوں کو فقہ حنفی کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا پڑتا جیسے: ذکر جہر وغیرہ۔ اس مطابقت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس طریقہ کے اکابر سب کے سب حنفی تھے بل کہ ان کا شمار فقہائے حنفیہ میں ہوتا ہے۔ لطف بالائے لطف یہ ہے کہ دوسرے ائمہ کے مقلدین یعنی شافعی، مالکی اور حنبلی حضرات کو بھی اس طریقہ میں داخل ہونے کے بعد اپنی اپنی فقہ کے خلاف کسی عمل کے کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ (۲)

۸) اللہ تعالیٰ کی یاد سے کسی وقت غافل نہ رہنا چاہئے، اللہ کی یاد جب کسی دل میں پیدا ہو جاتی ہے تو وہ دل پاک ہو جاتا ہے اور پھر اس میں سوا اللہ کی محبت کے کسی دوسری چیز کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور باطن سے تمام نجاسات خود بخود دور ہو جاتی ہیں۔ (۳)

(۱)۔ حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنؤیؒ حیات و خدمات: ص: ۸۷۔

(۲)۔ حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنؤیؒ حیات و خدمات: ص: ۹۷۔

(۳)۔ حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنؤیؒ حیات و خدمات: ص: ۱۸۱۔

(۹) طریقہ نقشبندیہ میں پیر کی محبت و صحبت بہت ضروری ہے، اپنے پیر سے جتنی زیادہ محبت ہوگی اتنی ہی جلد کام بنے گا، جب پیر سے محبت ہوگی تو پیر کی صورت بھی ہر وقت دل میں رہے گی، اسی کو تصور شیخ کہتے ہیں، ذکر کے وقت تصور شیخ اکسیر اعظم ہے۔ (۱)

(۱۰) شروع میں اپنے ارادہ اور کوشش سے ذکر ہوتا ہے اس حالت کو (اصطلاح میں) یاد کرد، کہتے ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دل جاری ہو جاتا ہے تو بے ارادہ و بے اختیار ہر وقت دل اس نام پاک کو لیتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ شخص دل کو ذرا دیر کے لئے بھی خاموش کرنا چاہے (بھی) تو نہیں کر سکتا، اس حالت کو (اصطلاحاً) یادداشت کہتے ہیں۔ (۲)

(۱۱) ذکر کی پابندی میں بڑی برکت ہے، تھوڑا کام پابندی سے کیا جائے تو اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ بہت سا کام بغیر پابندی کے کیا جائے۔ (۳)

(۱۲) خدا کے لئے اب اپنے اوقات کا مضبوط نظام قائم کریں، اسی وقت میں آدمی بہت کچھ کر سکتا ہے، روزانہ اپنا حساب لیا کریں کہ آج نظام کے خلاف تو نہیں ہوا اگر ہوا تو کیوں؟ ان شاء اللہ اگر اوقات تقسیم کر کے نظام قائم کر لیا تو نمایاں ترقی ہر چیز میں خصوصاً حالت باطنی میں آپ محسوس کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے کہ وہ کسی کے اوقات میں نظم اور برکت عطا کرے۔ (۴)

(۱۳) بزرگوں کے حالات پڑھنے سے ضرور ان شاء اللہ ان کی محبت اور ان کے ساتھ روحانی نسبت پیدا ہوگی اور یہی مقصود بھی ہے مگر اس کے ساتھ ذکر بھی بطریق معلوم روزانہ ہو جائے تو ان شاء اللہ پورا فائدہ ہوگا۔ (۵)

(۱) - حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنؤی حیات و خدمات: ص: ۱۸۳۔

(۲) - حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنؤی حیات و خدمات: ص: ۱۸۴۔

(۳) - حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنؤی حیات و خدمات: ص: ۱۸۹۔

(۴) - حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنؤی حیات و خدمات: ص: ۱۸۹۔

(۵) - حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنؤی حیات و خدمات: ص: ۱۹۰۔

(۱۴) دنیا سے جانا تو سب کو ہے مگر موت سے ڈرنا نہ چاہئے، ہاں! اپنے گناہوں کا خوف ضرور ہو لیکن اس کے ساتھ اللہ کی رحمت کی وسعت اور بزرگان دین کے توسل سے قوی امید ہے کہ مشکل آسان ہو جائے گی۔ موت کی یاد تو بڑی عمدہ چیز ہے۔۔۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ آخرت کے کاموں میں توجہ زیادہ دیں۔ (۱)

(۱۵) نماز و جماعت میں تو آپ سب کا اہتمام ایسا ہونا چاہئے کہ غیر مسلم بھی یہ دیکھ کر سمجھ لیں کہ اس قوم کا مقصد زندگی محض عبادت الہی ہے۔ (۲)

ملفوظات

حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتوی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۴/۱۱/۱۳۸۸ - ۲۳/۱/۱۹۶۹)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں قدس اللہ سرہ

(۱) قرآن وحدیث اور فقہ کو اپنا مقصد بناؤ۔ (۲)

(۲) اپنی زندگی کا مقصد قرآن اور حدیث کا سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا بنانا چاہئے۔ اس لئے کہ دین سیکھنے اور سکھانے کا نام ہے۔ (۳)

(۳) علمی تحقیق سے زیادہ ضرورت ادب کی ہے۔ بل کہ بزرگان سلف اور اپنے اساتذہ ومشائخ کا ادب کرنے سے اللہ تعالیٰ تحقیق کی شان بھی عطا فرمادیتے ہیں اور بزرگان سلف

(۱) حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنؤی حیات و خدمات: ص: ۱۹۱۔

(۲) حضرت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنؤی حیات و خدمات: ص: ۱۹۲۔

(۳) مجالس غور غشتوی: ص: ۳۔

(۴) مجالس غور غشتوی: ص: ۳۔

- کادب چھوڑ کر جو تحقیق کی جائے اس میں لغزش اور غلط فہمی کا بڑا خطرہ ہے۔ (۱)
- (۴) دین تین چیزوں سے خراب ہوتا ہے: شرک، بدعات اور کتمان حق۔ (۲)
- (۵) عارفین جو بھی عمل اور عبادت کرتے ہیں تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرتے ہیں۔ (۳)
- (۶) بزرگوں اور اولیاء اللہ کے نزدیک بوقت عبادت جنت مطہر نظر نہیں ہوتی بل کہ صرف ذات باری تعالیٰ اور اس کی رضا ان کا مقصود اور مطلوب ہوتی ہے۔ (۴)
- (۷) عارف باللہ کا اصل مقام یہ ہے کہ اس کی نظر نہ دنیا کی زینت پر ہو اور نہ آخرت کی نعمتوں پر بل کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا مطلوب بنا لے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مل جائیں تو دونوں جہاں کی نعمتیں اور خوشیاں بھی حاصل ہو جائیں گی۔ (۵)
- (۸) دین کو لوگوں کا تابع مت کرو، بل کہ لوگوں کو دین کا تابع کرو۔ (۶)
- (۹) عالم دین کی عزت اس میں ہے کہ علم کے ساتھ ساتھ اس میں تقویٰ بھی ہو اس لئے کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کے بغیر علم کچھ بھی نہیں۔ (۷)
- (۱۰) جس طرح مقناطیس میں لوہے کو کھینچنے کا اثر ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علمائے حق اور اولیائے کرام کی صحبت میں اثر رکھا ہے۔ (۸)

(۱)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۴۔

(۲)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۴۔

(۳)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۵۔

(۴)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۶۔

(۵)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۶۔

(۶)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۷۔

(۷)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۷۔

(۸)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۹۔

(۱۱) علمائے حق اور اولیاء اللہ یہ حقیقت میں دنیا اور اہل دنیا کے لئے روشنی کے بینار ہیں اور زمین کا حسن اور زینت ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے ملانے والے ہیں۔ (۱)

(۱۲) رضا بالقضا اور قناعت بڑی مبارک صفت ہے اور اس کے مقابلے میں حرص نہایت تباہ کن خصلت ہے حرص اور لالچ سے بچنا چاہئے۔ حلال رزق پر قناعت و صبر کرنا اور راضی ہونا بڑی سعادت ہے۔ حرام رزق اور حرام دولت سے اجتناب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ہمارے اسلاف کرام تو مشتبہ رزق و مال سے بھی بڑی شدت سے اجتناب کرتے تھے۔ (۴)

(۱۳) حرام رزق و مال، دنیا و آخرت میں موجب آفات و باعث عذاب ہے۔ آج کل اکثر مسلمانوں کے دل مسلسل حرام کھانے، پینے سے شدید زخمی اور سخت سیاہ ہو چکے ہیں۔ (۳)

(۱۴) جب تم کسی آدمی میں تین صفات دیکھو تو تم اس کے سچا ہونے اور عارف باللہ ہونے کی گواہی دو۔

پہلی صفت یہ کہ وہ آدمی مال و دولت کو محبوب نہ رکھتا ہو۔
دوسری صفت یہ کہ اس کا دل دوسو کھی روٹیوں پر مطمئن ہو جاتا ہو۔
اور تیسری صفت یہ کہ اس کا دل لوگوں سے جدا ہو (یعنی بلا ضرورت لوگوں کے ساتھ اختلاط سے پرہیز کرتا ہو)۔ (۴)

(۱۵) بعض لوگ اپنے آپ کو زاکر، شاعر، بل کہ صوفی بھی کہتے ہیں اور نوافل و مستحبات

(۱)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۹-۱۰۔

(۲)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۱۴۔

(۳)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۱۴۔

(۴)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۱۶۔

کا بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں لوگوں پر تنقید کرتے ہیں لیکن خود فرائض و واجبات سے غافل رہتے ہیں۔ وہ خود فرائض و واجبات کا اس قدر اہتمام نہیں کرتے جس قدر اہتمام نقلی عبادات کا کرتے ہیں۔ یہ جاہ پرستی ہے۔ ان لوگوں کو ذکر اللہ کی حقیقت حاصل نہیں، ورنہ جن لوگوں کو ذکر اللہ میں کمال حاصل ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہتے ہیں اور فرائض و واجبات کا خوب اہتمام کرتے ہیں اور حرام سے بچنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ (۱)

(۱۶) اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو ایک لمحہ بھی غفلت نہیں ہوتی کہ ان کی ظاہری عبادات تو اپنے اپنے اجر و ثواب حاصل ہی کریں گی، یہ ہر وقت کا ذکر و فکر پوری زندگی کے اوقات میں ستر (۷۰) گنا مزید بڑھا رہا ہے۔ (۲)

(۱۷) اللہ تعالیٰ کا ذکر دل کو نرم و روشن اور اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کر دیتا ہے اور اچھے اخلاق و جذبات سے دل کو سنوارتا ہے ذکر کے نور سے ذکر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص نسبت و تعلق پیدا ہو جاتا ہے جس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور اس کے قرب کو اپنا مقصد بنا لیتا ہے۔ (۳)

(۱۸) میرے عزیزو! اخروی اجر و ثواب کا شوق پیدا کرنے کے وسائل بہت ہیں۔ مثلاً عبادت، کثرت تلاوت قرآن کریم۔ احادیث نبوی، دینی کتابوں، ذکر اللہ کی کثرت، موت کو کثرت سے یاد کرنا اور منازل آخرت کو کثرت سے یاد کرنا وغیرہ۔ مگر سب سے زیادہ مؤثر

(۱)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۲۴۔

(۲)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۲۵۔

(۳)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۲۹۔

ذریعہ صالحین کی مجلس اور اولیاء اللہ کی صحبت ہے۔ (۱)

(۱۹) میرے عزیزو! علماء کاملین و عارفین کا اجماعی فیصلہ ہے کہ دل کے علاج کا سب سے بہتر اور مؤثر ذریعہ یہ ہے کہ: اولیاء اللہ اور علما حق کی صحبت اختیار کی جائے اور ان کی مجالس و محافل میں بطور عقیدت و محبت کثرت سے شرکت کی جائے۔ (۲)

(۲۰) صحبت صالحین اور شیخ کامل کی اچھی تربیت کی برکت سے مختصر مدت میں طالبین و مریدین و مجبن کے دلوں میں کامل اخلاص پیدا ہو کر اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ان کے سینے منور ہو جاتے ہیں اور ظاہری اعضا طاعت و حسنات میں مشغول ہو کر قلبی اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے آئینہ بن جاتے ہیں۔ پھر اگر اخلاص قلبی و معرفت باطنی و طاعات ظاہری میں خوب ترقی نمودار ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے خصوصی کرامات سے نوازتے ہیں۔ (۳)

(۲۱) جس کے قلب میں اللہ کی اور دین کی عظمت ہو یہ ضرور ایک روز رنگ لا کر رہتی ہے، خالی نہیں جاتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت اور بڑی دولت ہے۔ (۴)

(۲۲) مخلصین اور کاملین کے پاس جو دنیا ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے وہ اسے اپنے پاس رکھتے ہیں، چنانچہ وہ اس میں مال کا نہ تصرف نہیں کرتے بل کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے وہاں صرف کرتے ہیں۔ (۵)

(۲۳) جن بندوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک اور مقبول بندوں کے فیض صحبت سے دین کی خوش فہمی عطا فرمائی ہے ان کا قلب سلیم رنج و تکلیف کی حالت میں بھی اپنے رب سے راضی

(۱)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۳۴۔

(۲)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۷۷۔

(۳)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۳۸۔

(۴)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۴۶۔

(۵)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۵۰۔

رہتا ہے اس وقت وہ بندے دین کی اس سمجھ سے کام لیتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ یہ دنیا شفا خانہ ہے اور ہم سب مریض ہیں، طبیب کبھی مریض کو حلوہ کھلاتا ہے اور کبھی تلخ دوائیں پلاتا ہے اور دونوں حالتوں میں مریض ہی کا نفع ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ حکیم بھی ہے، حاکم بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔ پس ہمارے اوپر تقدیر الہی سے جو حالات بھی آتے رہتے ہیں خواہ راحت کے ہوں یا تکلیف کے، ہر حال میں ہمارا نفع ہے۔ (۱)

(۲۴) فسوس آج کل کے مسلمان حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے، اسی وجہ سے مسلمانوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ عبادتیں بے اثر ہیں۔ فتنوں اور آفتوں و مشکلات میں مبتلا ہیں۔ (۲)

(۲۵) اس زمانے میں مسلمان بڑی غفلت کے شکار ہیں، اخروی زندگی کی مسرات، راحتیں، خوش حالیاں اور اخروی اجر و ثواب کے حصول کا انہیں شوق نہیں ہے۔ شب و روز دنیوی مسرات و خواہشات کی تحصیل میں مشغول ہیں۔ اس طرح وہ اس قیمتی زندگی کو بے فائدہ و فانی کاموں میں ضائع کر رہے ہیں۔ موت کے وقت ان کی یہ غفلت زائل ہو جائے گی اور خواب غفلت سے بیدار ہو کر انہیں یہ یقین ہو جائے گا کہ نہ مسرات دنیا باقی ہیں اور نہ دنیوی بزم بہار باقی ہیں اور نہ دل کش رنگ لیل و نہار باقی ہیں۔ وہ مجسم حسرت و ندامت بنے ہوئے باچشم خوں فشاں گریاں ہوں گے۔ مگر بے وقت ندامت و حسرت سے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا (۳)

(۲۶) میرے عزیزو! بزرگوں کی باتیں کرنے اور سننے میں بہت ہی خیر و برکت ہوتی ہے۔ (۴)

(۱)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۸۵۔

(۲)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۹۰۔

(۳)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۹۶۔

(۴)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۱۲۶-۱۲۷۔

(۲۷) میرے عزیزو! تمام اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ: حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قبر اور برزخ میں زندہ ہیں اور ان کی زندگی حضرات شہداء کی زندگی سے بھی اعلیٰ اور ارفع ہے۔ (۱)

(۲۸) گناہ چھوڑنے کی ایک اہم تدبیر یہی ہے کہ روزانہ ایک وقت مقرر کر کے سوچے کہ میں مر چکا ہوں قبر میں سوالات ہو رہے ہیں پھر قیامت میں سب کے سامنے پوچھ ہو رہی ہے عذاب کا اندیشہ ہے۔ بل کہ جب آسمان پر نظر پڑے تو جنت کا تصور کرے کیوں کہ وہ آسمان پر ہے اور جب زمین پر نظر پڑے تو سوچے کہ میرے پاؤں کے نیچے نامعلوم کتنے ذن ہیں۔ (۲)

(۲۹) حق تعالیٰ نے ہمیں اہل حق کا مسلک عطا فرمایا ہے الحمد للہ علی ذلک اس مسلک پر مضبوطی سے قائم رہ کر اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔۔۔۔۔ اس کا طریق یہ ہے کہ اپنے اساتذہ اور اکابر دین سے تعلق رکھنا چاہئے۔ (۳)

(۳۰) فارغ ہو کر کسی نہ کسی دینی کام میں لگ جانا چاہئے۔ یہ نہ سوچے کہ کسی بڑے مدرسہ کا شیخ الحدیث لگایا جائے تو کام کروں گا ورنہ نہیں۔ ڈی سی کی جگہ بھی مل رہی ہو اور مؤذن کی جگہ بھی تو میرے نزدیک مؤذن کی جگہ بہتر ہے امام تو گورنری سے بہتر ہے۔ تدریس صدر پاکستان کے عہدہ سے اونچی ہے۔ مفتی اور شیخ باطن کے اونچے مقام کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ہے تنخواہ لینے سے ثواب میں کمی نہیں آتی جب کہ اصل نیت دین کی خدمت کی ہو اس لئے یہ ہرگز نہ سوچیں کہ کاروبار کے ساتھ ایک دو گھنٹہ پڑھا دیا کریں گے اس میں عموماً ناکامی ہوتی ہے۔ (۴)

(۱)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۱۵۶۔

(۲)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۱۸۵۔

(۳)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۱۸۸۔

(۴)۔ مجالس غور غشتوی: ص: ۱۸۸۔

ملفوظات

شیخ المشائخ حضرت مولانا عبد الغفور المدنی العباسی قدس اللہ سرہ
(متوفی: یکم ربیع الاول: ۱۳۸۹ - بمطابق ۱۸ مئی ۱۹۶۹)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی ودیگر قدس اللہ اسرار ہم

(۱) طالب مولا کے لئے رزق حلال کمانا بہت ضروری ہے۔ (۱)

(۲) اپنے مربی روحانی کے تو ایک لفظ کو بھی قرب الہی کا بحر خیال کرنا چاہئے اور مربی روحانی کی طبیعت پر اپنی خواہشات کو قربان کر دینا چاہئے، بل کہ اپنی خواہشات کی تاکید کرنا خلاف ادب شمار ہوتا ہے۔ (۲)

(۳) طالب کو اپنے شوق اور محبت کا اظہار کرنا لازم ہے لیکن شیخ سے جواب نہیں طلب کرنا چاہئے اگر وہ جواب دے دے تو یہ اس کی شفقت ہے۔ (۳)

(۴) ختم شریف جو اپنے مشائخ کرام سے معمول ہے، اس میں طالب کو فائدہ ہے اپنی طرف سے زیادہ یا کم کرنے سے فیض میں نقص آجاتا ہے لہذا کم و بیش نہیں کرنا چاہئے۔ (۴)

(۵) ہر سبق میں جتنے زیادہ دن مشق کی جاتی ہے اتنا ہی پختہ ہوتا ہے اور آئندہ کی ترقی کا باعث ہوتا ہے۔ (۵)

(۱)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۵۵۔

(۲)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۶۱۔

(۳)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۶۱۔

(۴)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۶۴۔

(۵)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۷۱۔

(۶) صوفیا کرام کا مسلک یہ ہے کہ کسی کی برائی کی طرف نظر نہ کرے اگر کوئی کچھ تکلیف بھی پہنچائے تو اس کو بھی اللہ ہی کی طرف سے سمجھے اور صبر کرے اور اس سے انتقام لینے کا خیال نہ کرے بل کہ اس کو معاف کر دے اور اس کے لئے ہدایت کی دعا کرے۔ (۱)

(۷) طالبِ مولا کو شیطان قسم قسم کے فریب و دھوکے سے رکاوٹ اور تنزیلی کی کوشش کرتا ہے۔ (۲)

(۸) جو چیز اخلاص سے ہو، اس کا ضرور ملتا ہے۔ (۳)

(۹) توکل تو اسباب پر ہوتا ہے بغیر اسباب کے توکل تو صحابہ کرامؓ نے بھی نہیں کیا، تو ہم اور آپ کیسے کر سکتے ہیں؟۔۔۔ (۴)

(۱۰) رابطہ شیخ جس قدر قوی ہوتا ہے، فیوض الہی بھی اس قدر زیادہ ہوتے ہیں، نماز میں بھی بلا اختیار خیال آجائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مبتدی کو قوت محبت کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے۔ (۵)

(۱۱) اس طریق میں سالک کو جب کچھ کیفیات، حالات یا اچھے خواب نظر آنے لگتے ہیں، تو طبعی طور پر وہ ان چیزوں کو زیادہ اہم سمجھنے لگتا ہے، اور شرعی احکامات کی اہمیت اس کی نظر میں زیادہ نہیں رہتی، یہ زبردست دھوکہ ہے، ان میں سے کسی چیز کو قرب خداوندی میں کوئی دخل نہیں ہے، یہ کیفیات مقصود نہیں، صرف ذریعہ ہیں، اور محمود ہیں، بشرطیکہ طالب کو اتباع شریعت میں سہولت پیدا فرمادیں ورنہ کچھ نہیں۔ (۶)

(۱)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۷۱۔

(۲)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۷۳۔

(۳)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۹۸۔

(۴)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۱۲۲۔

(۵)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۱۳۵۔

(۶)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۱۴۳۔

(۱۲) جماعت ذاکرات کو مسجد یا مدرسہ میں جمع ہونا غیر مناسب ہے، کیوں کہ کسی کو جذبہ ہو جائے اور بے اختیاری آواز نکل جاوے، اجنبی مرد کو سننا ناجائز ہے۔ دوسرے مخالفین کو لب کشائی کا موقع ملتا ہے، لہذا مسکین کی رائے یہ ہے کہ ذاکرات کو جمع ہونے سے منع کیا جاوے اور ان کو اپنے اپنے گھر میں ذکر، مراقبہ کرنے کا حکم دیا جائے۔ یہی مناسب ہے۔ (۱)

(۱۳) اتباع شریعت و دوام ذکر پر قائم رہو، مقامات میں ان شاء اللہ ترقی ہوتی رہے گی۔ (۲)

(۱۴) نفس کی اصل غذا شہوت اور غفلت ہے اور غفلت و شہوت سبب ہے صدور معاصی کا، جب آپ ذکر قلبی کرو گے ان شاء اللہ تعالیٰ بتدریج غفلت و شہوت زائل ہوگی اور دل میں سکون اور طمانیت پیدا ہوگی آپ ذکر قلبی کو مدامت سے کریں، اگر چہ تھوڑا ہو، اور رابطہ محبت اس فقیر کے ساتھ قائم رکھیں۔ (۳)

(۱۵) بزرگوں نے لکھا ہے کہ: طریقت سولہ آنہ ہے، پندرہ آنے رابطہ محبت ہے اور ایک آنہ سب ذکر واذکار ہے۔ (۴)

(۱۶) ہمت کرو، اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہو، بہتر عبادت مسلمانوں کی اصلاح ہے، اختلافات سے دور رہو، صحیح راستے پر مخلوق خدا کو لگا دو۔ (۵)

(۱۷) کوشش کرو اپنے ذکر و فکر میں مشغول رہو، اوقات کو ضائع مت کرو، مرنے کے بعد جو وقت غفلت میں گزرا ہو اس پر انسان پشیمان ہوتا ہے، مگر ہاتھ آتا نہیں۔

(۱)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۱۵۳۔

(۲)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۱۶۹۔

(۳)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۰۶۔

(۴)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۰۶۔

(۵)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۱۲۔

ابھی ہوشیار ہو جاؤ تاکہ وہاں پشیمانی نہ ہو، دنیا میں عزت، دولت سے ہے آخرت میں عزت اعمال صالحہ سے ہے، اگر انسان یہاں کی عزت کے لئے سرگرداں ہو تو وہاں کی عزت سے کیوں بے فکر ہو۔ (۱)

(۱۸) جس طریقت سے اتباع شریعت مقدسہ کا ذوق و شوق اور سنتوں کو اختیار کرنے کی تڑپ نہ پیدا ہو وہ باطل ہے۔۔۔ اگر طالب مولیٰ ہوشیار اور بے دار نہ رہے تو شیطان اس کو ان ہی کیفیات اور انکشافات میں الجھا کر رکھ دیتا ہے اور شریعت مقدسہ کے اتباع کی اہمیت کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ یہ حجابات نورانی کہلاتے ہیں، جس سے طالب مولا کا ایمان بھی خراب ہوتا ہے اور وہ ضلالت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ اور مامون رکھے۔ (۲)

(۱۹) عزیز و برائیاں دیکھنے کے لئے اپنا نفس کافی ہے، جس وقت انسان میں اپنے نفس کی گندگیوں اور بیماریوں کا شعور و احساس پیدا ہو جاتا ہے تو پھر دوسرے کے عیبوں کی چھان بین کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی اس کو تو اپنے ہی گناہوں کا غم کافی ہے قبر میں بھی ہم سے ہماری ہی خامیوں کی باز پرس ہوگی، دوسروں کے بارے میں ہم سے ہرگز نہیں پوچھا جائے گا، یہی معرفت نفس ہے جو معرفت رب کا ذریعہ بنتی ہے، اسی سے انسان میں تکبر مٹتا ہے اور تواضع پیدا ہوتی ہے اسی سے رجوع الی اللہ کا ملکہ حاصل ہوتا ہے اور دوسروں پر شفقت پیدا ہوتی ہے، زندگی اور دنیا کی بے ثباتی انسان کو اپنی آنکھوں سے نظر آنے لگتی ہے اس کے ہر فعل کا مقصد رضائے الہی ہوتا ہے اور وہ خلوص کی دولت سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ (۳)

(۲۰) دوستو! ہر چیز کی ایک روح ہوتی ہے، جسم کی روح تو سب کو معلوم ہی ہے لیکن روح کی بھی روح ہے اور وہ علم ہے اور علم کی بھی روح ہے اور وہ عمل ہے، عمل کی بھی روح ہے اور

(۱)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۲۲۔

(۲)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۲۵۔

(۳)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۲۹۔

وہ اخلاص ہے، بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول بارگاہ نہیں ہوتا اور اس اخلاص کی بھی روح ہے اور وہ ہے عدم رویت اخلاص فی اخلاص یعنی آدمی خود کو مخلص نہ سمجھے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کی دولت سے نوازے۔ آمین۔ (۱)

(۲۱) ہمارے بزرگوں کا کہنا ہے کہ: شیخ کے اندر تواضع زمین کی طرح ہونی چاہئے، سخاوت دریا کی طرح اور شفقت آفتاب کی طرح، کہ گھر گھر جا کر فیض پہنچاتا ہے۔ (۲)
(۲۲) سارے وظائف و معمولات کا خلاصہ یہی ہے کہ صفاتِ رذیلہ کا ازالہ ہو اور انسان میں اخلاقِ حمیدہ پیدا ہوں، یہی فنا و بقا ہے اگر یہ نہیں ہے تو ہزار آدمی ہوا میں اڑے اور پانی پر چلے کچھ نہیں ہے۔ (۳)

(۲۳) سالک اور طالبِ مولا کو چاہئے کہ اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اپنے ہر عمل میں توکل سے کام لے۔۔۔ مخلوق سے عزت و ذلت کا خیال نہ کرے۔ (۴)
(۲۴) زندگی کے ہر عمل کو اپنے کا ہمارے پاس بس ایک ہی پیمانہ ہے اور وہ شریعتِ مقدسہ ہے، طریقت بھی شریعت ہی کی خادم ہے۔ (۵)

(۲۵) کسی سالک کو اچھے سے اچھے خواب نظر آئیں اور اس کے اندر کیسی ہی کیسی بہتر سے بہتر کیفیات پیدا ہوں لیکن اگر اس کو اپنے ہر فعل میں شریعت کے اتباع کا ذوق و شوق پیدا نہیں ہوا ہے تو یہ سب تیج ہے، استدرج ہے، اور شیطان کا زبردست دھوکہ ہے اس کو چاہئے کہ توبہ استغفار کرے اور اپنے عقائد کی تصحیح کرے۔ (۶)

(۱)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۲۹-۲۳۰۔

(۲)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۳۰۔

(۳)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۳۰۔

(۴)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۳۰-۲۳۱۔

(۵)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۳۱۔

(۶)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۳۱۔

(۲۶) سالک پر کوئی مقام ایسا نہیں آتا کہ شریعت مقدسہ کی پابندی اس کے اوپر سے ساقط ہو جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ فرمانے تک اسی شریعت مقدسہ کے خود بھی پابند رہے اور اپنے صحابہ کرامؓ کو بھی اس کی تعلیم فرماتے رہے۔ (۱)

(۲۷) دنیا فانی ہے، حیات مستعار ہے، چند لحظات ہے، زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے، موت سر پر کھڑی ہے، یکا یک حملہ کرے گی اور دنیا کی سب چیز یہاں ہی رہ جائے گی، اس وقت سوائے عبادت، بندگی اور ذکر الہی کے دوسرا کوئی چیز کام نہیں آئے گا۔ (۲)

(۲۸) ہر مسلمان پر واجب ہے کہ حلال روزی کے لئے دنیاوی کاروبار مختصر کر کے ہمیشہ عبادت، بندگی اور ذکر و فکر میں پابندی کے ساتھ مشغول رہے۔ (۳)

(۲۹) ذکر کی پابندی سے دنیا میں دل روشن ہوگا، مرنے کے بعد قبر روشن ہوگا، بہشت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا اور ہر کام میں خیر و برکت ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (۴)

(۳۰) پابندی کے ساتھ ذکر کرنے سے دل میں صفائی ہوتی ہے، حق و باطل کی تمیز ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت کا حساب کا خیال ہوتا ہے، اس وقت دوسرے کی حق تلفی نہیں کر سکتا، کیوں کہ دوسرے کی حق تلفی سے آخرت میں نیکیاں بردباد ہو جائیں گی، بندہ کا حق اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرے گا۔ (۵)

(۳۱) معاملات کو شریعت کے مطابق رکھو، غیبت سے بچو، جھوٹ سے بچو، خدا کا بہت فضل ہوگا۔ (۶)

(۱)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۳۱۔

(۲)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۳۴۔

(۳)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۳۴۔

(۴)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۳۴۔

(۵)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۳۵۔

(۶)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۴۰۔

(۳۲) تصوف اڑنے اڑانے اور کشف و کرامات کا نام نہیں، تصوف استقامت علی شریعت کا نام ہے۔ (۱)

(۳۳) ہزاروں کشف، کرامات، نبی ﷺ کی ایک سنت کی استقامت پر قربان ہے۔ (۲)

(۳۴) طریقت خدا تک پہنچانے والی رستہ ہے اور اس رستہ پر وہ چلیں گے کہ وہ خدا کے طالب ہوں، دنیا کا طالب تماش بین اس راہ خیر سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔ (۳)

(۳۵) جب لوگوں کو دین حق کی ترغیب دیں تو شریعت کی پابندی اور اتباع سنت کی طرف خاص طور پر دھیان رکھیں، آج کل لوگوں کی توجہ اس طرف سے ہٹتی جا رہی ہے (۴)

ملفوظات

حضرت خواجہ مولانا عبدالمالک قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۱ شعبان ۱۳۹۳ھ - ۱۰/۹/۱۹۷۳ء)

خلیفہ مجاز

حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی قدس اللہ سرہ
(۱) علم شریعت کے دو بطن ہیں: ظاہر و باطن۔ یعنی شریعت و معرفت دونوں ایک چیز ہیں۔ یعنی ظاہریت کا نام شریعت ہے اور باطن کا نام معرفت ہے۔ (۵)

(۱)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۴۲۔

(۲)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۴۳۔

(۳)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۴۳۔

(۴)۔ مکتوبات غفوری: ص: ۲۵۴۔

(۵)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۸۷۔

(۲) جیسے جسدِ غصری کے لئے روح کا ہونا لازمی و ضروری ہے، ایسے ہی علمِ شریعت کے لئے علمِ روحانی کا ہونا لازم ہے۔ بغیر شریعت کے معرفت مصنوعی بے کار ہے اور ایسی معرفت بغیر شریعت کے بے کار ہے، تو شریعت و معرفت لازم و ملزوم ہیں اور ایسے ہی ظاہری علمِ شریعت کا پڑھنا ایک وجود کو قائم کرنا ہے اور حقیقت کا علم پڑھنا مثل روح کے ہے۔ یعنی علمِ شرعی کا باطن ہے علمِ حقیقت و معرفت دونوں بھائی بند ہیں، ایک دوسرے سے ان کو جدا کرنا اور سمجھنا الحاد اور بے دینی ہے۔ (۱)

(۳) اے سالک! اٹھ توبہ کر، نیکی کر، ظاہریت کو باطنیت سے منور و مزین کر، قال سے حال کی جست جو کر، علمِ قالی سے علمِ حالی طلب کر، دربارِ غفوریت میں درخواست کر، عاجزی و زاری کر، اللہ والوں کا اتباع کر، ان کے نقشِ قدم پر چل، ان کا درمل (یعنی ان کی دلیلیز کو مضبوطی سے تھام) نفس و خواہشات نفسانی کو کچلنا، حیاتِ اخروی کو حیاتِ دنیوی پر غالب کرنا، قرآنی ہدایت پر عمل کرنا، خدا ہی سے خوف و ڈر کرنا، اعمالِ صالحہ دینیہ کو گناہوں پر غالب کرنا، شوقِ لقاءِ رب و شوقِ محبتِ محبوبِ رب کا کرنا، تیرے بس کی بات ہے۔ (۲)

(۴) علمِ حال کے دو درجے و قسم ہیں: ایک ادنیٰ اور دوسرا قوی و افضل۔ جیسے کوئی انسان جاہل، زہد و تقویٰ و پرہیزگاری و پابندیِ صوم و صلاۃ کی کرنے لگے اور اعمالِ صالحہ میں زاہد و عابد بن جائے۔ من وجہ ادنیٰ درجہ کا اس کو بھی علمِ حال والا کہیں گے یا تھوڑے علم والا عالم و مولوی نیکو کاری میں کمر بستہ ہو کر عامل بالقرآن قدرے ہو جانے والا مبلغِ اسلام کہلانے لگے اور مسائلِ ضروریہ دینیہ کی تعلیم لوگوں کو دینے لگے اور قدرے خشیت کا بھی مالک بن جائے تو یہ بھی علمِ حال والا ہے۔ ان دونوں درجوں والوں کو غافل عن الطریقت و الحقیقت ضرور کہیں گے اور ناقص علمِ حال والے کہیں گے۔

(۱) - مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۸۷-۸۸۔

(۲) - مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۱۰۸۔

افضل وعلیٰ درجہ علم حال کا یہ ہے کہ عالم قرآن پورا ہو اور عامل بر شریعت پورا ہو اور کامل درزہ دہد تقویٰ ہو اور صاحب تزکیہ و خشیت و خاشعت ہو اور واقف لطائف ستہ ہو کر اپنے نفس امارہ پر قاهر و غالب ہو، عشق سے واقف کار ہو کر عاشق ہو اور سلوک میں سالک ہو کر جویان معرفت رب ہو اور تارک الدنیا جیفہ کا ہو اور طالب مولیٰ ہو۔ (۱)

(۵) صاحب حال بننا ہے تو اول بیعت پیر کامل سے حاصل کر، یعنی اول عباد اللہ کی غلامی میں دخول نام کر اگر پھر حال کا متلاشی بن، دخول فی عباد اللہ ضروری و لازمی ہے۔ (۲)

(۶) شرعی لحاظ سے اہل تصوف مردانہ خدا کے لئے طلب کے بعد توبہ مرحلہ اولیٰ ہے۔ جب طلب صادق پیدا ہوتی ہے تو توبہ اس طلب کو مضبوط کرتی ہے اور طالب کو صحیح راستہ پر چلنے میں مدد دیتی ہے، توبہ صادق ہی تائب کو قرب خداوندی دلاتی ہے اور شیطانی و افعال شیطانی سے دوری نصیب ہوتی ہے۔ (۳)

(۷) تصوف کے یہ معنی نہیں کہ تم اسباب و ذرائع کو چھوڑ کر بے کار بیٹھ جاؤ، غیر متحرک اور جامد و سخت ہو جاؤ، نہیں نہیں، بل کہ تصوف تیز سے تیز تر اور زیادہ نقل حرکت کرنا سکھاتا ہے۔ صوفی سے زیادہ اور کون سیرج الحریکت ہوگا؟ جس کا پہلا قدم عرش معلیٰ پر ہوتا ہے۔ کیوں کہ وہ مرکب براق عشق پر سوار ہو کر سفر کرتا ہے اور براق عشق اتنا تیز رفتا ہے اور دور رس ہے کہ مصنوعی سیارے تو کجا فلاسفہ و حکماء عقل کی رفتار نظر و فکر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ کئی سو سال تفکر و تعقل کی مدد سے سیر و سفر کریں، ایک حدان کے لئے لازمی ہے اور اس حد کو سالک کا براق عشق الہی سے چشم زدن میں پار کر کے اس فضائے لاہوتی میں جا پہنچتا ہے، جس کے لئے نہ کوئی حد ہے نہ انتہا، کیوں کہ یہ براق الہی ہے جس کی پرواز میں خود طاقت الہی کار فرما ہوتی ہے توبہ

(۱)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۱۱۳-۱۱۵۔

(۲)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۱۱۵۔

(۳)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۱۷۱۔

کار بیٹھنا، اسباب کو ترک کرنا صوفی کا کام نہیں ہے۔^(۱)

(۸) اگر کسی کو پیر کامل نہ مل سکے یا وہ پیر کی روحانی قربت حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو تو نفس کی مکاریوں اور شیطان کی چال بازیوں سے بچ جانا بہت مشکل کام ہے۔^(۲)

(۹) اگر تم اپنی زندگی میں جسمانی اور مادی پستی سے بچ کر روحانی عرفی ارتقا بلندی، حاصل کرنا چاہتے ہو تو پیر و مرد کامل کی تلاش کرو، ضرور کرو، تو پیر و مرشد کامل کے مل جانے پر تو اس ربط و رشتہ روحانی عرفانی حاصل کرنے کی طرف پوری سر توڑ کوشش کرنے کے لئے متوجہ ہو جاؤ، ضرور ہو جاؤ۔ جب تم صدق دل سے اور طلب مولا کے لئے کسی مرد کامل کی پناہ ربطی میں آ جاؤ گے تو خود ہی محسوس کر سکو گے کہ تمہاری روحانیت کا امن و سکون اور اطمینان تمہیں کتنا حاصل ہوا اور ہو رہا ہے؟ اگر ایسا احساس مبارکہ حاصل ہو تو یقین کر لو کہ تم نے راستہ و رابطہ غلط نہیں کیا، بل کہ تم ٹھیک و درست راستے پر آ گئے ہو اور ان شاء اللہ اپنی منزل مقصودی پر پہنچ جاؤ گے اگر تمہاری روحانیت کو امن و سکون اور اطمینان حاصل نہ ہو تو سمجھ لو کہ ابھی راستہ صحیح یا رہبر تمہارے ہاتھ نہیں آیا۔ اٹھو! اور اپنا راستہ تلاش کرو اور کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں ہلاؤ^(۳)

(۱۰) جس کو دیکھو کہ: کلاہ وجبہ وقفہ و ٹوپی و سوٹی اور سجادگی و خانقاہ نشینی و شجر و گیسو دراز کے ساتھ پدرم اولیاء بود (میرے آبا و اجداد ولی تھے) کا نعرہ لگا رہا، لیکن حکمتِ عملی حقائق کی، بزرگان کی کرامتیں اور دلوں کو فیضان اور انوار سے منور کرنے والی نشانیاں مفقود و گم، بل کہ کوسوں دور ہیں، تو ایسوں تیسوں سے گریز کرنا اولیٰ و بہتر ہے، اور جو لوگ ایسے کاذب، جھوٹے دعوے دار ہیں یا بطریقِ عموم دیکھا گیا ہے کہ بھنگی، فرنگی، افیمی و چرسی، عریانی و طغیانی، گلے میں نام کی لنگی، شکلوں صورتوں فرنگی کے جال دجالی میں۔۔۔ ایسے بھولے بھالے، عقل کے

(۱)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۲۲۸۔

(۲)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۲۳۸۔

(۳)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۲۳۸۔

مارے، شریعت کے دیوالے، شیطان کے بھائی چارے۔۔۔ پھنس کر ان کو اپنا رہبر، مشکل کشا و پیر و مرشد بنا لیتے ہیں اور ان کو خدا بنا لیتے ہیں اور ان کو سجدہ کرتے کرتے ”علی مشکل کشا“ اور ”یا علی“ کے نعرے لگاتے ہیں، شقی الناس بنے پھرتے نظر آتے ہیں، یہ ہیں آدم نما ابلیس۔ (۱)

(۱۱) اتباع قرآن میں برکت و اتباع رسول ﷺ میں برکت، اتباع صحابہؓ میں برکت، اتباع ائمہ اربعہ میں برکت، اتباع اولیاء اللہ میں برکت۔ (۲)

(۱۲) مرید کا کام ہے کہ: جو کچھ پیر نے تعلیم و ہدایت فرمائی ہے اسے اچھی طرح سمجھ کر عمل میں لاوے، مجاہدہ و مشقت و محنت سچی نیت کے ساتھ خوب کرے اور مطابق فرمان و ہدایت پیر کے عمل کرے، اپنی رائے کو پیر کے فرمودہ میں دخل نہ دے اور حتی الوسع پیر کی صحبت میں رہ کر ”واصبِرْ نَفْسَکَ“ پر عمل کرے اور اس کے ارشادات عالیہ سے روحانی غذا حاصل کرتا رہے۔ اگر یہ دونوں کام صحیح طور پر سرانجام دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے قرب رحمت کی طرف ہدایت فرمائے گا اور جذب خاص سے اپنی بارگاہ میں کھینچ لے گا۔ وہ رحیم، کریم ہے۔ (۳)

(۱۳) اگر تمہیں ذکر، اذکار، عبادت و ریاضت اور نیک کاموں کی طرف رغبت نہیں، ان کاموں میں تم کو کوئی لطف و ذوق و شوق اور مزہ نہیں آتا تو تمہاری روح بیمار لاچار ہے، تو تم فوراً اس کے علاج کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور کسی روحانی طبیب حق، کامل، ماہر اور دانا عامل بالشرع کے دست بیعت میں اس طرح خود کو سپرد کرو جس طرح شیر خوار بچہ اپنی ماں کی گود میں ہوتا ہے، اگر تم نے اتنا کیا تو تم اس کے نتائج خود ہی آنکھوں سے دیکھو گے، ہمارے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ (۴)

(۱) مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۲۵۵-۲۵۶۔

(۲) مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۲۵۷۔

(۳) مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۲۶۲۔

(۴) مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۲۶۲۔

(۱۴) کبھی کبھی پیر حق مرید کو ایسی تعلیم و ہدایت کا ارشاد فرماتا ہے کہ مرید کی سمجھ میں نہیں آتی اور وہ حکم اپنے خلاف سمجھتا ہے، خلاف پاتا ہے تو براہ مہربانی حکم ارشاد پیر حق میں رائے کو دخل نہ دے، بل کہ مطابق و موافق رائے پیر کے چلے اور سیدنا خضر علیہ السلام و سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قصے کو خوب پڑھ پڑھ کر دہرائے اور مطلب کو سمجھے۔ (۱)

(۱۵) چند روز مراقبہ کی مشق سے جو مقصد حاصل ہوتا ہے وہ سالہا سال کی عبادت سے ممکن نہیں ہے، مگر باجائز و باطریقہ پیر مراقبہ کر۔ (۲)

(۱۶) اپنے اوپر نظر کرنا چھوڑ دیں، اپنے کو نیست و نابود سمجھیں، تکبر کو دماغ سے نکال دیں، خدا تعالیٰ کے احکاموں میں منازعت جھگڑانہ کریں، کیوں کہ خدا تعالیٰ اور بندے کے درمیان یہی خودی حائل ہے، اگر یہ بلا، مصیبت نکل جائے تو بس وہ واصل ہو گیا اور جب تک یہ بلا باقی ہے اس وقت تک واصل نہیں ہو سکتا۔ (۳)

(۱۷) زاہد دنیا کی اس چیز کو طلاق دے دیتا ہے جو محبوب کی یاد و اداسے غافل رکھے اور اس چیز کو محبوب و اچھا جانتا ہے جو محبوب تک پہنچا دے یا پہنچنے کا ذریعہ بنے۔ (۴)

(۱۸) نفس کی معرفت سے اللہ تعالیٰ کی معرفت اسی طرح ہوتی ہے کہ اگر تم اپنے آپ کو مخلوق کی حیثیت سے پہچان لو تو اللہ تعالیٰ کو خالقیت کی حیثیت سے پہچان سکتے ہو، جب تم اپنے کو یہ سمجھو کہ ہم مخلوق ہیں تو تمہاری عقل میں یہ بات ضرور آئے گی کہ ہمارا، تمہارا کوئی خالق بھی ہے۔ جب تم اپنے آپ کو مرزوق ہونے کی حیثیت سے پہچان لو گے تو یہ سمجھ لینا بھی قرین عقل ہے کہ ہمارا کوئی رازق بھی ہے، جو ہمیں تمہیں رزق پہنچا سکتا ہے۔ جب تم یہ سمجھو کہ میں

(۱)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۲۶۳۔

(۲)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۲۸۰۔

(۳)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۳۰۳۔

(۴)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۳۲۹۔

نے بندگی میں کوتاہی کی اور گناہ کیا، جس کے لئے اب پشیمان ہوں تو ضروری ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو اس کی توابیت اور غفاریت سے پہچان لو گے اسی طرح اگر تم اپنی صفات بندگی و عبدیت کا صحیح طور پر اندازہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی معبودیت اور صفت غفاریت کو صحیح طور پر پہچان لو گے۔ (۱)

(۱۹) علم تصوف میں بھی بدوں اتباع طریقہ بزرگان چارہ نہیں، گواہی درجہ کا تزکیہ --- جو بموجب نجات ہے --- بدوں اتباع مشائخ طریق بھی میسر ہو سکتا ہے، مگر وہ امر کہ مطلوب ہے اور کمال کہلاتا ہے اور اس کا حصول بدوں صحبت کاملین کے ممکن نہیں ہے (۲۰)

(۲۰) (شیخ سے) مناسبت بیعت کی شرط ہے۔ لہذا پہلے مناسبت پیدا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اس کی سخت ضرورت ہے۔ جب تک یہ نہ ہو، مجاہدات، ریاضت، مراقبات و مکاشفات سب کے سب بے کار ہیں، کوئی فائدہ و نفع نہ ہوگا۔ جب مناسبت یعنی انس طبعی یا عقلی پیدا ہو جائے تو بیعت کرنے میں دیر نہ کرے، یہ بیعت زیادہ نفع رساں ہوگی۔ (۳)

(۲۱) بیعت کی اصل ضرورت یہی رفاقت یا پیر کی صحبت و تعلق ہے، تاکہ راستہ کے خطرات یا اس کی ٹھوکروں سے حفاظت ہو، علم چاہے ہو یا نہ ہو۔ بل کہ علم بھی بلا صحبت بے کار ہے۔ صاحب صحبت بلا علم کی اصلاح، صاحب علم بلا صحبت سے زیادہ ہوتی ہے۔ (۴)

(۲۲) اخلاق کریمہ حاصل کرنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ: اخلاقی اقدار کے حاملوں اور کردار حسنہ کے معلموں کی صحبت و مجالست اختیار کریں اور اخلاقی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں اور اگر خود حساس و باشعور ہیں تو اپنے دل پر دوسروں کے اخلاق کا اثر محسوس کریں اور دیکھیں کہ

(۱) مفہومات صادق یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۱، ص: ۳۳۸۔

(۲) مفہومات صادق یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۲، ص: ۵۶۔ ۵۷۔

(۳) مفہومات صادق یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۲، ص: ۶۱۔

(۴) مفہومات صادق یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۲، ص: ۶۲۔

جب کوئی شخص آپ کے ساتھ کسی خاص طریقہ سے پیش آتا ہے تو آپ نے اس کا کیا اثر لیا؟ اگر آپ اس بات سے خوش ہوئے اور آپ کے دل میں قبولیت و پسندیدگی کا اثر غالب آیا تو جانیں یقین کریں کہ یہی خلق حسن ہے تو آپ دوسروں کے سامنے اس سے بھی بہتر پیش کرنے کی کوشش کریں اور اگر آپ اس کی کسی بات سے کبیدہ خاطر، رنجیدہ دل ہوئے اور ناگواری کا اثر محسوس کیا تو سمجھ لیں کہ وہ بد اخلاقی ہے، تو سمجھ لیں، عقل و فکر کریں کہ آپ اس کی طرح دوسروں کے ساتھ پیش نہ آئیں۔ یونہی رفتہ رفتہ سوچتے اور احساس کرتے کرتے اور تعمقی توجہ کرتے رہنے سے آپ تھوڑی مدت میں کریم النفس، خوش اخلاق، خوب سیرت، راحت رساں اور معاشرے کے لئے مفید انسان بن جائیں گے۔ تکمیل اخلاق تکمیل ایمان ہے۔ (۱)

(۲۳) انسان کے دورخ ہیں: ایک ظاہر اور ایک باطن۔ ظاہر کی مناسبت تمہارا ایک کام ہے اور باطن کی مناسبت دوسرا کام۔

رخ ظاہر کا نام عمل ہے اور رخ باطن کا نام نیت ہے۔ یہ نیت جب ارادہ پر غالب آ کر ظاہر ہوتی ہے تو صورت عمل پیدا کرتی ہے۔ اگر تمہاری نیت بری ہے تو تمہارا ظاہر عمل کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو، نیت کی مناسبت سے وہ عمل بھی برا ہو جاتا ہے اور اگر تمہاری نیت اچھی صحیح ہے تو ظاہری عمل کچھ ناقص اور نامکمل بھی ہو تو فی الحقیقت وہ برانہ ہوگا۔ بل کہ وہ تمہارے مرتبہ کمال تک پہنچنے کے لئے ایک سیڑھی بن جائے گا اور چوں کہ آپ سیڑھی کے ذریعہ ناقص عمل سے کامل عمل تک پہنچتے ہیں، اس لئے اچھا ہے۔ (۲)

(۲۴) عارف لوگ فرماتے ہیں کہ: جب سالک صادق مرید و مطیع پیر صادق کامل، صاحب حال، معرفت خداوندی میں گامزن ہوتا ہے تو عرفانی رحمانی رحمت بے پایاں کے

(۱) مفہومات صادق یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۲، ص: ۸۵-۸۶۔

(۲) مفہومات صادق یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۲، ص: ۹۲-۹۳۔

انوارات و تجلیات و فیوضات مثل قمر بدر منیر روشن ہو کر دل سالک پر مترشح ہوتے ہوئے دل مستسقی سالک پر مثل رم جہم کے بوند باندی ابر بہاری کے برسنے لگتے ہیں تو سالک صبر و قناعت سے ان کو اپنے وجود قلبی میں جذب و ہضم کرے اس کو بھی ایک گونہ قناعت کہتے ہیں۔ اور یہ حالت بسط ہے جو مخفی نہیں اور اگر خدا نخواستہ منازل سلوک پورے اتباع و شوق و اصول حقیقت و شریعت کے طے کرتے ہوئے معاملہ الٹا نظر آئے، یعنی بالظاہر محنت و مجاہدات کے ثمرات نظر نہ آئیں۔۔۔ ثمرہ ملنا تو یقینی ہے۔۔۔ تو سالک صبر و قناعت کرے، یہ قبض ہے۔ (۱)

(۲۵) غصہ دو قسم پر ہوتا ہے: غصہ محمود، وغیر محمود۔ جہاں اور جب شریعت استعمال غصہ کی اجازت دے اسی وقت اور سی مقام پر غصہ کو استعمال کر محمود ہے جیسے: جہاد اسلامی یا والدین کی نصیحت و سرزنش و غصہ شارع، استاد کا بوقت تعلیم یا پیر و مرشد کا تفہیم کے لئے یا حاکم کا مطابق شریعت کے یہ غصہ محمود ہے، اس سے کام نکلتا ہے۔ اور جہاں شریعت حکم نہ کرے، وہاں غصہ کرنا غیر محمود ہے، برا ہے۔ (۲)

(۲۶) حسد قلبی مرض ہے۔ اس میں دین و دنیا کا نقصان ہے۔ دین کا نقصان یہ ہے کہ: اس کے کئے ہوئے اعمال صالحہ ساقط ہو جاتے ہیں اور نیکیاں چلی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے غصہ کا نشانہ بنا ہوا ہے اور ہوتا ہے۔ اور دنیا کا نقصان یہ کہ: حاسد ہمیشہ رنج و الم و غم میں مبتلا و فکر میں گھلتا رہتا ہے کہ کسی طرح فلاں شخص کو ذلت و افلاس نصیب ہو۔ اس طرح عذاب آخرت بھی سر پر کھا اور بنا بھی کچھ نہیں اور اپنی قناعت و آرام کی زندگی کو رخصت کر کے ہر وقت کی خلش اور دنیوی کوفت خریدی، جو سراسر بے وقوفی و جہالت و احمقیت ہے۔ خدا کی پناہ۔ (۳)

(۱)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۲، ص: ۱۲۹-۱۳۰۔

(۲)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۲، ص: ۱۳۲۔

(۳)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۲، ص: ۱۴۸۔

(۲۷) بخل در حقیقت مال کی محبت ہے اور مال کی محبت دنیا مردار کی طرف متوجہ کرتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا علاقہ ضعیف و کمزور ہو جاتا ہے اور جس کی محبت اللہ تعالیٰ سے کم ہوئی نتیجہ بہت برابر آمد ہوگا۔ (۱)

(۲۸) جب اعمال شریعت پر زیادہ سے زیادہ خالص اللہ و مخلصا لذات اللہ ہونے کا یقین ہو جائے اور ظاہری و باطنی، دینی و دنیاوی، جسمانی و روحانی، امورات انفرادی و اجتماعی فوائد کا حامل ہو اور نیت خالص اور علم یقین کے ساتھ بصارت باطنی پر توحید شہودی کا راز کھل جائے اور فرائض و واجبات و سنن و مستحبات کی پوری پوری تعمیل میں انوار قبولیت نظر آئے لگیں اور ظاہری و باطنی اعمال سے تکلف مرتفع ہو جائے اور احکامات مذکورہ طبیعت و فطرت بن جائیں اور بغیر ذات الہیہ کے دم نہ بھرے، اس وقت صوفی کامل ہو جاتا ہے، ورنہ صوفی لا شریعت، زندیقی اور ملائے لاطریقت غفلت سے نہیں بچ سکتے۔ خدا تعالیٰ بچائے۔ (۲)

(۲۹) جس شخص کو بھی دیکھو کہ یہ کمال کی قابلیت رکھتا ہے، اس کا ہاتھ پکڑ کر اسی راستے کی رہنمائی اور اس کی رکاوٹوں میں دست گیری کرو، لوگوں کو نیکی اور تقویٰ کی طرف دعوت حق دو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ بجالاؤ جو کہ مؤمن و مسلم کا فرض منصبی اور مقصد تخلیق ہے، یہ ذمہ داری بھی تمہاری وسعت کے اعتبار سے ہے۔ (۳)

(۳۰) اسلام جب انسان کو خدا کی بندگی کی طرف بلاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ: خدا کے سوا ہر چیز سے خارج ہو جائے۔ جب تک خارجی، عارضی لہو لعبی اشیاء سے دور و یک طرف نہ ہوں گی اس وقت تک حضوری و منظوری اور مقبولی کی کیفیت حاصل و میسر نہیں ہو سکتی۔ (۴)

(۱)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۲، ص: ۱۵۹۔

(۲)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۲، ص: ۱۷۵۔

(۳)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۲، ص: ۲۳۱۔

(۴)۔ مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: ج: ۲، ص: ۲۳۵۔

ملفوظات

حضرت خواجہ مولانا عبد اللہ بہلوی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۱۳۹۸/۱/۲۲ - بمطابق: ۱۹۷۸/۱/۲)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی و دیگر قدس اللہ اسرار ہم
(۱) مشائخ کی بیعت کا اصل مقصد صحبت شیخ ہے، جس قدر مرشد کامل سے محبت کا رابطہ
اور تعلق بڑھتا جائے گا مرید دور رہ کر بھی شیخ کے فیض سے فیض یاب ہوتا رہے گا اور بے محبت
آدمی مرشد کے حکم شرعی کی تعمیل نہ کرنے والا گو قریب ہے، بے نصیب ہے۔ (۱)

(۲) میری یہ نصیحت یاد رکھنا: اگر دین اور دنیا کا مقابلہ آجائے تو دین کو غالب رکھنا (۲)
(۳) صوفیا اور علما کو چاہئے کہ دنیا دار لوگوں کی صحبت سے احتراز کریں، ان لوگوں کی
باتیں جنید بغدادیؒ اور بایزید بسطامیؒ جیسی ہوتی ہیں، مگر ان کی صحبت علما اور صوفیا کے لئے
زہر قاتل ہے۔ حکیم الامتؒ ہر شیعہ، مرزائی اور بے نمازی کی صحبت سے منع کرتے تھے (۳)

(۴) حضور کریم ﷺ کے نقش قدم پر تیرے معاملات، عبادات، معاشرت، آداب
معیشت، آداب منزل آجائیں تو میں لکھ دیتا ہوں کہ تم اولیا اللہ ہو، اولیا تھوڑے نہ، بل کہ کامل
اولیا ہو۔ اگر اتباع اس درجہ کا نصیب ہو جائے کہ مسلمان حضور کریم ﷺ کے ارادوں میں فنا
ہو گیا تو فنا فی الرسول ﷺ ہوگا، اگر اللہ تعالیٰ کے ارادوں میں فنا ہو تو فنا فی اللہ کہلائے

(۱) - ملفوظات بہلوی: ص: ۲۔

(۲) - ملفوظات بہلوی: ص: ۲۔

(۳) - ملفوظات بہلوی: ص: ۴-۵۔

گا، اگر مرید ارادہ شیخ میں فنا ہو تو فنا فی الشیخ کہلائے گا۔ (۱)

(۵) محبت الہی کے لئے اہل محبت کی صحبت کی ضرورت ہوتی ہے، ہر چیز اپنی اپنی دکان سے ملتی ہے۔ (۲)

(۶) اصلاح نفس نام ہے شریعت طبیعت پر غالب آجائے، اصلاح نفس کا یہ مقصد نہیں کہ طبیعت کے ارادے و تقاضے معدوم یا مفقود ہو جائیں، نہ نہ، بل کہ مغلوب ہو جائیں۔ مثلاً عورت آجائے تو دل کہتا ہے کہ دیکھ لیا جائے، ادھر شریعت کہتی ہے نہ دیکھ، اگر دیکھ لیا تو طبیعت غالب ہے، نہ دیکھا تو شریعت غالب ہے، پر ایسا مال پڑا ہے دل کہتا ہے کھا لیا جائے، شریعت کہتی ہے مت کہا، اگر کھا لیا، طبیعت غالب ہے، نہ کھا یا شریعت غالب ہے۔ (۳)

(۷) رزق رزاق سے مانگ، رزق کے بدلے تو حید کو نہ چھوڑ۔ (۴)

(۸) دنیا، اللہ تعالیٰ دوست کو بھی دیتے ہیں، دشمن کو بھی دیتے ہیں، لیکن دین اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو دیتے ہیں، دشمنوں کو نہیں دیتے۔ (۵)

(۹) وعدہ کو پورا کرو، وعدہ شکنی فاسقین کی علامت ہے۔ (۶)

(۱۰) تصوف کی ہر چیز محتاج مرشد ہے۔ (۷)

(۱)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۵۔

(۲)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۶۔

(۳)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۶۔

(۴)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۱۰۔

(۵)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۱۰۔

(۶)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۱۱۔

(۷)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۱۲۔

(۱۱) تعمیل فرمان مرشد پر تصوف آسان ہے۔ (۱)

(۱۲) متقی کی علامت ہے تنگی اور وسعت میں راہِ حق کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔ (۲)

(۱۳) تصوف تعمیر الظاہر والباطن کا نام ہے، ظاہر کو آباد کرے احکام شریعت سے، اور باطن کو آباد کرے اخلاق حمیدہ سے، یا بلفظ دیگر تصوف صفائی قلب ہے، یاد رکھئے: ظاہر سیاسیات، عبادات، معاملات، آداب معاشرت، آداب معیشت اگر شریعت سے آباد نہیں تو باطن رب تعالیٰ کی یاد سے منقطع ہے۔ (۳)

(۱۴) تصوف کا کمال بدون اتباع سرور کائنات ﷺ محال ہے، کیوں کہ کمالات محبوب کی اطاعت سے حاصل ہوتے ہیں، خوارق عادات و کرامات کا بکثرت ہونا کسی ولی کی فضیلت پر دلیل نہیں، مدار ولایت عمل سنت ہے، ورنہ تو کافر، بے دین، بھنگی، نشئی، مجاہدہ کر کے سکر، صحو کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں جو کہ مقبول عند اللہ نہیں، ان کے خوارق عادات کو استدراج کہتے ہیں، جو کہ کفار، جوگیوں سے اکثر صدور ہوتا رہتا ہے۔ (۴)

(۱۵) سنت کی خود بھی متابعت کریں، اور اس کی اشاعت و ترویج و تبلیغ بھی کریں اور خلقت کی ملامت کی کوئی پرواہ نہ کریں، جو شخص اس دور میں جہاں عمل سنت ہاتھ میں انگارے رکھنے سے بھی سخت ہے، سنت اپنائے گا، اس کے لئے سوشہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے۔ (۵)

(۱۶) علم ابر رحمت ہے، جہاں برس گیا، رحمت کا دور دورہ ہو گیا۔ (۶)

(۱)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۱۲۔

(۲)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۱۲۔

(۳)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۱۵۔

(۴)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۱۷۔

(۵)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۱۹۔

(۶)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۲۱۔

(۱۷) انسان کا کمال، نماز، روزہ، ذکر کے کمال سے نہیں، انسان کا کمال بیوی کے برتاؤ، ہمسایہ، دوست، استاد، مرشد، والدین، اولاد کے برتاؤ سے ہے۔ ادھر پانچ ہزار ذکر بھی کر لیا ادھر کسی کی غیبت، گلہ بھی کر لیا، جب اس کا مخلوق کے ساتھ تعلق صحیح نہیں تو یہ نماز، روزہ، ذکر اذکار بے کار ہیں۔ (۱)

(۱۸) جو بے کینہ سے کینہ رکھے وہ خود ختم ہو جایا کرتا ہے۔ (۲)

(۱۹) اہل اللہ کو تنگ نہ کرنا، وگرنہ انسان اس دنیا میں بھی اس کی سزا بھگت لیتا ہے، کیوں کہ یہ قاعدہ ہے: اللہ اپنے خاص مقربین کی توہین و تذلیل کا فوراً انتقام لے لیا کرتے ہیں۔ (۳)

(۲۰) اگر ہمارا تعلق ہمارے پاور ہاؤس: حضور کریم ﷺ کے ساتھ لگا رہا تو دل بھی نورِ ایمان سے منور رہیں گے، اگر تعلق منقطع ہو گیا تو پھر ہمارے قلوب اور قبور دونوں تاریکی میں ڈوب جائیں گے۔ (۴)

(۲۱) اصول طریقت رابطہ شیخ، اتباع سنت اور دوام ذکر ہے، رابطہ شیخ اصل جز ہے، جب شیخ سے رابطہ قوی ہوگا اتباع سنت اور دوام ذکر بھی نصیب ہو جائے گا۔ (۵)

(۲۲) اللہ والے دنیا کو دل نہیں دیتے، اللہ والے اللہ کو دل دیتے ہیں، یا، اللہ کے رسول ﷺ کو، یا، اللہ کے رسول ﷺ کے تابع داروں کو دل دیتے ہیں۔ مگر ہمارا حال تو یہ ہے کہ: کالی چمڑے والی (عورت) ذرا سی مسکرا دے، ہمارا سراا ایمان وہی لے کر چلی جاتی ہے۔ گویا ہمارا ایمان کالی چمڑے والی عورت کے قبضہ میں ہے۔ (۶)

(۱)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۲۱۔

(۲)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۲۱۔

(۳)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۲۱۔

(۴)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۲۵۔

(۵)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۲۶۔

(۶)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۲۶۔

(۲۳) اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ: حضرت! ذکر تو کر رہے ہیں، مگر فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ میں جواباً کہتا ہوں: کیا یہ کم بات ہے: اللہ تعالیٰ اپنا نام مبارک لینے کی توفیق دے رہے ہیں، یہ بھی شکر کر، اللہ تعالیٰ نے بندگی میں تو لگا دیا ہے ورنہ یہ فرما دیتے کہ نکل، ہم تمہیں اپنے دربار میں آنے کی توفیق ہی نہیں دیتے۔ (۱)

(۲۴) سالک انوار کے شوق مند ہوتے ہیں، حالاں کہ بعض اوقات انوارات میں شیطانی دخل ہوتا ہے، سالک سمجھتا ہے کہ: یہ انوارات محمدی ہیں، حالاں کہ اس کی پہچان حکیم حاذق، مرشد کامل متبع سنت کے سوا کوئی نہیں جانتا، انوارات شیطانی میں تلذذ نفس زیادہ ہوتا ہے، بدعت: ناری روشنی ہوتی ہے اور ہر گناہ و بے فرمانی میں نار ہوتی ہے۔ مرشد بدعتی، ناقص، اس کی تمیز نہیں کر سکتا، نار کی لطافت کا آخری درجہ اور نور صحیح مشکاکۃ نبوت کا پہلا درجہ مساوی مساوی ہوتا ہے لیکن اس کی تمیز بھی اللہ والوں کے پاس ہوتی ہے، جا! اللہ والوں کے پاس، اور اپنا موتی دکھلا کہ یہ موتی ہے یا دانہ ہے۔ (۲)

(۲۵) اکثر عوام کو شبہ ہے اور انہوں نے بیعت کا حاصل کشف و کرامات سمجھ رکھا ہے، حالاں کہ کشف و کرامات کی شرط شیخ میں ہونا ضروری نہیں، مرید کیوں ہوس کرے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں: مرشد لوگ بخشش کے ذمہ دار ہوتے ہیں، حالاں کہ حضور ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِي نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ (۳)

اے فاطمہ! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچانا۔ (۴)

(۱) ملفوظات بہلوی: ص: ۲۹۔

(۲) ملفوظات بہلوی: ص: ۳۲۔

(۳) (الصحيح لمسلم: كتاب الإيمان: باب في قوله تعالى: (وَأَنْقِذِ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ)

(۴) ملفوظات بہلوی: ص: ۳۲-۳۳۔

(۲۶) جب مرشدؒ نے مجھے خلافت بخشی تو فرمایا: تو قلندری بننا۔ مجھے تعجب ہوا کہ: قلندری تو بے دین، بھنگی، نشی لوگوں کو کہتے ہیں۔ تشفی کے لئے میں نے عرض کیا: حضرت! قلندری تو بے دین لوگوں کو کہتے ہیں۔ فرمایا: نہ نہ۔ جو تجھے گالیاں دے، دعا کرنا، جو تجھے تکلیف دے احسان سے پیش آنا۔ (۱)

(۲۷) قرض نہ مانگنا، روکھی، سوکھی کھانی پڑے، رات کو بھوکا سونا پڑے مگر قرض نہ مانگنا، آوارہ خرچ کرنے والے، آوارہ کپڑے لینے والے، آوارہ قرض لے کر زمین لینے والے سب شیطان کے بھائی ہیں۔ (۲)

(۲۸) تم کہتے ہو: میں ایک رکعت جماعت سے چوک گیا، میں کہتا ہوں: بسبب معصیت چکوائی گئی۔ تم کہتے ہو: ذکر نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں: ذکر کرنے نہیں دیتے۔ (۳)

(۲۹) اہل اللہ کی خدمت میں انقیاد چاہئے نہ کہ تنقید چاہئے۔ عالم کل نا!!!! اکثر اہل اللہ کے فیض سے محروم رہتے ہیں، طالب علمی میں مولوی نے ہدایہ پڑھی، استاد کے سامنے یہ کیوں اور وہ کیوں شرح پڑھی، تو یہی حال یہ کیوں اور وہ کیوں۔۔۔ جب کسی کامل کی خدمت میں جاتے ہیں وہی طبیعت ثانیہ رکھ کر۔۔۔ یہ کیوں اور وہ کیوں۔۔۔ انہی اعتراضات میں پھنس کر بے سود واپس چلے جاتے ہیں۔ طالب علم اور مولوی میں تسلیم کا مادہ نہیں اور تصوف میں تسلیم ہے۔ (۴)

(۳۰) خدا کرے مرشد بھی مہربان ہو جائے، اگر مرشد مہربانی نہ کرے، مرید بے چارہ کیا کر سکتا ہے۔ (۵)

(۱)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۳۹۔

(۲)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۳۸۔

(۳)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۵۵۔

(۴)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۵۶۔

(۵)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۵۶۔

(۳۱) شیخ کی خدمت میں خادم بن کر رہیں، مخدوم بن کر نہ رہیں، مرشد کے گھریلو کام کاج کرتے وقت مرید کو بہت فائدہ ہوتا ہے، مرشد کی توجہ انہی مریدوں کے پاس لگی رہتی ہے جو مرشد کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ (۱)

(۳۲) پانچ گز ڈاڑھی، تین گز تسبیح رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں، جب تک توحیح اسلامیت حاصل نہیں کرتا، خلقت تیرے وجود سے ذلیل ہو رہی ہے، بیوی، بچے، اپنا، پر یا تیری زبان سے تنگ ہیں، پھر ڈاڑھی رکھانے، تسبیح چلانے کا فائدہ کیا؟۔۔۔ (۲)

(۳۳) ذکر کر نعمت ہے، رحمت ہے، اگر توفیق ہو جائے تو رب کا احسان ہے۔ اس لئے فارغ وقت کو ذکر اللہ سے فارغ نہ کرے، سیر کرتے، سائیکل چلاتے، ہل چلاتے، گاڑی پر سفر کرتے وقت یا اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اللہ، اللہ، اللہ، اللہ کرتا رہے۔ (۳)

(۳۴) غفلت نے ہمارے دل کو سیاہ کر دیا کہ: ہزاروں کے جنازے دیکھے، ہزاروں عورتوں کو بیوہ ہوتے دیکھا، بچوں کو یتیم ہوتا دیکھا، لیکن طبیعت پر زہر بھی اثر نہ آیا۔ جوانی کا چلا جانا، بچوں کا یتیم ہونا، عورتوں کا بیوہ ہو جانا اور پھر کئی من مٹی کے بوجھ تلے دفن ہو جانے سے بھی ہم نے عبرت نہ پکڑی تو کس چیز سے عبرت پکڑیں گے؟ مومن واسطے موت بڑی نصیحت ہے۔ (۴)

(۳۵) وقت کی قدر کر، اگر تو نے وقت کی قدر نہ کی، گناہ اور غفلت میں زندگی گزاری تو اس کا پتہ اگلے بازار میں لگے گا۔ (۵)

(۱)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۵۷۔

(۲)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۵۸۔

(۳)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۵۹۔

(۴)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۶۷۔

(۵)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۶۷۔

(۳۶) یاد رکھئے! کرامات کا صدور ہونا، ولی کی ولایت کی دلیل نہیں بخلاف معجزہ کے، اس کا صدور نبی کی نبوت کے لئے دلیل ہوتا ہے، مگر جب نبی کا معجزہ نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا، پھر ولی کی کرامت کیسے ولی کے اختیار میں ہوگی۔ البتہ کرامات، اہل اللہ کے فیض کے جاری ہونے میں مؤید ہیں۔ پہلے مرشد کو اچھی طرح دیکھو کہ: اس میں کوئی شرعی عمل کا فقدان تو نہیں۔ پھر جب اسے اتباع سنت پر پورا اترتا دیکھتے تو بیعت ہو جائے، اگر بعد میں کوئی مستحبات، سنن میں غلطی دیکھے، درگزر سے کام لے، اگر اس نے ترک سنت کو عام مشغلہ بنا لیا ہو اور تنبیہ و متوجہ کرانے کے بھی نہ رکے تو دوسری جگہ رجوع کرے۔ (۱)

(۳۷) مزارات سے غیر تکمیل یافتہ کو فیض حاصل نہیں ہو سکتا۔ (۲)

(۳۸) مراقبہ کیا کرو، مراقبہ نام ہے رحمت یاری کی انتظار کا۔ جس طرح ایک گداگر سخی کے دروازے پر گدا کرتا ہے پھر سوچتا رہتا ہے کہ آنا دے گا دوٹی دے گا، نہ نہ۔ بڑا سخی ہے چوٹی دے گا، پھر اگر سخی کو بھی پتہ چل جائے کہ میرے دروازے پر فقیر آیا ہوا ہے وہ بھی گھر میں نہیں بیٹھتا۔ (۳)

(۳۹) اصل چیز ہے تعلق باللہ سے پیوستگی اور وابستگی، پھر مؤمن کو کوئی طاقت مرعوب یا مغلوب کر نہیں سکتی۔ (۴)

(۴۰) عالمو! علم پر ناز نہ کرو، پیرو پیروی پر ناز نہ کرو، شاہی دربار میں ناز کی جگہ نہیں ہوگی۔ نیاز کی جگہ ہوگی۔ (۵)

(۱)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۷۶۔

(۲)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۷۶۔

(۳)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۷۹۔

(۴)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۸۰۔

(۵)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۹۸۔

(۴۱) نوافل اور تہجد، ذکر اذکار گھر میں کیا کرو تا کہ تیرے گھر والے افراد پر تیری نیکی کا اثر چڑھے، تیری بیوی جب تجھے اکیلے اللہ کے سامنے روتا دیکھے گی۔۔۔ ان شاء اللہ اس پر بھی اثر پڑے گا۔ (۱)

(۴۲) رزق حلال کی جتنی قدر ہو سکے ہمت کریں۔ رزق حلال کے برکات سے تیرے دل میں اثر پڑے گا۔ (۲)

(۴۳) ولایت، نبوت سے مستفاد ہے، جس بزرگ کو قربِ نبوی ﷺ زیادہ ہوگا وہ زیادہ باکمال ہوگا اور انبیاء علیہم السلام کے مشابہ ہوگا۔ (۳)

(۴۴) تعلق مع اللہ، توفیق ذکر اللہ، اطمینان قلب اور خشیت الہی، اللہ والوں کے فیضِ صحبت سے نصیب ہوتی ہے۔ (۴)

(۴۵) مومن بازار میں بیٹھ کر بھی باخدا ہوتا ہے۔ (۵)

(۴۶) ذکر، تحرک قلبی کا نام نہیں، بل کہ دل اللہ تعالیٰ کی طرف لگ جائے اور دل سے صفاتِ رزیکہ نکل جائیں اور صفاتِ حمیدہ آجائیں۔ انوار کا نظر آنا مقصود نہیں۔ (۶)

(۴۷) عشقِ مجازی کا علاج کسی کامل کی صحبت اور ان کی توجہاتِ مبارکہ سے ہوگا۔ اس کے لئے تعویذ کوئی علاج نہیں۔ (۷)

(۴۸) اہل اللہ کی خدمت سے تین گروہ محروم رہتے ہیں: عالمِ کل میں سے اکثر اہل اللہ

(۱)۔ ملفوظات بہلولی: ص: ۹۹۔

(۲)۔ ملفوظات بہلولی: ص: ۹۹۔

(۳)۔ ملفوظات بہلولی: ص: ۱۰۶۔

(۴)۔ ملفوظات بہلولی: ص: ۱۰۷۔

(۵)۔ ملفوظات بہلولی: ص: ۱۱۰۔

(۶)۔ ملفوظات بہلولی: ص: ۱۱۰۔

(۷)۔ ملفوظات بہلولی: ص: ۱۱۰۔

کی خدمت میں جاتے ہیں تو اپنے علم پر ناز کر کے محروم رہتے ہیں۔ دوسرے: امرالوگ کہ میں موٹر کاریں چھوڑ کر یہاں آیا ہوں، پہلے مجھ پر توجہ کی جائے۔ تیسرا گروہ: پیر زادگان۔ پیر زادہ گیا تو اس نیت سے کہ میں باپ کے مرید سنبھالوں گا۔ (۱)

(۴۹) جس طرح تم پر اپنی اصلاح واجب ہے، اسی طرح یہ بھی واجب ہے کہ بقدر وسعت دوسروں کو بھی مطیع بناؤ، چاہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہو یا زبان سے یا ترک اختلاط سے یا نفرت بالقلب سے۔ وگرنہ در صورت مدہانت ان منکرات کا وبال جیسے مرتکبین منکرات پر ہوگا ویسا ہی کسی درجہ میں مدہانت کرنے والے پر بھی عذاب ہوگا یعنی غیر مرتکبین سینات بسبب مدہانت معذب ہو سکتے ہیں۔ (۲)

(۵۰) توکل کا یہ معنی نہیں کہ کام نہ کرے اور اللہ پر امید لگائے رکھے، بل کہ کام کر کے سہارا رب کی ذات پر رکھے۔ (۳)

ملفوظات

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۰۔ برطابق ۵ اگست ۱۹۸۰)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ محمد سعید قریشی قدس اللہ سرہ
(۱) اصلاح و فناء نفس سے پہلے نفل نماز و تلاوت قرآن مجید وغیرہ جو اعمال و اوراد کئے

(۱)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۱۱۱۔

(۲)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۱۱۲۔

(۳)۔ ملفوظات بہلوی: ص: ۱۱۶۔

جائیں وہ ایک مؤمن کے حق میں ابرار کے اعمال تو ضرور ہیں اور ان پر ثواب ضرور مرتب ہوگا لیکن وہ مقربین کے اعمال میں سے نہیں ہیں اور قرب الہی کا ثمرہ ان پر مرتب نہیں ہوگا بل کہ ایسی حالت میں ذکر الہی اور وہ اعمال و اوراد جو کسی شیخ کامل سے اخذ کئے ہوں اور فنائے نفس کے حصول کا ذریعہ ہوں وہ مقربین کے اعمال میں شمار ہوں گے اور فنائے نفس کی تکمیل اور اس کے مطمئنہ ہو جانے کے بعد نفل نماز و تلاوت قرآن مجید و جملہ اوراد و اعمال حسنہ مقربین کے اعمال میں شمار ہوں گے اور قرب الہی میں ترقی کا موجب ہوں گے۔ (۱)

(۲) اکابر کی کوششوں اور کامرانیوں کے باوجود آج بھی اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ مسائل تصوف کو اور زیادہ منقح و واضح کیا جائے تاکہ یہ علم عوام الناس تک نہایت سہل و واضح ہو کر پہنچے اور ان کو سمجھنے اور قبول کرنے میں کسی قسم کی کوئی الجھن باقی نہ رہے، اور مدعیان کاذب کو اس خلط ملط کے مواقع مفقود ہو جائیں۔ اب سائنس کی ترقی کا دور ہے تصوف کی سائنس کو بھی جدید طرز پر واضح الفاظ میں بیان کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہر سائنٹفک مزاج اس سے صحیح معنی میں استفادہ کر سکے اور اس سے متنفر ہونے اور راہ فرار اختیار کرنے کی بجائے اس کا گرویدہ و فریفتہ ہو جائے۔ (۲)

(۳) اب ضرورت اس امر کی ہے کہ تصوف کے مسائل کی اصل روح کو صاف صاف بیان کیا جائے خدا کرے اہل حق علمائے راسخین اس خدمت کو انجام دیں، خاص طور پر اکابر صوفیائے کرام کی تصنیفات و مکتوبات سے ان کی صحیح و واضح تعلیمات کو منتخب فرما کر اور ابواب و عنوانات کے تحت مرتب فرما کر شائع کرائیں۔ (۳)

(۴) ایک وقت وہ آتا ہے جب ذکر خواہ وہ نفی و اثبات ہو مفید نہیں رہتا، بل کہ وہ فکر کی

(۱)۔ مقامات زواریہ: مکتوب نمبر: ۱ ص: ۸۶۔

(۲)۔ مقامات زواریہ: مکتوب نمبر: ۱ ص: ۸۷۔

(۳)۔ مقامات زواریہ: مکتوب نمبر: ۱ ص: ۸۷-۸۸۔

منزل ہوتی ہے اور اس وقت ابتدا قرب بالنوافل حاصل ہوتا ہے اور اس مرحلہ پر تلاوت قرآن کثرت نوافل قرآن وحدیث کی تدریس تبلیغ اور تصنیف وتالیف سے فائدہ ہوتا ہے۔ پھر قرب بالنوافل کا درجہ آتا ہے جس میں فرائض کی بدرجہ اتم ادائے گی خواہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقررہ ہوں یا بندوں کے، یا اور کوئی فرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کیا گیا ہو، مفید ہوتی ہے۔ (۱)

(۵) سالک کی مثال درخت کی سی ہے، ایک وقت آتا ہے کہ درخت کی کونپلیں پھوٹی ہیں، نئے پتے نکلتے ہیں، پھر نئے پتے نکلتا بند ہو جاتے ہیں، نئے پتے نکلتا بند ہو جانے کی وجہ سے اگر کوئی شخص سمجھے کہ درخت کی ترقی رک گئی ہے تو یہ صحیح نہیں، دراصل اس وقت درخت کی طبیعت اپنے تنے اور شاخوں کو موٹا اور مضبوط کرنے کی جانب مائل ہوتی ہے۔ پھر جب وقت آتا ہے تو پھر نئے پتے نکلتے لگتے ہیں۔ (۲)

(۶) مراد تو شاذ و نادر ہی ہوا ہوتے ہیں عام طور پر مرید ہی ہوا کرتے ہیں اور انہیں بغیر کئے کچھ نہیں ملتا۔ (۳)

(۷) انسان کا قلب سلطانی شاہراہ کی طرح ہے جس پر سے موٹریں بھی گزرتی ہیں اور گدھا گاڑیاں بھی، گدھے اور دوسرے جانور گزرتے وقت گندگی بھی کرتے جاتے ہیں، اسی طرح قلب پر جسمانی خیالات بھی گزرتے ہیں اور شیطانی بھی۔ ان کو گزرنے سے کوئی نہیں روک سکتا، انسان کا کام یہ ہے کہ وہ ٹریفک کے سپاہی کا سا کام کرے یعنی ہر وسوسے کو پاس کرتا رہے (یعنی آگے بڑھاتا رہے) ورنہ اگر ٹریفک کا سپاہی ہاتھ دے کر گاڑیوں کو پاس ہونے کا اشارہ نہ کرے گا تو گاڑیوں کی لائن لگ جائے گی۔ (۴)

(۱)۔ مقامات زواریہ: ص: ۱۰۴۔

(۲)۔ مقامات زواریہ: ص: ۱۱۴۔

(۳)۔ مقامات زواریہ: ص: ۱۲۱۔

(۴)۔ مقامات زواریہ: ص: ۱۲۱-۱۲۲۔

۸) مراقبہ کے دوران اگر گریہ اور بے قراری کی کیفیت زیادہ ہو تو حتی الوسع ضبط کرنا چاہئے یہی احسن طریقہ ہے اور اگر ضبط نہ ہو سکے اور۔۔۔ برداشت سے باہر ہونے لگے تو اسے بمشکل ضبط کرنے سے جسم میں درد وغیرہ کی تکلیف ہو جاتی ہے اور جب تک وہ قابل برداشت ہو برداشت کرنا چاہئے۔ (۱)

۹) مراقبہ کرانے والے کو بھی یہ چاہئے کہ اگر کسی کی بے قراری حد سے زیادہ بڑھ جائے اور اسے کسی صورت قرار نہ آتا ہو تو فوراً مراقبہ ختم کر دے اور اسے باتوں میں لگا کر یا منہ پر پانی چھڑک کر یا کچھ کھلا پلا کر سکون میں لانے کی کوشش کرے۔ (۲)

۱۰) ہر شخص کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں، یہ کیفیات صحیح بھی ہوتی ہیں اور ان میں قوت واہمہ کی خلاق کا اثر بھی ہوتا ہے جو ہر شخص میں موجود ہے اس لئے کشف کا کوئی اعتبار نہیں اور ہو بھی تو وہ معیار نہیں۔ اصل معیار تو یہ ہے کہ اتباع رسول ﷺ کی جانب کتنا میلان ہوتا ہے اور شریعت کی پابندی کا کتنا خیال رہتا ہے۔ (۳)

۱۱) ابتداءً یاد کرد کی منزل ہوتی ہے کہ دھیان کیا جائے تو اللہ یاد آتا ہے پھر کثرت ذکر سے یاد کرد کی کیفیت یادداشت میں تبدیل ہو جاتی ہے کہ بظاہر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ نہیں، بظاہر قلب بھی ذاکر نہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کا دھیان تحت الشعور میں رہتا ہے۔ (۴)

۱۲) حق کا معیار اتباع سنت ہے۔ (۵)

۱۳) جب انسان خلوص کے ساتھ اللہ اللہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود بخود اس کی مدد

(۱)۔ مقامات زواریہ: ۱۲۲۔

(۲)۔ مقامات زواریہ: ۱۲۲۔

(۳)۔ مقامات زواریہ: ۱۲۳۔

(۴)۔ مقامات زواریہ: ۱۲۲۔

(۵)۔ مقامات زواریہ: ۱۲۴۔

فرماتا ہے اور بوقت ضرورت اس سے کرامات کا ظہور کرا دیتا ہے۔ (۱)
 (۱۲) لوگ ہمارے پاس کسی حاجت کے لئے کوئی عمل پوچھنے آتے ہیں اور ہم انہیں بتا دیتے ہیں کہ فلاں وظیفہ رات کے فلاں حصے میں اتنی بار پڑھو جس میں کافی وقت صرف ہوتا ہے تو اس وظیفہ کو لوگ خوب دل لگا کر گھنٹوں پڑھ لیتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ روزانہ آدھ گھنٹے ذکر کر لیا کرو تو یہ نہیں ہوتا۔ حالاں کہ خلوص اور بے غرضی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا زیادہ مفید ہے۔ (۲)

(۱۵) نماز، ایک تو انسان اس لئے پڑھتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، یہ ابتدائی حالت ہے لیکن نماز کا حقیقی لطف اس وقت آتا ہے جب یہ اس کی روح کی غذا بن جائے کہ کھانے کی طرح اس کی بھی رغبت ہو، اور وقت ہو جانے پر نماز کے لئے دل اسی طرح بے تاب ہو جس طرح معدہ کھانے کے لئے بے تاب ہوتا ہے۔ (۳)

(۱۶) مجذب و اور دیوانے میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ لوگ تکوینی امور کے لئے مقرر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی عقل سلب فرما لیتا ہے تاکہ وہ امور شرعیہ کے مکلف نہ رہیں اور تشریعی احکام کی بجائے صرف سپرد کردہ تکوینی امور میں مشغول رہیں کیوں کہ وہی ان کی عبادت ہے۔ (۴)

(۱۷) اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجال تشریع اور رجال تکوین علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں اور بسا اوقات رجال تشریع کو رجال تکوین کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ اپنے وقت کے انبیاء علیہم السلام کو بھی نہیں معلوم ہوتا کہ اس زمانہ میں رجال تکوین کون ہے۔۔۔ قرآن کریم میں حضرت

(۱)۔ مقامات زواریہ: ۱۲۵۔

(۲)۔ مقامات زواریہ: ۱۲۵۔

(۳)۔ مقامات زواریہ: ۱۲۵۔

(۴)۔ مقامات زواریہ: ۱۲۶-۱۲۷۔

موسیٰ و خضر علیہما السلام کا واقعہ مذکور ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام رجال تکوین میں سے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو رجال تشریع میں سے ہیں خبر بھی نہیں۔۔۔ البتہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تکوین و تشریع ایک ہی شخص میں جمع ہو جاتی ہیں۔ (۱)

۱۸) واردات و قسم کی ہوتی ہیں: کونیہ (کہ ایسا ہوگا، ایسا نہ ہوگا) اور علمیہ، محمود و دونوں ہیں، لیکن علمیہ، کونیہ سے اعلیٰ ہیں اور علمیہ ہر شخص کو نہیں ہوتیں۔ (۲)

۱۹) ہر سال کسی نہ کسی نبی کے زیر قدم ہوتا ہے لیکن کون کس نبی کے زیر قدم ہے اس کا علم ہر شخص کو نہیں ہوتا بسا اوقات یہ بات قیاسات سے معلوم ہوتی ہے۔ (۳)

۲۰) ہر سبق کے کچھ خواص ہیں اور ہر سبق سے کچھ رذائل کا ازالہ وابستہ ہے۔ پیر اس پر نظر رکھتا ہے کہ مرید سے رذائل دور ہوئے یا نہیں اور اسی سے وہ سبق میں پختگی کا اندازہ کرتا ہے۔ ہر پیر کو کشف نہیں ہوتا کہ مرید کی کیفیت معلوم کر لے، عام طور پر پیر مرید کے حالات پر نظر رکھتے ہیں اور دیکھتے رہتے ہیں کہ اس میں کونسی خرابیاں تھیں وہ رذائل ہونیں یا نہیں۔ (۴)

۲۱) خواب، واقعہ اور مشاہدہ تینوں مختلف چیزیں ہیں: جب سونے کے ارادہ سے لیٹے تو سونا اصالۃً ہوگا، اور ذکر تبتعا اور جب مراقبہ میں بیٹھے اور نیند آجائے تو اس میں ذکر اصالۃً ہوگا اور نیند تبتعاً۔ سونے کی حالت میں جو نظر آئے گا وہ خواب کہلائے گا اور وہ ضعیف ہوتا ہے اور مراقبہ میں نیند اور غفلت کی حالت میں جو نظر آئے وہ واقعہ کہلاتا ہے اور یہ خواب سے قوی ہوتا ہے اور اگر مراقبہ اور ذکر کی حالت میں بیٹھے اور نیند اور غفلت نہ ہو اور پھر کچھ نظر آئے خواہ

(۱)۔ مقامات زواریہ: ۱۲۷۔

(۲)۔ مقامات زواریہ: ۱۲۸۔

(۳)۔ مقامات زواریہ: ۱۲۹۔

(۴)۔ مقامات زواریہ: ۱۳۲۔

آنکھیں بند ہوں یا کھلی آنکھوں سے کچھ نظر آئے تو اسے مشاہدہ کہتے ہیں، بند آنکھوں کی طرح کھلی آنکھوں سے بھی نظر آتا ہے اور حواس پر حال کا غلبہ ہوتا ہے جیسے کہ: انبیاء علیہم السلام کو سب کی موجودگی میں فرشتے نظر آتے ہیں اور دوسروں کو نظر نہیں آتے یا جیسے قریب المرگ شخص کو ارواح اور فرشتے نظر آتے ہیں جب کہ پاس بیٹھنے والوں کو نظر نہیں آتے، مشاہدہ، واقعہ سے بھی قوی ہوتا ہے۔ (۱)

(۲۲) نقشبندیہ سلسلہ میں ذکر سے ابتدا کی جاتی ہے ذکر جذبہ پیدا کرتا ہے اور جذبہ سے اچھل کود مراد نہیں بل کہ اللہ تعالیٰ کی جانب میلان و کشش و اجتہاد مراد ہے۔۔۔ اور اسی ذکر و جذبہ کے ضمن میں اجمالی طور پر فنائے قلب حاصل ہوتی رہتی ہے اس کے بعد نفی و اثبات کے ذریعہ تفصیلی فنا ہوتی ہے۔ (۲)

(۲۳) سلوک میں دفعۃً ترقی نہیں بل کہ تدریجی ترقی ہوتی ہے جو سالک کو بعض اوقات محسوس بھی نہیں ہوتی۔ (۳)

(۲۴) قلب کا جاری ہونا اسے سمجھا جاتا ہے کہ قلب میں حرکت پیدا ہو جائے اور اس حرکت پر اللہ اللہ کا تصور جائے جم جائے اگرچہ یہ بھی محمود ہے حالانکہ حقیقتاً قلب کا جاری ہونا یہ ہے کہ قلب جو ارج پر جاری ہو جائے یعنی اعمال شریعت اور سنت کے مطابق ہونے لگیں۔ (۴)

(۲۵) اب تو پیر یہ کرتے ہیں کہ بزرگوں نے جو کورس پڑھا دیا ہے وہ دوسروں کو پڑھا دیتے ہیں اور ہر سبق میں اس کمال کو مرید میں نہیں دیکھتے جو سابقہ بزرگوں کے

(۱)۔ مقامات زواریہ: ۱۳۳-۱۳۴۔

(۲)۔ مقامات زواریہ: ۱۳۴۔

(۳)۔ مقامات زواریہ: ۱۳۸۔

(۴)۔ مقامات زواریہ: ۱۳۸۔

حالات میں ملتے ہیں کیوں کہ یہ ہمتوں کے فتور اور مشاغل کی کثرت کا زمانہ ہے مرید کو جتنی محنت کرنی چاہئے اس کے لئے اسے اتنا وقت ملتا ہی نہیں، اس لئے ہم جب یہ دیکھتے ہیں کہ مرید کو کسی سبق سے فی الجملہ نسبت پیدا ہوگئی تو سبق آگے بڑھا دیتے ہیں اور اس طرح پورے کورس سے اسے فی الجملہ نسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ (۱)

(۲۶) میں حتی الوسع تعبیر خواب دینے سے پرہیز کرتا ہوں، ایک تو اس وجہ سے کہ میرا نہ ایسا علم ہے اور نہ ایسی حالت، دوسرے اس وجہ سے بھی کہ اگر تعبیر دی جائے اور وہ ویسی ہی واقع ہو جائے تو جس کو تعبیر دی جائے وہ سمجھتا ہے کہ یہ بزرگ آدمی ہیں اور پھر اپنے نفس میں بھی تکبر پیدا ہوتا ہے کہ ہم بھی ایسے آدمی ہیں کہ جیسا کہتا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ (۲)

(۲۷) قبض کی کیفیت طاری ہو تو استغفار اور لاجول ولا قوۃ إلا باللہ کثرت سے پڑھنا چاہئے اور تکلف کر کے اوراد و عبادات ادا کرنا چاہئے اوراد و مراقبہ میں ناغہ نہیں کرنا چاہئے، چاہے تھوڑی دیر ہی کرے۔ کبھی موسم کی خرابی بھی قبض کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔۔۔ (۳)

(۲۸) قبض بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے کیوں کہ اس کے بعد جب دوبارہ بسط ہوتا ہے تو زیادہ قوت کے ساتھ ہوتا ہے۔ (۴)

(۲۹) جس پیر نے محنت کی، اس کی طرف اپنی نسبت کو منسوب کرنا چاہئے نہ کہ بڑے پیر کی طرف۔ ہاں! برکت کے لئے ٹھیک ہے لیکن اہمیت اپنے پیر کو دینی چاہئے۔ (۵)

(۳۰) ہمارے حضرت خواجہ محمد سعیدؒ بھی اپنے ساتھ فقہ کی کچھ کتابیں اور نوٹس رکھتے

(۱)۔ مقامات زواریہ: ۱۳۹۔

(۲)۔ مقامات زواریہ: ۱۳۲۔

(۳)۔ مقامات زواریہ: ۱۳۷۔

(۴)۔ مقامات زواریہ: ۱۳۷۔

(۵)۔ مقامات زواریہ: ۱۵۶۔

تھے، نوٹس و عطا و نصیحت کرنے کے لئے دیکھتے تھے اگرچہ زیادہ تقریر کرنے کے عادی نہیں تھے۔ (۱)

(۳۱) مسنون دعائیں یاد کر لینی چاہئیں۔ (۲)

(۳۲) اگر مرید موسوی المشرب ہو اور شیخ محمدی المشرب، تو مضبوط رابطہ شیخ کے بعد مرید پیر سے پیوند ہو جاتا ہے اور محمدی المشرب فیض حاصل کرتا ہے اگرچہ اس میں اور اصل محمدی المشرب میں فرق ہوتا ہے۔ (۳)

(۳۳) کمالات ولایت والے حضرات سے خوارق عادات زیادہ ظاہر ہوتی ہیں کیوں کہ وہ عروج میں رہتے ہیں۔ کمالات ولایت والے مجذوب ہوتے ہیں اور کمالات نبوت والے سالک۔ کمالات ولایت والے سرکری وجہ سے شریعت کے مکلف نہیں ہوتے اور کمالات نبوت والے صحو میں ہونے کی وجہ سے مکلف ہوتے ہیں۔ کمالات نبوت والے مراد ہوتے ہیں اور کمالات ولایت والے مرید ہوتے ہیں۔۔۔ کمالات نبوت والے صاحب ارشاد ہوتے ہیں اور کمالات ولایت والے عزت گزریں ہوتے ہیں، کمالات نبوت والوں کو پہچاننا بہت مشکل ہوتا ہے کیوں کہ ان کا ظاہر عوام کے ظاہر کے ساتھ ہوتا ہے لیکن باطن اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اور باطن کا پتہ مشکل سے لگتا ہے۔ (۴)

(۳۴) جو ظاہری علوم پڑھتے ہیں وہ سلوک کی طرف نہیں آتے اور جو اردو خواں یا جاہل ہوتے ہیں وہ صوفی بنتے ہیں، ان کا بھی یہ حال ہے کہ متواتر کئی سال ہو جاتے ہیں اور ان کی علمی حالت بہت خراب ہوتی ہے توجہ ہی نہیں دیتے، حالاں کہ جاہل صوفی کو بھی شیخ کی صحبت

(۱)۔ مقامات زواریہ: ۱۵۸۔

(۲)۔ مقامات زواریہ: ۱۶۳۔

(۳)۔ مقامات زواریہ: ۱۶۵-۱۶۶۔

(۴)۔ مقامات زواریہ: ۱۶۶۔

میں آکر پانچ دس سال بعد عالم بن جانا چاہئے، اس لئے کہ جب تک علم نہ ہوگا عمل کیسے کرے گا؟ ہر وقت مفتی آدمی کو کہاں میسر ہو سکتا ہے جو اس سے فتویٰ پوچھ لے۔ (۱)

(۳۵) قلبی ذکر کے حصول کے لئے مشائخ مراقبہ تلقین فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان دوزانو یا چو کڑی مار کر آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا کر بیٹھ جائے۔ بہتر ہے کہ موٹے دانے کی تسبیح ہاتھ میں ہو اس کو تیزی سے چلاتا جائے اور اس کے ہر دانہ پر اللہ اللہ کا خیال دل پر گزرتا جائے اور جیسے آدمی خاموشی سے کسی کتاب یا اخبار وغیرہ کا مطالعہ خیال کے ذریعے کرتا ہے کہ چند منٹوں میں پورا اخبار پڑھ لیتا ہے اسی طرح خیال میں یہ تصور کرے کہ میرا دل اللہ اللہ کہہ رہا ہے اور میں سن رہا ہوں۔ پھر مراقبہ کے دوران وقفے وقفے سے یہ خیال بھی دہراتا رہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیض میرے دل پر بارش کی طرح برس رہا ہے اور دل اس کو جذب کر رہا ہے جس کی وجہ سے گناہوں کی سیاہی ختم ہو رہی ہے اور قلب میں نورانیت آرہی ہے۔ اسی طرح تھوڑی تھوڑی دیر بعد خیال سے یہ بھی کہہ لے کہ: الہی مقصود ماتوئی و رضائے تو۔ (۲)

(۳۶) دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کا خیال نہ آئے یہ ناممکن۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو دنیا کے خیالات کو روک دیتا لیکن ایسا نہیں، بل کہ اللہ تعالیٰ نے اس صفات پر فرشتوں کو پیدا کیا ہے (۳) ۷۳ جب منتہی سے وسوسہ کی بنا پر لغزش ہوتی ہے اور اسے علم ہو جاتا ہے تو وہ عاجزی و استغفار کرتا ہے جس کی بنا پر اس کی لغزش معاف کر دی جاتی ہے بل کہ اس کی عاجزی پر اس کی ترقی کر دی جاتی ہے اور یہ وسوسہ ترقی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ (۴)

(۱)۔ مقامات زواریہ: ۱۶۷۔

(۲)۔ مقامات زواریہ: ۱۶۹۔

(۳)۔ مقامات زواریہ: ۱۷۳۔

(۴)۔ مقامات زواریہ: ۱۷۵۔

(۳۸) اگر انسان خدا کو حاضر و ناظر جانے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ گناہ سے نہ بچے، گناہ کرنے سے پہلے ضرور خوف خدا پیدا ہوگا اور یہی حضوری ہے کہ ہر وقت اور ہر کام میں خدا کے احکام کا دھیان رہے۔ (۱)

(۳۹) ایک گر کی بات یہ ہے کہ جو عمل سنت ہوگا وہ ہر جگہ اور ہر ملک میں یکساں ہوگا، عرب، یمن، ہندوستان، ایران اور پاکستان وغیرہ وغیرہ۔ اور جو کام بدعت ہوگا وہ ہر جگہ اور ہر ملک میں یکساں نہیں ہوگا۔ کسی ملک میں کسی طرح رائج ہوگا اور کسی ملک میں کسی اور طرح۔ مثلاً: محرم یعنی ایران میں محرم منانے کا اور طریقہ ہے، عراق میں اور طریقہ، اور ہندوستان میں اور طریقہ ہے۔ محرم کا منانا چوں کہ خود بدعت ہے اس لئے الگ الگ طریقے سے منایا جاتا ہے مگر دسویں محرم کا روزہ رکھنا سنت ہے۔ لہذا یہ ہر جگہ اور ہر ملک میں رکھا جاتا ہے۔ (۲)

(۴۰) جب بھی کوئی نیک کام کرو تو اس کو رسول پاک ﷺ کے توسل سے تمام مسلمانوں اور اپنے والدین، متعلقین کو ثواب پہنچا دیا کرو، کام کتنا ہی چھوٹا اور حقیر ہو ثواب ضرور پہنچا دینا چاہئے۔ مثلاً خیرات کرو، اگرچہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو، کسی کو ایک گلاس پانی پلاؤ، تو اس کا ثواب بھی بخش دو، کسی دوست کو کھانا کھلاؤ، تو اسے بھی بخش دو، نفلیں پڑھ کر بخش سکتے ہیں، قرآن پاک پڑھ کر بخش سکتے ہیں، غرضیکہ ہر نیک کام کو بخشا جاسکتا ہے۔ (۳)

کسی بزرگ کی قبر سے اخذ فیض کا طریقہ:

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب قدس اللہ سرہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

(۱)۔ مقامات زواریہ: ۱۹۱۔

(۲)۔ مقامات زواریہ: ۱۹۲۔

(۳)۔ مقامات زواریہ: ۱۹۳۔

جب کسی بزرگ کی قبر کے پاس جائے تو عام زیارت قبور کے طریقے پر جوتا راتا رہے اور پائنتی کی طرف سے جا کر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو جائے اس طرح کہ زائر کی پیٹھ قبلہ کی سمت ہوگی اور اس کا منہ میت کی طرف ہو جائے گا۔ پائنتی کی طرف سے آنے کی گنجائش ہوتے ہوئے سرہانے کی جانب سے نہ آئے اور مجبوری کی صورت میں اس کا مضائقہ نہیں کہ کسی جانب سے بھی آئے۔ اسی طرح اگر قبلہ کی جانب کھڑا ہونے کی گنجائش نہ ہو تو جہاں اور جس طرف گنجائش ہو کھڑا ہو جائے اور سلام مسنون جو زیارت قبور کے لئے ماثور ہے پڑھے۔ اس کے بعد حسب توفیق قرآن شریف میں سے کچھ پڑھ کر اس کا ایصال ثواب اس بزرگ اور وہاں کے جملہ اہل قبور کی خدمت میں ہدیہ کرے۔ مثلاً سورہ فاتحہ شریف، الم تا مفلحون۔ آیت الکرسی، آمن الرسول تا آخر سورہ۔ الہکم الحکاثہ۔ ایک ایک بار۔ سورہ اخلاص کم از کم تین بار۔ سورہ فلق سورہ والناس، یا اور جو کچھ ہو سکے پڑھ کر اس کا ایصال ثواب پہلے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح فتوح کو پیش کرے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے تمام انبیائے کرام و اولیائے عظام اور صاحب قبر و جملہ اہل قبور و عامۃ المسلمین و المسلمات کی ارواح مبارکہ کو ایصال ثواب کرے۔ یہاں تک عام زیارت کا طریقہ ہے۔

اب اسی جگہ اس بزرگ صاحب قبر کے سامنے مراقبہ میں بیٹھ جائے اور اخذ فیض اس طرح کرے کہ اپنے آپ کو تمام خیالات سے خالی کرے اور حضور قلب کے ساتھ صاحب قبر کی جانب متوجہ ہو جائے اور یہ خیال کرے کہ گویا اس بزرگ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ کی جناب سے اس بزرگ کے سینے میں یعنی اس کے لطائف عالم امر و خلق میں فیض آرہا ہے اور اس کے سینے و لطائف سے میرے سینے و لطائف مل کہ جسم کے روئیں روئیں میں فیض وارد ہو رہا ہے اور میرے تمام لطائف اور واں رواں اس فیض کو جذب کر رہا ہے جس طرح بارش جب ریت والی جگہ پر برستی ہے تو وہ ریت اس کو جذب کر لیتا ہے گویا کہ میرے لطائف بھی اس فیض کو اسی طرح جذب کر رہے ہیں۔ اس خیال میں جب تک طبیعت یا وقت کی

گنجائش ہو بیٹھا ہوا فیض حاصل کرتا رہے اور اسی میں محو ہو جائے کسی اور طرف خیال نہ کرے اگر خود بخود کوئی وارد دل پر گذرے تو اس کو من جانب اللہ سمجھے، اپنی طرف سے خیال کے ساتھ نہ تراشے خود بخود جو کچھ آئے وہ اس بزرگ کی طرف سے ہوگا اور وہ اس بزرگ کی نسبت ہوگی۔ اگر وقت کی گنجائش ہو تو اپنے تمام باطنی اسباق کا وہاں اعادہ کرے اور تھوڑی تھوڑی دیر تمام لطائف پر مراقبہ کر کے اخذ فیض بطریق مذکور کرے ان شاء اللہ صاحب مزار بزرگ کے فیض سے فیضاب ہوگا۔ (۱)

ملفوظات

حضرت مولانا شمس الحق افغانی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۱/۱۱/۱۴۰۳۔ بمطابق: ۱۶/اگست/۱۹۸۳)

خلیضہ مجاز

حضرت مولانا علاء الدین عراقی نقشبندی و دیگر قدس اللہ اُسرار ہم
(۱) بزرگان نقشبندیہ مجددیہ کی ملاقات و معیت چاہے کس شکل میں ہو دلیل برکت و انس ہے۔ (۲)

(۲) اعمال و اشغال مطلوب ہیں، کیفیات غیر مطلوب ہیں بل کہ بعض صورتوں میں کیفیات کا تصور غیر واصل کے لئے بوجہ فقدان یکسوئی و دل جمعی کے مانع فیضان بن جاتا ہے لہذا اصل شے طاعت حق ہے اسی پر نظر رکھنی چاہئے۔ (۳)

(۱) مقامات زواریہ: مکتوب نمبر: ۳: ص ۹۴-۹۵۔

(۲) مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۲: ص ۴۴۔

(۳) مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۲: ص ۴۴-۴۵۔

(۳) راہِ سلوک میں کیفیات غیر اختیاری طور پر وارد ہوتے ہیں، ان کو احوال کہتے ہیں مگر یہ دین میں مقصود نہیں، سلوک سڑک پر چلنا ہے ارد گرد پھول اور درخت نظر آئیں یا نہ آئیں سڑک بہر حال قطع ہوگی لہذا ان کے فقدان سے پریشان نہ ہوں بل کہ استقامت دون الاحوال زیادہ کمال ہے کہ مجاہدہ اتم ہے۔ (۱)

(۴) محققین صوفیہ کے نزدیک حرکات لطائف بھی کمال نہیں کہ وہ جو گیوں کو بھی بوجہ ریاضت کے حاصل ہو جاتے ہیں اور کبھی اکمل اکالین کو حاصل نہیں ہوتے جیسے صحابہ کرامؓ کو۔ (۲)

(۵) مقصود ذکر و فکر، نماز و تلاوت سے حصول نسبت ہے اور اسی کو وصول الی اللہ کہتے ہیں جس کی علامت استقامت علی الطاعت، رقت قلب، لذت فی الطاعت یا وحسی جیسے بھوکے کوروٹی اور پیاسے کو پانی کی یاد ہوتی ہے۔ غیر مقصود ہے۔ اس کو مقصود سمجھنا اس راہ میں مضر ہے۔ (۳)

(۶) خواب بھی مبشرات ہیں لیکن مقصود نہیں۔ (۴)

(۷) راہِ سلوک میں طلب انوار و کیفیات کا ثمرہ عدم انوار ہے اور ذکر الہی و رضائق کو مطلوب بنانا اور انوار و کیفیات کو غیر مطلوب قرار دینا سبب انوار ہے۔ (۵)

(۸) سورہ فاتحہ و اخلاص و ردود قبل از مراقبہ ہونا بہتر ہے تاکہ مراقبہ میں فیضان مشائخ نقشبندیہ رضوان اللہ عنہم شال ہوں۔ (۶)

(۱)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۳۳: ۴۶-۴۷۔

(۲)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۳۳: ۴۷۔

(۳)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۳۳: ۴۷۔

(۴)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۳۳: ۴۷۔

(۵)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۴: ۸۸۔

(۶)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۴: ۸۸۔

(۹) اصلاح نفس کی طرف ہر وقت توجہ ضروری ہے اور عزم صمیم کے ساتھ۔ (۱)
 (۱۰) اگر مقصود اصلی رضاء الہی یا فریضہ اشاعت دین ہو تو بالترتیب حصول دنیا کا اکتساب
 منافی خلوص نہیں۔ (۲)

(۱۱) ہمت کے علاوہ کسل کا ایک علاج یہ بھی ہے بل کہ جملہ معاصی سے بچنے کا یہی علاج
 ہے کہ مراقبہ مضمرۃ معاصی کیا جائے جس طرح گراموفون اور ٹیپ ریکارڈ الفاظ کو اپنے اندر جذب
 کرتا ہے اور دوسرے وقت میں ان کو ظاہر کرتا ہے، اس طرح ہمارا ہر عضو جو گناہ یا طاعت
 کرتا ہے اس کو وہ جذب کرتا ہے اور یوم الحساب میں مشیت الہی کی سوئی جب ان اعضا کو لگ
 جاتی ہے تو وہ ان اعمال کو علی رؤوس الخلائق ظاہر کر دیتے ہیں اور اس آواز کو ہم بند بھی نہیں
 کر سکتے۔ (۳)

(۱۲) مقام رجا حاصل کرنے کے لئے اپنی طاعت جو عطیہ الہیہ ہے اس پر نظر رکھیں
 اور مقام خوف کی تحصیل کے لئے اپنی نافرمانیاں پیش نظر رکھیں، تاکہ نہ یاس ہو اور نہ جرأت علی
 اللہ۔ ایمان بین الخوف والرجا کا مقام اعتدال حاصل ہو۔ (۴)

(۱۳) اپنی روسیاهی کا بار بار تذکرہ اگر شان عبدیت کا اثر ہے تو محمود ہے اور اگر شان قنوط
 کا اثر ہے تو مضر ہے۔ (۵)

(۱۴) غصہ فی نفسہ غیر اختیاری ہے لیکن اس کے اقتضا پر عمل کرنا اختیاری ہے اور ترک
 عمل بھی اختیاری ہے اور اختیاری کا علاج بجز استعمال اختیار کے کچھ نہیں اگرچہ اول میں اس

(۱)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر ۵: ص ۵۰۔

(۲)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر ۶: ص ۵۱۔

(۳)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر ۹: ص ۵۵-۵۶۔

(۴)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر ۱۰: ص ۵۸۔

(۵)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر ۱۱: ص ۶۰۔

میں کچھ مشقت ہوگی لیکن تکرار و مداومت سے وہ اقتضا خود ضعیف ہو جاتا ہے اور مقاومت میں پھر مشقت باقی نہیں رہتی۔ (۱)

(۱۵) یاد رکھو کہ جس پر غصہ کیا جائے اور اس کی طرف سے مطالبہ کرنے والا نہ ہو تو اس کا مطالبہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہوگا، غصہ کے وقت یہ تصور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مجھ پر زیادہ قدرت ہے اور میں اس کی نافرمانی بھی کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے یہ معاملہ کریں تو پھر کیا ہوگا۔ اور یہ بھی خیال کرے کہ بدون مشیت الہی کے کچھ واقع نہیں ہوتا، مغضوب علیہ کے جس فعل پر غصہ کرتا ہوں اس میں مشیت الہی کے ساتھ مزاحمت ہے اور میں کیا چیز ہوں جو مشیت الہی سے مزاحمت کروں۔ (۲)

(۱۶) اگر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے تصور عظمت حق جل مجدہ میں ذہن مشغول رہے جس کو اصطلاح مشائخ نقشبندیہ رضوان اللہ عنہم میں وقوف قلبی سے تعبیر کرتے ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ دل متواتر غیر اللہ کے متعلق نہ رہے توازالہ کسل و تحصیل استقامت کے لئے اکسیر ہے۔ (۳)

(۱۷) مجاہدہ تمام طاعات کی روح ہے ہر عبادت کی تکمیل مقابلہ نفس کے بغیر ناممکن ہے۔ مخالفت نفس میں اولاً مشقت ہوتی ہے اور جہد کے معنی بھی مشقت کے ہیں احکام تکلیف میں بھی کلفت ہے اور اس لئے ہم مکلف کہلاتے ہیں لیکن پھر رفتہ رفتہ بار بار مخالفت نفس کرنے سے طاعت عادت بن جاتی ہے اور مشقت زائل ہو جاتی ہے اور قرب الہی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ (۴)

(۱۸) مکرر توبہ شکنی کا علاج، مکرر تجدید توبہ ہے اور اگر ہو سکے تو توبہ شکنی پر تھوڑا سا جرمانہ رکھ

(۱)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۱۳ ص: ۶۵۔

(۲)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۱۳ ص: ۶۵۔

(۳)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۱۴ ص: ۶۶۔

(۴)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۱۵ ص: ۶۸۔

کر صدقہ دیا کریں تو موثر ہوگا کیوں کہ نقصِ توبہ اگر اثرِ نفس ہے تو نفس کو مالِ محبوب ہے لہذا صدقہ سے متاثر ہو کر وہ مزاحمت چھوڑ دے گا اور اگر اثرِ شیطان ہے تو صدقہ طاعت ہے جو شیطان کے لئے ناقابلِ برداشت ہے وہ آئندہ مزاحمت نہیں کرے گا۔ (۱)

(۱۹) معصیت کو قلب سے ہٹانے کے لئے یہ مراقبہ کیا جائے کہ معصیت میں جو لذت ہے، اس کا مقابلہ اسی عذابِ جہنم سے کیا جائے، جو اس معصیت پر مرتب ہے اور نفس کو یہ سمجھائے کہ الم عذاب و قہر خداوندی کے مقابلہ میں برائے نام چند لحوں کی لذت کی کیا حقیقت ہے، جو اس کو اختیار کیا جائے اور باری تعالیٰ کی صفت عزیز و انتقام (غالب انتقام لینے والی ذات) کے مراقبہ سے نفس کو کچلا جائے۔ (۲)

(۲۰) تم اپنا کام کئے جاؤ نتائج کو حضرت حق جل مجدہ کے حوالہ کرو۔ (۳)
(۲۱) سستی کو راہِ فلاح کا سب سے بڑا دشمن سمجھو۔ ہماری زندگی درحقیقت لمحاتِ حیات و موت کے تعاقب کا نام ہے۔ (۴)

(۲۲) دین کو آلہ اغراضِ دنیا بنانا غیر موزون ہے اور اللہ تعالیٰ سے بعد کی دلیل ہے۔ (۵)
(۲۳) اعلاءِ دین کی جدوجہد بشرطِ ظنِ نفع، محمود ہے لیکن مدرسہ کا قطعی نقصان اس نفعِ مظلون کے مقابلہ میں زیادہ قابلِ توجہ ہے۔ (۶)

(۲۴) ذکر و فکر میں لذت کی کمی بیشی کو خاطر میں نہ لائیں کہ ذکر و فکر خود ذریعہ قربِ الہی ہے۔ لذت ہو یا نہ ہو۔ (۷)

(۲۵) ایصالِ ثواب تلاوت میں اگر قلبی اخلاص اور توجہ کامل ہو تو ثواب کامل پہنچتا ہے

(۱)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۱۵: ص: ۶۹۔

(۲)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۱۶: ص: ۷۱۔

(۳)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۱۷: ص: ۷۲۔

(۴)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۲۱: ص: ۷۶۔

(۵)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۲۵: ص: ۸۱۔

(۶)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۲۵: ص: ۸۲۔

(۷)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۳۳: ص: ۸۹۔

- اور اگر غفلت اور بے توجہی کے ساتھ ہو تو ثواب تو پہنچ جاتا ہے لیکن ناقص (۱)
- (۲۶) تبدل احوال سے نہ گھبرائیں، مقام تمکین کو بھی دوام نہیں۔ (۲)
- (۲۷) اللہ کی عظمت کا ذہول معاصی کا سبب ہے۔ درحقیقت گناہ کا ارتکاب اور نسیان عظمت الہی لازم و ملزوم ہے۔ قلب کا عظمت الہی کے تصور سے خلو بڑا سانحہ ہے (۳)
- (۲۸) استقامت علی الدین وہ نعمت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ (۴)
- (۲۹) ماہ رمضان ماہ قرآن ہے، زیادہ وقت تلاوت میں صرف ہونا چاہئے۔ اس ماہ میں جملہ طاعات کے انوار و اثرات باطنیہ میں کافی اضافہ ہوتا ہے جو قبولیت الہیہ کی دلیل ہے خواہ صدقہ ہو یا صلاۃ یا ذکر یا فکر۔ (۵)
- (۳۰) ماہ رمضان میں محاسبہ نفس بے حد ضروری ہے تاکہ ہر سال لاحق سابق سے قرب و رضائے خداوندی کے لحاظ سے افضل رہے اور غفلت کی تقلیل کا موجب ثابت ہو۔ (۶)
- (۳۱) سرخ و محبت الہی کے لئے مراقبہ آلاء اللہ، جس کے لئے جامع تعبیر الحمد للہ رب العالمین ہے یا صرف رب العالمین ہے اور حب الرسول علیہ السلام کے سرخ کے لئے مراقبہ آلاء رسالت کی تعبیر جامع شکل میں جو رحمة للعالمین یاوما أرسلناک إلا رحمة للعالمین ہے۔ (۷)
- (۳۲) علم کی روح فکر آخرت ہے۔۔۔ فکر آخرت کے چراغ کے لئے محبت و عشق الہی روغن ہے۔ (۸)

(۱)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۴۳ ص: ۱۰۸۔

(۲)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۴۶ ص: ۱۱۳۔

(۳)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۴۹ ص: ۱۱۵۔

(۴)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۵۲ ص: ۱۱۸۔

(۵)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۵۳ ص: ۱۱۹۔

(۶)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۵۳ ص: ۱۱۹۔

(۷)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۵۶ ص: ۱۲۲۔

(۸)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۶۰ ص: ۱۲۶۔

- (۳۳) تصنیف کے سلسلے میں احتیاط ضروری ہے۔ (۱)
- (۳۴) روح ترقی مدرسہ اخلاص اور ابتغا مرضات اللہ پر ہے جب تک یہ سرمایہ رہے گا ترقی ہوگی۔ (۲)
- (۳۵) حرمان قیام اللیل کے علاوہ حرمان عن تلاوت القرآن صغٹ علی ابالہ ہے (۳)
- (۳۶) بعد المغرب محاسبہ اعمال نہاریہ و بعد الصبح محاسبہ اعمال لیلیہ ضروری ہے اور یہ کہ کوتاہیوں کی فہرست مرتب کر لی جائے تاکہ ان کا تدارک کیا جاسکے۔ (۴)
- (۳۷) مدرسہ کے معاملات اور جملہ معاملات میں بصدق دل حضرت حق جل مجدہ سے لگاؤ رکھو کہ یہی امر کلید کامیابی ہے، یہ نہ ہو تو کچھ نہیں، اس کے علاوہ خوب تضرع کے ساتھ رورو کر دعا بھی کرو۔ (۵)
- (۳۸) وقت موت زیر پردہ ہے ہر دم کوم آخریں سمجھو کہ پھر ہاتھ آنے کا نہیں۔ (۶)
- (۳۹) قبر کی منزل قریب ہے اس لئے رفتار طاعت میں تیزی ہونی چاہئے۔ (۷)
- (۴۰) بدن، اولاد، اموال میں ہر قسم کا تصرف فعل الہی ہے اور فعل الٰہیم لا یخلو عن الحکمۃ کے تحت منفعت اور مصلحت سے خالی نہیں، خواہ وہ مصلحت ہم کو معلوم ہو یا نہ۔ (۸)
- (۴۱) عمر کا ایک ایک لمحہ اربوں روپے سے زیادہ قیمت رکھتا ہے جو اگر تیری آخرت میں

(۱)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۶۱: ص: ۱۲۸۔

(۲)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۶۲: ص: ۱۲۹۔

(۳)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۶۵: ص: ۱۳۲۔

(۴)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۶۵: ص: ۱۳۲-۱۳۳۔

(۵)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۶۷: ص: ۱۳۴-۱۳۵۔

(۶)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۶۷: ص: ۱۳۵۔

(۷)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۶۸: ص: ۱۳۶۔

(۸)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۷۲: ص: ۱۴۰۔

- صرف ہو تو تھوڑا وقت بھی پوری کائنات کی قیمت پر بھارا۔۔۔ (۱)
- (۴۲) موت کو یاد کرو اور اس کی تیاری میں لگ جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے توفیق کی دعا مانگو (۲)
- (۴۳) نصرت الہی کے لئے ولایت شرط ہے جب اللہ کا قرب ہوگا تو نصرت ہوگی۔ (۳)
- (۴۴) تلاوت خالق کائنات سے حکما ہم کلامی و حاضری دربار الہی کی عظیم نعمت ہے اور حرمان یا قصور شان عبدیت میں نقص کی دلیل ہے۔ (۴)
- (۴۵) قرب الہی کے درجات غیر متناہی ہیں اسی لئے سید الانبیاء علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ من الصلوٰات افضلہا کا وظیفہ بھی رب زدنی علما (اے اللہ میرے علم کو بڑھا دے) کا رہا۔ (۵)
- (۴۶) مرض مؤمن کفارہ ذنوب ہیں، مرض سے جو تکفیر ہوتی ہے، لاکھوں روپے کے صدقے اور ہزاروں رکعات کے نوافل سے نہیں ہوتی اور بقول حضرت امام شافعیؒ کے، صبر و نیت کی بھی اس میں ضرورت نہیں۔ (۶)
- (۴۷) طلبہ یا مدرسین کا محمدی سکون و اخلاق کو چھوڑ کر مغربی طرز کو اختیار کرنا قابل افسوس ہے۔ (۷)
- (۴۸) روح تصوف یہ ہے کہ وصول الی اللہ و قرب الہی کا واحد ذریعہ اتباع شریعت یعنی اوامر الہی کی بجا آوری اور منہیات سے اجتناب ہے اور یہی سب سے بڑی کرامت ہے بشرطیکہ دوام و استقامت ہو۔ اس سلسلے میں زیر اختیار امور میں عزم و ہمت اور مقابلہ نفس و شیطان کی ضرورت ہے۔ (۸)

(۱)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۷۲: ص: ۱۴۰۔

(۲)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۷۲: ص: ۱۴۱۔

(۳)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۸۳: ص: ۱۵۴-۱۵۵۔

(۴)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۸۶: ص: ۱۵۷۔

(۵)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۹۶: ص: ۱۶۹۔

(۶)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۱۰۲: ص: ۱۷۳۔

(۷)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۱۰۵: ص: ۱۷۷۔

(۸)۔ مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۱۰۶: ص: ۱۷۸۔

- (۴۹) استقامت علی المعولات دلیل تعلق مع اللہ ہے۔ (۱)
 (۵۰) استقامت قیام اللیل کی توفیق دلیل مقبولیت ہے۔ (۲)
 (۵۱) انبساط اور انقباض سالک کے ساتھ لازم و ملزوم ہے، لیکن انقباض اعلیٰ مقام ہے۔ (۳)

ملفوظات

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک قدس اللہ سرہ
 (متوفی: ۱۲۰۹/۱/۲۴ - برطانیق: ۱۹۸۸/۹/۷)

خلیفہ مجاز بیعت

- حضرت خواجہ مولانا عبدالمالک صدیقی و دیگر قدس اللہ اسرار ہم
 (۱) علماء اور اہل اللہ سے محبت نجات کا اہم وسیلہ ہے، دنیا کی کوئی چیز بھی ساتھ لے جانے
 کی نہیں، بس یہی وہ توشہ ہے جو آخرت میں ساتھ لے جانے کا ہے اور وہیں آخرت میں بھی
 یہی کام آئے گا۔ (۲)
 (۲) غرور و تکبر کا انجام ذلت و رسوائی ہوتا ہے اور عجز و انکساری اور تواضع و خاکساری سے
 رفعت و عزت حاصل ہوتی ہے۔ (۳)
 (۳) ہر کام میں صبر و استقلال اور استقامت سے کام لینا چاہئے۔ کسی نیک کام میں

(۱) - مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۱۱۷ - ص: ۱۹۴۔

(۲) - مکتوبات افغانی: مکتوب نمبر: ۱۱۸ - ص: ۱۹۵۔

(۳) - دکان عشق: ص: ۱۷۶۔

(۴) - صحیفۃ با اہل حق: ص: ۴۴۔

(۵) - صحیفۃ با اہل حق: ص: ۴۵۔

مخالف لوگوں کی مخالفتوں اور پروپیگنڈوں کی پرواہ کئے بغیر اپنے کام کو آگے بڑھانا چاہئے۔ (۱)
 (۲) اکابر اہل علم کا اس دنیا سے چلے جانا قیامت کی علامات میں سے ہے۔ قیامت قائم
 ہونے سے پہلے علم رخصت ہو جائے گا اور اہل علم ناپید ہو جائیں گے اور علما اٹھائے لئے جائیں
 گے۔ (۲)

(۵) ہم حلاوت کے لئے عبادت پر مامور نہیں اور نہ یہ تمنا ہونی چاہئے، لذت اور حلاوت
 والی باتوں کی کوئی فکر نہ کریں اور استقلال و دوام کے ساتھ عبادت اور ذکر اللہ میں لگے رہیں
 تو اللہ پاک اپنے قرب خاص سے نوازیں گے۔ (۳)

(۶) وعظ و نصیحت میں جس قدر بھی ہو سکے سادہ اور بے تکلف گفت گو کریں جس میں
 جمالیات غالب ہو، وعظ میں بے جا جلال مفید نہیں رہتا، بل کہ بعض حالات میں مضرت رساں
 ہوتا ہے۔ (۴)

(۷) اپنی عادت ایسی بنالینی چاہئے جیسے رات کے اندھیروں میں کام کرنے والے
 مزدور کو یہ یقین ہوتا ہے کہ میں اپنے مالک کی نظر میں ہوں اور اس سے میرا کوئی کام پوشیدہ نہیں
 ہے تو یقیناً وہ اپنے کام میں چستی دکھائے گا اور غفلت و کوتاہی سے کام نہ لے گا۔ بس اس نوعیت
 کا استحضار جس بندے کو اپنے اللہ سے حاصل ہو گیا تو وہ کامیاب ہو گیا۔ (۵)

(۸) حیا خدا تعالیٰ کا عطیہ اور انعام ہے جو بچپن ہی سے فطرت میں موجود ہوتا ہے اور یہی
 مکلف ہونے کے بعد نصف الایمان بن جاتا ہے الحیاء نصف الایمان، بچپن کا حیا، اگر بڑی عمر

(۱) - صحیحہ با اہل حق: ص: ۳۵۔

(۲) - صحیحہ با اہل حق: ص: ۵۱۔

(۳) - صحیحہ با اہل حق: ص: ۵۴۔

(۴) - صحیحہ با اہل حق: ص: ۵۵۔

(۵) - صحیحہ با اہل حق: ص: ۶۱۔

میں بھی محفوظ کر لیا گیا تو انسان کامیاب ہے ورنہ عام تجربہ یہ ہے کہ بری مجلس کی وجہ سے اور برے دوستوں کی وجہ سے حیا کی دولت سے بھی انسان محروم ہو جاتا ہے۔ (۱)

(۹) تحصیل علم میں جس قدر مشقت اور تعب زیادہ ہوگا اسی قدر علم کی قدر و عظمت زیادہ ہوگی اور اسی پر نتانج و ثمرات بھی اچھے مرتب ہوں گے۔ (۲)

(۱۰) لوگوں کو علم نہیں کہ والدہ کی خدمت اور والدین کی عزت میں اللہ نے کتنی برکتیں رکھی ہیں، لوگ دعاؤں کی مقبولیت کی غرض سے قبروں پر جاتے ہیں، طواف کرتے ہیں، شریکہ افعال کا ارتکاب کرتے ہیں حالاں کہ مقبول دعاؤں کا خزانہ والدہ کی صورت میں ان کے گھر میں موجود ہوتا ہے۔ (۳)

(۱۱) استغفار سے گناہوں کی میل زائل ہو جاتی ہے۔ جب کپڑا میلا ہو جاتا ہے یا اس پر میل کے داغ لگ جاتے ہیں تو صابن سے اس کو دھوتے ہیں اس کو خوب مانجھتے ہیں اور رنگ سازوں کے اصول بھی یہی ہیں کہ کپڑے پر ایک رنگ چڑھانے یا نقش و نگار کرنے کے لئے اولاً اس کی خوب صفائی کرتے ہیں اور میل کچیل کو دور کر دیتے ہیں تب اس پر رنگ چڑھتا اور نقش بنتا ہے، اسی طرح ہمارا نفس بھی گناہوں کی میل سے آلودہ ہے جس طرح بھی کثرت سے استغفار پڑھیں گے گناہوں کی میل دور ہوگی اور عبادت، نماز، روزہ، ذکر و فکر کے حسین نقوش اور عبودیت کا جمیل رنگ چڑھتا جائے گا۔ (۴)

(۱۲) کامیابی اور فتح مندی اور رضائے الہی کے حصول کے لئے واحد زینہ ”اتباع سنت“ ہے۔ صرف اور صرف یہی ایک راستہ ہے جس پر چل کر انسان دنیا اور آخرت میں

(۱) - صحیحہ با اہل حق: ص: ۶۲۔

(۲) - صحیحہ با اہل حق: ص: ۶۵۔

(۳) - صحیحہ با اہل حق: ص: ۸۳۔

(۴) - صحیحہ با اہل حق: ص: ۱۲۰-۱۲۱۔

درجات عالیہ حاصل کر سکتا ہے اور اسی راستے کی برکت سے انسان مدارج کمال تک پہنچ جاتا ہے۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ مقبول راستہ ہے جو بھی اس راہ پر چلے گا وہ بھی مقبول ہو جائے گا۔ (۱)

(۱۳) تحصیل علم کے تین آداب ملحوظ رکھا جائے تب صلاحیت نکھرتی، استعداد جلا پاتی اور علمی و روحانی ترقیاں حاصل ہوتی ہیں:

(۱۲) استاد کا ادب (۲) مسجد اور درس گاہ کا ادب (۳) کتاب کا ادب (۴)
(۱۲) برادران یوسف عشق و محبت اور اطاعت و جان نثاری اختیار کئے بغیر محبوب بننا چاہتے تھے، اس لئے ان کا فیض و افادہ بھی کم رہا۔ اگر محبوب بننے کے بجائے محب بن جاتے وفاداری اور عشق و محبت کا مظاہرہ کرتے تو یقیناً ان کو بھی روحانی ترقیاں حاصل ہو جاتیں۔ (۳)

(۱۵) ذکر اللہ روح کائنات ہے، لفظ اللہ، تمام صفات و کمالات کا جامع ہے، جب تک اللہ کا نام لیا جاتا رہے گا، کائنات قائم رہے گی اور قیامت نہیں آئے گی، مگر ایک وقت آئے گا جب الحاد اور دہریت کا غلبہ ہو جائے گا، اللہ کا ذکر، اللہ کی یاد دلوں سے اٹھ جائے گی، بھولے سے بھی کوئی اللہ کا نام نہیں لے گا، تب اسرافیلؑ کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا اور قیامت قائم ہو جائے گی، گویا عالم کی بقا اور کائنات کے وجود کا دار و مدار ذکر الہی پر ہے۔ (۴)

(۱۶) علم کی طرح ذکر، طریق عبادت اور سلسلہ بیعت بھی متواتر ہے جس طرح علم بغیر استاد کے ناقص ہے اسی طرح ذکر و فکر، طریق عبادت اور سلسلہ بیعت بھی بغیر استاد کے ناقص اور بعض حالات میں مضرت رساں ہے۔ (۵)

(۱)۔ صحیحہ با اہل حق: ص: ۱۲۵۔

(۲)۔ صحیحہ با اہل حق: ص: ۱۴۱۔

(۳)۔ صحیحہ با اہل حق: ص: ۱۴۴۔

(۴)۔ صحیحہ با اہل حق: ص: ۱۶۲۔

(۵)۔ صحیحہ با اہل حق: ص: ۱۶۶۔

(۱۷) جن لوگوں نے تصوف و سلوک اور بیعت اور سمع و طاعت کے بڑے بڑے بورڈ آویزاں کردئے ہیں اور خود کسی فاضل، مربی اور لائق کامل استاد سے سبق نہیں پڑھا ان سے اجتناب کرنا چاہئے کہ ایسوں کا انجام خطرناک ہوتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔ (۱)

(۱۸) سلسلہ قادریہ اور چشتیہ ایک ہی تالاب کی دو مختلف نہریں ہیں، دونوں کا مرکز اور مخزن ایک ہے، پانی ایک ہے، صرف راستے جدا جدا ہیں، دوسرے سلاسل تصوف اور مختلف فقہی مذاہب کا بھی یہی حال ہے۔ (۲)

(۱۹) بعض لوگ دانستہ طور پر تصوف کے ان سلسلوں اور فقہی مذاہب کو فرقہ واریت پر حمل کر کے دنیا کو گمراہ کرتے اور دھوکہ دیتے ہیں، مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ (۳)

(۲۰) والدین بے دین یا فاسق و فاجر ہوں تب بھی اولاد کا رویہ ان کے ساتھ درست اور تلخ نہیں ہونا چاہئے، والدین کی اطاعت اور ان کے ارشاد پر رچی اور لبیک کہنے کی شریعت میں بڑی اہمیت ہے۔ باقی رہے ایسے امور جو استطاعت سے خارج ہیں اور والدین ان کے کرنے کا حکم دیتے ہیں تو ایسے امور کو نہ کر سکنے میں مواخذہ نہیں ہے۔ (۴)

(۲۱) نفس جو ہے وہ برائی کی طرف مائل رہتا ہے اور برائی کا حکم دیتا ہے اولاس کی تطہیر اور تزکیہ ضروری ہے، تزکیہ میں بڑے بڑے برکات ہیں، نفس مزکی ہو تو خدا تعالیٰ اہلیت سے نوازتے ہیں اور انوار و برکات کا نزول ہوتا ہے، استغفار سے تطہیر و تزکیہ باطن ہوتا ہے۔ (۵)

(۱) - صحیحہ با اہل حق: ص: ۱۶۶۔

(۲) - صحیحہ با اہل حق: ص: ۱۷۰۔

(۳) - صحیحہ با اہل حق: ص: ۱۷۰۔

(۴) - صحیحہ با اہل حق: ص: ۱۸۰۔

(۵) - صحیحہ با اہل حق: ص: ۱۸۶۔

(۲۲) جب طمع، لالچ اور خود غرضی آجاتی ہے تو برکات اٹھ جاتے ہیں، اللہ کی مدد بند ہو جاتی ہے جب بھی دین کا کام کرو، تدریس اور تصنیف کے مواقع میسر ہوں، تبلیغ کا خدا موقع دے تو اپنی طرف سے حصول جاہ، منصب اور حصول مال و دولت کی تمنا تک دل میں نہ لاؤ، دیوبند کے اکابر اساتذہ اور ہمارے بزرگوں کا یہی وہ امتیاز ہے جس سے اللہ نے ان کو خصوصیت سے نوازا ہے۔ (۱)

(۲۳) ہماری جدوجہد اور کوششیں کسی بھی لادینی قوت کو نفع پہنچانے کے لئے نہ ہوں، نہ مغربی جمہوریت کے لئے اور نہ حکومت کے لئے، ہماری کوشش محض شریعت کے لئے ہونی چاہئے۔ (۲)

(۲۴) اگر عمل سنت کے مطابق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتا، اگر چہ فی نفسہ وہ کتنا اچھا کیوں نہ ہو۔ نیت جتنی بھی اچھی ہو، جتنا بھی خلوص سے کیا جائے جب تک اس پر سنت اور شریعت کی مہر نہ لگے وہ اللہ کی بارگاہ میں قبول نہ ہوگا۔ (۳)

(۲۵) ہم شب و روز مادی سلسلہ میں دیکھتے ہیں کہ: اولاد میں جو باپ کے زیادہ قریب اور اس کے کام کو پورا کرنے والی اور خدمت بجالانی والی ہوتی ہے اسے والدین کی نگاہوں میں عزت حاصل رہتی ہے اور دنیوی ترقی کے بھی راستے کھلتے ہیں، روحانی سلسلہ میں بھی یہی اثرات مرتب ہوتے ہیں، روحانی اولاد میں جو بچے یعنی طلبہ اپنے روحانی والدین یعنی اساتذہ کی خدمت کرتے ہیں ان کی نگاہوں میں بھی وقار حاصل رہتا ہے اور علمی و دینی اور روحانی ترقی کے راستے بھی ایسوں ہی کے لئے کھلتے ہیں تو روحانی ترقی اور علمی منزلت کے حصول میں ادب

(۱) - صحیفہ با اہل حق: ص: ۲۰۵۔

(۲) - صحیفہ با اہل حق: ص: ۲۱۷۔

(۳) - صحیفہ با اہل حق: ص: ۲۲۴۔

- واحترام اور اساتذہ کی شفقت اور دعاؤں کو خاص الخاص اہمیت حاصل ہے۔ (۱)
- (۲۶) بھائیو! علم کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ قلب و روح اور گریہ و ریشہ میں رچ بس جائے اور یہ کہ اس میں ثواب و عقاب کا ذکر ہے اور جو وعدہ وعید ہے وہ یقیناً مرتب ہونے والا ہے اور اگر یہ حالت نہ ہو تو علم فائدہ نہ دے گا۔ (۲)
- (۲۷) (زمانہ طالب علمی میں) وظائف کی طرف کم اور کتاب و مطالعہ کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے، اصل وظیفہ تحصیل علم کا اشتیاق اور محنت و مطالعہ اور تکرار سبق ہے۔ (۳)
- (۲۸) جس عبادت میں تکبر آجائے جس علم میں غرور ہو وہ بے کار ہو جاتا ہے، نہ دنیا کا فائدہ نہ آخرت کا۔ (۴)
- (۲۹) صوفیا حضرات کا قول ہے: العلم حجاب، کہ علم پردہ ہے، علم سے مراد علم النفس ہے کہ میں بھی کچھ ہوں، تو حضرات صوفیا کی غرض یہ ہے کہ: اللہ اور بندے کے درمیان یہ علم النفس اور یہ انانیت بہت بڑا حجاب ہے۔ جاہل صوفیا اس سے علم ظاہر اور علم شریعت مراد لیتے ہیں۔ (۵)
- (۳۰) یہ عصبیت، قبائلی، قومی اور وطنی نعرے اور نفسانیت و انانیت جب تک باقی ہو تو نہ خدائل سکتا ہے نہ مقصد میں کامیابی ہوتی ہے۔ (۶)

(۱)۔ صحیفہ با اہل حق: ص: ۲۵۹۔

(۲)۔ صحیفہ با اہل حق: ص: ۲۷۴۔

(۳)۔ صحیفہ با اہل حق: ص: ۳۲۸۔

(۴)۔ صحیفہ با اہل حق: ص: ۳۴۵۔

(۵)۔ صحیفہ با اہل حق: ص: ۳۵۵۔

(۶)۔ صحیفہ با اہل حق: ص: ۳۵۵۔

ملفوظات

حضرت مولانا پیر غلام حبیب قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۴۱۰/۶/۲۱ - بمطابق: ۲۰/ستمبر ۱۹۸۹)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی قدس اللہ سرہ

و حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی قدس اللہ سرہ

(۱) آج کل صوفیوں نے تقویٰ کو محض کھانے پینے تک محدود کر دیا ہے، حالاں کہ تقویٰ کے معنی ہیں: ہر اس چیز کو ترک کرنا، جس کے اختیار کرنے سے تعلق باللہ میں فرق آئے۔ (۱)

(۲) تقویٰ ولایت کے حصول کے لئے شرط ہے۔ (۲)

(۳) جو سالک جسم کی طہارت کا لحاظ نہیں رکھتا، وہ قلب کی طہارت کیسے حاصل کرے گا؟ ایسے شخص کا دل تو ”بت خانہ“ بل کہ ”گند خانہ“ بن جاتا ہے، جس قلب میں غیر اللہ کی محبت ہو وہ نجس ہے۔ (۳)

(۴) حقوق اللہ اور حقوق العباد کے درمیان ایک میزان ہے جس نے اسے درست رکھا وہ محبوب حقیقی سے واصل ہوا اور جس نے کوتاہی کی وہ محروم و مجبور ہوا۔ (۴)

(۵) پیر کو ”چپ شاہ“ نہیں بننا چاہئے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ مریدین جو مرضی کرتے

(۱) - حیات حبیب: شمائل و خصائل: ص: ۶۲۔

(۲) - حیات حبیب: شمائل و خصائل: ص: ۶۳۔

(۳) - حیات حبیب: شمائل و خصائل: ص: ۶۳۔

(۴) - حیات حبیب: شمائل و خصائل: ص: ۶۳-۶۴۔

رہیں، پیر صاحب خاموش تماشا نشانی بنے بیٹھے رہتے ہیں۔ اس سے پیری مریدی تو چمک جاتی ہے، مگر مریدین کی اصلاح نہیں ہوتی۔ یہ سراسر مد اہنت ہے، روک ٹوک کرتے رہنا چاہئے، تاکہ ضروری اصلاح ہو۔ (۱)

۶) اتنی عبادت کرو کہ خالق اور مخلوق دونوں کو آپ پر ترس آنے لگے۔ (۲)
 ۷) کسب فیض سے غفلت ایسی ختم ہو جاتی ہے کہ نیند بھی نہیں آتی، دل بے دار ہوتا ہے تو پورے جسم کو بے دار رکھتا ہے۔ (۳)

۸) بعض ڈھونگی پیر عورتوں کو سامنے بے حجابانہ آنے کی اجازت دیتے ہیں، یہ سراسر گمراہی ہے، عورتیں بھی کہتی ہیں: اگر پیر صاحب ہمیں دیکھیں گے نہیں تو قیامت کے دن ہماری شفاعت کیسے کریں گے؟۔۔۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں دیکھا ہے؟ اگر نہیں دیکھا ہے تو قیامت کے دن وہ کیسے تمہاری شفاعت کریں گے؟ ایسا ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابیاتؓ کو دیکھتے، مگر وہاں تو پردہ داری کی انتہا نظر آتی ہے۔ (۴)

۹) ہمارے مشائخ تو بیعت ہونے والی عورتوں کے کپڑے بھی نہیں دیکھتے تھے، اس حد تک پردے کی پابندی فرماتے تھے۔ (۵)

۱۰) عورت کو بغیر برقعہ کے دیکھنا حرام ہے، برقعہ کے ساتھ دیکھنا فتویٰ ہے اور برقعہ کے ساتھ بھی نہ دیکھنا فتویٰ ہے۔ (۶)

۱۱) آج کل کے نوجوان بازار میں لڑکیوں کو لچائی نظروں سے دیکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے

(۱)۔ حیات حبیب: شمائل وخصائل: ص: ۷۸۔

(۲)۔ حیات حبیب: اشاعت دین: ص: ۲۷۰۔

(۳)۔ حیات حبیب: خانقاہ حبیب: ص: ۲۹۷۔

(۴)۔ حیات حبیب: خانقاہ حبیب: ص: ۳۰۱۔

(۵)۔ حیات حبیب: خانقاہ حبیب: ص: ۳۰۱۔

(۶)۔ حیات حبیب: خانقاہ حبیب: ص: ۳۰۱۔

ایک سے بڑھ کر ایک کو پیدا کیا ہے، ہر ٹھپہ دوسرے سے مختلف ہے۔ بھلا کتنے ٹھپے دیکھو گے؟ اس کی تو کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ (۱)

(۱۲) سالک کو نہ صرف اپنے شیخ سے رابطہ رکھنا چاہئے بل کہ مرکز سے بھی رابطہ رکھنا چاہئے، ہم لوگ اپنے مشائخ کی عدم موجودگی میں جب ان کی خانقاہ پر جاتے تھے تو ہمیں درود پوار سے فیض ملتا تھا۔ (۲)

(۱۳) صالحین کے چہروں پر نظر ڈالنا بھی عبادت ہے۔ (۳)

(۱۴) اجازت و خلافت آدمی کی پوشیدہ استعداد کی تصدیق ہے۔ (۴)

(۱۵) کمین دنیا کی چمک دمک پرشیدانہ ہوں، اس کی زینت پہ فریفتہ نہ ہوں، اس کے کز و فر کے باعث آپ سے باہر نہ ہوں یہ ایک شکر آلودہ زہر ہے اور طمع کی ہوئی نجاست ہے، اس زہر کا مقتول دائمی موت میں اور سرمدی حیات میں مبتلا ہے، اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے فکر نہ ہوں، ذکر و عبادت میں یک سوا اور یک رو ہو جائیں۔ (۵)

(۱۶) جس کی زندگی محمود اس کی موت بھی محمود اور جس کی زندگی مذموم اس کی موت بھی مذموم۔ (۶)

(۱۷) مبلغ کو چاہئے رات کو خدا سے لیا کرے اور دن کو مخلوق کو دیا کرے، جو رات کو نہیں لے گا وہ دن میں کچھ نہیں دے گا۔ (۷)

(۱)۔ حیات حبیب: خانقاہ حبیبہ: ص: ۳۰۴۔

(۲)۔ حیات حبیب: خانقاہ حبیبہ: ص: ۳۲۱۔

(۳)۔ حیات حبیب: خانقاہ حبیبہ: ص: ۳۲۵۔

(۴)۔ حیات حبیب: خانقاہ حبیبہ: ص: ۳۲۷۔

(۵)۔ حیات حبیب: خانقاہ حبیبہ: ص: ۳۴۰۔

(۶)۔ حیات حبیب: تعریقی تاثرات: ص: ۳۸۳۔

(۷)۔ حیات حبیب: اولاد و امجاد: ص: ۴۷۹۔

(۱۸) مراقبے میں نہ کچھ پڑھنا ہے نہ کچھ کرنا ہے۔۔۔ فقط اپنی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللہ کی طرف کرنی ہے کہ اللہ کی طرف سے فیض بذریعہ شیخ میرے دل میں آرہا ہے۔ (۱)

(۱۹) ذکر کرنے سے انسان کو دل جمعی حاصل ہوتی ہے اور اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ (۲)
(۲۰) ہمیں اس سلسلہ نقشبندیہ پر فخر ہے کہ ہم نقشبندیہ مجددیہ صدیقیہ سے تعلق رکھتے ہیں، یہ وہ سلسلہ عالیہ ہے کہ جہاں پر اور سلاسل کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے اس سلسلہ کی ابتدا ہوتی ہے اور یہ سلسلہ بدعت سے پاک ہے اور اس سلسلے کے لوگ پوری سنت پر عمل کرنے والے ہیں اور اس سلسلے کے لوگ لوجہ اللہ کام کرتے ہیں جن کا مقصد اللہ کی رضا ہے۔ (۳)

(۲۱) قلب کو تم ہرگز جاری نہیں کرو گے، جب تک اِنابت اِلٰی اللہ نہ کرو گے، اِنابت کا معنی ہر وقت، ہر آن میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور جب تک قلب میں ڈرنہ ہو تو اس کی اصلاح مشکل ہے۔ (۴)

(۲۲) جب اولیا اللہ کے ساتھ محبت و عقیدت نہ ہو تو اس وقت اصلاح مشکل ہے، اگرچہ لوگ اس کو امر زائد کہتے ہیں، مگر قرآن و حدیث سے صاف واضح ہے کہ علم دین کا دار و مدار تزکیہ نفس اور اصلاح نفس پر ہے اور یہ چیز اولیا کرام، صدیق اکبرؓ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چلی آرہی ہے۔ (۵)

(۲۳) مستورات کو پردہ کے پیچھے بیعت کی جاتی ہے، جو لوگ مستورات کو سامنے

(۱)۔ حیات حبیب: تعلیمات: ص: ۴۹۸۔

(۲)۔ مجالس حبیب: ص: ۱۰۰۔

(۳)۔ مجالس حبیب: ص: ۱۱۸۔

(۴)۔ مجالس حبیب: ص: ۱۲۰۔

(۵)۔ مجالس حبیب: ص: ۱۲۰-۱۲۱۔

بٹھا کر بیعت کرتے ہیں وہ طریقہ سراسر خلاف شریعت و سنت ہے اور غلط طریقہ ہے۔ (۱)
 (۲۴) کثرت سے ذکر کرنا چاہئے، ذکر کرنے سے رفتہ رفتہ وہ زمانہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا کہ بدن کے بال بال سے ذکر جاری و ساری ہوگا، ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میت کے اوپر کفن پڑا ہوا ہے اور اس کا قلب کفن کے نیچے حرکت کرتا ہے اور اس میت کا قلب ذکر الہی میں مستغرق رہتا ہے۔ ذکر میں اس قدر مستغرق ہو جاؤ کہ ذکر کی وجہ سے قلب پر رنگ چڑھ جائے۔ (۲)

(۲۵) اولاد کو دین پر لگانا چاہئے ورنہ ان کی زندگی تباہ ہوگی، (اور) یہی اولاد قیامت کے دن والدین کے خلاف دعویٰ دائر کرے گی اور وہ عدالت بھی خداوندی عدالت ہوگی (۳)
 (۲۶) اللہ تعالیٰ بندے سے قلب سالم لینا چاہتا ہے کہ اس کا قلب تمام امراض باطنیہ سے پاک ہو، شرک و بدعت، بغض و حسد وغیرہ سے بالکل صاف ہو، اصلی عبادت یہ ہے کہ قلب عبد اللہ ماسوی اللہ سے پاک ہو۔۔۔۔۔ یہ ہے اصل توحید۔ (۴)

(۲۷) جسم کی ضروریات اور تقاضے الگ ہیں، اور روح کے تقاضے جدا ہیں، جس طرح بدن کی نشوونما کے لئے غذا اور لباس وغیرہ کی ضرورت ہے اسی طرح روح عالم ملکوت سے آتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی خوراک بھی وہاں سے بھیجی ہے اور وہ ہے قرآن۔ روح کا لباس تقویٰ ہے۔۔۔ تقویٰ نام ہے بچنا ہر اس چیز سے جس کے اختیار کرنے سے تعلق باللہ میں فرق آئے۔ (۵)

(۲۸) متقی بنو، اللہ کے قائم مقام بنو، رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرو، اللہ کی رضا کے لئے کام کرو، پھر دیکھو کیسے اللہ کی مدد آتی ہے۔ (۶)

(۱)۔ مجالس حبیب: ص: ۱۲۵۔

(۲)۔ مجالس حبیب: ص: ۱۳۲۔

(۳)۔ مجالس حبیب: ص: ۱۷۵۔

(۴)۔ مجالس حبیب: ص: ۳۸۷۔

(۵)۔ مجالس حبیب: ص: ۳۸۷۔

(۶)۔ مجالس حبیب: ص: ۳۸۷۔

(۲۹) ہم کھنٹیوں، کام نہیں کرتے اور اکابر کو بدنام کرتے ہیں، ہمارے اکابر علم و عمل کے جامع تھے، تقویٰ کے امام تھے، ذرا ان کی سوانح تو پڑھ کر دیکھو، پھر پتہ چلے گا کہ وہ کیا تھے۔ اور ہم کیا ہیں، ہم ان کی طرح قربانی نہیں دے سکتے تو تقویٰ، طہارت کو اختیار کریں، مراقبہ و مجاہدہ کریں تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے بھی اعلیٰ کلمۃ اللہ کا کام لیں۔ (۱)

(۳۰) یہ دنیا دار فانی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں کھیل تماشے کے نہیں، آخرت کی تیاری کے لئے بھیجا ہے، ہر انسان کو چاہئے کہ وہ دیکھے کہ آنے والے کل کے لئے اس نے کیا ذخیرہ بھیجا ہے۔ (۲)

(۳۱) کامیاب بندہ وہ ہے جو اپنا ایمان سلامت لے کر دنیا سے رخصت ہو، اور وہ جو نبی عالم برزخ میں جائے تو بارگاہ الہی سے ارشاد ہو کہ واہ میرے بندے تو نے حق ادا کر دکھایا۔ (۳)

(۳۲) اگر دوسرے کا نقطہ نظر غلط بھی ہے تو اسے درد مندی سے اپنا بھائی سمجھ کر سمجھانا چاہئے نہ کہ طنز اور طعن کی بوچھاڑ سے، اس سے اصلاح ہوگی، مناظرہ و مناقشہ نہ ہوگا۔ (۴)

(۳۳) یہ دنیا آرام گاہ نہیں، سیرگاہ اور تماشائیں ہے، یہ امتحان گاہ ہے، ہم نے اسے چراگاہ بنالیا ہے۔ (۵)

(۳۴) قرآن، انسانیت کے لئے دستور حیات، ضابطہ حیات، بل کہ آب حیات ہے۔ (۶)

(۳۵) انسان دنیا میں اللہ کا قائم مقام ہے، اس کا نائب اور اس کی تجلیات کا مظہر اتم ہے۔ (۷)

(۱)۔ مجالس حبیب: ص: ۳۸۷۔

(۲)۔ مجالس حبیب: ص: ۳۸۷۔

(۳)۔ مجالس حبیب: ص: ۳۸۷۔

(۴)۔ مجالس حبیب: ص: ۳۸۷۔

(۵)۔ مجالس حبیب: ص: ۳۸۷۔

(۶)۔ مجالس حبیب: ص: ۳۸۷۔

(۷)۔ مجالس حبیب: ص: ۳۸۷۔

ملفوظات

حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۳/ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ - بمطابق ۲۶ جولائی ۱۹۹۱ء)

خلیفہ مجاز

حضرت خواجہ پیر فضل علی قریشی قدس اللہ سرہ

و حضرت مولانا عبدالغفور المدنی العباسی قدس اللہ سرہ

(۱) نماز دن میں پانچ مرتبہ فرض ہے اور پردہ عورت پر ہر وقت فرض ہے۔ (۱)

(۲) جب تک پیٹ میں حلال روزی نہ جائے، باطنی ترقی ممکن نہیں ہے۔ حرام روزی سے دل میں ظلمت پیدا ہوتی ہے اور حلال روزی سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے، عبادت میں لذت پیدا ہوتی ہے۔ (۲)

(۳) باطنی فیض بھی مہمانی کے اعتبار سے ہے، جس درجہ کا مہمان نواز ہوگا اسی درجہ کا فیض اس سے جاری ہوگا۔ (۳)

(۴) پہلے لوگ علم عمل کرنے کے لئے حاصل کرتے تھے اور اب علم شہرت اور روپیہ کمانے کے لئے حاصل کرتے ہیں، عمل مقصود ہے علم مقصود نہیں۔ علم عمل کے لئے ہے۔ عمل کی وجہ سے انسان جنت میں جائے گا، علم کی وجہ سے جنت میں نہ جائے گا۔ (۴)

(۱) - نقشبندی کشتکول: ص: ۲۳۰۔

(۲) - نقشبندی کشتکول: ص: ۲۳۰۔

(۳) - نقشبندی کشتکول: ص: ۲۷۰۔

(۴) - نقشبندی کشتکول: ص: ۴۸-۴۹۔

(۵) حرام روزی کھانے سے اولاد بے حیا پیدا ہوتی ہے، وجہ یہ ہے کہ: جب حرام لقمہ پیٹ میں جاتا ہے تو اس سے منی اور خون پیدا ہوتا ہے تو جو اولاد اس حرام منی سے جنم لیتی ہے اس کے اعمال بھی گندے ہوتے ہیں۔ (۱)

(۶) یارِ بد را بد سے زیادہ برا ہے، کیوں کہ سانپ صرف جان لیتا ہے اور بُرا دوست ایمان لیتا ہے۔ برا دوست شیطان سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے کیوں کہ شیطان صرف دل میں برائی ڈالتا ہے لیکن برا دوست ہاتھ پکڑ کر برے کام کی طرف لے جاتا ہے۔ (۲)

(۷) آج کل گندم نما ”جو“ فروش مشائخ بہت ہیں جو کہ بدعات و رسومات میں مستغرق ہو گئے ہیں تو ان کی ظاہری شہرت پر فریفتہ نہ ہونا ورنہ مقصد سے اور بھی دور ہو جاؤ گے۔ (۳)

(۸) اے برادرانِ عزیز! کسی شیخِ کامل کو تلاش کر لو، اس کے دامن کو پکڑ لو، تاکہ نفس کے شکار نہ ہو جاؤ، نفس کا ڈاکہ مؤمن کے ایمان پر ہوتا ہے اور ایمان کی حفاظت فرض ہے اور ایمان کی حفاظت کا وسیلہ شیخِ کامل ہے، وہ تم کو شریعت پر چلنے کی تلقین کرے گا، کتاب و سنت پر لگائے گا اور جب کتاب و سنت دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، ایمان محفوظ رہے گا۔ (۴)

(۹) شیخ پر لازم ہے کہ بوقت بیعت مرید سے اتباع شریعت کا عہد لے کیوں کہ طریقت اہل اللہ کے نزدیک ایک جال ہے جس کے ذریعہ وہ مسلمانوں کو شریعت کے دائرہ میں لاتے ہیں کیوں کہ شریعت اصل ہے، طریقت اس پر عمل ہے، معرفت طریقت کا ثمر ہے، حقیقت اصل مقصد ہے، تو حقیقت تک پہنچنا موقوف ہے معرفت پر، اور معرفت موقوف ہے

(۱) - نقشبندی کشکول: ص: ۴۹۔

(۲) - نقشبندی کشکول: ص: ۵۳۔

(۳) - نقشبندی کشکول: ص: ۱۰۸-۱۰۹۔

(۴) - نقشبندی کشکول: ص: ۱۲۵۔

طریقت پر اور طریقت فرع ہے شریعت کی، تو نتیجہ یہ نکلا کہ شریعت اصل ہے، اساس ہے، بغیر اس کے سارے مجاہدات و مراقبات اور ورد و اذکار بے کار ہیں۔ (۱)

(۱۰) شیخ پر واجب ہے کہ مرید کے رازوں کو کسی پر ظاہر نہ کرے، یہ ایک خیانت ہے جو کسی کے لئے جائز نہیں، چہ جائیکہ شیخ کے لئے۔ (۲)

(۱۱) صحیح توبہ یہ ہے کہ توبۃ النصوح کرے یعنی کئے ہوئے گناہوں پر پشیمان ہو اور آئندہ کے لئے یہ عہد کرے کہ پھر گناہوں کے قریب نہیں جاؤں گا اور اگر بہ تقاضائے بشریت پھر بھی گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، دو رکعت نفل بہ نیت توبہ پڑھے اور تجدید توبہ کرے۔ (۳)

(۱۲) استغفار اس زنگ اور سیاہی کو جو گناہوں کی وجہ سے دل پر چھا جاتی ہے مٹا دیتا ہے اور درود شریف کی خاصیت یہ ہے کہ دل میں قوت اور جاذبیت کا مادہ پیدا کر دیتا ہے جس کے بعد کلمہ تجید کے برکات، ذکر نفی و اثبات کے انوار و مراقبات کے آثار قلب اور دیگر لطائف میں نمودار ہو جاتے ہیں اور سالک طریقت ایک نئی زندگی میں قدم رکھتا ہے جسے ہم اسلام حقیقی سے تعبیر کر سکتے ہیں اور اسی وقت سالک کو شریعت مقدسہ کے ساتھ خود بخود محبت پیدا ہو جاتی ہے اور چاہتا ہے کہ کاش شریعت بمنزلہ ایک جام شربت شیریں و خوش ذائقہ ہوتی اور میں سب کا سب پی لیتا (یا اللہ! ہم سب کو یہ مقام بتو سل اہل اللہ نصیب فرما۔ آمین) (۴)

(۱۳) مرید کو چاہئے کہ اپنے شیخ کا زیادہ سے زیادہ ادب کرے، جتنا ادب کرے گا اتنی ہی شیخ کے دل میں اس کی محبت بڑھے گی اور جتنا محبت میں اضافہ ہوگا اتنی ہی جلدی اللہ پاک

(۱) - نقشبندی کشکول: ص: ۱۳۳۔

(۲) - نقشبندی کشکول: ص: ۱۳۵۔

(۳) - نقشبندی کشکول: ص: ۱۳۶۔

(۴) - نقشبندی کشکول: ص: ۱۳۷۔

مرید کو مقامات عنایات کرے گا۔ شریعت، طریقت، معرفت، سب آداب ہی آداب ہیں۔ (۱)
 ۱۴) مرید کے لئے نہایت ضروری ہے کہ سنت کی متابعت کرے اس میں سستی نہ
 کرے کیوں کہ بغیر متابعت سنت کوئی مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ (۲)
 ۱۵) اگر استغفار زبان ہی سے ہو اور دل میں گناہ پر پشیمانی نہ ہو تو یہ استغفار غیر مفید ہے
 بل کہ اس استغفار سے بھی استغفار لازم ہے۔ (۳)

۱۶) صغیرہ گناہوں کو حقیر نہ سمجھو، اگر سرزد ہو جائے تو فوراً مغفرت کی درخواست کرو،
 چھوٹے چھوٹے گناہ جب جمع ہو جاتے ہیں تو ان کا پہاڑ بن جاتا ہے۔ (۴)
 ۱۷) آپ جس طرح اولیا و عارفین کی تعظیم کرتے ہیں اسی طرح فقہاء و علما کی بھی تعظیم
 کرنا ضروری ہے اس لئے کہ علماء و فقہاء شریعت کے وارث اور احکام شریعہ کے محافظ ہیں۔ (۵)
 ۱۸) شریعت طریقت سے الگ نہیں اور طریقت شریعت سے جدا نہیں۔ بعض جاہل
 صوفی یہ کہتے ہیں: ہم اہل باطن ہیں اور وہ اہل ظاہر ہیں، یہ بڑی غلطی اور نادانی ہے، حالاں کہ
 دین محمدی علی صاحبہ الصلاۃ والسلام دونوں کا نام ہے، اگر ظاہر نہ ہوتا تو باطن کا وجود کیسے
 ہوتا؟ چنانچہ دل بغیر جسم کے موجود نہیں ہو سکتا کیوں کہ جسم بمنزلہ مکان ہے اور دل بمنزلہ
 مکین۔ دل بدن کا نور ہے اگر بدن میں نور نہ ہو تو وہ مردہ اور تاریک ہوگا۔ غرض ظاہر باطن
 کا محتاج ہے اور باطن ظاہر کا۔ (۶)

۱۹) عجز و انکسار کے ساتھ اللہ کے در پر آ جاؤ تا کہ تمہارے لئے کرم خداوندی کے

(۱) - نقشبندی کشکول: ص: ۱۴۲۔

(۲) - نقشبندی کشکول: ص: ۱۴۳۔

(۳) - نقشبندی کشکول: ص: ۱۶۲۔

(۴) - نقشبندی کشکول: ص: ۱۶۳۔

(۵) - نقشبندی کشکول: ص: ۲۰۸۔

(۶) - نقشبندی کشکول: ص: ۲۰۸-۲۰۹۔

دروازے کھل جائیں گے سخی کا دروازہ محتاج کے لئے ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ (۱)
 (۲۰) دنیا فانی ہے، بقا کسی کے لئے نہیں ہے، چند روزہ زندگی ہے اس لئے آخرت کے لئے توشہ جمع کر لو تا کہ وہاں مفلس نہ رہو، دنیا دار العمل ہے اگر یہاں کچھ نہ کیا تو پچھتا نا پڑے گا لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا، گزرا ہوا زمانہ ہاتھ نہیں آتا، وہ تو گزر گیا اور مستقبل کا علم نہیں کہ زندگی کتنی باقی ہے، تو زمانہ حال کی قدر کرو اور زور راہ جو کچھ تیار کر سکتے ہو، کر لو، قبر میں، حشر میں اپنا عمل ہی کام آئے گا۔ (۲)

(۲۱) جب اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا تو تمام جہاں تمہارا ہو جائے گا۔ (۳)
 (۲۲) عامل حضرات کی آخری عمر برباد ہو جاتی ہے، پریشان حال ہو کر مرتے ہیں (۴)
 (۲۳) اسلامی زندگی اور اسلامی معاشرہ کا تصور اور اس کی تشکیل قرآن مجید و احادیث نبویہ میں مندرج تعلیمات و احکام کو معمول بہا اور زندگی کا جزو لاینفک بنائے بغیر نہ صرف ناممکن بل کہ محال و متعنع ہے اور اس کے بغیر اپنی زندگی کو اسلامی اور معاشرہ کو مسلم سمجھنا صحیح نہیں۔ (۵)
 (۲۴) برادران عزیز! اگر یہاں اچھا اور نیک عمل کرو گے تو اللہ کے فضل سے جنت کے مالک بن جاؤ گے، دائمی زندگی عیش و عشرت میں بسر کرو گے اور اگر اس چند روزہ اور عارضی زندگی کو آزادی و بے لگامی، کج راہی اور کج روی میں گزارو گے تو جنت کے داخلہ سے محرومی یا سزا پانے کے بعد بدیر داخلہ تمہارا نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور بچائے۔ (۶)
 (۲۵) یہ دنیا و متاع دنیا عارضی اور فانی ہے، موت سر پر کھڑی ہے، نہ معلوم کب حملہ آور

(۱)۔ نقشبندی کشکول: ص: ۲۱۱۔

(۲)۔ نقشبندی کشکول: ص: ۲۱۳۔

(۳)۔ اصلاح المسلمین: ص: ۵۰۔

(۴)۔ اصلاح المسلمین: ص: ۵۰۔

(۵)۔ اصلاح المسلمین: مقدمۃ الکتاب: ص: ۷۱۔

(۶)۔ اصلاح المسلمین: مقدمۃ الکتاب: ص: ۷۳۔

ہو اور اس زندگی کو ختم کر دے، قبر کا دو گز گڑھا ہمارا مقام ہوگا، جہاں صرف عمل ہی کام آئے گا، اگر عمل اچھا ہے تو قبر ایک سرسبز و شاداب باغیچہ ہوگی ورنہ آگ کا گڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے محفوظ رکھے۔ (۱)

(۲۶) خوب جان لیجئے کہ: جس ملک میں بے پردگی و عریانی اور بے حیائی و فحاشی عام ہوگئی اس ملک پر اللہ کا قہر نازل ہوا۔ (۲)

ملفوظات

حضرت مولانا شاہ محمد احمد پر تاب گڑھی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ - مطابق: ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا شاہ وارث حسن کوڑا جہاں آبادی قدس اللہ سرہ

و حضرت مولانا شاہ بدر علی نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ
(۱) آج کل ہم لوگوں کی عجیب حالت ہوگئی ہے ہم نے اپنے اسلاف کی اور صحابہ کرام کی سیرت کو بالکل بھلا دیا ہے اور ہم اس قدر غافل ہو گئے ہیں کہ ہم میں ان کی کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی ہے، نہ ہمارے اندر وہ ایمانی جذبہ ہے نہ ہمارے ایمان میں وہ قوت ہے نہ اللہ و رسول ﷺ کی وہ محبت و عظمت ہے جو صحابہ کرامؓ میں تھی، ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے قلوب اللہ تعالیٰ کی عظمت اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت سے خالی ہیں، اسی طرح ہمارے اندر نہ آخرت کا یقین ہے نہ اللہ کے کلام کی عظمت ہے نہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک کی اور نہ آپ

(۱) - اصلاح المسلمین: مقدمۃ الکتاب: ص: ۷۳۔

(۲) - اصلاح المسلمین: مقدمۃ الکتاب: ص: ۷۳۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی اہمیت ہے پھر اس کا جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے۔ (۱)
 (۲) حقیقت میں دنیا کی زندگی فانی اور مٹ جانے والی ہے اور دنیا کی بہار چند روزہ ہے جس پر ہم قربان ہو رہے ہیں، اللہ کے بندو! اس دنیا سے دل مت لگاؤ اور آخرت کی طرف قدم بڑھاؤ، آخرت باقی رہنے والی ہے وہاں کی راحت جاودانی ہے۔ (۲)

(۳) اے محبت کا دعویٰ کرنے والو! کان کھول کر سنو! اور اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اس معیار پر آؤ اور تم بھی دکھاؤ کہ تم کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت ہے، صحابہ کرامؓ نے اپنے حالات سے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ثبوت دیا ہے قیامت تک کے لئے معیار قائم فرما دیا اب اسی معیار سے سچے جھوٹے کا فرق معلوم کیا جائے گا، محض زبان سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنا آسان ہے لیکن اس معیار پر اتنا بہت مشکل ہے۔ (۳)

(۴) سودی قرض لے کر آج مسلمان اپنے کوتاہ کرتا ہے، شادیوں میں معلوم نہیں کتنی مراسم ہوتی ہیں جو خلاف شرع ہیں، آج ہم نے حضرت فاطمہؓ کا نکاح بھلا دیا، بھائی! اگر وہ نہیں کر سکتے تو کم از کم اتنا تو ضروری ہے کہ حدود شرع میں رہیں اپنے کو اسراف سے بچاویں (۴)
 (۵) یاد رکھئے! دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہو سکتی کہ آدمی اللہ کا دوست اور محبوب بن جائے۔ (۵)

(۶) اگر ہم کو عذاب جہنم سے اور دوزخ کے شعلوں سے بچنا اور جنت میں جانا ہے اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنا ہے تو چاہئے کہ ہم شریعت کی پابندی کریں کوئی راضی ہو یا نہ ہو اس

(۱)۔ روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۳۳۔

(۲)۔ روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۳۵۔

(۳)۔ روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۵۳۔

(۴)۔ روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۶۴۔

(۵)۔ روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۷۳۔

کی پرواہ نہ کریں اگر ہم لوگ اس کی ہمت کر لیں تو دنیا کی زندگی بھی کامیاب بن جائے اور اللہ کی رحمت ہم پر نازل ہو۔ (۱)

۷۔ ہمارا حال یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں جی نہیں لگتا، ناچ گانوں کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں بری صحبتوں میں وقت گزارتے ہیں اور ہوٹلوں میں بیٹھ کر اخبار دیکھتے ہیں، قصے کہانیوں کی کتاب کو خوب شوق سے پڑھتے ہیں مگر اللہ کی کتاب کو نہیں پڑھتے، اللہ والوں کی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے، ہمارے مردوں کا بھی یہی حال ہے اور عورتوں کا بھی، رہے بچے تو وہ بڑوں ہی سے سیکھتے ہیں۔ (۲)

۸۔ مسلمان کی تو یہ شان ہونی چاہئے کہ اس کا دل بھی پاک ہو، اس کی زبان بھی پاک ہو، اس کا خیال بھی پاک ہو، اس کا ظاہر بھی پاک ہو، اس کا باطن بھی پاک ہو، غرضیکہ اس کی ہر چیز پاک ہو، آئیے! آج صحیح معنوں میں ہم مسلمان بن جائیں، فرماں بردار بن جائیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح معنوں میں امتی بن جائیں، اسی میں ہماری فلاح ہے۔ (۳)

۹۔ کاروبار کو شریعت نے منع نہیں کیا ہے اس کو بھی کیجئے مگر شریعت کے مطابق کیجئے، قربان جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ نے ہماری ہر چیز کو عبادت بنایا، ہماری عادت کو بھی عبادت بنادیا، ہمارا کھانا بھی عبادت، کاروبار بھی عبادت ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس میں سنت کا لحاظ کریں، ہمارا ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا، لینا دینا، اگر یہ سب اللہ کے لئے ہو جائے تو سب عبادت بن جائے۔ (۴)

۱۰۔ حیات طیبہ کہتے ہیں: خوشگوار زندگی کو، ایک زندگی بے کیف ہوتی ہے اور ایک

(۱)۔ روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۷۹۔

(۲)۔ روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۸۶۔

(۳)۔ روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۸۸۔

(۴)۔ روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۸۹۔

زندگی با کیف ہوتی ہے بزرگان دین کو دین پر عمل کرنے کی وجہ سے اسی دار دنیا میں با کیف زندگی حاصل ہو جاتی ہے اور ان کو مزہ ملتا ہے کہ دنیا ہی میں ان کو جنت کا مزہ آنے لگتا ہے، اس لئے ہمارے مردوں کو، عورتوں کو، جوانوں کو اور بوڑھوں کو غرضیکہ سب کو دین پر عمل کرنا چاہئے اور شریعت کے مطابق اپنی زندگی بنانا چاہئے اور وہ ایمانی جذبہ پیدا کرنا چاہئے جس سے ہماری زندگی با کیف ہو جائے۔ (۱)

(۱۱) یا رکھو! اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جانی و مالی قربانی پیش کرو گے تو اللہ تعالیٰ فلاح عطا فرمائیں گے، کھاؤ پیو، تجارت کرو، کاروبار کرو، مگر سب میں اس بات کا لحاظ رکھو کہ شریعت کے مطابق چلو، کوئی قدم ہمارا خلاف شرع نہ اٹھے، اسی کے اندر فلاح ہے ورنہ گناہ اور نافرمانی کا انجام خسارہ ہی خسارہ ہے۔ (۲)

(۱۲) جس طرح آج کل ایک آلہ ایسا ہے جس کو لگا دیتے ہیں تو اس سے اندر کا مرض سامنے آ جاتا ہے جس کو ایک سرے کہتے ہیں اسی طرح اگر کوئی آلہ ایسا ہوتا جو کھول کھول کر ہمارے دل کے امراض کو بتا دیتا کہ تمہارے اندر نہ اللہ کا یقین ہے نہ رسول ﷺ کا یقین ہے نہ قیامت کا یقین ہے نہ جنت کا یقین ہے نہ جہنم کا یقین ہے تو آپ کے سامنے اپنے ایمان کی حقیقت آ جاتی مگر ایسا کوئی آلہ ایجاد نہیں ہوا، لیکن اللہ کے جو خالص بندے ہیں جو اللہ کے ولی ہیں، صحیح معنوں میں عباد الرحمن ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسی نظر اور فہم و فراست عطا فرما دیتے ہیں جس سے وہ باطن کے امراض کو دیکھ لیتے ہیں اور اس کی نشان دہی فرماتے اور علاج بتلاتے ہیں ان کی نگاہوں سے بچ کر کوئی شخص جان نہیں سکتا۔ (۳)

(۱۳) اللہ والوں کا کھانا، اللہ والوں کا پینا، اللہ والوں کا سونا، جاگنا، اللہ والوں کا ملنا جلنا،

(۱)۔ روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۹۱۔

(۲)۔ روح البیان: حصہ اول: آخرت کی تجارت: ص: ۹۲۔

(۳)۔ روح البیان: حصہ اول: توحید و رسالت: ص: ۱۰۴-۱۰۵۔

اللہ والوں کی محبت و عداوت، دوستی و دشمنی سب اللہ ہی کے لئے ہوتی ہے، وہ نفس سے نکل چکے ہوتے ہیں ان کے سامنے ہر وقت مقصد حیات ہوتا ہے، ان کے پیش نظر ہر وقت یہ بات رہتی ہے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں اس کے متعلق خدا کے سامنے جواب دینا ہوگا مگر ہم مسلمانوں کا حال آج کل یہ ہو رہا ہے کہ مسلمان کہلانے کے باوجود ایک جماعت، دین کا مذاق اڑانے والی بھی موجود ہے جو قرآنی تعلیم کا انکار کرنے والے، اللہ کے محبوب ﷺ کے حکموں سے منہ موڑنے والے، دین مقدس پر اعتراض کرنے والے ہیں ایسے لوگ بس نام کے مسلمان ہیں، آپ خود غور کیجئے کہ جب یہ دین کا مذاق اڑاتے ہیں تو پھر ان کے دلوں میں دین کی کیا حقیقت اور اسلام کی کیا عظمت باقی رہی؟ اور ان کے پیش نظر زندگی کا مقصد کیسے آسکتا ہے۔ (۱)

(۱۲) مؤمن کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی بندگی کر کے بھی روتا ہے اور منافق کی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ و رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے کے باوجود ہنستا رہتا ہے۔ (۲)

(۱۵) انبیاء کرام علیہم السلام شرک ہی کے مٹانے کے لئے اور توحید کی دعوت دینے کے لئے دنیا میں تشریف لائے تھے اور اسی کے لئے ان پر طرح طرح کے مصائب و شدائد آئے مگر وہ ثابت قدم رہے کیوں کہ ان کی نظر اللہ پر تھی ان کا توکل اللہ ہی پر تھا، آج ہمارے قلوب میں شرک آگیا ہے، اللہ پر اعتماد نہیں، اللہ پر توکل اور بھروسہ نہیں، مخلوق پر تو ہم بھروسہ اور توکل کرتے ہیں مگر خالق کا بھروسہ ہمارے قلب کے اندر نہیں رہا۔ (۳)

(۱۶) اللہ کا جو قرب سنت کے اندر ہوتا ہے وہ کسی چیز میں نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ جو نماز بل کہ جو کام سنت کے مطابق کیا جائے گا اس میں اللہ کا قرب زیادہ ہوگا۔ پس ہم کو چاہئے کہ

(۱)۔ روح البیان: حصہ اول: توحید و رسالت: ص: ۱۰۷-۱۰۸۔

(۲)۔ روح البیان: حصہ اول: توحید و رسالت: ص: ۱۱۴۔

(۳)۔ روح البیان: حصہ اول: توحید و رسالت: ص: ۱۲۰۔

اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو معلوم کریں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ (۱)

(۱۷) جس کو کوئی مرتبہ ملتا ہے اتباع شریعت اور اہتمام سنت ہی سے ملتا ہے۔ (۲)
 (۱۸) کسی کے قول کو حجت بنانا خواہ وہ عالم ہو یا شیخ ہو کوئی بھی ہو اگر اس کا قول کتاب و سنت کے خلاف ہے تو حجت نہیں بنا سکتے، ہم بزرگان دین کو اسی لئے تھامتے ہیں کہ ہم کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری آجائے، بزرگوں کو اس طرح ماننا تو معتبر ہے باقی ان کو رب بنالینا حتی کہ واقعی ان کی پرستش کرنے لگنا یہ کب جائز ہوگا؟ یہ کھلا ہوا شرک اور صریح گمراہی ہے کوئی اللہ کا ولی اور کوئی سچا عالم اللہ کے خلاف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرگز نہیں ہو سکتا، جو اپنی بات منوائے بھلا وہ ولی کہاں ہو سکتا ہے، سچے ولی تو وہی لوگ ہیں جو اپنی رائے کو مٹا چکے ہیں، اپنی بات کو مٹا چکے ہیں۔ (۳)

(۱۹) اللہ والوں کی صحبت میں کوئی شخص جو بھی وقت گزارے درحقیقت وہی زندگی ہے کیوں کہ حقیقی زندگی وہیں ملتی ہے وہیں دل درست ہوتا ہے دل وہیں بنتا ہے بغیر کاملین کی صحبت کے کچھ نہیں حاصل ہوتا اور اللہ والے وہی لوگ ہیں جو کتاب و سنت پر عمل کرتے ہیں، شریعت کے مطابق زندگی گزارتے ہیں خود بھی سنت پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی سنت ہی کی دعوت دیتے ہیں۔ (۴)

(۲۰) اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل کرنے کا ذریعہ دو چیزیں ہیں: ایک ذکر، دوسرے فکر، اس لئے ہم کو چاہئے کہ اللہ کا ذکر بھی کریں اور فکر بھی کریں، فکر بھی بڑے درجے کی عبادت

(۱)۔ روح البیان: حصہ اول: توحید و رسالت: ص: ۱۳۵۔

(۲)۔ روح البیان: حصہ اول: توحید و رسالت: ص: ۱۳۶۔

(۳)۔ روح البیان: حصہ اول: شرک کی مذمت: ص: ۱۸۵۔

(۴)۔ روح البیان: حصہ اول: شرک کی مذمت: ص: ۱۸۷-۱۸۸۔

ہے، فکر ایک آئینہ ہے جس میں بندہ اپنے رب کو دیکھتا ہے۔^(۱)
 (۲۱) جو عاصی اپنے گناہوں کی وجہ سے سرنگوں و شرم سار ہو اس عابد سے بہتر ہے جو مدعی و متکبر ہو۔^(۲)

(۲۲) یہ خیال بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ آدمی کو اپنی خستہ حالی اور گناہوں پر ندامت ہو اور اصلاح کی فکر غالب ہو، زندگی اصل سرمایہ اور پونجی ہے جو ضائع ہوتی چلی جا رہی ہے۔^(۳)

(۲۳) ایمان کامل اسی وقت ہوتا ہے کہ نہ اپنی رائے ہونہ اپنی پسند ہونہ اپنی مرضی ہو اپنے تمام امور میں شادی غمی لین دین تجارت زراعت، غرض ہر چیز میں اللہ و رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق کام کرے، احکام شریعت کے مطابق چلے، تب محبت کامل ہوگی اور ایمان کامل ہوگا۔^(۴)

(۲۴) قلب میں نور اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ ذکر اللہ اور تلاوت کلام اللہ کی کثرت کی جائے، اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھا جائے، اس طرح یہ نور حاصل ہوگا اور قلب میں حیات پیدا ہوگی۔^(۵)

(۲۵) اللہ والوں کی مجلس میں اور علماء ربانی کی محفل میں بیٹھنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے قلب کو خالی کر کے جائے اور یہ سمجھے کہ ہم کچھ بھی نہیں ہیں، اگر ہم کچھ لے کر جائیں گے تو وہاں سے بھی خالی واپس ہوں گے اس لئے کہ اللہ والے بھی دیکھتے رہتے ہیں کہ ہمارے

(۱)۔ روح البیان: حصہ دوم: قرب الہی کے دو ذریعے: ذکر و فکر: ص: ۶۲-۶۳۔

(۲)۔ روح البیان: حصہ دوم: قرب الہی کے دو ذریعے: ذکر و فکر: ص: ۶۸۔

(۳)۔ روح البیان: حصہ دوم: قرب الہی کے دو ذریعے: ذکر و فکر: ص: ۶۸۔

(۴)۔ روح البیان: حصہ دوم: قرب الہی کے دو ذریعے: ذکر و فکر: ص: ۸۸۔

(۵)۔ روح البیان: حصہ دوم: حقوق علم دین: ص: ۱۱۸۔

قلب کے اندر کون کون سے امراض ہیں، وہ بھانپ لیں گے اس لئے اپنے قلب کو فارغ کر کے ان کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ (۱)

(۲۶) علم حاصل کرنے کے بعد اپنی اصلاح کی ضرورت ہے دل کو دل بنانے کی ضرورت ہے علم پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اور عمل میں اخلاص پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ (۲)

(۲۷) بزرگان دین نے جواز کار و اشغال بتلائے ہیں وہ اسی لئے کہ ہم کو قرآن سے مناسبت پیدا ہو جائے، حقیقی نماز پڑھنی آجائے، یک سوئی حاصل ہو جائے، اللہ کا تصور اور دھیان بندھ جائے، احسان کی کیفیت پیدا ہو جائے، اصل چیز تو قرآن ہی ہے، یہی اصل خزانہ ہے۔ (۳)

(۲۸) اللہ تعالیٰ غفور رحیم ضرور ہیں، مگر اس کی رحمت پر تکیہ کر کے بے عملی اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ (۴)

(۲۹) عالم اور جاہل کے گناہ کرنے میں فرق ہے، عالم کو جلدی تنبیہ ہو جاتی ہے اور جاہل غافل رہتا ہے۔ (۵)

(۳۰) مرشد اور مستر شد دونوں میں جب محبت کا تعلق ہو تو کچھ فائدہ ہوتا ہے ورنہ مرشد کی یک طرفہ محبت اور دردمندی سے کچھ نہیں ہوتا اور نہ کوئی اس کا حاصل نکلتا ہے، بزرگوں سے فائدہ کے لئے ان سے محبت اور خلوص ضروری ہے۔ (۶)

(۱)۔ روح البیان: حصہ دوم: مقصد زندگی انسان بندگی رحمن: ص: ۱۲۸-۱۲۹۔

(۲)۔ روح البیان: حصہ دوم: مقصد زندگی انسان بندگی رحمن: ص: ۱۵۱۔

(۳)۔ روح البیان: حصہ دوم: مقصد زندگی انسان بندگی رحمن: ص: ۱۶۸۔

(۴)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۵۴۔

(۵)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۵۷۔

(۶)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۶۰۔

(۳۱) بزرگوں کے یہاں جانیے تو بات صاف صاف کیجئے وہ برا نہیں مانتے، مگر دل میں کچھ ہو اور زبان سے کچھ کہیں، یہ اچھا نہیں ہے۔ (۱)

(۳۲) منصب ارشاد بڑا مشکل ہے، مرشد کو چاہئے کہ میں بھی کچھ نہیں ہوں، اسے ہر وقت اپنے قلب اور عمل کی نگرانی کرنی چاہئے، اسی طرح اتباع بھی بڑا مشکل کام ہے، اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی میں فنا کرنا آسان کام نہیں ہے۔ (۲)

(۳۳) رذائل کا ہونا کچھ بعید نہیں، انسان خطا و نسیان سے تو مرکب ہی ہے فضائل و رذائل کا مجموعہ ہے اور رذائل کے ہونے میں بھی بڑے مصالح ہیں ورنہ مجاہدہ کس چیز کا ہوتا؟ مگر یہ کہ آدمی اصلاح کرنے کا مکلف ہے لہذا اس کی سعی کرنی چاہئے اس لئے کہ یہ رذائل اگر باقی رہے اور اس میں آدمی مراوہ جہنم تک پہنچا دیں گے۔ (۳)

(۳۴) فسادات کے ختم ہونے کی بہتر صورت یہ ہے کہ اپنے اندر تواضع پیدا کی جائے۔ (۴)

(۳۵) سلوک کا حاصل اپنے کو مٹا دینا ہے۔ (۵)

(۳۶) مٹنے کو پہلے نل کے نیچے خود اپنا ظرف پانی سے بھرنا چاہئے اور جب بھر کر ابلنے لگے تو دوسروں کو حصہ وہ تقسیم کرتا رہے جو بھر کر چھلکتا رہے۔ اسی مثال سے سالکین کو سمجھ لینا چاہئے کہ پہلے اپنا قلب بھرے، جب بھر کر چھلکنے لگے تو دوسروں کو افاضہ کرے پس اہل اللہ کا دل جب انوار الہیہ سے بھر کر بہنے لگتا ہے تو بولتے ہیں ورنہ خاموش رہتے ہیں یعنی مبتدی

(۱)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۷۷۔

(۲)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۸۵۔

(۳)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۹۸۔

(۴)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۰۱۔

(۵)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۰۹۔

اور متوسط و سکوت اور منتہی کو نطق زیبا ہے، جس کا معیار اس کا مربی اور مرشد ہے اس کی اجازت اور رائے اس امر میں کافی ہے۔ (۱)

۳۷) کسی بزرگ کے پاس جاوے تو نشیب بن کر جاوے

ہر کجاپستی آب آنجا رود

یعنی پانی نشیبی زمین کی طرف بہتا ہے

پس جس قدر فانی ہو کر بزرگوں کے پاس بیٹھو گے، اسی قدر ان کا فیضان آپ کے قلوب میں آوے گا۔ (۲)

۳۸) اہل اللہ اگرچہ مفلس و قلاش ہی ہوں، لیکن حرص و طمع اور تملق سے وہ تمام مخلوق سے مستغنی ہوتے ہیں اور بڑے سے بڑے رئیس کو خلاف شرع امور میں روک ٹوک کرتے ہیں یا پھر اس مجلس سے اسی وقت بے نیاز ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں یعنی جب اس برائی اور منکر کو ترک کرنے پر اہل مجلس تیار نہ ہوں۔ (۳)

۳۹) بعض سالکین مجاہدات سے گھبراتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ معاصی اور گناہوں کا تقاضا ہی ختم ہو جائے یہ نادانی ہے زندگی بھر مجاہدہ کے لئے تیار رہے۔ (۴)

۴۰) جس طرح گیند کو زمین پر ٹپکا جاتا ہے وہی اوپر جاتا ہے اسی طرح جس طالب کو شیخ ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے، اسی کو باطنی ترقی بھی خوب عطا ہوتی ہے۔ (۵)

۴۱) صاحب نسبت ہونے کی علامت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا ذکر چھوڑنا بھی چاہے تو اسے

(۱)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۰۹۔

(۲)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۱۰۔

(۳)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۱۱۔

(۴)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۱۲۔

(۵)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۱۳۔

اس کی قدرت نہ ہو مجبورِ محبت ہو کر رہ گیا ہو، بدوں ذکر اس کو اپنی زندگی موت معلوم ہوتی ہو۔ (۱)
 (۴۲) طاعات میں عشق و محبت کی روح شامل ہونے سے کچھ عجیب ہی قرب عطا ہوتا ہے۔ (۲)

(۴۳) جس طرح ظاہری اعمال میں اتباع رسول ﷺ مطلوب ہے اسی طرح باطنی اعمال صبر و تسلیم و رضا و توکل میں بھی اتباع رسول ﷺ مطلوب ہے، آپ ﷺ کے جملہ اخلاق حسنہ میں بھی آپ ﷺ کی اتباع مطلوب ہے۔ (۳)

(۴۴) شیخ کامل کی مثال اس نالی کی طرح ہے جو کسی کھیت تک صحیح و سلامت پہنچ کر اس کو سیراب کرتی ہے اور پیرِ ناقص کو اس نالی کی طرح سمجھنا چاہئے جو درمیان سے کٹی پھٹی، ٹوٹی ہوئی ہو اور اس کا پانی ادھر ادھر بہ جاتا ہو تو جو کھیت اس سے تعلق رکھتے ہیں وہ خشک اور بخر ہی رہ جاتے ہیں۔ (۴)

(۴۵) تمنائے موت علامت و ولایت اس وقت ہے جب کہ وہ لقائے مولا کے لئے ہو۔ (۵)

(۴۶) شریعت کے حدود و عاشقوں کے لئے انعام عظیم ہیں۔ (۶)

(۴۷) کمالِ تقویٰ اور حق تعالیٰ کی مرضی پر راضی رہنا سلوک کا اعلیٰ مقام ہے۔ (۷)

(۴۸) مرشد کامل کی باتیں ہمہ تن غور سے سنے، جس طرح حضرات صحابہ کرامؓ سراپا

(۱)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۱۴۔

(۲)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۱۴۔

(۳)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۱۵۔

(۴)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۱۶۔

(۵)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۱۹۔

(۶)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۲۰۔

(۷)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۲۰۔

ادب اور ہمہ تن گوش ہوتے تھے، کیوں کہ یہ ناسین رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (۱)
 (۴۹) غوث و قطب وہی ہوتا ہے جس کا ظاہر بھی متبع سنت ہو اور باطن بھی متبع سنت
 ہو، صبر و شکر، توکل اور استغنا وغیرہ کے صفات بھی ہوں۔ (۲)
 (۵۰) اللہ والوں کو حق تعالیٰ کے ساتھ ہر وقت تعلق باطنی ہوتا ہے اور کسی بھی وقت ان
 کا قلب غافل نہیں ہوتا، خواہ وہ احباب سے دینی باتیں یا مزاح بھی کر رہے ہوں یا خاموش
 ہوں۔ (۳)

ملفوظات

حضرت مولانا غلام ربانی نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ
 (متوفی: ۲۶/۱۲/۱۴۱۷ھ بمطابق ۵/۴/۱۹۹۷ء)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ شمس الدین سید پوری قدس اللہ سرہ
 (۱) تصوف کے معنی ہیں: ظاہر کو شرعی طور پر ناجائز چیزوں سے صاف کرنا، صفائی
 باطن، دل کو صیقل کرنا، سچ کو عادت بنالینا اور جھوٹ سے نفرت کرنا۔ نیز اخلاص کو شعارِ حیات
 بنالینا وغیرہ۔ چند الفاظ میں تصوف کا حاصل یہ ہے کہ بندگی کے جس پہلو میں سستی اور بے رغبتی
 محسوس ہو اسے چیلنج سمجھ کر مقابلہ کیا جائے اور نفس جس گناہ پر مصر ہو یا جس معصیت کا تقاضا
 کرے، اس کا مردانہ وار مقابلہ کیا جائے۔ (۴)

(۱)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۲۸۔

(۲)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۲۹۔

(۳)۔ اہل دل کی باتیں: ص: ۱۳۸۔

(۴)۔ رموز تصوف: ص: ۱۵۔

(۲) ایک توجہ رالی اللہ ہے جس کا ثمرہ حسنت، عبادات، خوف اور امید ہے اور دوسرے توجہ الی الہوا، یعنی نفس کی طرف متوجہ ہونا جس کا ثمرہ: تکبر، عجب، ریا، سماعت، اشاعت، شخصی جاہ و جلال، بغض، حسد، نمائش، غرور اور جائز و ناجائز کی عدم تمیز وغیرہ۔ پس انسان پر اس قلبی ارادہ پر قبضہ کرنا اور ناجائز امور سے بچنا اور اسے جائز امور کی طرف متوجہ کرنا لازم ہے اس کی توفیق فقط اللہ ہی سے مانگنی چاہئے۔ (۱)

(۳) نفس اور شیطان کا علاج بغیر فضل خداوندی ممکن نہیں۔ (۲)

(۴) نفس اپنی خوشی سے راہ راست پر نہیں آتا بل کہ اس کو تکلیف دے کر سختی سے حق کی طرف لایا جاتا ہے اسے ہی قوت ارادیہ قلبیہ کہتے ہیں اور اس کا دار و مدار اس نیت پر ہے جو خیر پر مبنی ہے۔ (۳)

(۵) طالب حق کو چاہئے کہ وہ دعا کے وقت اپنا دھیان حضور ذات باری تعالیٰ پر رکھے اور یہ سوچے کہ اس رحمن کی رحمت نے اسے گھیر رکھا ہے اور قانون شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی ہے کہ جو کام کیا جائے انسان اس کی ابتدا و انتہا اس قانون کی روشنی میں دیکھ لے، اگر اللہ کے لئے ہے تو کرے ورنہ چھوڑ دے (یہی اخلاص ہے)۔ (۴)

(۶) اہل حضور لوگ ہمیشہ متوجہ رالی اللہ رہتے ہیں یہی ذات کا کمال ہے یہی انتہائے عبادت، جس کو حضور حاصل ہو گیا اس کے سب مراحل باسانی طے ہو گئے۔ اور جسے حضوری حاصل نہیں وہ ابھی مقام مقصود میں ہے۔ (۵)

(۱)۔ رموز تصوف: ص: ۱۶۔

(۲)۔ رموز تصوف: ص: ۱۶۔

(۳)۔ رموز تصوف: ص: ۱۷۔

(۴)۔ رموز تصوف: ص: ۱۷۔

(۵)۔ رموز تصوف: ص: ۱۹۔

۷) تصوف کا پہلا مقام ہی مقام توبہ ہے۔ اس مقام پر ناجائز کو چھوڑنے اور جائز پر قائم رہنے کا عہد کیا جاتا ہے یعنی اتثالِ اوامر، اجتنابِ نواہی، ترکِ لایعنی اور حسنِ اعمال جس کا نام ہے ”إحسان“ اس کا دار و مدار حضوری پر ہے اور اس کی قبولیت اخلاص پر ہے جو حصولِ مدارجِ ہذا کا سبب ہے۔ (۱)

۸) تصوف میں کسی بھی چیز کو عمل میں لانے سے پہلے اچھی طرح تحقیق کر لینی چاہئے، اگر کسی چیز کی بنیاد میں ادنیٰ سے ادنیٰ گناہ بھی موجود ہے بل کہ اس کا شائبہ بھی ہے تو وہ چیز طالبِ حق کے لئے کسی طور نافع نہ ہوگی اگرچہ بظاہر مباح ہی کیوں نہ دکھائی دیتی ہے، اس سے دوری ہی بہتر ہے۔ (۲)

۹) مقامِ رضایہ ہے کہ آدمی پر جو کیفیت خیر یا شر کی وارد ہوتی ہے وہ باذن اللہ جانے، وہ جو عبادت و ریاضت کرتا ہے، صرف اپنے آقا کو راضی کرنے کے لئے کرے تاکہ اللہ اپنے بندے سے راضی ہو جائے۔ (۳)

۱۰) انسان کو چاہئے کہ ہر وقت ہر کام میں متوجہ رالی اللہ رہے، ہر کام کا ہونا، نہ ہونا اللہ ہی کی طرف سے خیال کرے اور کسی بھی حالت میں بندہ کی طرف منسوب نہ کرے۔ (۴)

۱۱) مؤمن کو چاہئے کہ اس نظامِ کائنات میں تجلیاتِ توحید حاصل کرنے کی کوشش کرے اور تجلی سے متوجہ رالی اللہ رہے۔ (۵)

۱۲) مستورات کے لئے حجاب اور ستر دونوں لازم ہیں۔ حجاب سے مراد گھر کی

(۱)۔ رموز تصوف: ص: ۲۷-۲۸۔

(۲)۔ رموز تصوف: ص: ۲۹۔

(۳)۔ رموز تصوف: ص: ۲۹۔

(۴)۔ رموز تصوف: ص: ۲۹۔

(۵)۔ رموز تصوف: ص: ۳۰۔

چہار دیواری میں رہنا اور اشد ضرورت کے تحت باہر جانا تو برقع میں جانا وغیرہ، عورت کو نہ ستر کھولنا جائز ہے اور نہ نمائش لباس، اور اگر کوئی محرم ہے تو اس کے سامنے ہاتھ پاؤں، منہ اور سر کھولنا جائز ہے اور نامحرم کے سامنے کوئی بھی عضو کھولنا جائز نہیں۔ عورت کے لئے گھر سے باہر نکلنے ہوئے خوشبو لگانا قطعاً ناجائز ہے۔ عورت جب ضرورتاً یا مجبوراً گھر سے باہر جائے تو انتہائی سادہ اور غیر دیدہ زیب لباس میں جائے، عورت کا تمام بدن عورت ہے، خواہ کپڑوں میں ہو، خواہ کپڑوں کے بغیر۔ صحابہ کرامؓ اور محتاط مسلمانوں کے یہاں آواز کا بھی پردہ ہے۔ ہاں! اگر انتہائی ضرورت یا مجبوری ہو، عورت نامحرم سے بات کر سکتی ہے لیکن کوشش کر کے ایسی آواز میں کلام کرے کہ جاذبیت صوت مفقود ہو۔^(۱)

۱۳) ایک اور چیز جس کا زہر بڑے بڑے نام نہا جید عالموں، دین دار گھرانوں میں سرایت کئے ہوئے ہے وہ ہے تایا زاد، چچا زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد بھائیوں اور شوہر کے بالغ بھتیجیوں اور بالغ بھانجیوں کو اپنے قریبی سمجھ کر محرموں کی فہرست میں برعم خود شامل کر لینا اور ان کے سامنے اسی طرح آنا جانا، اٹھنا، بیٹھنا، گفت گو کرنا گویا کہ وہ ان کے عین محرم ہیں، یہ از روئے قرآن و حدیث صریحاً گناہ کبیرہ ہے اور ایسا کرنے سے عورت اور مرد زنا کی مختلف صورتوں کے گناہوں اور عذابوں میں مبتلا ہوتے ہیں، ایسا کرنے والوں میں کچھ لوگ تو اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہیں، گویا وہ گناہ کو گناہ تسلیم کرتے ہیں، لہذا صرف گناہ گار ہیں لیکن افسوس صد افسوس اس گناہ میں ملوث اکثر حضرات اسے گناہ ہی نہیں سمجھتے بل کہ معاشرے کے عام چلن کے تحت اسے قطعی جائز سمجھتے ہیں اور پردہ کے قرآنی تصور کو عملاً دقیا نوی اور ناقابل عمل تصور خیال کرتے ہیں، اس نوع کے لوگوں کو کیا کہا جائے؟ مفتیان اسلام سے پوچھنا چاہئے۔^(۲)

(۱)۔ رموز تصوف: ص: ۳۱۔

(۲)۔ رموز تصوف: ص: ۳۱-۳۲۔

(۱۴) طالب حق کو چاہئے کہ اللہ کے سوا ہر چیز کے خیال کو ذکر، فکر اور مشاہدہ سے دور کرنے کی مسلسل کوشش میں لگا رہے اور اگر طالب حق اپنے دل میں ماسوا کا خیال قصداً لاوے تو غفلت ہے اگر سہواً ہے تو حجاب ہے۔ اس کا علاج اللہ کے ذکر کے علاوہ کچھ اور نہیں (۱)

(۱۵) عبادت کا ادب و دستور اور ان کی تربیت و انگل اور ان کے طرز کے متعلق قرآن پاک میں کھول کھول کر بیان کر دیا گیا ہے، اسی کا نام قانون سماوی ہے اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو شرح قرآن سے زیادہ موزوں اور کیا نام دیا جاسکتا ہے اسی طرح محدثین اور فقہاء کے اجتہادات اور اسی موضوع کی دیگر کتابیں شروح حدیث کے زمرے میں آئیں گی، اور ان کی کتابوں سے تربیت حاصل کرنا اور جو دستور ان سے حاصل ہوتا ہے، اس کے مطابق عبادت کرنا بس یہی فلاح کا راستہ ہے، اگر قرآن، حدیث اور فقہ کے خلاف کوئی کام ہو تو وہ ناجائز ہے جو گناہ بھی ہے اور خسارہ بھی۔ (۲)

(۱۶) جن لوگوں نے شریعت کو طریقت سے جدا کیا ہے انہوں نے ٹھوک رکھائی ہے۔ انسان کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ بس یوں سمجھئے کہ: انسان کا ظاہر شریعت ہے اور باطن طریقت۔

انسان کے دل کے اندر ایک نور ہے جس کی حفاظت کے لئے جسم ہے، بالکل قندیل کی مانند، یا سورج کو روشنی سے جو تعلق ہے وہی شریعت کو طریقت سے ہے۔ ان دونوں میں معاونت ہے نہ کہ مغایرت۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو طریقت کا سرے سے بطلان کرتے ہیں، ان کی گمراہی بھی مسلم ہے کیوں کہ احسان یا تزکیہ یا تصوف یا طریقت قرآن اور حدیث سے قطعی ثابت ہے۔ یہ ایک بڑا عطیہ الہی ہے جس کا کسب سے کوئی تعلق نہیں، یہ خالص وہی

(۱)۔ رموز تصوف: ص: ۳۲۔

(۲)۔ رموز تصوف: ص: ۳۳۔

چیز ہے بے ظرف اور محروم اس کی بوکوبھی نہیں پہنچ سکتا۔ (۱)

(۱۷) ذکر اللہ میں خشیت الہی یا خوفِ خدا وہی عمل کرتا ہے جو موافق ہو کسی بادبانی شستی کے لئے کرتی ہے، صاحبِ بصیرت اور عقل سلیم کے مالک ہمیشہ رواج سے متفر رہے ہیں، لہذا وہ لوگ جو ذکر اللہ کو رواجاً کرنے لگتے ہیں، اللہ کی نظر میں وہ مردود ہیں اور دنیا میں ذلت ان کا مقدر ہے (اس کا فیصلہ صاحبِ بصیرت اور عقل سلیم کے حامل حضرات کے ہاتھ میں ہے نہ کہ جہلا اور گمراہوں کے ہاتھ میں)۔ اور ایک ذکر اللہ ہوتا ہے خوفِ الہی سے، یہی وجہ ہے کہ اس نوع کے ذاکرین کی لوگوں پر دہل ہوتی ہے، ذاکرین کی ایک جماعت ایسی ہے جو ذکر اللہ شوق اور محبت سے کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ لوگ ان سے محبت کرتے ہیں۔ (۲)

(۱۸) دین کا سیدھا سادھا اصول یہ ہے کہ توحیدِ خداوندی اور رسالتِ محمدی ﷺ پر ایمان کے ساتھ ساتھ منہیین اور صالحین کی اتباع کو بھی اوڑھنا بچھونا بنایا جائے اور زندگی کے ہر رخ کا تعین رسول مقبول ﷺ کے اسوہٴ حسنہ سے کیا جائے اور اگر کہیں بھی شبہ محسوس ہو تو فوراً قرآن و سنت کے سانچوں میں عمل کو بٹھایا جائے، اگر کسی عمل کو ان سانچوں میں پورا نہ پائے تو اس سے بچے بل کہ اس سے زیادہ سے زیادہ دور بھاگے، اس لئے کہ یقیناً اس صورت میں اس کے نفس کا عمل دخل ہوتا ہے اور عابد کے لئے غرور و تکبر کے راستے ہموار ہو جاتے ہیں، عظمتِ خداوندی کا جلال اس پر سے اٹھ جاتا ہے اور حفاظت کے شرعی ہتھیار اس سے چھین جاتے ہیں، بس اب وہ مسلح شیطان کے سامنے نہتارہ جاتا ہے اور ہلاکت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت خاص سے ہر ہلاکت سے محفوظ رکھے۔ (۳)

(۱۹) رضائے الہی کو حاصل کرنے کا سب سے بڑا اور سہل طریق یہ ہے کہ: کلمہ پڑھنے

(۱)۔ رموز تصوف: ص: ۳۴۔

(۲)۔ رموز تصوف: ص: ۳۴-۳۵۔

(۳)۔ رموز تصوف: ص: ۳۵۔

والا کلمہ پڑھتے وقت صرف خدا کی خوش نودی اور اطاعت کو پیش نظر رکھے۔ اسی طرح نماز پڑھنے والا روزہ رکھنے والا، زکاۃ دینے والا، حج کرنے والا، صدقہ و مدد کرنے والا اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو بلکہ یہ سب کچھ رضائے الہی کے حصول کی خاطر کرے اس صورت میں اس کا عمل عبادت ہے ورنہ تو بندگی نفس ہے۔ (۱)

(۲۰) انسان دو چیزوں کے درمیان ہے: ایک موت اور دوسری حیات۔

حیات ظنی ہے، بے اعتبار ہے، اور بے ثبات ہے مگر جتنی ہے دار العمل ہے اور اس پر آخرت کا مدار ہے۔ اور موت؟ یہ حیات کے عمل کو ساقط کر دیتی ہے ہاں! اگر مردہ صدقات جاریہ کا بندوبست کر گیا ہے تو اس کی نیکیاں مسلسل بڑھتی رہیں گی اور خیر کا عمل قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ موت یقینی بھی ہے اور ضروری بھی۔ (۲)

(۲۱) قرآن معارف خداوندی کا خزینہ ہے اور دعوتِ الٰہی اللہ ہے جو عالم قرآن ہے اور اس کے ساتھ ساتھ عامل قرآن بھی ہے، ایسے ہی لوگوں کے لئے آیا ہے کہ انہیں زمین پر نہیں چلنے دینا چاہئے۔ ان کے لئے دلوں کو فرشِ راہ کر دینا چاہئے اور جو عالم قرآن ہے اور اس کے باوجود اس کا عمل قرآن و سنت کے خلاف ہے وہ علمائے سو سے ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جو مخالف قرآن ہے وہ کافر ہے اور اللہ کا دشمن ہے اس کے لئے دردناک عذاب کی وعید ہے۔ (۳)

(۲۲) اگر کسی نے کوئی ایسا شیخ پکڑ لیا جس کا ناقص ہونا قرآن و سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ثابت ہو گیا تو اسے چاہئے کہ وہ کسی ایسے عارف باللہ سے رجوع کرے جس کی تمام تر زندگی قرآن و سنت کے مطابق ہے تجدید بیعت اس کے لئے ضروری بھی ہے اور نافع بھی

(۱)۔ رموز تصوف: ص: ۳۵-۳۶۔

(۲)۔ رموز تصوف: ص: ۳۷۔

(۳)۔ رموز تصوف: ص: ۳۹۔

اور اس لئے بھی یہ انتہائی لابدی ہے کہ قرآن و سنت کے لطائف اور حقائق اور اخلاص طالب کتابوں کی مدد سے حاصل نہیں کر سکتا وہ تو دوا چھانیاں اور دویاں میں بھی بسا اوقات تمیز کرنے سے قاصر ہوتا ہے، توازن کا راستہ اور اس پر اخلاق سے گڑ جانا بغیر عارف باللہ کی توجہ کے ممکن نہیں اور عارف باللہ وہی ہے جو احوال محمدی ﷺ کے قدم بقدم چلتا ہو اور ایمان کامل اور معرفت مصطفیٰ (ﷺ) سے متصف ہو، جس کا قرب ترقی ایمان کا باعث بنے اور جو مرید کی راہ حق کے وسوس کو دور کرنے پر قادر ہو اور اس کی قربت رسول مقبول ﷺ کی محبت میں ترقی کا باعث بنتی ہو اور یہ کہ وہ بندے کو رب سے ملا دینے پر قادر ہو۔^(۱)

(۲۳) جس کے دل سے غفلت اٹھ جائے اور وہ متوجہ رالی اللہ رہے، وہی ذاکر، شاکر اور فاکر ہے اور اس کے ایمان کا مقام ارفع ہے اور اس کا یہ ذکر عذاب الہی سے سبب نجات ہے اور وہی صاحب عقل سلیم ہے جو عذاب الہی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور اپنے دامن پر غفلت کی گرد تک نہیں بیٹھنے دیتا یا درہے عذاب بقدر غفلت ہے اور اس کے مقابلے میں بیداری جتنی زیادہ ہوگی اسی نسبت سے وہ خوشنودی الہی کا مستحق ٹھہرے گا لہذا انسان کو چاہئے کہ ہر وقت بیدار رہے اور اس کی توجہ اللہ سے ہٹنے نہ پائے۔^(۲)

(۲۴) عبادت کے معنی ہیں: بندگی۔ جو لوگ عبادت کی کیمیا گری سے واقف نہیں اور بزعم خود اپنے آپ ہی کو مسجود سمجھتے ہیں وہ اولیائے طاغوت ہیں اور اللہ کے دشمن، مخلی باطبع شخص جس کا کوئی مذہب نہ ہو، کوئی دین نہ ہو، کوئی نظریہ نہ ہو، وہ بھی جب تعصب اور غیر جانب داری سے علیحدہ ہو کر سوچے گا تو یقیناً اللہ کی معبودیت اور اپنی عبدیت کا مقرر ہوگا اس کائنات کا ایک ایک ذرہ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مصروف ہے خواہ وہ عام اصطلاح میں ذی روح ہو یا غیر ذی روح۔۔۔ پھر لوازم بندگی بذات خود ایک عبادت ہے۔ بندہ جتنا اللہ کے سامنے

(۱)۔ رموز تصوف: ص: ۴۳۔

(۲)۔ رموز تصوف: ص: ۴۶۔

خود کو ذلیل، ادنیٰ اور عاجز سمجھتا ہے اور اپنی خواہشات کو جتنا مسلتا ہے اور جتنا اپنے نفس بہیمی کو پامال کرتا ہے وہ اسی نسبت سے اپنے رب کی نظر میں عزت و قبولیت پاتا ہے۔ (۱)

(۲۵) صوفی کون ہے؟ وہ مومن جو آداب شریعت کی حفاظت کرتا ہو، حرام کا خیال بھی اپنے پاس بھٹکنے نہ دیتا ہو یہاں تک کہ شبہ والی شے سے بھی اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہو، اپنے حواس کو نو اہی سے بچاتا ہو اور غفلت کے ہر حربے سے بچتا ہو اس کا ہر سانس اللہ کے نور کی خوشبو میں بسا ہوا ہو۔ اس کے اصول ضرورت اور غیر ضرورت کے وقت یکساں ہوں۔ وہ شہوات کے خلاف ہر لمحہ نبرد آزما ہو۔ وہ محبوب حقیقی کی عبادت دوزخ کے خوف یا جنت کے صلے کی خاطر نہ کرتا ہو، جس طاعت و عبادت میں عام طبیعتیں سستی اور بے رغبتی محسوس کرتی ہیں، صوفی اسے اپنے لئے چیلنج سمجھتا ہے اور مردانہ وار اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ (۲)

(۲۶) یاد رہے کہ کرامت کی خواہش عبادت کی مزدوری ہے جس کا رشتہ نفس سے جاملتا ہے۔ ہاں! اگر مالک حقیقی خوش ہو کر طالب حق کو سیف زبان کر دے اور اس کی دعائیں بارگاہ ایزدی میں مقبول ہونے لگیں تو اس میں صوفی کے لئے کوئی ضرر نہیں بل کہ یہ انعام الہی ہے۔ (۳)

(۲۷) پیری مریدی کا بنیادی مقصد بجز اس کے کچھ نہیں کہ طالب حق کی ذات کی جملہ ظلمتوں کو دور کر کے اس کے باطن کو جلا بخشی جائے اور اس کے ماسوا اللہ سے ہر قسم کا تعلق توڑ دیا جائے اور تکبر کے احتمال تک سے بھی اس کو پاک کر دیا جائے تاکہ جب اسے سر الہی سے نوازا جائے تو وہ اس کا متحمل ہو سکے۔ (۴)

(۱)۔ رموز تصوف: ص: ۴۸۔

(۲)۔ رموز تصوف: ص: ۴۹۔

(۳)۔ رموز تصوف: ص: ۴۹۔

(۴)۔ رموز تصوف: ص: ۵۰۔

(۲۸) زمانہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جوں جوں لوگوں کے باطن میں صفائی کی جگہ ظلمت نے لینی شروع کر دی توں توں پیری مریدی کی ضرورت شدت پکڑتی گئی اور تربیت کا عمل سخت سے سخت تر ہوتا چلا گیا۔ اقتضائے زمانہ کے ساتھ ساتھ تربیت کے کئی دبستان وجود میں آئے پھر وہ دور آیا جو ہمارا دور ہے۔ جس میں حق و باطل ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح الجھ گئے ہیں کہ ان کو الگ الگ کرنا بذاتِ خود ایک مجاہدہ کبیرہ ہے۔ آج کے دور میں بدعت کی گرم بازاری ہے۔ قرآن و سنت کی عملی زندگی کے حاملین بتدریج عنقا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ میری نظر میں اس دور کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ تصوف کو ایک کاروباری شکل دے دی گئی ہے۔ (۱)

(۲۹) اس دور میں شیطنت کی گرم بازاری ہے۔ اس لئے شیخ کو چاہئے کہ وہ مرید کو شریعت کے راستے سے سلوک کے مدارج طے کرائے اور مرید میں احکام خداوندی کی بجا آوری کی لگن پیدا کر دے اور تدریجاً احکام الہی کی تکمیل کرائے۔ آج کے دور میں تعمیل خداوندی کا راستہ ہی واحد بے خطر راستہ ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر مرید اپنے باطنی سرمائے کو ابلیسی سوسائٹی کی دست برد سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ (۲)

(۳۰) جس نے اس دنیا کو تین طلاقتیں دے دیں، اپنے نفس کو قتل کر ڈالا، غیر اللہ سے کلیۃً علیحدگی کا اعلان کر دیا، نیز یہ کہ جس نے رنج و غم کی کفن پہن لی، صدق و صفا کی چادر اوڑھ لی، تو کل لباس زیب تن کر لیا، نیز یہ کہ اس نے اپنے ظاہر کو شریعت کے تالاب میں نہلایا اور اپنے باطن کو محبت کے سمندر میں غوطہ زن کیا اور یہ کہ اس کی زیست کا ہر امر اور ہر نبی مالک کے حکم کے تابع ہے، وصل کی خاطر تڑپنا اس کا وظیفہ ہے اور دارالمرید اس کی منزل، وہ اس دنیا میں بھی اللہ ہی کی ذات میں گم ہوتا ہے اور دوسری دنیا میں بھی اللہ ہی کی ذات میں گم

(۱)۔ رموز تصوف: ص: ۵۱۔

(۲)۔ رموز تصوف: ص: ۵۱۔

ہوگا۔ اسی کا نام معرفت ہے اور ان اوصاف حمیدہ سے متصف کو عارف کہتے ہیں۔ (۱)
 (۳۱) بندہ اگر اپنے نفس کی خواہش پر خدا بننا چاہے تو یہ اس کی گمراہی ہے اس طرح نہ وہ
 نبی بن سکتا ہے نہ فرشتہ اور اگر وہ ایسا بننے کی تگ و دو میں ہے تو سمجھ لو کہ یہ نفس کی بندگی ہے نہ کہ
 اللہ کی، اسی لئے قرآن اور احادیث میں بارہا نفس کی مخالفت پر زور دیا گیا ہے اس کی حیلہ
 سازیوں اور حربوں سے چوکنار ہونے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ (۲)

(۳۲) سب سے اعلیٰ قرب یعنی غایت قرب، اللہ جل شانہ کو حاضر و ناظر و قادر مطلق
 سمجھنا ہے، یہی دوام حضور ہے، یہی انتہائے سلوک ہے اور یہی انتہائے ذکر ہے۔ (۳)
 (۳۳) معلوم ہونا چاہئے کہ کمزور سے کمزور ایمان والا شخص بھی اپنی ذات پر ایمان
 کو پہاڑ کی طرح بوجھل محسوس کرتا ہے۔ جب اس کی ذات اس بوجھ کو اتار پھینکنے کا قصد کرتی ہے
 تو اس نازک گھڑی میں حاصل کونین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور عظیم اس پر مہکتا ہے
 اور اس ناتواں کو ایمان کا بوجھ اٹھانے کی قوت اور حوصلہ عطا کرتا ہے۔ اس بات کو خواص ہی سمجھ
 سکتے ہیں۔ (۴)

(۳۴) یاد رہے کہ جس طرح صدقہ جاریہ چھوڑنے والوں کے نیک اعمال میں مرنے
 کے بعد بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے اسی طرح ان بدبختوں کے برے اعمال میں بھی اضافہ
 ہوتا رہتا ہے جو اپنے پیچھے کوئی ایسا برا عمل چھوڑ جاتے ہیں جس سے مخلوق گمراہ ہو رہی ہو، جیسے
 کوئی سینما گھر، ناچ گھر، شراب خانہ، جو خانہ، وغیرہ۔ اللہ ہر مسلمان کو اپنی پناہ میں رکھے۔ (۵)

(۱)۔ رموز تصوف: ص: ۵۴۔

(۲)۔ رموز تصوف: ص: ۸۴۔

(۳)۔ رموز تصوف: ص: ۹۳۔

(۴)۔ رموز تصوف: ص: ۹۷۔

(۵)۔ رموز تصوف: ص: ۹۸-۹۹۔

(۳۵) عقل سلیم کا تقاضا اور بندگی کا حق یہی ہے کہ جب تک انسان دنیا میں رہے اپنے اعمال کو اسوۂ رسول مقبول ﷺ کے مطابق بنائے اور رضائے الہی کے حصول میں ہمہ وقت لگا رہے جسے رضائے الہی حاصل ہوگئی اسے بروز حشر رحمت الہی کی قوی توقع رکھنی چاہئے۔ (۱)

(۳۶) مومن کے لئے لازم ہے کہ وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر دنیا کی کسی بھی چیز پر فریفتہ نہ ہو، خدا سے دوستی کرنے کے بعد کسی بھی غیر اللہ کی طرف التفات کرنا خدا کی غیرت کو لالکا کرنا ہے۔ (۲)

(۳۷) حقیقت پوچھئے تو مومن کا ایمان اور توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ختم ہے۔ پھر اس کلمہ طیبہ کے مختلف ثمرات، درجات اور کمالات ہیں اور انعام کے طور پر کرامات اور جو بھی کوئی نیک عمل کسی مومن سے صادر ہوتا ہے وہ اسی نیک کلمہ کی بدولت ہوتا ہے اور جب مومن سب علاقہ دنیوی اور ناجائز کام سے تائب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب پر خاص قسم کے علوم اور معارف کا دروازہ کھول دیتا ہے پھر وہ ایسی باتیں بیان کرتا ہے جو نہ اس نے کبھی خود ہی پڑھی ہوتی ہیں اور نہ کبھی سنی ہوتی ہیں اور یہی وہ اخلاص کلمہ طیبہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور معارف پر آمادہ کرتا ہے اور جب اس مومن پر ایمان الہی وارد ہوتا ہے یعنی جب اس پر غلبہ حال وارد ہوتا ہے تو اس کی زبان سے ایسے ایسے علوم نکلتے ہیں اور وہ انہیں اس شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ دنیوی علوم کے ماہر اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ (۳)

(۳۸) یہ بات اپنی جگہ قطعی طور پر درست ہے کہ ایمان کی دولت بھی اسی معطی کی عطا ہے وہ جسے چاہے ہدایت اور ایمان عطا فرما دے اور جس سے چاہے اس سے یہ دولت ایمان چھین لے، جسے چاہے اسے ایمان کی طرف آنے ہی نہ دے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

(۱)۔ رموز تصوف: ص: ۹۹۔

(۲)۔ رموز تصوف: ص: ۱۰۰۔

(۳)۔ رموز تصوف: ص: ۱۰۳-۱۰۴۔

لیکن مشاہدہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ غیور اعظم ہدایت اور نور ایمان دیتا اسی کو ہے جو اس کی دل سے خواہش کرتا ہے ہدایت اور نور ایمان سے منہ موڑنے والے کو وہ یہ نعمت غیر مترقبہ اس لئے عنایت نہیں کرتا کہ یہ اس کی غیرت کے خلاف ہے۔ (۱)

(۳۹) جس آدمی نے سنت نبوی ﷺ کو جتنی مضبوطی سے پکڑا اور جتنی مستعدی سے اس کے مطابق زندگی گزاری، اس نے اسی نسبت سے قرب الہی کا راستہ طے کیا، اور اسی نسبت سے وہ رسول مقبول ﷺ کی رحمت اللعالمیت کے انوار سے سیراب ہوا، اسی انوار رحمت کے ذریعے مومن کے درجات، کمالات اور ایمان بڑھتا ہے اور رضائے الہی حاصل ہوتی ہے۔ جہاں بندہ سنت نبوی ﷺ سے ایک بال بھی ہٹا، اس کا ایمان زوال کی لپیٹ میں آ گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو زوال ایمان سے بچائے۔ آمین۔ (۴)

(۴۰) معلوم ہونا چاہئے کہ اتباع سنت ہی میں مقام عبودیت ہے اور یہ صرف رضائے خداوندی سے ملتی ہے، یہ کمالات نبوت اور اخلاص ایمان ہے کہ جو محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا اور اللہ کی اطاعت کی، جیسا کہ اس کا حق ہے، وہی محبوب خدا ہے، اللہ کی محبوبیت میں آجانا معمولی مقام نہیں، اس کی بلندی کو صرف پنا لوگ ہی جانتے ہیں، اس مقام محبوبیت کا راستہ عین سنت رسول (ﷺ) ہے۔ آج تک دنیا کے ادنیٰ ولی سے لے کر اعلیٰ ولی تک ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ وہ شریعت کے خلاف راستہ اختیار کر کے سلوک حقیقت کی دلیلیز تک پہنچ گیا ہو۔ (۳)

(۴۱) اہل اللہ کے دنیوی کلام میں بھی نور ہوتا ہے اور غافل کے دینی کلام میں بھی ظلمت ہوتی ہے، کیوں کہ کلام میں قلب کا اثر شامل ہوتا ہے اسی طرح تحریر میں بھی، برے لوگوں کی

(۱)۔ رموز تصوف: ص: ۱۱۴۔

(۲)۔ رموز تصوف: ص: ۱۱۶۔

(۳)۔ رموز تصوف: ص: ۱۱۷۔

- تصنیفات مطالعہ نہ کرنی چاہئیں کیوں کہ یہ بھی ایک طرح کی صحبت ہوتی ہے۔ (۱)
- (۲) بزرگی اور شخصیت کی وجہ سے بعض اوقات تکبر آجاتا ہے یا کوئی کلمہ منہ سے نکل جاتا ہے تو اس کے لئے استغفار چاہئے، استغفار بہت ضروری ہے۔ (۲)
- (۳) رات تقسیم فیض کا وقت ہوتا ہے، لہذا سب ساتھیوں کو بعد از عشا یا بوقت سحر تصوراً توجہ دیا کرو، ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔ (۳)
- (۴) اللہ کے نزدیک دور و نزدیک کچھ نہیں۔۔۔ غائبانہ توجہ (قبل از فجر اور بعد از عشا) اجتماعی ہونی چاہئے، ادھر سے ہندوستان میں کسی کو توجہ کرو ان شاء اللہ اثر ہوگا۔ (۴)
- (۵) جب کسی جگہ جاؤ اور کھانا سامنے رکھا جائے اور طبیعت بایں وجہ کھانے پر راغب نہ ہو کہ شاید یہ طعام حلال و طیب نہیں ہے اس وقت شریعت پر عمل کیا جائے نہ کہ اپنے علم پر۔ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، البتہ جب یقین کے ساتھ کھانا حرام ہو تو پرہیز کرو۔ (۵)
- (۶) فیض کے معنی ہے: کسی چیز کو انڈیلنا۔ انوارات اور تجلیات کو دل پر ڈالنا جس طرح پانی میں پھونکنے سے حرکت پیدا ہوتی ہے اسی طرح فیض سے دل میں اثر پیدا ہوتا ہے، یہ فیض جب حد سے زیادہ ہوتا ہے تو جسم کا وہ حصہ جہاں اس کا اثر پہنچ جائے وہ ہلنے لگتا ہے۔ (۶)
- (۷) مرید کا قلب بھی متوجہ ہو اور پیر کا بھی تو تب توجہ اثر کرتی ہے۔ (۷)

(۱)۔ رموز تصوف: ص: ۱۶۶۔

(۲)۔ رموز تصوف: ص: ۱۷۰۔

(۳)۔ رموز تصوف: ص: ۱۷۵۔

(۴)۔ رموز تصوف: ص: ۱۷۷۔

(۵)۔ رموز تصوف: ص: ۱۷۶۔

(۶)۔ رموز تصوف: ص: ۱۹۱۔

(۷)۔ رموز تصوف: ص: ۱۹۲۔

- (۴۸) پیر کے ساتھ تعلق اللہ کے لئے ہونا چاہئے۔ (۱)
 (۴۹) خفیت کا معنی اتباع سنت ہے۔ (۲)
 (۵۰) طریقت میں کبھی خوش طاری ہوتی ہے اور کبھی سکوت اور کبھی سکر، یہ سب تجلیات کا انوار ہے۔ (۳)

ملفوظات

شیخ المشائخ حضرت سید نصیر حسین شاہ قدس اللہ سرہ
 (متوفی: ۲۹ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ۔ برطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۹۸)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت اقدس مولانا سید عبداللہ شاہ قدس اللہ سرہ
 (۱) اہل اللہ کی زندگی اور ان کے ملفوظات کا مطالعہ کرنے سے انسان کی زندگی میں ایک بہت بڑا انقلاب برپا ہو جاتا ہے گمراہ ہدایت یافتہ ہو جاتے ہیں اور ہدایت یافتہ کو قرب خداوندی میں ترقی کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ کسی کا کوئی شیخ نہ ہو تو وہ بزرگان دین کے ملفوظات کا مطالعہ کیا کرے یہ ملفوظات بزرگوں کی صحبت کا کسی حد تک بدل ہو جاتے ہیں۔ (۴)

(۲) ولی کے لئے تقویٰ شرط ہے۔ (۵)
 (۳) آج کونسا گھر ہے جس میں کسی جاندار کی تصویر نہ ہو، لا ماشاء اللہ۔ ہمارے گھر

(۱)۔ رموز تصوف: ص: ۱۹۳۔

(۲)۔ رموز تصوف: ص: ۱۹۳۔

(۳)۔ رموز تصوف: ص: ۱۹۳۔

(۴)۔ نقشبندی کشکول: حرف اولین: ص: ۱۷۔

(۵)۔ نقشبندی کشکول: تقویٰ و پرہیزگاری: ص: ۲۱۔

اللہ کی رحمتوں سے محروم ہو گئے۔ ٹی۔ وی، وی۔ سی۔ آر نے تو رہی سہی کسر پوری کر دی۔ ہمارے گھروں سے تلاوت قرآن اور اللہ کے ذکر کی آوازوں کے بجائے بے ہودہ اور خرب الاخلاق گانوں کی آوازیں آتی ہیں۔ ماں، بیٹیاں، بہو، بیٹے اور باپ اپنی حیا و شرم کو بالائے طاق رکھ کر، وی۔ سی۔ آر پر فحش اور عریاں مناظر دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ نوجوان ٹی۔ وی پر ڈاکے اور چوری کے مناظر دیکھ کر عوام کو تہنہ مشق بناتے ہیں۔ (۱)

(۴) افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ علما و مشائخ نے بھی تصویری احکامات کو پس پشت ڈال دیا۔ منع کرنا تو درکنار باقاعدہ کھڑے ہو کر فوٹو کھینچواتے ہیں اور یہ فوٹو پھر اخبارات میں چھپتے ہیں۔ ایک عالم کے بھٹکنے سے ساری قوم بھٹک جاتی ہے جب عوام کو اس گناہ سے روکا جاتا ہے تو وہ علما کے فعل کو حجت بناتے ہیں۔ اسی لئے بد عمل عالم کے لئے سخت سے سخت وعیدیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ (۲)

(۵) دنیا پرست پیروں نے سلسلوں کو بہت بدنام کیا ہے۔ عورتوں کو بے پردہ سامنے بٹھا کر بیعت کرتے ہیں اور ان کو سمجھاتے ہیں کہ پیر روحانی باپ ہوتا ہے اس سے پردہ کی ضرورت نہیں۔ صحابیات تو حضور اکرم ﷺ سے پردہ کریں اور ان پیر صاحب سے پردہ کی ضرورت نہیں۔ العیاذ باللہ۔ یہ عورتیں عقیدت کے جوش میں پیر صاحب کے پیر بھی دباتی ہیں۔ انہی شرعی بے ضابطگیوں کی وجہ سے کتنی جوان عورتیں اور بچیاں عصمت سے محروم ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دین کے ڈاکوؤں سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین۔ (۳)

(۶) آج نام نہاد پیران طریقت کسب کو عیب سمجھتے ہیں، پیری کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ہمارے پردادا پیر حضرت مولانا فضل قریشی کھیتی باڑی کیا کرتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے خود مل چلاتے تھے۔ (۴)

(۱) نقشبندی کشتول: تقویٰ و پرہیزگاری: ص: ۲۲۔

(۲) نقشبندی کشتول: تقویٰ و پرہیزگاری: ص: ۲۲-۲۳۔

(۳) نقشبندی کشتول: پردہ: ص: ۲۳-۲۴۔

(۴) نقشبندی کشتول: مال حرام سے اجتناب: ص: ۲۴۔

۷) اولیاء اللہ میں جہاں اور علی اوصاف ہوتے ہیں ان میں ایک خاص وصف مہمان نوازی کا بھی ہوتا ہے۔ (۱)

۸) تمام حضرات نقشبندؒ نے عمامہ کی سنت کو مضبوطی سے تھاما اور آج تک یہ سنت ان حضرات کے یہاں جاری ہے۔ (۲)

۹) کثرت ذکر اور تعلق مع اللہ کی وجہ سے اہل اللہ کے کلمات اور مکتوبات میں ایک نورانیت اور تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ (۳)

ملفوظات

حضرت مولانا خلیفہ غلام رسول قدس اللہ سرہ
(متوفی ۱۲۲۶ھ بمطابق ۲۰۰۵ء)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا غلام حسن سواگ قدس اللہ سرہ

حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ سرہ

حضرت مولانا شمس الحق افغانی قدس اللہ سرہ

۱) ان سلاسل سے مقصود تعلق مع اللہ ہے، اس کی علامت یہ ہے کہ رذائل نکل جائیں، اخلاق حمیدہ آجائیں، دوسری علامت سالک کی توجہ اللہ کی طرف ہو جائے، کثرت ذکر سے عجیب عجیب کیفیات پیدا ہوتی ہیں، کشف بھی کثرت ذکر سے ہوتا ہے، سینہ کھل جاتا ہے، سینہ

(۱) نقشبندی کشکول: مہمان نوازی: ص: ۲۷۔

(۲) نقشبندی کشکول: عمامہ کی سنت: ص: ۲۹۔

(۳) نقشبندی کشکول: مکتوبات شریف: ص: ۱۰۸۔

منور ہو جاتا ہے، سالک ذوق و شوق میں چلا جاتا ہے، محبوب اس کے سامنے ہوتا ہے اور عرش معلیٰ سے جب آمد شروع ہو جاتی ہے، سب تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ سالک کو اتنی ترقی ہوتی ہے کہ مت پوچھو۔ (۱)

(۲) اخفا اچھی چیز ہے۔ (۲)

(۳) علم سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ (۳)

(۴) جب سالک روزانہ مختلف لطائف پر بارہ ہزار مرتبہ اسم ذات کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو (سیف قاطع) بنا دیتا ہے، یعنی اس کی بات تلوار کی طرح کاٹتی ہے، کیوں کہ وہ اس کی اپنی بات نہیں ہوتی، وہ اللہ کی بات ہوتی ہے۔ (۴)

(۵) ایک تسبیح سے اللہ نہیں ملتا، اور بھی اعمال ہیں، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہیں کرو گے، ولی نہیں بن سکتے۔ (۵)

(۶) جب سالک اللہ اللہ کرتا ہے، اس کو فنا اور بقا حاصل ہوتا ہے۔ (۶)

(۷) حضوری دو قسم کی ہوتی ہے:

ایک یہ ہے کہ: لطائف کا جاری ہو جانا اور پھر ان کی حفاظت کرنا یعنی ان کو چالو رکھنا۔
دوسرے قسم کی حضوری تعلق مع اللہ ہے، اس میں سالک کی توجہ دل کی طرف ہوتی

(۱)۔ دکان عشق: ص: ۲۹۔

(۲)۔ دکان عشق: ص: ۱۴۰۔

(۳)۔ دکان عشق: ص: ۱۵۰۔

(۴)۔ دکان عشق: ص: ۱۵۰-۱۵۱۔

(۵)۔ دکان عشق: ص: ۱۵۳۔

(۶)۔ دکان عشق: ص: ۱۵۳۔

ہے، اس کو توجہ یادداشت بھی کہتے ہیں۔ (۱)

(۸) علم تین طرح کا ہوتا ہے:

(۱) علم الیقین (۲) عین الیقین (۳) حق الیقین

علم الیقین میں سالک کی توجہ دل کی طرف ہوتی ہے۔

اور عین الیقین میں سالک کی توجہ اللہ کے نام کی طرف ہوتی ہے، یعنی سالک حقیقی

آنکھوں سے جو کہ سر میں ہیں، اللہ کے نام کو دیکھتا ہے۔

حق الیقین یہ ہے کہ تم اپنے دل کو حضوری میں لے آؤ، جب حضوری حاصل ہو جائے

کہ قلب حضور میں غرق ہو جائے اور اسم ذات کے مفہوم میں غرق ہو جائے، اللہ کے اخلاق

سے متعلق ہو جائے، یہ حق الیقین کا مقام ہے۔ (۲)

(۹) اصل میں لطائف کا مقام مافوق العرش ہے، یعنی ان کا بسیرا عرش سے اوپر (بالا)

ہے، کیوں کہ لطائف کا تعلق عالم امر سے ہے، جب کہ انسان کا تعلق (عنصر) عالم خلق سے

ہے، یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ اس نے عالم امر والی چیز کو عالم خلق میں جگہ عطا فرمائی۔ (۳)

(۱۰) مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ضربیں نہیں لگانی، بل کہ قدیم شریفین

میں یا مواجہہ شریف میں سرنگوں ہو کر اپنے تمام لطائف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملائیں

اور یہ سوچیں کہ حضور ﷺ پر عرش معلیٰ سے جو انوارات نازل ہو رہے ہیں وہی انوارات

بعینہ میرے اوپر نازل ہو رہے ہیں۔ (۴)

(۱۱) شیخ سے مرید کو دو چیزیں ملتی ہیں:

(۱)۔ دکان عشق: ص: ۱۵۶۔

(۲)۔ دکان عشق: ص: ۱۵۶۔

(۳)۔ دکان عشق: ص: ۱۵۸۔

(۴)۔ دکان عشق: ص: ۱۶۳۔

(۱) جمعیت (۲) حضوری

جمعیت سے مراد ہے جمیع خطرات سے دور رہنا، اور حضوری سے مراد ہے کہ دل کے اندر ماسوائے اللہ کے کچھ نہ رہے، یہ سالک کی انتہا ہے۔ (۱)

(۱۲) کوشش ہو ایسے شیخ سے بیعت کی جائے جو قریب ہو اور اس کے پاس اکثر حاضری ہو سکے۔ (۲)

(۱۳) تصوف میں رابطے کی تعریف یہ ہے کہ: شیخ کی شکل و صورت کو مکمل طور پر اپنے سامنے پیش کرے اور یہ تصور کرے کہ جو واردات شیخ پر نازل ہو رہے ہیں، وہی میرے اوپر نازل ہو رہے ہیں، اس کو محبت شیخ کہتے ہیں، یہ کامل شیخ سے نصیب ہوتا ہے، کامل شیخ وہ ہوتا ہے جو شریعت کا پابند ہو، اور کامل شیخ کے پاس رہا ہو، اور اس سے فیض حاصل کیا ہو اور بہتر ہے کہ عالم دین ہو۔ (۳)

(۱۴) یہ بھی شیخ کے آداب میں سے ہے کہ: شیخ کے سامنے مرید کو کوئی عمل نہ کرنا چاہئے، بل کہ ادب کے ساتھ شیخ کی مجلس میں بیٹھے۔ (۴)

(۱۵) شجرہ مبارکہ کی تلاوت سے پہلے اکابر کے لئے ایصال ثواب ضرور کیا کرو، ایک مرتبہ سورہ فاتحہ، تین مرتبہ سورہ الاخلاص اور تین مرتبہ معوذتین، محمد ﷺ، تمام جمیع انبیائے کرام علیہم السلام، خلفائے راشدین، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بخش کر، اکابر کو بخش دیں، یہ دعا کرو کہ: اے اللہ! جس طرح تو نے ان حضرات کو فیض بخشا تھا، ہمیں بھی

(۱)۔ دکان عشق: ص: ۱۶۳۔

(۲)۔ دکان عشق: ص: ۱۶۴۔

(۳)۔ دکان عشق: ص: ۱۶۳۔

(۴)۔ دکان عشق: ص: ۱۷۰۔

نصیب فرما، اس سے ان کی ارواح متوجہ ہوتی ہیں اور ان کے فیوض و برکات ملتے ہیں۔ (۱)
 (۱۶) اکابر کے لئے ایصالِ ثواب کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے تاکہ ان کے سامنے سرخ روئی ہو سکے۔ (۲)

(۱۷) ضروری نہیں ہے کہ لطائف محسوس ہوں، کام ہوتا رہتا ہے، پاس بیٹھنے والے کو بعض اوقات محسوس ہو جاتا ہے، لطائف کا جذب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، بندہ کیا کر سکتا ہے، محسوس ہوتے ہیں، صاحب کشف کو محسوس ہو جاتے ہیں، بعض اوقات عرش سے اوپر لامکانیت تک چلے جاتے ہیں، لطائف اپنے اصل تک ضرور پہنچتے ہیں۔ لیکن غبی طبیعت والے کو محسوس نہیں ہوتے۔ (۳)

(۱۸) اگر سالک پر ہر وقت انبساط رہے تو وہ ہوا میں اڑنے لگے۔ (۴)
 (۱۹) ذکر قلبی کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں حضوری اور شہودی حاصل ہو جائے، جب یہ چیز سالک کو حاصل ہو جاتی ہے تو دل سے خطرات جن کا غیر سے تعلق ہوتا ہے نکل جاتے ہیں، اس وقت ذکر کو چھوڑ کر اس کی حفاظت کرے۔ یعنی جب غیر اللہ نکل جائے گا تو اللہ ہی رہ جائے گا، اگر سستی اور فتور آجائے، پھر ذکر شروع کر دے، حتیٰ کہ اس دولت عظمیٰ میں دوام آجائے، یعنی کوئی خطرہ باقی نہ ہو، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خطرات سے محفوظ ہو جائے، یہ تصوف کا آخری مقام ہے، اس کے بعد ذکر اس حضوری کے ساتھ جمع کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نہایت مہربانیوں کے منتظر رہیں۔ (۵)

(۱)۔ دکان عشق: ص: ۱۷۱۔

(۲)۔ دکان عشق: ص: ۱۷۱۔

(۳)۔ دکان عشق: ص: ۱۷۵۔

(۴)۔ دکان عشق: ص: ۱۷۶۔

(۵)۔ دکان عشق: ص: ۱۷۷۔

- (۲۰) بولنے میں سالک کو بہت زیادہ نقصان ہے۔ (۱)
- (۲۱) جس سالک کو قبض (انقباض) ہو، وہ پریشان ہو جاتا ہے۔ جس کا صرف نزول ہوتا ہے وہ بھی پریشان ہوتا ہے، جس کا صرف عروج ہو، وہ بھی ٹھیک نہیں ہے، جس کا عروج اور نزول دونوں ہوں، وہ ترقی کرتا رہتا ہے۔ (۲)
- (۲۲) اپنے احوال کی نفی کرتے رہو، اپنی نظر کو وجود کے دائرے کے اندر رکھو، اور کوشش کرو، پیران کبار کی توجہات کے ساتھ نکل جاؤ گے۔ (۳)
- (۲۳) جو بھی شخص درود شریف پڑھتا ہے، جنت میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے، جنت بڑھتی چلی جاتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ: جنت رسول اللہ ﷺ کے نور سے پیدا ہوئی ہے، جنت کا مادہ رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے، اس کی غذا حضور ﷺ کا درود پاک ہے، جتنے ملائکہ جنت کے ارد گرد ہیں، ان کا وظیفہ درود شریف ہے۔ (۴)
- (۲۴) کثرت سے ذکر کرنے والے کا وجود لامکانیت تک پہنچ جاتا ہے، جس زمین پر رہتا ہے، روح اوپر چلی جاتی ہے۔ (۵)
- (۲۵) شیخ کامل لاکھوں میل دور سے اپنے مریدوں پر توجہ ڈالتا ہے۔ (۶)
- (۲۶) صحبت ضروری ہے، شیخ کی توجہ سے دل کی صفائی ہوتی ہے اور لطائف چالو ہو جاتے ہیں۔ (۷)

(۱)۔ دکان عشق: ص: ۱۸۰۔

(۲)۔ دکان عشق: ص: ۱۸۲۔

(۳)۔ دکان عشق: ص: ۱۸۵۔

(۴)۔ دکان عشق: ص: ۱۸۷۔

(۵)۔ دکان عشق: ص: ۱۹۱-۱۹۲۔

(۶)۔ دکان عشق: ص: ۱۹۳۔

(۷)۔ دکان عشق: ص: ۱۹۴۔

(۲۷) ہماری حالت یہ ہے کہ جب ہم نماز کی نیت باندھتے ہیں تو ساری چیزیں نماز میں یاد آ جاتی ہیں۔ (۱)

(۲۸) کسی اللہ کے ہم نشین کی ہم نشینی اختیار کر لیں، دنیا کی رغبت دل سے نکل جائے گی۔ (۲)

(۲۹) اگر تمہارے پاس چھت جتنے اونچے ہیرے، جواہرات، سونا، چاندی کے ڈھیر لگ جائیں لیکن قلبی تعلق اللہ کے ساتھ ہو تو گھبرانے کی بات نہیں، لیکن دل کے ٹکڑے کو اللہ سے جوڑ لو۔ (۳)

(۳۰) ہر وہ چیز جو تمہارے دل کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے، وہ دنیا ہے، وہ بیوی ہو، یا بال بچے ہوں، یا دنیا ہو، یا تجارت ہو، کرسی ہو یا عہدہ ہو۔ (۴)

(۳۱) اللہ والوں میں تکبر نہیں ہوتا، یہ مٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ (۵)

(۳۲) شیخ کے ساتھ نسبت ایسی ہونی چاہئے، اس راستے میں کام تب چلے گا کہ آدمی پورے کا پورا اپنے شیخ کا ہو جائے۔ (۶)

(۳۳) مبشرات، کشف و اسرار راستے کی چیزیں ہیں، مقصود اللہ کی ذات ہے۔ یہ یہاں پر رہ جائے گی، ساتھ اللہ رہے گا۔ (۷)

(۳۴) سالک کا دل دنیا کی فانی چیزوں سے سرد ہو جائے اور ختم ہو جائے، یعنی کہ سالک

(۱)۔ دکان عشق: ص: ۱۹۸۔

(۲)۔ دکان عشق: ص: ۲۰۰-۲۰۱۔

(۳)۔ دکان عشق: ص: ۲۰۱۔

(۴)۔ دکان عشق: ص: ۲۰۱۔

(۵)۔ دکان عشق: ص: ۲۱۱۔

(۶)۔ دکان عشق: ص: ۲۱۳۔

(۷)۔ دکان عشق: ص: ۲۱۴۔

کے دل کی گہرائیوں میں یقین جم جائے کہ دنیا کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے، اس لئے دنیا سے لاتعلق ہو جائے، اس کو زہد کہتے ہیں۔ (۱)

(۳۵) اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو نسبت کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اس کو نسبت دیتے ہیں، نسبت بڑی چیز ہے۔ (۲)

(۳۶) غافلین دن کو اہمیت دیتے ہیں، دنیاوی کام دن میں ہوتے ہیں، اور دن کے گزرنے پر افسوس کرتے ہیں اور ذکرین رات کو اہمیت دیتے ہیں، اللہ سے خصوصی تعلق اور مناجات کے لئے رات ہوتی ہے اور رات کے گزرنے پر افسوس کرتے ہیں۔ (۳)

(۳۷) مقصود اللہ کی ذات ہے، مبشرات اور کشف و کرامات مقصود نہیں ہیں، اگر بندہ ذکر کرے، ذکر کرتا ہے اور اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور اگر غافل ہے تو افسوس کرے اور استغفار کرے۔ (۴)

(۳۸) جس کا طیب رزق ہے، اس کو کشف سروالی آنکھوں سے ہوتا ہے۔ (۵)

(۳۹) اصل کرامت شریعت اور نبی پاک ﷺ کی سنتوں کی اتباع ہے۔ (۶)

(۴۰) جانور، مالک کے گھر کو جانتا ہے، جب جانور چرنے کے لئے جنگل میں جاتے ہیں، واپسی پر گھر آتے ہیں، لیکن انسان اللہ کا باغی بن گیا ہے، اللہ کی قدرتوں کو دیکھنے کے باوجود اللہ کی حکیمانہ حکمت کو دیکھ کر بھی خلقت نافرمان ہے۔ (۷)

(۱)۔ دکان عشق: ص: ۲۱۸۔

(۲)۔ دکان عشق: ص: ۲۲۰۔

(۳)۔ دکان عشق: ص: ۲۲۱۔

(۴)۔ دکان عشق: ص: ۲۲۶۔

(۵)۔ دکان عشق: ص: ۲۲۷۔

(۶)۔ دکان عشق: ص: ۲۳۰۔

(۷)۔ دکان عشق: ص: ۲۳۹۔

(۴۱) انسان کی حقیقت کیا ہے؟ پیشاب کا ایک ناپاک قطرہ ہے، اسی پیٹ میں رہتا ہے جو غلاظت سے بھرا ہوا ہے، جب دنیا سے باہر آتا ہے تو اسی ناپاک جگہ سے گزر کر آتا ہے، یہ تو انسان کی حقیقت ہے، روزمرہ کے واقعات انسان دیکھتا ہے، لوگ دنیا سے جارہے ہیں، مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے سب جارہے ہیں، لیکن پھر بھی بے توجہی ہے اور انسان اندھا ہے۔ (۱)

(۴۲) پہلے طلبہ میں ذوق ہوتا تھا، سوکھی روٹی کھا کر، راتوں کو جاگ کر، صبح سویرے تہجد کے وقت اٹھ کر (شاگرد بھی اور استاذ بھی) قرآن کو پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔۔۔ اس زمانے میں جس درس میں جاتے تھے کستوری کی خوش بو آتی تھی۔ (۲)

(۴۳) اللہ تعالیٰ گھر بیٹھ کر آسانی سے نہیں ملتا ہے، شیخ کی صحبت و معیت اختیار کرنی پڑتی ہے۔ (۳)

(۴۴) کشف دو قسم کا ہوتا ہے:

(۱) کشف عینی (۲) کشف ادراکی

کشف عینی کا تعلق رزق حلال اور اکل حلال سے ہے، کشف ادراکی قلب کی حرکت سے محسوس کیا جاتا ہے، صاحب قبر کی طرف توجہ کرنے سے اگر قلب کی حرکت جاری ہے تو حالات اچھے ہیں، اگر دوسری حالت ہے تو حالات نازک ہیں۔ (۴)

(۴۵) بعض اہل اللہ کی نسبت منتقل ہوتی ہے، بعض کی نہیں۔ اگر کوئی غلطی ہو جائے

(۱)۔ دکان عشق: ص: ۲۴۰۔

(۲)۔ دکان عشق: ص: ۲۴۱۔

(۳)۔ دکان عشق: ص: ۲۴۳۔

(۴)۔ دکان عشق: ص: ۲۶۲۔

تو نسبت سلب کر لی جاتی ہے اور وہی نسبت کسی دوسرے کو منتقل کی جاتی ہے۔ (۱)
 (۴۶) اللہ واجب الوجود ہے، اس کے ارادے کے بغیر کوئی چیز حرکت نہیں کر سکتی، جس طرح بغیر روح کے بدن حرکت نہیں کر سکتا، اسی طرح ساری کائنات اور انسان اس کی معیت کے ساتھ متحرک ہیں۔۔۔ جب روح نکل جاتی ہے، بدن بے حرکت اور بے کار ہو جاتا ہے۔ (۲)
 (۴۷) جب سالک اس راستے پر آ جاتا ہے تو اس کی نیند اڑ جاتی ہے، کیوں کہ پھر اس پر بوجھ نہیں ہوتا۔ (۳)

(۴۸) کامیابی نبی ﷺ کی سنت کی اتباع میں ہے۔۔۔ لباس میں کھانے میں، سونے میں، بیت الخلاء میں، نبی پاک ﷺ کے طریقے کو اپنانا چاہئے۔ (۴)
 (۴۹) مرید کو پیر کے سامنے ایسا ہونا چاہئے جیسے مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے، مرید کو یہ لائق نہیں ہے کہ یوں کہے کہ: فلاں شغل تعلیم دو، یہ بہت بری بات ہے، خود رائی اچھی نہیں۔ (۵)

(۵۰) جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت کا دروازہ کھل جاتا ہے، بمعنی باطن اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کو دیکھ لیتا ہے، روح اس کی محبت سے چمک اٹھتی ہے، دل کتاب و سنت کے احکام مان لیتا ہے، تن استقامت کے مقام میں قائم ہو جاتا ہے، بس انسان کی پیدائش سے مقصود یہی ہے، باقی رہے معارف و کمالات، اگر وہ اس طرح پر حاصل ہوں کہ ان اصول میں خلل نہ ڈالیں تو نور علی نور ہیں، ورنہ بیچ و بے سود۔ (۶)

(۱)۔ دکان عشق: ص: ۲۶۶۔

(۲)۔ دکان عشق: ص: ۲۶۶-۲۶۷۔

(۳)۔ دکان عشق: ص: ۲۷۷۔

(۴)۔ دکان عشق: ص: ۲۸۰۔

(۵)۔ دکان عشق: ص: ۲۹۵۔

(۶)۔ دکان عشق: ص: ۲۹۵-۲۹۶۔

(۵۱) تصوف کا مقصد یکسو دیکھنا اور یکساں جینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کامل توفیق دے (۱)

(۵۲) آپ جو کچھ بھی، جتنا بھی ذکر کریں، اللہ کے ہاں وہ کم ہے، اگر ساری کی ساری زندگی مشغول و مصروف رہیں پھر بھی کم ہے۔ (۲)

(۵۳) کوشش کرنی چاہئے، زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی میں صرف ہونی چاہئے، اس کے سوا جو کچھ بھی ہے، وہ زائد اور بے اعتبار، بل کہ مکروہ اور مردود ہے۔ (۳)

(۵۴) آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ ظاہری زندگی کب تک ساتھ دے گی، دانا آدمی کو اس منزل کی فکر کرنی ضروری ہے، اور اس راہ طریقت میں ظاہری جذبہ کوشش پر موقوف ہے اور جذبہ کوشش اس وقت حاصل ہوتی ہے کہ جب آپ کو محبوبی کی صفت سے موصوف فرمائیں گے، یہ بخشش اور عطیہ سید الاولین والآخرین ﷺ کی ظاہری اور باطنی متابعت پر موقوف ہے اور اگر آپ کو بھی غفلت آجائے تو اس کو بڑا ہی گناہ جانیں۔ اور بہت غم ناک اور بے قرار ہونا چاہئے اور اس غم، الم کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں آپ کو بڑے درد کے ساتھ رونا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ بشریت کی بری صفتیں تجھ سے دور کر دے اور تجھے چاہئے کہ ہمیشہ عاجز اور خاک سار اور بے چارہ رہنا چاہئے، تاکہ وہ ذات پاک بے چاروں کی دعا قبول کرنے والا ہے، اور تیرا بھی کام بنادے گا۔ اب جس قدر ہو سکتا ہے اس کے نام سے غفلت اختیار نہ کرنا اور چوبیس گھنٹے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی طرف متوجہ رہنا، ہر کام پر حق تعالیٰ کی یاد کو ترجیح دینا۔ (۴)

(۵۵) ہر وقت آپ اللہ کے ہم نشین رہیں، یہی لب لباب ہے تصوف کا، غیر کا خطرہ دل

(۱)۔ دکان عشق: ص: ۲۹۷۔

(۲)۔ دکان عشق: ص: ۳۰۰۔

(۳)۔ دکان عشق: ص: ۳۰۲۔

(۴)۔ دکان عشق: ص: ۳۰۲-۳۰۳۔

میں نہ آئے، اگر آئے بھی تو اس کی نفی کریں۔ اس چیز کو حضوری کہتے ہیں اور خطرات کا نہ آنا (اسے) جمعیت کہتے ہیں، لطائف کے اوپر کشش کرنا اس کو جذبات کہتے ہیں، دل کے اوپر عرش معلیٰ سے وارد ہونا اس کو واردات کہتے ہیں، جس کو عدم وجود کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ ان چار چیزوں سے سالک دور نہیں ہوتا، یہ چار چیزیں سالک کے لئے لازمی ہیں۔ (۱)

(۵۶) ثمرہ وصل ذکر و شغل کا قرب و رضا حق تعالیٰ ہے، واردات غیبیہ یا ذوق و شوق ثمرہ بل کہ صرف ہمت سے کام لینا ہے، بس اپنی طرف سے ذکر کا التزام رکھے، لذت آئے یا نہ آئے، پریشان نہ ہوں۔ اور جب تک انبساط قلب رہے، ذکر کرتے رہیں، کمی بیشی کا خیال نہ کریں، کیوں کہ تعداد مقصود نہیں، اندازے سے وقت کی مقدار کو معین رکھو، اگر بوقت ذکر انوار وغیرہ نظر آئیں، بالکل التفات نہ کرنا، ذاکر کے قلب پر کبھی ذکر کے اثر سے سوزش ہوتی ہے فکر نہ کرنا، اور عامی خیرات میں اللہ تعالیٰ کے دیدار اور اس کی رضا مقصود ہونا چاہئے، تاکہ بلند ہمت والے لوگوں کے درجے تک پہنچ جائیں۔ (۲)

(۵۷) اپنی نسبت کو نگاہ میں رکھنا، کیوں کہ یہ سرخ گندھک سے بھی زیادہ عزیز اور نایاب ہے اور اپنے باطن کے روشن دانوں اور چمن خانوں کو باہر کے دھوؤں سے محفوظ رکھنا تاکہ دھوپ کے جھونکے سے اندرون برباد نہ ہو جائے۔ (۳)

(۵۸) تربیت ہو تو ادب ہوتا ہے، تربیت نہ ہو تو انسان بے باک ہوتا ہے۔ (۴)

(۱)۔ دکان عشق: ص: ۳۰۵۔

(۲)۔ دکان عشق: ص: ۳۰۶۔

(۳)۔ دکان عشق: ص: ۳۰۷۔

(۴)۔ دکان عشق: ص: ۳۱۰۔

ملفوظات

حضرت مولانا شمس الہادی شاہ منصور علی قدس اللہ سرہ
(۳ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ - بمطابق ۲۹ مارچ ۲۰۰۹ء)

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا عبد الغفور المدنی العباسی و دیگر قدس اللہ اُسرار ہم
(۱) دستور خداوندی ہے کہ اپنے محبوبوں کا بدلہ لیتا ہے اگرچہ کچھ دیر بعد ہو۔ (۱)

(۲) کبھی کبھی مباح چیز بھی نیت سے عبادت بن جاتی ہے جیسے کوئی گھر بنارہا ہو اور اس میں کھڑکی یا روشن دان اس نیت سے بنائے کہ اس میں اذان کی آواز آئے گی یہ کام مباح تھا لیکن اس نیت نے اس کو عبادت بنا دیا، اسی طرح اگر کوئی خوراک کھاتا ہو کہ میں تندرست رہوں گا خوب کھیل کود کروں گا تو اس پر کوئی ثواب مرتب نہیں ہوتا، لیکن اگر یہ خوراک اس نیت سے کھائی جائے کہ صحت تندرست رہے گی، عبادت خوب کروں گا تو یہ مباح کام عبادت بن جاتی ہے، اگر کوئی کپڑے زینت کے لئے بنائے تو اس میں کوئی فائدہ نہیں لیکن اگر اس نیت سے بنائے کہ اس میں نماز پڑھوں گا وغیرہ وغیرہ تو پھر بہت اجر ملے گا۔ (۲)

(۳) ایک ہوتا ہے تخلیہ اور ایک ہوتا ہے تحلیہ، صفات سلبیہ بمنزلہ تخلیہ کے ہیں اور صفات ثبوتیہ بمنزلہ تحلیہ کے ہیں، تخلیہ مقدم ہوتا ہے تحلیہ پر۔ (۳)

(۴) اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرو، دین سیکھ لو گے، اخلاق سیکھ لو گے، اٹھنا بیٹھنا سیکھ

(۱) - انوار شمس: ص: ۲۹۔

(۲) - انوار شمس: ص: ۳۲۔

(۳) - انوار شمس: ص: ۴۳۔

لوگے، برے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا چھوڑو، ان سے کیا سیکھو گے؟ اپنا وقت فضول میں
برباد کرو گے۔ صلحا کے طور طریقوں کو اپناؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان جیسا بنادے گا۔ (۱)

(۵) صوفیا فرماتے ہیں کہ: ہر وقت ذکر حق، فکر حق، رضائے حق کو دھیان میں رکھو۔ اللہ
تعالیٰ ہمیں یہ تینوں عطا فرمائے۔ (۲)

(۶) کافر کا دل چوں کہ فاسد ہوتا ہے اس لئے وہ نورِ ایمانی سے خالی اور غضب و شہوت
کا مسکن ہوتا ہے۔ (۳)

(۷) صوفیا زیادہ تردل کی اصلاح کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تاکہ اس دل میں
نورِ ایمان کے ساتھ نسبت کا نور بھی آجائے تو یہ نور علی نور کا مصداق بن جاتا ہے۔ (۴)

(۸) پانچ لطائف عالم امر کے ہیں اس کے لئے مادہ نہیں ہے، جب ان لطائف میں
نور آتا ہے تو سارا جسم نورانی بن جاتا ہے۔ (۵)

(۹) کیا کریں ہماری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں ناجائز دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے
ہیں منہ کھلا ہوا ہے، غیبت گوئی، فضول گوئی ہمارے معمولات میں شامل ہے، گانا بجانا سننے کے
ہم عادی ہو چکے ہیں۔ ہر گھر سے یہی آوازیں آتی ہیں گھر کیا اب تو مسجد بھی ان آوازوں سے
خالی نہیں رہی۔ بل کہ موبائلوں میں طرح طرح کے گانے ریکارڈ کئے گئے ہیں۔ ان چیزوں
کے ساتھ لطف حق جو قلبی نورانیت ہے وہ کیسے آئے گی (۶)

(۱۰) زبان کو قابو میں رکھنا دین و دنیا کی نجات کا پیش خیمہ ہے اور زبان کو بے قابو

(۱)۔ انوارِ شمس: ص: ۴۷-۴۸۔

(۲)۔ انوارِ شمس: ص: ۳۸۔

(۳)۔ انوارِ شمس: ص: ۵۴۔

(۴)۔ انوارِ شمس: ص: ۵۶۔

(۵)۔ انوارِ شمس: ص: ۵۶۔

(۶)۔ انوارِ شمس: ص: ۵۷۔

چھوڑ دینا خود کو دین و دنیا کی تباہی کی طرف دھکیل دینا ہے اور دین کی عظمت و شوکت کو نقصان پہنچانے کی جڑ، زبان کو بے قابو چھوڑنا ہے۔ (۱)

(۱۱) اچھے خواب دیکھنا بھی عمل کرنے کا نتیجہ ہے اچھے اور پرہیزگار لوگ اچھے خواب دیکھتے ہیں اور بے عمل لوگ برے اور شیطانی وساوس والے خواب دیکھتے ہیں۔ (۲)

(۱۲) یہ بھی ایک درجہ ہے کہ آدمی خود متنبہ نہ ہو تو دوسرے کے متنبہ کرنے سے ہوشیار ہو جائے اور جو شخص نہ خود سمجھے نہ کسی کے کہنے پر توجہ کے ساتھ کان لگائے اس کا درجہ اینٹ یا پتھر سے زیادہ نہیں۔ (۳)

(۱۳) ہر سنت میں بے شمار برکتیں ہیں یہ نیک لوگ اور کچھ نہیں۔۔۔ خفیہ وظائف نہیں۔۔۔ کرتے بل کہ ان سنتوں پر عمل کرتے ہیں اور بزرگ و نیک بن جاتے ہیں وہ بھی نماز پڑھتے ہیں اور ہم بھی نماز پڑھتے ہیں لیکن وہ سنت کی پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور ہم ویسے ہی پڑھتے ہیں تو ان میں برکتیں ہوتی ہیں اور ہم ویسے ہی رہتے ہیں۔ (۴)

(۱۴) سنتوں پر عمل کا نتیجہ بندگی کا حصول ہے۔ (۵)

(۱۵) اگر کوئی چاہے کہ میری زندگی سنور جائے میری موت، قبر اور قیامت، حشر بھی سنور جائے تو اسے چاہئے کہ اپنی طاقت کے مطابق سنت پر عمل کرے تو اس کے ہر کام میں برکت ہوگی، اس کے مال اولاد اور زندگی میں برکت ہوگی۔ (۶)

(۱۶) سلام کرنا ایک سنت طریقہ ہے اس کی بہت برکتیں ہیں لہذا ہمیں چاہئے کہ اسے

(۱)۔ انوار شمس: ص: ۵۸-۵۹۔

(۲)۔ انوار شمس: ص: ۶۱۔

(۳)۔ انوار شمس: ص: ۶۲۔

(۴)۔ انوار شمس: ص: ۷۱-۷۲۔

(۵)۔ انوار شمس: ص: ۷۲۔

(۶)۔ انوار شمس: ص: ۷۲-۷۳۔

- اپنا میں اللہ تعالیٰ ہمیں اول سنت کا علم نصیب کریں اور پھر سنت پر عمل۔ (۱)
- ۱۷) امامت کیا کرو، اس میں بہت برکت ہے، ہمارے اکابر امامت ضرور کیا کرتے تھے، امامت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ: اپنی نماز باجماعت ہو جاتی ہے اور آدمی وقت کا پابند ہو جاتا ہے۔ (۲)
- ۱۸) یہ لالچ نہ رکھو کہ مدرسہ بناؤں گا پھر مہتمم صاحب بنوں گا، بل کہ مسجد میں بیٹھ کر کسی کو دو تین الفاظ سکھانا تمہارے لئے ہر چیز سے بہتر ہے۔ (۳)
- ۱۹) کسی کے مال و دولت پر نظر نہ رکھو، اس کی جاہ و جلال کو نہ دیکھو ہمارے پاس جو دولت ہے یہ کسی کے پاس نہیں، اس کی قدر کرو، اپنے آپ کو علمی سرگرمیوں میں مشغول رکھو، قناعت کرو، اللہ تعالیٰ سب کچھ عطا فرمائے گا۔ (۴)
- ۲۰) اختلافی مسائل میں اپنا وقت ضائع نہ کرو، ان مسائل میں اگر الجھ گئے تو پھر علم اور عمل دونوں رہ جائیں گے۔ دوسروں کو ہرانے، مناظرہ بازی کرنے اور جنگ و جدل میں سارا وقت ضائع ہوگا۔ (۵)
- ۲۱) پارٹی بازی سے بچو، یہ بہت فضول چیز ہے۔ (۶)
- ۲۲) یہ فتنوں کا دور ہے، اس میں مناظرے نہ کیا کرو، یہ مناظرے نہیں مجادلے ہیں اپنا کام کرو اور فتنوں سے دور رہو، فتنوں میں عمل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ (۷)

(۱)۔ انوار شمس: ص: ۷۹۔

(۲)۔ انوار شمس: ص: ۸۲۔

(۳)۔ انوار شمس: ص: ۸۲۔

(۴)۔ انوار شمس: ص: ۸۳۔

(۵)۔ انوار شمس: ص: ۸۳۔

(۶)۔ انوار شمس: ص: ۸۳۔

(۷)۔ انوار شمس: ص: ۸۳۔

(۲۳) اکابر کے نقش قدم پر چلو، ہمارے اکابر بہت اچھے تھے، چاہے وہ شریعت کے اساتذہ ہوں یا طریقت کے مشائخ، سارے اولیاء اللہ تھے اور باہم متفق تھے۔ (۱)

(۲۴) عوام کے ساتھ نرمی کیا کرو، سخت لہجہ استعمال نہ کرو، اخلاق کے ساتھ ان کو دین کی طرف دعوت دو، شائستہ طریقے سے سخت مسئلہ بھی انسان قبول کرتا ہے اور بے ڈھنگ طریقے سے اچھی بات بھی قبول نہیں کرتا۔ (۲)

(۲۵) روحانی بیماریوں سے اپنے آپ کو بچاؤ، بغض و حسد، ریا، انانیت اور عجب یہ روحانی بیماریاں ہیں، ان کا علاج کراؤ، اپنے آپ میں تواضع پیدا کرو۔ (۳)

(۲۶) سب سے بڑی چیز اتباع سنت ہے، سنت پر عمل کرو، سنت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے، طلبہ کے لئے سنت پر عمل کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہے کیوں کہ یہ عوام کے لئے نمونہ ہیں۔ ان کا لباس، اٹھنا، بیٹھنا، عادات و اطوار سب سنت کے مطابق ہونا چاہئے۔ تاکہ عوام متاثر ہو کر اپنے بچوں کو علم دین کے لئے وقف کریں۔ (۴)

(۲۷) تصوف کے بارے میں میری نصیحت یہ ہے کہ: کسی ایسے متبع سنت سے بیعت کرلو، جو عالم باعمل ہو۔ اس کا سلسلہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچاؤ، بیعت عوام اور خواص (علماء اور طلبہ) دونوں کے لئے مفید ہے۔ علماء و طلبہ کے لئے تو ضروری ہے کہ بیعت کریں۔ اگر مطالعہ کی وجہ سے وقت نہیں ملتا تو تھوڑا مراقبہ اور ذکر کر لیا کریں لیکن بالکل ترک نہ کریں۔ کیوں کہ طریقت لازم ہے اور شریعت ملزوم۔ (۵)

(۱)۔ انوار شمسیہ: ص: ۸۳۔

(۲)۔ انوار شمسیہ: ص: ۸۳۔

(۳)۔ انوار شمسیہ: ص: ۸۳۔

(۴)۔ انوار شمسیہ: ص: ۸۳۔

(۵)۔ انوار شمسیہ: ص: ۸۳۔

(۲۸) لوگ بیعت ہونا سب کچھ سمجھتے ہیں لیکن شیخ کی صحبت نہیں کرتے اور ملاقات بھی نہیں کرتے، حالاں کہ منازل سلوک صحبت سے طے ہوتے ہیں علما و صلحا کی صحبت کر لیا کرو، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو یہ اعلیٰ مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے ملا ہے۔ (۱)

(۲۹) افراط و تفریط سے بچو۔ بعض لوگ افراط کرتے ہیں اور بعض تفریط ہم ان دونوں کے قائل نہیں۔ ہمارے اکابر (علما دیوبند) کا طریقہ اعتدال کا ہے اور ہم بھی اس اعتدال پر قائم ہیں۔ قرآن و سنت ہمیں اعتدال کا درس دیتا ہے۔ (۲)

(۳۰) آخری سانس تک دین کی خدمت کرتے رہو، دنیا کی فکر مت کرو، دنیا اور آخرت کی بھلائیاں اس دین میں ہیں۔ (۳)

ملفوظات

حضرت مولانا محمد امین اورک زئی شہید قدس اللہ سرہ
(شہادت: ۱۳۳۹/۶/۱۷۔ بمطابق: ۲۰۰۹/۶/۱۱)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا سراج الیوم المعروف گڑھنی باباجی و دیگر قدس اللہ سرہ
(۱) حدیث کے لئے تین چیزیں اہم ترین ہیں: طہارت، برکت اور علوسند۔ (۴)

(۱)۔ انوار شمس: ص: ۸۴۔

(۲)۔ انوار شمس: ص: ۸۵۔

(۳)۔ انوار شمس: ص: ۸۵۔

(۴)۔ المظاہر: ص: ۵۲۔

(۲) مومن کی پردہ پوشی کرنی چاہئے، گناہ سے توحید درجہ نفرت ہونی چاہئے لیکن گناہ گار سے نہیں۔ (۱)

(۳) محقق متبع سنت شیخ کی ایسی تحقیق سے تلاش کرنی چاہئے، جیسے بندہ اپنے بچے یا بیگی کے رشتے کے لئے تحقیق کرتا ہے۔ (۲)

(۴) مرشد کے بارے میں خوب معلومات حاصل کیا کریں کہ یہ بہت حساس مسئلہ ہے۔ خاص کر اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ شیخ متبع سنت ہیں یا نہیں؟ مرشد کے لئے متبع سنت و شریعت ہونا از حد ضروری ہے۔ دوسری بات ان سے طبعی مناسبت بھی ضروری ہے۔

تیسری بات قرب مکانی بھی ضروری ہے۔ تاکہ صحبت کا موقع زیادہ سے زیادہ میسر ہو۔ (۳)

(۵) کبھی اپنے اختیار سے ٹیک لگا کر مطالعہ نہیں کیا، نہ ہی بلا وضو کسی ورق و کاغذ کو چھوا ہے۔ (۴)

(۶) معمولی بے ادبی اور گستاخی سے بھی علم و معرفت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں (۵)
(۷) جس کتاب کا مطالعہ چار پائی یا کسی گدے وغیرہ پر بیٹھ کر کر لوں، اور جس کا باقاعدہ تپائی پر بیٹھ کر اہتمام سے کروں، دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے، پہلے مطالعہ میں وہ مضامین نہیں کھلتے جو دوسرے میں کھلتے ہیں، دونوں حالتوں کے اثرات میں واضح فرق محسوس کرتا ہوں۔ (۶)

(۱)۔ المظاہر: ص: ۶۴۔

(۲)۔ المظاہر: ص: ۶۵۔

(۳)۔ المظاہر: ص: ۶۵/۶۶۔

(۴)۔ المظاہر: ص: ۷۷۔

(۵)۔ المظاہر: ص: ۷۷۔

(۶)۔ المظاہر: ص: ۷۷۔

(۸) ہمارے علما اگر عوام کے ساتھ اختلاط کرتے، تو بہت سارے مسائل کا سمجھنا ان کے لئے آسان ہو جاتا۔ (۱)

(۹) میں جو کچھ کرتا ہوں صرف رضائے الہی کی خاطر ہی کرتا ہوں، نہ میں نے سیاست کرنی ہے اور نہ ہی مخلوق کی خوشنودی مطلوب ہے۔ (۲)

(۱۰) میرے نزدیک صرف مسلمان نہیں بل کہ مطلق انسان پر بھی امتحان آئے گا اور خاص کر مسلمان اور امتحان تو لازم اور ملزوم ہے۔ (۳)

(۱۱) جس طرح ہم ملاوٹ شدہ دودھ قبول نہیں کرتے بالکل اسی طرح خداوند قدوس ہمارے اس عمل کو بھی قبول نہیں فرماتے جس میں ظلمتِ شرک و کفر، ظلمتِ بدعت و رسم یا ظلمتِ ریا ہو۔ (۴)

(۱۲) میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کو تمام امور میں مطلوب ترین اور محبوب ترین چیزیں دو ہیں:

۱۔ ایک اخلاص اور دوسری تقویٰ۔

حتیٰ الوسع ان کو ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک رکھنا چاہئے۔ (۵)

(۱۳) لوگوں نے اخلاص کو گپ شپ سمجھ رکھا ہے، ہر ایک اخلاص کا مدعی ہے، حالانکہ بعض لوگوں کو اخلاص کی بو بھی نہیں لگی ہوگی۔ اس کا پہچاننا اور اس کو اپنانا بہت مشکل کام ہے (۶)

(۱۴) آج کے دور میں ڈاکٹر و حکیم کے کہنے پر جسمانی امراض سے بچنے کی خاطر

(۱)۔ المظاہر: ص: ۸۵۔

(۲)۔ المظاہر: ص: ۸۸۔

(۳)۔ المظاہر: ص: ۹۹۔

(۴)۔ المظاہر: ص: ۱۰۵۔

(۵)۔ المظاہر: ص: ۱۰۶۔

(۶)۔ المظاہر: ص: ۱۰۸۔

مضر صحت چیزوں سے پرہیز کی کوشش کی جاتی ہے، لیکن افسوس کہ احکم الحاکمین ذات کی طرف سے روحانی امراض سے حفاظت کے لئے جن چیزوں کی ممانعت کی گئی ہے ان سے بچنا تو دور کنار، بچنے کا تصور بھی نہیں کیا جاتا۔ (۱)

(۱۵) ہمارے بڑوں کی مضبوط دینی غیرت و حمیت کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان کی بچپن میں اچھی تربیت ہوئی ہے۔ حرام تو حرام ہے۔ حلال میں بھی حد درجہ احتیاط ہونی چاہئے۔ اکل حرام کی جو چالیس دن نحوست ہے، اس میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ پیٹ کی زمین سے جتنی اچھی زراعت چاہتے ہو اس میں اتنی ہی اچھی تخم ریزی کرو۔ (۲)

(۱۶) بغیر صدق و اخلاص اور تقویٰ کے کوئی شرہ مرتب نہیں ہو سکتا، زمانہ بعید کو نہیں قریب میں علمائے دیوبند کے شاندار ماضی کو دیکھیں ایک ایک فرد پوری قوم کے برابر تھا، ان کے اور ہمارے مابین فرق صرف یہی ہے کہ ان کے پاس روحانیت کی قوت اور اخلاص کی دولت تھی اور وہ تقویٰ کے لباس میں ملبوس تھے، ان کے پاس افرادی قوت نہیں تھی، نہ ان کے پاس مال و دولت تھی اور نہ ہی ان کے پاس مادی وسائل تھے، پھر بھی کامیاب تھے، ہمارے پاس سب کچھ ہے پھر بھی شکست خوردہ ہیں۔ (۳)

(۱۷) جس چیز میں بھی کثرت آتی ہے، کثرت اپنے ساتھ غفلت لاتی ہے اور غفلت کے ساتھ شکست مقدر ہے، سورہٴ تکاثر سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔ (۴)

(۱۸) کسی فاضل دیوبند شخصیت کی زیارت کا موقع ہو تو اس کی خدمت میں ضرور جاؤ

(۱)۔ المظاہر: ص: ۱۰۸۔

(۲)۔ المظاہر: ص: ۱۱۰۔

(۳)۔ المظاہر: ص: ۱۱۱۔

(۴)۔ المظاہر: ص: ۱۱۱۔

کیوں کہ ان پر کالمین کی نظریں پڑی ہیں۔ (۱)

(۱۹) میرے نزدیک وہ لوگ بہت مبارک ہیں جنہوں نے اکابر دیوبند دیکھے ہیں (۲)

(۲۰) جب سے ہمارے ہاں قلت و کثرت کا وبال آیا ہے، تب سے ہم تباہی و بربادی کا شکار ہوئے ہیں، بد قسمتی سے آج کل یہ وبا اتنی عام ہوئی ہے کہ اس مرض سے ہمارے مدارس اور تحریکیں تو درکنار خانقاہیں بھی محفوظ نہیں، وہاں بھی یہ مقابلہ شروع ہے (۳)

(۲۱) الیکشن کے ذریعہ سے نفاذ اسلام ناممکن ہے۔ ہاں! اسلام کے تحفظ اور دین کی بقا کے لئے اسمبلی میں الوالعزم، نڈراور بے باک علما کا ہونا ضروری ہے، ورنہ یہ بے دین لوگ مسلمانوں پر کیا سے کیا بجلیاں گرائیں گے۔ (۴)

(۲۲) عبادت میں اصل چیز ریاضت اور مجاہدہ ہے، جب یہ ہوگا تو عبادت میں لذت ہوگی۔ (۵)

(۲۳) یاد رکھیں کہ طاعات اور حسنات شروع کرتے وقت بہت مشکل نظر آتی ہیں اور دشواری بھی محسوس ہوتی ہے پھر رفتہ رفتہ بندہ اس میں تھکاوٹ اور دشواری کے بجائے لذت محسوس کرتا ہے۔ (۶)

(۳۴) رمضان میں ضیاع وقت سے بچنے کی کوشش کریں، رمضان روحانیت کا مہینہ ہے لیکن بد قسمتی سے آج مسلمان اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ (۷)

(۱)۔ المظاہر: ص: ۱۱۲۔

(۲)۔ المظاہر: ص: ۱۱۲۔

(۳)۔ المظاہر: ص: ۱۱۳۔

(۴)۔ المظاہر: ص: ۱۱۵۔

(۵)۔ المظاہر: ص: ۱۲۲۔

(۶)۔ المظاہر: ص: ۱۲۲۔

(۷)۔ المظاہر: ص: ۱۲۳۔

(۲۵) ہر مسلمان کو چاہئے کہ رمضان کے آغاز میں صلاۃ حاجت کا اہتمام کرے، رب ذوالجلال سے التجا کرے کہ: اے میرے خالق! تو مجھے نیکی کی توفیق عطا فرما۔ جب کسی خوش قسمت کو اعمال صالحہ کا موقع ملے تو اس کے بعد صلاۃ شکر ادا کرنا چاہئے اس لئے کہ نیکی کی توفیق من جانب اللہ ملتی ہے۔ (۱)

(۲۶) ایک زمانے میں اہل دین پر سخت امتحان آیا وہ تحفظ ایمان کی خاطر پہاڑوں اور جنگلوں کا رخ کر کے ایک غار میں روپوش ہو گئے، ان خوش قسمت لوگوں کو اصحاب کہف کہا جاتا ہے، اگر اس زمانے میں کوئی اپنے ایمان کو محفوظ بنانا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ مساجد، مدارس یا ان دینی مراکز کی طرف رجوع فرمائے، یہ ہمارے لئے اس غار کی مانند ہیں۔ (۲)

(۲۷) ہم مسلمان ہیں، مسلمان پر امتحان آنالازی چیز ہے، اس پر تاریخ اسلام شاہد ہے، جو بھی دین کا کام کرتے ہیں ان کے خلاف ہر دور میں قسم قسم کے حربے استعمال ہوتے ہیں۔ (۳)

(۲۸) موت کا وقت اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے، اس میں کسی قسم کی تبدیلی ناممکن ہے، جب وہ چاہے گا تو موت آکر رہے گی، اموات میں سے بہترین موت شہادت کی موت ہے۔ (۴)

(۲۹) اپنی زندگی شریعت کے موافق گزاریں اور اپنے مابین صلہ رحمی سے کام لیں، امور دینیہ میں عجلت سے کام لیں، تساہل اور تسامح سے بچنے کی کوشش کریں اور امور دنیاوی میں

(۱)۔ المظاہر: ص: ۱۲۳۔

(۲)۔ المظاہر: ص: ۱۲۸۔

(۳)۔ المظاہر: ص: ۱۲۹۔

(۴)۔ المظاہر: ص: ۱۳۰۔

تخل، برداشت، عفو اور درگزر کو اختیار کریں۔ (۱)

۳۰) کھانے پینے کے لئے پریشان ہونا میرے خیال میں حیوانیت سے بھی بدتر ہے، کھانا، پینا تو ہر روز جانوروں کو بھی ملتا ہے، نہ ان کی کوئی مارکیٹ ہے اور نہ مستقبل کے لئے کوئی آمدنی، اس کے باوجود وہ اپنے کاموں میں مصروف نظر آتے ہیں، ہماری مثال تو انسانوں کی شکل میں پرندوں جیسی ہے کہ صبح سویرے اٹھ کر اپنے گھونسلوں سے چلے جاتے ہیں اور اپنے کام میں مصروف ہوتے ہیں، ہم بھی ان کی طرح اپنے مقصد اصلی جو کہ عبدیت ہے اس کے لئے متفکر ہوتے ہیں کہ ہم اس فریضہ کو کس طرح ادا کریں گے۔ (۲)

ملفوظات

حضرت مولانا خواجہ خان محمد قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۲۱/۵/۱۳۳۱ بمطابق: ۵/۵/۲۰۱۰ء)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا عبد اللہ لدھیانوی قدس اللہ سرہ

- (۱) دنیا میں اپنے شیخ سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں ہوتا۔ (۳)
- (۲) ساری زندگی کوئی سودی کام نہیں کرنا، اور نہ کبھی بنک سے کسی قسم کا قرض لینا ہے (۴)
- (۳) سفر اور مسافری ایک عجیب چیز ہے، بہت سے تجربے ہوتے ہیں، عجیب عجیب

(۱)۔ المظاہر: ص: ۱۳۱۔

(۲)۔ المظاہر: ص: ۱۳۲-۱۳۳۔

(۳)۔ ہمارے بابا جی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۱۳۴۔

(۴)۔ ہمارے بابا جی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۱۵۸۔

واقعات پیش آتے ہیں، انسان کے سب سے زیادہ خیر خواہ اس کی اپنی قابلیت اور اس کے اچھے اخلاق اور عادات ہیں، جہاں بھی جاوے گا اس کے کام، اس کی قابلیت اور اس کے اچھے اخلاق آگے کام آویں گے، اور سب سے بڑی دشمن انسان کی بری عادتیں ہیں، تمام دنیا ہمدردیاں کرنے والی ہو، لیکن اس کی بری عادتیں اس کو کہیں کا نہیں چھوڑتیں۔ اس لئے عزیزان من! اپنے میں قابلیت اور اچھی عادتیں پیدا کریں، جو ہر جگہ اور ہر وقت کام آنے والی چیزیں ہیں۔ (۱)

(۴) نماز میں ہرگز ہرگز سستی اور کاہلی نہ کریں، اس کی پابندی بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔ (۲)

(۵) نماز کی پابندی سب سے مقدم ہونی چاہئے، فارغ وقت ٹی وی اور ریڈیو پر صرف نہ ہو، اچھا انسان اپنے اچھے اعمال ہی سے بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دارین کی اچھائیوں سے سرفراز فرماوے۔ آمین۔ (۳)

(۶) نماز ہر حال میں پڑھنی لازمی ہے، وسوسے کے ہجوم کے ساتھ نماز پڑھنا، اس کا بہت بڑا ثواب ہے، لہذا وسوسے کی وجہ سے نماز نہ پڑھنا بہت بڑا گناہ ہے، اللہ تعالیٰ بچاوے۔ (۴)

(۷) انسانیت اسی میں ہے کہ: ان عارضی رونقوں میں دل نہ لگائے اور اپنے مولائے حقیقی سے غافل نہ ہو جائے۔ (۵)

(۱)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۱۶۳۔

(۲)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۱۶۶۔

(۳)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۱۶۷۔

(۴)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۱۶۸۔

(۵)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۱۸۲۔

(۸) اس دنیا میں آنے کا واحد مقصود اللہ جل شانہ کی رضا مندی حاصل کرنا ہے، اگر اپنے اس مقصد میں کامیاب ہے تو پھر دنیا کی سب چیزیں اس کے لئے راحت کا سامان ہیں، اور اگر غدا نخواستہ انسان اپنے اس مقصد اصلی سے بالکل غافل ہے تو دنیا کی سب چیزیں آسائشیں اور رونقیں اس کے لئے وبال جان ہیں۔ (۱)

(۹) جب آدمی کلمہ طیبہ کی ”لا“ کرتا ہے تو اس سے اپنی نفی کرنی چاہئے کہ میں کچھ بھی نہیں۔ اس کے بعد باقی موجودات کی نفی کی باری آتی ہے، جب تک آدمی اپنی نفی کا اقرار نہیں کرتا، اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے اثبات کا اقرار نہیں ہو سکتا، جب انسان پیدا نہیں ہوا تھا تو اس وقت بھی اس کا وجود نہیں تھا اور جب مرجائے گا تو اس وقت بھی اس کا وجود نہیں ہوگا۔ دنیا میں چلتا پھرتا انسان اپنی مرضی سے زندہ نہیں، مرنے والا اپنی مرضی سے نہیں مرتا، موت تو درکنار، انسان کو بیماری بھی اپنی مرضی سے نہیں آتی، جسم کے اندر جتنے اعضائے ربیبہ کام کر رہے ہیں، ان کے عمل میں انسان کو دخل نہیں ہے، کئی مرتبہ دیکھا گیا ہے کہ آنکھ ہوتی ہے مگر دیکھ نہیں سکتی، کان ہوتے ہیں مگر سن نہیں سکتے، زبان ہوتی ہے مگر بول نہیں سکتی، پورے کا پورا انسان اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر چل رہا ہے اور اپنے طور پر کچھ بھی نہیں ہے یعنی ”لا“ ہے۔ (۲)

(۱۰) ہمارے بزرگان اپنے مریدوں کو لطائف پرانگی رکھ کر اللہ اللہ سکھاتے ہیں، جس سے قلوب کا تزکیہ ہوتا ہے، اب مرید کا کام ہے کہ محنت کر کے ترقی حاصل کرے۔ (۳)

(۱۱) مرید اپنا دل شیخ کی طرف یوں ملتفت رکھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشائخ عظام کا جو فیض میرے شیخ کے دل پر اترا رہا ہے وہی فیض شیخ کے ذریعے میرے دل میں پہنچ رہا ہے۔ (۴)

(۱)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۱۸۲۔

(۲)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۲۲۸۔

(۳)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۲۲۹۔

(۴)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۲۳۱-۲۳۲۔

(۱۲) عورت کی خصوصیت خانگی امور خوش اسلوبی سے ادا کرنا ہے، ضروری نہیں کہ حافظہ یا عالمہ اچھی بیوی بھی ہو۔ (۱)

(۱۳) اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہیں، وہ کسی کی محنت کو ضائع نہیں فرماتے، یہ چند روزہ محنت کا ثمرہ مستقبل کی ساری زندگی کی فرحت و مسرت، راحت و آرام اور جمعیت و سکون اور عزت و آبرو کی صورت میں عنایت فرمائیں گے۔ (۲)

(۱۴) دین و دنیا اور زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی قابلیت کے ذریعے انسان اپنا مقام پیدا کرتا ہے، لہذا اپنی تمام تر فکر اور جدوجہد اور محنت و مشقت صرف اپنی قابلیت پیدا کرنے میں صرف کریں۔ (۳)

(۱۵) اپنے پاکیزہ مقاصد کے حصول میں انسان کو کتنی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں، مقصد جس قدر اعلیٰ و ارفع ہوگا، اس قدر اس کے راستے میں تکلیف زیادہ پیش آئیں گی۔ (۴)

(۱۶) انسان کو اپنی بلند ہمتی ہی کام آتی ہے، اسی بلند ہمتی کے مطابق وہ کمال حاصل کرتا ہے۔ (۵)

(۱۷) درود شریف کسی بھی صیغہ سے ہو مقبول ہے۔ (۶)

(۱۸) سالک جب ذکر و اذکار کا طریقہ اختیار کرتا ہے اور جب سالک کا باطن ذکر الہی سے مانوس ہو جاتا ہے تو پہلے ذکر کے دوران سالک پر عدمیت کی کیفیت وارد ہوتی ہے۔ اس عدمیت کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنے آپ کو اور اپنے وجود کو معدوم محسوس کرتا ہے، جب

(۱)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۲۳۲۔

(۲)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۲۳۳۔

(۳)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۲۳۳۔

(۴)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۲۳۳۔

(۵)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۲۳۳۔

(۶)۔ ہمارے باباجی: حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: ص: ۲۴۴۔

ذکر کے دوران یہ کیفیت وارد ہو تو اس وقت سالک ذکر بند کر دے اور اس کیفیت کی طرف متوجہ رہے، جب یہ کیفیت چلی جائے تو پھر ذکر شروع کر دے، ابتداءً یہ کیفیت لمحوں کی صورت میں آتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھنی شروع ہو جاتی ہے، پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ سالک ہمہ وقت اپنے آپ کو معدوم پاتا ہے اس کیفیت کو عدمیت کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں (۱)

ملفوظات

حضرت شیخ علی احمد نقشبندی قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۲۸۲/۸/۱۴ھ - بمطابق: ۱۴/۱۲/۲۰۱۰م)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت خواجہ نور بخش قدس اللہ سرہ

و حضرت مولانا عبد الغفور المدنی العباسی قدس اللہ سرہ
(۱) کوئی شخص کتنا ہی پڑھا لکھا، لائق، فائق اور ذہین کیوں نہ ہو، تصوف سے صحیح واقفیت اور عشق و یقین، سوز و گداز کی قلبی کیفیت کو تصوف کے حامل شخصیت کی کامل صحبت اور خدمت میں وقت گزارے بغیر نہیں جان سکتا، کیوں کہ گھر کے اندر کی چیزوں کا پورا علم گھر میں داخل ہو کر ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ (۲)

(۲) بزرگ پارس کی مانند ہوتے ہیں جو دوسروں کو سونا بناتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بزرگ ہمیشہ اچھی صحبت اختیار کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ (۳)

(۱) - ماہنامہ الشریعہ: ص: ۳۱ - ستمبر: ۲۰۱۰ - آفتاب معرفت شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمدؒ

(۲) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۳۸ -

(۳) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۳۸ -

- (۳) ہم دل کی حفاظت نہیں کرتے، چنانچہ شیطان اس میں سے محبت اور عظمت کے موتی چرا لیتا ہے اور اس میں دنیاوی خواہشات کی راکھ بھر دیتا ہے۔ (۱)
- (۴) تم ذکر کی کثرت کرو، اس کی برکت سے نماز میں ایسا مزہ آئے گا جیسے مٹھائی کھانے سے آتا ہے، یہ تجربہ بیان کر رہا ہوں ہوں خالی باتیں نہیں۔ (۲)
- (۵) جو خود محنت نہ کرے دوسروں سے نہیں کروا سکتا۔ (۳)
- (۶) شیخ کے ہاتھ پر بیعت مال زیادہ ہونے کے لئے نہیں کی جاتی، بل کہ یہ تو بیعت توبہ ہوتی ہے۔ (۴)
- (۷) جس طرح جسم بیمار ہوتے ہیں روحیں بھی بیمار ہوتی ہیں، جسمانی بیماریوں کو سب جانتے ہیں لیکن روحانی بیماریوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ (۵)
- (۸) محنت اس لئے کرائی جاتی ہے کہ نعمت کی قدر ہو، اگر بغیر محنت کے نعمت مل جائے تو اس کی قدر نہیں ہوگی۔ (۶)
- (۹) بزرگ جب فیض دیتے ہیں تو ایک نظر سالکین کے قلوب پر ڈالتے ہیں، پھر جس کا برتن صاف پاتے ہیں اس کو فیض دیتے ہیں۔ (۷)
- (۱۰) آدمی دوسروں پر اتنا ہی اثر کر سکتا ہے جتنی اس کے اندر قوت ہو، اس لئے بہت

(۱) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۴۹۔

(۲) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۴۹۔

(۳) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۴۹۔

(۴) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۰۔

(۵) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۱۔

(۶) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۲۔

(۷) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۲۔

زیادہ ریاضت کر کے روح اور جسم میں طاقت پیدا کرنی چاہئے تاکہ تبلیغ اسلام میں آسانی ہو (۱)
 (۱۱) عارف پہچاننے والے کو کہتے ہیں اور عالم جاننے والے کو، عالم رنگ فروش ہوتا ہے
 اور عارف رنگ ساز۔ (۲)

(۱۲) اپنے اندر اخلاق، اخلاص اور استقامت پیدا کرو، اسباق کے پیچھے نہ پڑو کہ اتنے
 ہو گئے یا اتنے رہ گئے، اسباق تو ایک دن میں طے ہو جاتے ہیں۔ (۳)
 (۱۳) تصوف کے احوال باطن کی سمجھ نہ پا کر بعض اہل ظاہر نے ان پر اعتراض کئے
 ہیں، ان کی فکر نہ کرنی چاہئے نہ تو وہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ ان کو کوئی سمجھا سکتا ہے، یہ تو راستہ طے
 کرنے سے سمجھ میں آتا ہیں۔ (۴)

(۱۴) معلومات کے بجائے معمولات پر توجہ دینی چاہئے، اس لئے کہ قیامت کے دن
 معلومات کا حساب نہیں ہوگا، معمولات کا حساب ہوگا۔ (۵)
 (۱۵) آدمی منزل پر چڑھتا تو آہستہ آہستہ ہے لیکن جب گرتا ہے تو ایک دم نیچے آتا ہے،
 آہستہ آہستہ نہیں آتا، اس لئے یہ کہنا کہ: اب میری اصلاح ہو چکی ہے، سخت مضر ہے۔ آدمی
 کو کبھی بے مہار نہیں رہنا چاہئے۔ کسی نہ کسی سے تعلق جوڑے رکھنا چاہئے (۶)
 (۱۶) مرید روحانی اولاد ہوتے ہیں، گلہ بان کے ریوڑ میں سو بکریاں ہوں ان میں سے
 ایک الگ ہو جائے تو وہ سب کو چھوڑ کر اس ایک کے پیچھے لگ جاتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ یہ کہیں
 چلی جائے، ایسا ہی معاملہ پیر کا ہوتا ہے۔ (۷)

(۱) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۳۔

(۲) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۳۔

(۳) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۳۔

(۴) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۴۔

(۵) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۴۔

(۶) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۴۔

(۷) - عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۴۔

- (۱۷) ترازو میں علم نہیں ٹلے گا عمل تلے گا، یہ سوال نہیں ہوگا کہ کتنی کتابیں پڑھی یا لکھی ہیں، یہ پوچھا جائے گا کہ علم پر کتنا عمل کیا ہے۔ (۱)
- (۱۸) حج و عمرہ میں کسی پر غصہ اور اعتراض نہیں کرنا چاہئے، کیوں کہ جیسی وہاں طبیعت ہوگی ویسی ہی حالت بن جائے گی۔ (۲)
- (۱۹) اللہ تعالیٰ کے ہم پر تین حق ہیں:
- (۱) ان سے اتنی محبت ہو کہ کسی اور سے اس قدر نہ ہو۔
- (۲) ان کی اتنی عظمت ہو کہ کسی اور کی اس قدر نہ ہو۔
- (۳) ان کی اتنی اطاعت ہو کہ کسی اور کی اس قدر نہ ہو۔ (۳)
- (۲۰) رضائے الہی کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے: ایک علم، اور دوسری ہمت۔ علم علما سے ملے گا اور ہمت اہل ذکر بزرگوں سے ملے گی۔ (۴)

ملفوظات

حضرت مولانا مصطفیٰ محمد فرید نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ

(متوفی: ۸/۷/۱۴۳۲ھ۔ برطانیق: ۹/۷/۲۰۱۱)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا محمد عبد المالك صدیقی قدس اللہ سرہ

(۱) ایک مرشد کی رحلت کے بعد دوسرے مرشد سے بیعت جائز ہے۔ تمام کے تمام

(۱)۔ عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۶۔

(۲)۔ عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۷۔

(۳)۔ عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۷۔

(۴)۔ عرفان تصوف: ملفوظات: ص: ۱۵۷۔

مشائخ کا یہی معمول رہا ہے۔۔۔ لہذا دوسری جگہ بیعت بلا شک و شبہ جائز ہے۔^(۱)
 (۲) مردہ سے اگرچہ فیض پہنچتا ہے لیکن بیعت میں فیض مقصود نہیں ہوتا ہے بل کہ اصلاح اور تزکیہ مقصود ہوتے ہیں جو کہ مردہ سے نہیں ہو سکتے ہیں اور اولیاء اللہ کے لئے جو حیات ثابت ہے وہ دنیوی نہیں ہے، ورنہ ان کی میراث تقسیم نہ ہوتی اور ان کی بیویوں کے ساتھ نکاح جائز نہ ہوتا۔^(۲)

(۳) جو مرشد مرید کو کہہ دے کہ میری وفات کے بعد دوسری جگہ بیعت نہ کرو، مجھ سے فیض پہنچے گا، یہ کوئی خود غرض صاحب دنیا ہے، جو کہ اخلاص اور تصوف سے عاری ہے۔^(۳)
 (۴) تمام طرق (تصوف) کا مقصود مرتبہ احسان کا حصول ہے۔۔۔ اور یہ اذکار اور مراقبات جو مشائخ نے تلقین کئے ہیں، اس مرتبہ کے حصول کے ذرائع اور اسباب ہیں بالفاظ دیگر معالجات ہیں اور علما نے تصریح کی ہے کہ معالجات وغیرہ کو بدعات نہیں کہا جاسکتا ہے۔ بل کہ یہ درحقیقت مصالح وقت میں داخل ہیں۔^(۴)

(۵) کافروں میں اولیاء اللہ نہیں ہو سکتے۔۔۔ بے شک کفار میں صاحب توجہ، صاحب تصرف اور صاحب نسبت ہو سکتے ہیں لیکن ایمان نہ ہونے کی وجہ سے ان کے تمام کے تمام اعمال عبث اور باطل ہیں۔^(۵)

(۶) مرتبہ احسان حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔۔۔ اور یہ مرتبہ ذکر و فکر سے حاصل ہوتا ہے۔ تو بزرگان دین نے جواز کار اور مراقبات منتخب کئے ہیں تجربہ کی بنا پر یا کشف

(۱) فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۵۸-۳۵۹۔

(۲) فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۵۸-۳۵۹۔

(۳) فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۵۸-۳۵۹۔

(۴) فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۶۰۔

(۵) فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۶۲۔

کی بنا پر یا فراست ایمان کی بنا پر، تو درحقیقت یہ مشق اور ریاضت کے طور پر منتخب ہوئے ہیں اور یہ مبادی اور معالجات میں داخل ہیں، جن کو بدعت نہیں کہا جاتا ہے۔ (۱)

(۷) تصور شیخ جائز ہے یعنی جب کہ بطور علاج ہونہ کہ بطور ثواب ہو۔ (۲)

(۸) بیعت امر مستحب ہے، البتہ حصول ولایت کے لئے جتنے ذرائع ہیں ان میں شاہراہ اور کامیاب ذریعہ یہی ہے۔ (۳)

(۹) حزب البحر کا ورد کرنا اور تعویذات و عملیات کرنا درست ہیں، جب کہ ناجائز اور شرکیہ کلمات سے خالی ہوں۔ (۴)

(۱۰) جذب طاری ہونا حق ہے، مگر اس کے طاری ہونے کی متعدد وجوہات ہیں:

(۱) عظمت الوہیت کی تجلی کا ورود (۲) توجہ کی وجہ سے ضیق صدر کا طرد

(۳) شیطان کا باطن میں دخول۔

پس اس جذباتی کیفیت کو بہر حال کمال جاننا تصوف سے عاری ہونے کی دلیل ہے اور سمجھ دار لوگوں کو تصوف سے متنفر کرنے کا ذریعہ ہے۔ (۵)

(۱۱) حالت مراقبہ میں توجہ سے لقاء رسول ﷺ، اولیاء اللہ اور اعداء اللہ دونوں کے لئے ممکن، بل کہ واقع ہے۔ لیکن اس حالت میں جو کلام رسول ﷺ سننے میں آئے تو اس کا ضابطہ یہ ہے کہ: اگر یہ کلام قرآن و حدیث سے تضاد رکھتا ہو، تو اس پر عمل نہ کیا جائے، یہ کلام الہام اور کشف میں داخل ہے اور اس سے ان جیسا معاملہ کیا جائے گا، اور اگر اس کلام کا قرآن

(۱)۔ فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۶۴۔

(۲)۔ فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۶۶۔

(۳)۔ فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۶۹۔

(۴)۔ فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۷۱۔

(۵)۔ فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۷۱-۳۷۲۔

وحدیث سے تضاد نہ ہو تو اس پر عمل کرنا نہ مطلوب شرعی ہے اور نہ ممنوع شرعی۔ (۱)

(۱۲) جذب صادق اور جذب کاذب میں ہر صاحب قلب فرق کر سکتا ہے، ایسے جذبات سے امان مانگنا چاہئے جو کہ نماز اور عبادت میں رکاوٹ پیدا کر دیں۔ (۲)

(۱۳) علمائے حق میں اعتدال موجود ہوتا ہے نہ وہ مجدیہ سلفیہ کی طرح تشدد کرتے ہیں اور نہ مبتدعین کی طرح امانی (خالی آرزوں) کو معتقد بناتے ہیں۔ (۳)

(۱۴) زندہ، متشرع، صحیح العقیدہ پیر سے بیعت کرنا مستحب اور اہم امر ہے۔ (۴)

(۱۵) اہل اسلام کے لئے مشرک اور مبتدع پیر سے بیعت ہونا حرام اور عظیم ترین گناہ ہے۔ (۵)

(۱۶) خانہ خدا میں بھی بغیر شیخ کامل کے وصول الی اللہ مشکل ہے۔ (۶)

(۱۷) خلاف شریعت پیر سے بیعت کرنا امر مہلک ہے، پس اس سے اِقَالَہ اور دوسرے مرشد سے (جو پابند شریعت اور متبع سنت ہو) بیعت کرنا ضروری ہے۔ خواہ یہ پیر راضی ہو یا ناراض۔ (۷)

(۱۸) ایسے پیر سے بیعت ہونا جو کہ نہ عالم ہو اور نہ علما کو مراجعت کرتا ہو حرام ہے، ایسا پیر خود کا لاعلمی ہے، تو دوسروں کو خدا کا راستہ کس طرح دکھا سکتا ہے، پس بہر حال جو پیر غیر اللہ کو غیب دان مانتا ہو اور یا سید البشر ﷺ کی بشریت سے منکر ہو اور غیر اللہ کے تسلط غیبی

(۱)۔ فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۷۷۔

(۲)۔ فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۷۷۔

(۳)۔ فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۸۸۔

(۴)۔ فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۹۰۔

(۵)۔ فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۹۱۔

(۶)۔ فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۹۳۔

(۷)۔ فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۹۶۔

پر ایمان رکھتا ہو اور یا سرود کرتا ہو وغیرہ وغیرہ تو ایسے پیر سے بیعت کرنا باعث بے برکتی اور باعث ہلاکت ہے۔ (۱)

(۱۹) وجد ایک غیر اختیاری امر ہے، سلف صالحین پر بھی طاری ہوا ہے، لہذا اس پر انکار کرنا منکر ہے۔ (۲)

(۲۰) حالت منام میں یا کشفی طور پر جو وظیفہ بتایا جائے اس سے مرشد کا بتایا ہوا وظیفہ بہتر ہوتا ہے۔ (۳)

(۲۱) انوارات نظر نہ آنے کی وجہ اختلاط مع العلوم اور مشتبہ رزق کا کھانا ہے۔ (۴)
(۲۲) جو کوئی کہے کہ مجھے فلاں بزرگ نے بعد الوفات خلیفہ بنایا ہے، یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ (۵)

(۲۳) جب خلیفہ مجاز بیعت کا کام چلاتا ہے تو خود اس کی بھی ترقی ہوتی ہے اور دوسروں کی تربیت کے ضمن میں ناقص کامل ہو جاتا ہے۔ (۶)
(۲۴) اگر مرشد میں کچھ کمی ہو تو سلسلے کے اوپر والے حضرات کی برکت سے مسترشدین کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ (۷)

(۲۵) سلسلہ نقش بندیہ کے اسباق اگر پابندی سے کئے جائیں تو سولہ ماہ میں پورے ہو جاتے ہیں۔ (۸)

(۱) فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۹۶۔

(۲) فتاویٰ فریدیہ: کتاب التصوف والسلوک: ج: ۱: ص: ۳۹۷۔

(۳) بیعت کی ضرورت و فضیلت: مفتی محمد فریدؒ کے چالیس ارشادات: ملفوظ نمبر: ۱: ص: ۲۷۱۔

(۴) بیعت کی ضرورت و فضیلت: مفتی محمد فریدؒ کے چالیس ارشادات: ملفوظ نمبر: ۲: ص: ۲۷۱۔

(۵) بیعت کی ضرورت و فضیلت: مفتی محمد فریدؒ کے چالیس ارشادات: ملفوظ نمبر: ۹: ص: ۲۷۱۔

(۶) بیعت کی ضرورت و فضیلت: مفتی محمد فریدؒ کے چالیس ارشادات: ملفوظ نمبر: ۱۰: ص: ۲۷۱-۲۷۲۔

(۷) بیعت کی ضرورت و فضیلت: مفتی محمد فریدؒ کے چالیس ارشادات: ملفوظ نمبر: ۱۵: ص: ۲۷۲۔

(۸) بیعت کی ضرورت و فضیلت: مفتی محمد فریدؒ کے چالیس ارشادات: ملفوظ نمبر: ۲۱: ص: ۲۷۳۔

(۲۶) مرشد کامل کی اجازت اور بیعت کے بغیر کوئی شخص شیخ طریقت نہیں بن سکتا۔ (۱)
 (۲۷) آدمی جب بیعت کرتا ہے تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت شامل حال ہو جاتی ہے۔ (۲)

(۲۸) اصطلاحات و مشکلات تصوف، تصوف کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے خود بخود منکشف ہو جاتی ہیں۔ (۳)

(۲۹) کسی ولی اللہ کے مزار پر مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ: پہلے سورہ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھیں اس کے بعد سورہ اخلاص اور پھر اس کے بعد ۲۱ مرتبہ یہ کلمات پڑھ لیں:

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ

اور یہ تصور کریں کہ یا اللہ! جو نسبت اور تعلق آپ نے اس بزرگ کو عطا کیا ہے وہ نسبت اور تعلق اس بزرگ کے قلب کے واسطے سے میرے قلب میں منتقل فرما۔ مراقبہ کا اعلیٰ مرتبہ بیس منٹ اوسط پندرہ منٹ اور ادنیٰ دس منٹ ہے اور کم سے کم پانچ منٹ کرے۔ (۴)

(۳۰) سلسلہ نقش بندیہ میں ذکر پر مداومت میں صحبت شیخ کا اثر ہے، اگر ایک آدمی ذکر نہیں کرتا تو پھر صحبت کا اثر نہیں ہوتا اگرچہ قریب ہی کیوں نہ ہو۔ (۵)

(۱)۔ بیعت کی ضرورت و فضیلت: مفتی محمد فریدؒ کے چالیس ارشادات: ملفوظ نمبر: ۲۵ ص: ۲۷۳۔

(۲)۔ بیعت کی ضرورت و فضیلت: مفتی محمد فریدؒ کے چالیس ارشادات: ملفوظ نمبر: ۲۶ ص: ۲۷۳۔

(۳)۔ بیعت کی ضرورت و فضیلت: مفتی محمد فریدؒ کے چالیس ارشادات: ملفوظ نمبر: ۳۰ ص: ۲۷۴۔

(۴)۔ بیعت کی ضرورت و فضیلت: مفتی محمد فریدؒ کے چالیس ارشادات: ملفوظ نمبر: ۳۳ ص: ۲۷۴۔

(۵)۔ بیعت کی ضرورت و فضیلت: مفتی محمد فریدؒ کے چالیس ارشادات: ملفوظ نمبر: ۳۶ ص: ۲۷۴۔

ملفوظات

حضرت مولانا حبیب الرحمن حبیب قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۵/۹/۱۴۳۶ھ - بمطابق: ۲۰/۶/۲۰۱۵)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا عبدالحی پیرگیر وال قدس اللہ سرہ

(۱) مرید کو اپنے قلب میں جو انوار و اثرات مشاہدہ ہوتے ہیں درحقیقت مرشد کے سینہ و قلب کے انوار ہی ہوتے ہیں جو مرشد کے قلب سے مرید کے قلب میں عکس ریز ہو کر منور ہو رہے ہیں، اگر مرید اپنے شیخ سے لاپرواہی کرتے ہوئے یا نظر انداز کرتے ہوئے کسی دوسری جانب التفات کرے گا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اس نے اپنے قبلہ سے توجہ پھیر لی ہے۔ (۱)

(۲) دراصل مرکزی حیثیت اسی شیخ کو حاصل ہوگی جس سے نسبت طریقت حاصل کی ہے، باقی سب بزرگان سلسلہ بھی محترم و مکرم ہوں گے مگر ان کا احترام ان کی اپنی جگہ اور اپنے مقام پر ہوگا یعنی شجرہ طریقت میں ہر بزرگ جو شجرہ طریقت میں ہے اس سے محبت ضرور ہوگی مگر جس سلسلہ میں اس نے فائدہ زیادہ حاصل کیا ہے زیادہ توجہ اسی سلسلہ کے بزرگ کو دینی ہوگی اور اسی سلسلہ کے شیخ کو مرکزیت حاصل ہوگی اور زیادہ توجہ کا حق دار بھی یہی ہوگا۔ (۲)

(۳) اپنے شیخ سے عقیدت و محبت اور ربط قلبی جس قدر زیادہ ہوگا اسی قدر فائدہ زیادہ ہوگا اگر مرید کی کسی ایسی حرکت سے جس کو شیخ محسوس کرے اور وہ اصول طریقت کے منافی نہ ہو مثلاً ربط میں کمی، نظر انداز کر دینا یا ایسی بات یا حرکت جو اسے ناگوار گزرے فیض و انوار میں بندش

(۱) - شیخ اور مرید: ص: ۹۔

(۲) - شیخ اور مرید: ص: ۹۔

رکاوٹ کا ذریعہ ہوگا پس اگر مرید کی ایسی حرکت جو حقیقت پر مبنی ہو، اخلاص پر مبنی ہو، اللہ کے ہاں یہ مخلص و صادق ہو اور شیخ بشری تقاضے کے طور پر بلا وجہ ناراض ہو جائے تو پھر مرید کو نہیں شیخ کو نقصان ہوگا۔ اس لئے دونوں ہی محتاط رہیں اور شیخ بلا وجہ ناراضگی نہ کرے بل کہ تحقیق کرے اور اصل وجہ دریافت کر لیا کرے تاکہ بدگمانی دور ہو جائے یوں ہی بلا وجہ بدگمانی شیخ کے لئے نقصان ہے۔ (۱)

(۴) شیخ مرید سے تعلق اپنی ذات کے لئے نہیں اللہ کی رضا اور اللہ کے قریب کرنے کی غرض سے رکھے اور مرید کی احسن تربیت کرے اور خیال رکھے کہ کسی وقت مرید کا ہلی و سستی کا شکار نہ ہو جائے، خبر پتہ رکھتے ہوئے اصلاح کی فکر کرے، مرید کی اصلاح میں شیخ کے لئے آخرت کا فائدہ ہے اور آخرت کے فائدے ہی کو مد نظر رکھ کر اصلاح کرے۔ دنیا کے فائدے کو ذہن میں ہرگز نہ لائے دنیاوی فائدہ ذہن میں رکھنا پیر ناقص کی صفت ہے جو مریدین سے طمع رکھتا ہے وہ پیر ناقص و کاذب ہوگا۔ (۲)

(۵) اپنے شیخ سے عقیدت و محبت پختگی اور محبت و شیفگی بالمشافہہ اور پس پشت مساوی اہمیت کی حامل ہونی چاہئے۔ ہاں! اگر کوئی شیخ کسی فحش غلطی کا مرتکب ہو جائے اور پھر اس پر تسلسل و اصرار رکھے تو بے کی نوبت نہ آئے تو ایسے شیخ سے تعلق توڑنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر شیخ بدعات و رسومات کا ارتکاب کرتے ہوئے بدعات و رسومات پر کاربند ہو کر اسی پر پختگی اختیار کر لے تو بھی اس سے تعلق توڑنا ضروری ہو جاتا ہے۔ باقی کوئی بات ایسی نہیں کہ تعلق نہ رکھا جائے۔ (۳)

(۶) اصل بزرگی کا محور یہ ہے کہ اللہ کی مرضی اور ارادہ کے سامنے اپنی مرضی اور ارادہ

(۱)۔ شیخ اور مرید: ص: ۱۰۔

(۲)۔ شیخ اور مرید: ص: ۱۰۔

(۳)۔ شیخ اور مرید: ص: ۱۱۔

کو ترک کر دے، اور اس کا ہر ارادہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تابع ہو جائے اور ایسا شخص ہی مقرب قلندرانہ اوصاف رکھتا ہے اور ایسی کیفیت اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک ذکر و مراقبہ میں مبتل و بتیل (تجربہ و تفرید) پر عملی اقدام نہ کرے گا۔ اور اللہ کی محبت میں جنونی کیفیت حاصل نہ ہوگی اور ذکر و محبت الہی کے دریا میں غوطہ زن ہو کر گم نہ ہو جائے گا۔^(۱)

۷۔ پیری و میری اتنی آسان نہیں ہے کہ جتنی لوگ اسے آسان تصور کرتے ہیں، یہ بڑے احتیاط اور ذمہ داری کا کام ہے اور اگر اہلیت حاصل نہیں صرف والد محترم کے عقیدت مندوں نے مجبور کر کے جلسہ منعقد کرا کر اس کے سر پر ململ کی پگڑی رکھ کر یا رومال لپیٹ کر خلیفہ نامزد کر دیا ہے تو کیا یہ اہلیت کا مالک ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں لوگوں نے اس کے ساتھ ظلم کر دیا کہ جس بات کا یہ اہل نہ تھا اس کے ذمہ وہ کام عائد کر دیا، اسے کیا خبر کہ پیری کیا ہے اور اس کے اوصاف کا حامل ہونا کیا ہے، خود جو اس کے ساتھ ہوگا اپنی جگہ، یہ لوگوں کے ایمان کا کباڑہ کر کے رکھ دے گا۔^(۲)

۸۔ جو حقیقی پیر طریقت ہے اس کے تو شب و روز اسی غم و فکر میں گزرتے ہیں کہ: الہی یہ امانت جو میرے سپرد ہو گئی ہے، میں تو اس کا اہل نہ تھا پھر بھی جو مجھے اس مقدس منصب پر تو نے مقرر کر دیا ہے، اب میری حفاظت فرمانا اور ہر کام میں میری مدد فرمانا مجھے ایسا مستغنی بنانا کہ باوجود احتیاج کے میں کسی سے حصول و وصولی کا طمع نہ رکھوں، بل کہ اپنے احتیاج اور ضرورت کی طرف اشارہ بھی نہ کروں، تو میری کیفیت کو جانتا ہے اور میرا تعلق صرف تیری ذات کے ساتھ وابستہ رہے اور کسی سے کسی کا تعلق نہ ہو، اور جو اللہ کے بندے حسن ظن رکھ کر تیری محبت اور تیرے قرب و معرفت کے حصول کا فکر لے کر آتے ہیں یا آئیں گے، میرے پاس کچھ نہیں تو خود ان کے دامن کو انوار سے بھر کر انہیں سرفراز فرمانا اور مجھے بھی اپنی

(۱)۔ شیخ اور مرید: ص: ۱۹۔

(۲)۔ شیخ اور مرید: ص: ۲۰-۲۱۔

طرف سے ہی انوار و برکات نصیب فرمانا۔۔۔ اللہ کے بندوں کا مطمع نظر ہوتا ہے اور اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں اور اپنی طرف تو وہ بلاتے ہیں جن کو ان سے طمع اور مال کے حصول کی غرض ہوتی ہے اور وہ دوسروں کے لئے بھی یہی پسند کرتے ہیں اور خود بھی اللہ ہی سے طلب خیر کرتے ہیں اور ان کے لئے بھی اللہ ہی سے خیر طلب کرتے ہیں۔ (۱)

(۹) کوئی ایک سلسلہ کا شخص کسی دوسرے سلسلہ میں نسبت طریقت حاصل کرے تو جائز ہے اور کوئی حرج نہ ہوگا اور دوسرا شیخ اس امر کو برا نہ منائے اور ملال نہ کرے، ہو سکتا ہے کہ اللہ اس سے دونوں سلسلوں کا کام لینا چاہتا ہو۔۔۔ خفگی اور ملال اس صورت میں مناسب ہے کہ جو کہ اصول طریقت میں بے ضابطگی اور بے اصولی ہو جائے۔ (۲)

(۱۰) خواتین سوچ سمجھ کر کسی اہل علم اور اہل حال بندہ خدا جو کہ تقویٰ اور پرہیزگاری میں مثالی کیفیت کا حامل ہو ایسے کسی اللہ والے سے پردہ کے اندر اپنے محرم کو ساتھ رکھ کر محرم کی وساطت سے بیعت ہو کر طریقت سے استفادہ کریں۔ (۳)

(۱۱) عورت اگر کسی باشرع پیر سے بیعت ہونا چاہے تو پیر کے سامنے نہ ہو، بل کہ پردہ میں بیعت کرے اور پیر کی آواز کانوں تک پڑے یہی بیعت ہونے کے لئے کافی ہے اور پیر کو کسی جگہ سے جھانک کر بھی نہ دیکھے کہ کیسا ہے اس کا مقصد صرف ذکر کا وظیفہ ہی اخذ کرنے کا ذریعہ ہو اور اللہ کے قریب ہونے کا جذبہ ہو اور قرآن و سنت کی پابندی کرتے ہوئے کوشش کرے۔ (۴)

(۱۲) جو پیر صاحبان عورتوں کو اپنی مجلس میں بے پردہ بٹھا کر ان کے سروں پر ہاتھ

(۱)۔ شیخ اور مرید: ص: ۲۲-۲۳۔

(۲)۔ شیخ اور مرید: ص: ۲۸۔

(۳)۔ شیخ اور مرید: ص: ۳۰۔

(۴)۔ شیخ اور مرید: ص: ۳۰-۳۱۔

پھیرتے اور ان کو اپنی عقیدت مند تصور کر کے خلط ملط ہو کر محفل آرائی کرتے ہیں، شریعت کے خلاف ہے اور ایسی بیعت جائز ہرگز نہیں ہے اور نہ دینی اور روحانی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔۔۔ اس لئے شریف عورتوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ نااہل اور شریعت کے خلاف پیر صاحب کے پاس ہرگز بیعت ہونے کے لئے نہ جائیں اور اپنے دامن کو بچائے رکھیں، پیری و مریدی کے چکر میں کئی شیطان بھی انسانی صورت میں ملیں گے جو درپردہ ابلیس کے قریب اور اللہ سے دور ہوں گے۔ (۱)

(۱۳) پیر طریقت شجرہ طریقت میں شجرہ کے آخر میں جو اپنا نام درج کرتا ہے، اس کی نیت و ارادہ میں یہ بات نہ ہو کہ میں بھی ان اولیائے کرام جیسے اوصاف کا مالک ہوں، ایسا ہرگز خیال نہ کرے، اور اپنی شہرت و مقام کو ظاہر کرنے کی نیت ہرگز نہ ہو، بل کہ اپنا نام اس نیت پر درج کیا جائے کہ یہ سب اللہ کے مقبول بندے اور اولیائے کرام کی فہرست ہے۔۔۔ بس اولیائے کرام کی فہرست میں شمولیت ہی کافی ہے۔۔۔ اللہ کرے گا کہ اس کی نیت سے فہرست اولیائے عظام میں شمولیت اس کو فائدہ دے اور ان کی برکت سے اس پر بھی رحم ہو جائے یہی نیت رکھی جائے۔ (۲)

(۱۴) طریقت جتنی علمائے کرام کی ضرورت ہے اتنی عام آدمی کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ عام آدمی تو علمائے کرام کے رحم و کرم پر ہوتا ہے جدھر چلائیں ادھر ہی دوڑتا ہے۔ رسم و رسومات اور بدعات کی طرف چلائیں تو اس طرف کا رخ ہو جاتا ہے اور اگر توحید و سنت کی پابندی کرنے پر چلائیں تو اس پر کاربند ہو جاتا ہے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے سب کے سامنے ہے اور عوام کی باگ ڈور علمائے کرام کے ہاتھ میں ہے۔ جدھر چلائیں جدھر دوڑائیں عام بے چاری دوڑتی ہے کیوں کہ عوام ان پر اعتماد کرتی ہے، اس لئے علمائے کرام کے لئے حقیقت

(۱)۔ شیخ اور مرید: ص: ۳۲۔

(۲)۔ شیخ اور مرید: ص: ۳۴-۳۵۔

شناسی بہت ضروری ہے۔ اور حقیقت شناسی طریقت کی نعمت کے حصول پر حاصل ہوتی ہے اور طریقت کا مطلب یہ نہیں کہ اپنی مرضی کی جائے بل کہ طریقت (اپنی مرضی) اللہ کی مرضی کی خاطر گم کر کے دفن کرنی ہے اور اللہ کی مرضی پر عمل کرنا ہے۔ طریقت شریعت کے دائرہ سے باہر ہرگز نہیں جو شریعت کے دائرہ سے باہر ہے زندقہ ہے اور نفسانی خواہشات کا پلندہ ہے۔

علمائے کرام کو اگر حقیقی طریقت نصیب ہوگی تو عوام کی اچھی تربیت کر سکیں گے اور حقیقی احسان و تصوف کی حقیقت سے بھی آگاہ کر سکیں گے اور پھر سادہ لوح انسان کسی فریبی اور نفس پرست شریعت کے مخالف پیر کے ہتھے نہ چڑھ سکے گا اور بدعت و رسوم کی لعنت سے بچ کر قرآن و سنت پر کاربند ہوگا اگر عالم خود ہی طریقت کی حقیقت و ماہیت سے آگاہ نہ ہوگا تو دوسروں کو کیا سکھائے اور بتائے گا، اس لئے حقیقی طریقت و تصوف علمائے کرام کے لئے بہت ضروری ہے۔ (۱)

(۱۵) بعض کم فہم لوگ وعظ و بیاں یا مجلس ذکر میں نیند طاری ہونے کو سکینہ کا نام دے دیتے ہیں یہ سکینہ نہیں بل کہ غفلت ہوتی ہے جب غفلت غلبہ کرتی ہے تو نیند آ جاتی ہے۔۔۔ جب غفلت بالکل ختم ہو جائے تو پھر نیند بھی بھاگ جاتی ہے اس لئے نیند آنے پر خوش فہمی میں مبتلا ہرگز نہ ہوں کہ اب سکینہ اتر رہا ہے حالانکہ انوار و برکات کا غلبہ ہو کر دل کے اندر ایک خوشی سی محسوس ہوتی ہو، دراصل یہی سکینہ کا نام ہوتا ہے اور دل کے اندر انوار و برکات کے فوارے ابھرا بھر کر برستے ہیں اور دل کے اندر ٹھنڈک اور خنک سی پیدا ہوتی ہے، یہی سکینہ اترنے کا نام ہے اور یہ سکینہ نیند کا نام ہرگز نہیں ہے۔ (۲)

(۱۶) پیر اور مرید کا رشتہ عجیب اور نہایت پر کیف اور خالص اللہ کی محبت پر وابستہ ہے مگر حقیقتاً پیر برحق بے نفس ہو، اور مرید صادق خدا طلب ہو، دونوں میں سے بھی اگر کسی ایک

(۱) شیخ اور مرید: ص: ۳۶-۳۷۔

(۲) شیخ اور مرید: ص: ۳۶۔

میں فرق ہے تو یہ مٹھاس اور لطف مفقود ہوگا، محض رسم ہوگی اور حقیقت نہ ہوگی۔ اللہ ہر دو کا اچھا جوڑ ملائے کہ دونوں ہی بے نفس اور دور رس ہوں کہ جن کا مطمع نظر اللہ کی محبت اور معرفت الہی ہو اور کچھ بھی نہ ہو۔^(۱)

۱۷) مرید اپنے پیر سے محبت کرے اور اس کا احترام اپنے دل میں رکھے کیوں کہ پیر و مرشد کی بندگی اور بندہ خدا ہونے پر اعتقاد اور یقین پختہ ہونے سے پیر و مرشد کے قلبی انوار و اثرات مرید کے قلب میں سرایت ہوتے ہیں، اگر اعتقادی و ادبی صورت میں کمی ہے تو فیض و انوار میں بھی کمی ہوگی اور اگر یقین و اعتمادی صورت مفقود ہے تو پھر اس شخص کی اعتمادی و اعتقادی فتور کی وجہ سے فیض و انوار میں بھی محرومی ہوگی۔^(۲)

ملفوظات

حضرت مولانا عبدالحی پیر گیر وال قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۸/۱/۱۲۳۷ھ - بمطابق: ۲۰۱۵/۱۱/۱)

ابن و خلیفہ

حضرت خواجہ شمس الدین سید پوری قدس اللہ سرہ
۱) اگر دعا کی قبولیت میں کچھ دیر ہے تو یہ فرق بھی ہماری طرف سے ہے۔ ہمارے خورد و نوش میں حلال و حرام کی تمیز بالکل نہیں ہے، اور ہمارے تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی فرق ہے، اسی بنا پر ہماری دعاؤں میں قوت پروا نہیں ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط جوڑ کر اس کے احکام کی پابندی کرنے والے بن جائیں تو پھر ہماری فریاد سنی جائے گی اور ہماری ہر نیک دعا کو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت بخشے گا۔^(۳)

(۱)۔ شیخ اور مرید: ص: ۲۹۔

(۲)۔ شیخ اور مرید: ص: ۵۱۔

(۳)۔ انوار ولایت شمس: ص: ۲۳۳۔

(۲) ہر زمانے میں انبیائے کرام نے مصائب کے دوران یا اولاد کی طلب کے دوران اپنی دعاؤں اور حاجات میں خدائے ذوالجلال کو ہی پکارا ہے اور اپنی حاجت روائی کی التجا کی ہے، اگر خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی پکارنا اور دعا طلب کرنا جائز ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام اولاد کے بارے میں دعا مانگتے ہوئے سابقین کا نام لے کر ان سے مدد طلب کرتے یا ان کے مزارات پر جا کر ان سے بھی مدد طلب کرتے اور اپنی دعاؤں میں ان کو بھی شریک رکھتے مگر قرآن شاہد ہے کہ ایسا ہرگز نہیں کیا، انہوں نے اپنے رب کو ہی پکارا ہے اور اپنی حاجت روائی کی التجا کی ہے، پس ہم کو بھی اپنی حاجات اور مشکلات میں اپنے خالق و مالک رب تعالیٰ کو ہی پکارنا اور اسی سے رمداد طلب کرنا چاہئے، اور یہ فعل، عین سنت انبیاء ہے جو اس کو وہابیت کا نام دے کر سادہ لوح مسلمانوں کے عقیدہ میں رخنہ ڈالتے ہیں، اللہ ان سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے (۱)

(۳) براہ راست کسی بندہ خدا سے حاجت طلب کرنا کہ تو میرا یہ کام درست کر دے، ناجائز ہے اور اس کو پکارنا ظلم عظیم ہے یعنی کبیرہ گناہ اور شرک بالذات ہے۔ ہر بات کے لئے ایک معیار ہے اور وہ معیار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بتا دیا ہے اور صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کر کے دکھا دیا ہے جو عمل بھی صحابہ کرامؓ کے عمل سے متضاد ہو وہ رد تصور ہوگا اور جو خود کو صاحب معیار کہے وہ بھی رد ہے۔ (۲)

(۴) ایک قال ہے اور ایک حال ہے۔ قال ظاہری علم دین ہے جو کہ سیکھنے اور سکھانے سے تعلق رکھتا ہے اور درس و تدریس کے ذریعے ایک شخص سے دوسرے تک پہنچتا ہے، نیز نشر و اشاعت کے ذریعے دوسروں تک پہنچتا چلا جاتا ہے، اس کا تعلق زبان و کلام سے ہے جسے قیل و قال بھی کہا جاتا ہے۔ مگر حال اس کے برعکس ہے اس کو قیل و قال سے کوئی سروکار نہیں یہ

(۱)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۳۳-۲۳۴۔

(۲)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۳۴۔

ایک کیفیت خاص کا نام ہے جو کہ من جانب اللہ حضور نبی کریم ﷺ کے قلب مبارک میں وہی و عکسی طور پر عطا کی گئی اور یہ کیفیت عشق و محبت کی ایک رمز ہے جو حضور ﷺ کے سینہ مبارک سے عکسی طور پر قلوب امت میں جو کہ اپنے انداز سے جذب کرنے کی صلاحیت اور اہلیت رکھتے ہیں منعکس ہوتی چلی آ رہی ہے اور یہ خاص کیفیت ہے جو کہ بندہ خدا کے دل میں ٹھہر جاتی ہے اور اس کی وجہ سے بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور بندہ کے اندر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طلب و محبت کا ہی غلبہ رہتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کا محب اور اللہ تعالیٰ بندے کا محبوب ہو جاتا ہے اور بندہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی محبت میں ڈوبا ڈوب رہتا ہے مگر اس کیفیت اور رمز کو سوائے اس بندے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ (۱)

(۵) پسندیدہ اعمال سے نورانیت میں اضافہ ہوتا ہے اور ناپسندیدہ اعمال سے نورانیت میں کمی پیدا ہوتی ہے اور یہ سلسلہ لگاتار رہتا ہے جسے عروج و نزول کا نام دیا جاتا ہے پس سالک کی ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ کوئی کام ایسا نہ کیا جائے جو کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو اور اس کی وجہ سے نورانیت زائل ہو جائے۔ (۲)

(۶) قال اور حال دونوں کی اصلاح لازمی ہے، تاکہ قال، قال اللہ اور قال النبی ﷺ کے عین مطابق ہو اور حال بھی حضور ﷺ سے جو نورانیت سینہ بسینہ پہنچی ہے اس کی حفاظت کی جائے اور نفس و شیطان کو اس میں دخل اندازی کرنے کا موقع فراہم نہ کیا جائے اور دن بدن ترقی کرنے کے مواقع تلاش کر کے ان پر عمل کیا جائے۔ (۳)

(۷) میں حیران ہوں کہ بعض حضرات مریدوں کی کثرت تعداد پر ناز کرتے ہیں اور

(۱)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۳۶۔

(۲)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۳۷۔

(۳)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۳۷۔

انہیں معلوم نہیں کہ یہ پیری مریدی کا کام کتنا مشکل اور نازک ترین ہے، کل قیامت کے دن جب ان حضرات سے باز پرس ہوگی کہ کون پیری مریدی کا اہل تھا اور کون خود ساختہ بزرگی کے بل بوتے پر پیر بن کر مریدوں کی تعداد پر فخر و ناز کرتا تھا اور اسے اپنے فخر و ناز کا پتہ چل جائے گا کہ مریدوں پر فخر کرنے کا کیا مزہ ہے، یہ کوئی پداری وراثت نہیں کہ ہر وارث حق دار ہے اور حق دار کو حق ملنا ضروری ہوتا ہے، یہ تو اہلیت و کاملیت پر منحصر ہے۔ (۱)

(۸) اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہئے کہ نبوت جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی کو عطا فرمائی ہے تو اس سے پھر واپس نہیں لی، آدم علیہ السلام سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک جو نبی بھی گذرا ہے، دنیا سے نبی اور رسول ہی گیا ہے کسی سے نبوت اور رسالت چھیننے کا واقعہ پیش نہیں آیا، مگر ولایت جب کسی کو نصیب ہو جائے تو بعض اوقات ولی کی کسی غلطی کی بنا پر اللہ چھین بھی لیا کرتا ہے اور ایسے کئی واقعات گذرے ہیں۔ (۲)

(۹) نبوت کے لئے دعویٰ ہے مگر ولایت کے لئے دعویٰ ہر گز نہیں ہے، کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں نیک ہوں، میرا شمار مقربین میں سے ہے یا میں ولی اللہ ہوں، یہ سب دعوے ہیں اور ولایت اور دیگر مومنین کے لئے اس قسم کے دعوے ان کو گرانے والے ہوتے ہیں، اعتبار انجام پر ہے۔ (۳)

(۱۰) عقل مند وہ ہے جسے آخری دم تک غم و خطرہ کا احساس باقی ہو اور پھونک پھونک کر قدم رکھے۔ (۴)

(۱۱) اگر بعض امرا کے قریب ہو کر انہیں دیکھا جائے تو وہ امرا جن کو یاد الہی نصیب نہیں

(۱)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۳۸۔

(۲)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۳۹-۲۴۰۔

(۳)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۴۱۔

(۴)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۴۱۔

ہے بے حد پریشان ہیں ان کی پریشانی مال کی کمی کی وجہ سے نہیں ہے، بل کہ سب کچھ سامان زیب وزینت ہونے کے باوجود پھر بھی پریشانی میں مبتلا ہیں، اور چین و سکون کی نعمت سے محروم ہیں۔ (۱)

(۱۲) اگر انسان کو گزارے کے مطابق کھانا پینا نصیب ہو کسی کا قرض دار نہ ہو، رہائش کے لئے اپنا معمولی سا مکان نصیب ہو اور اس کے ساتھ ساتھ یاد الہی نصیب ہو پھر یہی آرام ہے، اور اس کو غنیمت جانا چاہئے۔ (۲)

(۱۳) مال و زرع کرنے کی ہوس نہ کی جائے، جتنا مال و زر زیادہ ہوگا پریشانی میں اضافہ ہوگا۔۔۔ دنیا کی ظاہری زیب وزینت نہایت دل کش اور دل فریب ہے مگر حقیقت میں خطرناک اور تباہ کن ہے۔ (۳)

(۱۴) ہم کو وقت کی قدر و قیمت اس وقت معلوم ہوگی جب آخری گھڑی قریب آجائے گی اور جب ہمیں یقین ہو جائے گا کہ اب ہم جانے والے ہیں اور پھر ہم گڑگڑا کر بھی توبہ کریں گے، قبول نہ ہوگی، توبہ قبول ہونے اور خود کو درست کرنے کا وقت اب ہے، نزع کے قریب ہم سو بار استغفار کریں، ہماری استغفار کی پھر قیمت نہ ہوگی اور پھر کچھ نہ بن سکے گا، نیک اعمال کمانے کا وقت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا ابھی سے ہوش میں آ جاؤ اور خدا تعالیٰ کو راضی کرنے والے اعمال کرنے شروع کر دو، نفس کی کوئی بات نہ سنو، خدا تعالیٰ کی مرضی پر ہی وقت گزارنے کی کوشش و سعی کرو۔ (۴)

(۱۵) دنیا کی کشش و محبت بھی بڑی عجیب و پر فریب ہوتی ہے جو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے

(۱)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۴۱۔

(۲)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۴۱-۲۴۲۔

(۳)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۴۲۔

(۴)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۴۳۔

اور انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ میں کہاں کا رخ کئے ہوئے ہوں بعض انسان سراسر دنیا کی محبت میں سرگرداں رہتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں اور خود کو حق پر ہی چلتے ہوئے تصور کرتے ہیں۔ (۱)

(۱۶) غافل انسان کتنا بھی مال دار ہو مگر بے سکون ہی رہتا ہے اور مرنے کے بعد اپنے غفلت کی زنداں میں قید و بند ہو کر ناکام لوٹ جاتا ہے اور اپنے اعمال بد کے صلہ میں سزاوار ہو جاتا ہے۔ (۲)

(۱۷) اگر ہماری فکر آخرت معاش پر غالب ہو جائے تو پھر حق پر چلنا اور نیک اعمال کرنے آسان ہو جائیں گے اور اگر ہم نے خود کو نہ پہچانا تو پھر بے مہار چلتے چلتے گڑھے کا رخ اپنے لئے استوار کر سکتے ہیں اور صراط مستقیم سے دور ہی رہ کر ناکامی و محرومی کا شکار ہو سکتے ہیں۔ (۳)

(۱۸) اللہ تعالیٰ کی بندگی و عبادت کسی مزدوری، لالچ کی بنا پر نہ کی جائے بل کہ بندگی و عبادت اس غرض سے کی جائے کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور وہ میرا خالق و مالک ہے اور بندگی کرنا میرا فریضہ ہے اور شکر بجالانے کے طور پر ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر ہے اور امر الہی کا حق ادا کرنا ہم پر لازم ہے کیوں کہ مالک و خالق کے امر کی تعمیل بندہ پر لازم ہے جنت کی لالچ و طلب کرنا اگرچہ جائز و درست ہے کہ اس کی رضا والی جگہ کی طلب کرے اور بندگی سے اس کی خوش نودی حاصل کرے، مگر عشاق بندگی خالص اس کی رضا و خوش نودی حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں اور جنت کا مسئلہ اس کی چاہت پر چھوڑ دیتے ہیں، اور اس سے صرف اس کی ہی طلب کرتے ہیں کیوں کہ تمام نعمتوں سے اعلیٰ و ارفع نعمت رضائے الہی ہے اور اس سے اس کی معرفت طلب کرنا ہے۔ (۴)

(۱)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۴۳۔

(۲)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۴۶۔

(۳)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۴۸۔

(۴)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۴۹-۲۵۰۔

(۱۹) عبادت ایسی ہونی چاہئے کہ جو خالص اللہ کے لئے ہو، جس میں کسی قسم کی ریا کا دخل نہ ہو، ریا ایک باریک و لطیف تار و شعاع مضر کی مانند ہے جو کہ ہر عمل میں دخل اندازی کرتی ہے اور اس نیک عمل کو اپنی کدورت سے ناپاک کر دیتی ہے اور انسان کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ اس کے نیک اعمال ناقابل قبول ہو کر ضائع ہو جائے ہیں۔ (۱)

(۲۰) نور معرفت یونہی ایک جملہ نہیں ہے اور نہ ہی کسی کو نصیب ہو سکتا ہے، نور معرفت عطائی اور وہی چیز ہے جو ازل سے آدمی کی مقسوم میں داخل ہوتی ہے اور نور معرفت اس کے حصہ میں جتنا ہوتا ہے اسے مل جاتا ہے جس طرح مومن کے اپنے اپنے درجات اور مقامات ہوتے ہیں اسی طرح نور معرفت بھی ہر سالک کو اپنے اپنے عشق و محبت اور اخلاص طلب حق پر مرتب ہوتا ہے جتنی جس کی طلب میں شدت ہوتی ہے اسی قدر اس کی معرفت میں ترقی ہوتی ہے۔ (۲)

(۲۱) چاہئے تو یہ تھا کہ ہمارا قبر قیامت کو اور موت کو یاد کرنا ضرور رنگ لاتا اور اپنا اثر ظاہر کر دکھاتا مگر غفلت کے پردوں میں لپٹے ہوئے بے خوف ہی رہتے ہیں، ورنہ کسی بیان اور واعظ کی ضرورت نہ تھی، کسی دوست یا رشتہ دار کی قبر پر حاضری ہی ہماری ہدایت کے لئے اور خدا کے ہو جانے کے لئے کافی نصیحت تھی، مگر افسوس کہ ہم کورے کے کورے ہی ہیں اور قبر و قیامت کے تذکرہ پر بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے، جب کسی کی موت کا ذکر ہوتا ہے تو ہمارا نفس ہمیں پھسلا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ: یہ موت تو اسی شخص کے لئے تھی تو تو صحت مند اور چلتا پھرتا ہے بے فکر رہ کر کام کاج کرتا رہ، اور دنیا میں ترقی حاصل کر کے نامور ہوتا رہ، نفس اس بندے کو اپنی جان بھلا کر اس کا خیال اپنی جانب پھیرنے ہی نہیں دیتا۔ (۳)

(۱)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۵۱۔

(۲)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۵۲-۲۵۳۔

(۳)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۵۵۔

(۲۲) کوئی اپنے نیک ہونے، پیرو بزرگ ہونے پر ناز نہیں کر سکتا، اور کوئی اس بات پر ناز نہیں کر سکتا ہے کہ میں پکا نمازی ہوں، پیرو بزرگ ہوں یا پیرو زادہ ہوں۔ راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھنے والا ہوں، عمدہ اور شیریں بیان کرنے والا خطیب ہوں یا ناصح ہوں۔ دوستو! اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز اور لا پرواہ ہے ہر وقت خوف اور امید رکھتے ہوئے زندگی گزارنی چاہئے، اپنی نیکی اور پارسائی پر بھروسہ کرتے ہوئے بے خوف نہ ہو جائیں، کیا خبر ہے کہ زندگی کا آخری حصہ کیسے گذرتا ہے، کیوں کہ حالات بدلتے رہتے ہیں، غفلت و سستی پیدا ہونے کا بھی خدشہ ہے، انانیت و خود بینی پیدا ہونے کا بھی ڈر ہے، اعتبار خاتمہ بالآخر پر ہے اور خاتمہ بالآخر کے بارے میں کسی کو علم نہیں کہ کس طرح ہوگا، کہاں ہوگا، خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ خاتمہ کس حال پر ہوگا۔ (۱)

(۲۳) عملیات اور فضول تعویذات سے جان دور کھنی ضروری ہے، ہاں! سنت کے مطابق آیات ضرورت کے وقت پڑھ کر دم کر لینا عملیات سے باہر ہے، عملیات تو حصول دنیا کے لئے ایک طریقہ کار ہے، اور خدا تعالیٰ کی معرفت قیمتی چیز ہے اس لئے معرفت کے لئے محنت کرنی ضروری ہے، عملیات بھی کرے، اور تصوف میں بھی دم مارے، یہ کب روا ہے۔ عملیات و تصوف ایک دوسرے کے متضاد ہیں، تصوف کا تقاضا الگ ہے اور عملیات کی راہ الگ ہے۔ (۲)

(۲۴) نفس بڑے میٹھے انداز میں کہتا ہے کہ: اب تو پیرو بزرگ ہے، خطیب شیریں بیاں ہے، تیرے بہت مرید ہیں اور تیری خدمت میں کمر بستہ ہیں، تیرا سارا خاندان بزرگ گذرا ہے اور تیرے آباؤ اجداد کے چرچے اور شہرت ہے، پھر تجھے کیا فکر ہے، تیری ہر طرف سے عزت ہی عزت ہے لوگ تیرا احترام کرتے اور جھک کر سلام کرتے ہیں، اور تیری شہرت

(۱)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۵۹۔

(۲)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۶۰-۲۶۱۔

کا چرچا عام ہے، یہ سب خرابیاں نفس و شیطان کی جانب سے پیدا ہوتی ہیں، ان کو خوب بھانپ لینا ضروری ہے، اور اپنے آپ پر اترانے کے بجائے خود کو بے کار تصور کرنا چاہئے نہ کہ معیار جتلاتا پھرے۔ (۱)

(۲۵) دوستو! شہرت چاہے جس جگہ بھی ہو جائے خطرناک ہے جس شہرت میں ضمیر خوشی محسوس کرے مہلک ہوتی ہے اور نیکی کو برباد کرنے والی چیز ہے۔ (۲)

(۲۶) دنیا کی ظاہری زیب و زینت پر فریفتہ نہیں ہونا چاہئے کہ اس کے حصول کے لئے ہاتھ پاؤں مارے، تعویذ گنڈوں کا سلسلہ ایجاد کر کے یا پھونک جھاڑ کے ذریعے جیب گرم کرنے کا پیشہ اختیار کر بیٹھے اور ساتھ ساتھ ہر دھندے کی طرف دوڑتا پھرے یہ اس کے لئے ناکامی کا ذریعہ اور آخرت میں محرومی کا ذریعہ بنے گا، بل کہ خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنے دل میں دائمی جگہ دے اور اس پر مکمل پھروسہ رکھے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی سمجھ دے۔ آمین۔ (۳)

(۲۷) اگر انسان کی اپنی ابتدائی پیدائش پر نظر ہو تو پھر تکبر و غرور ہرگز نہیں کر سکتا، اور اسے ہرگز عجز و مسکینی کا دامن نہیں چھوٹ سکتا۔ (۴)

(۱)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۶۵۔

(۲)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۶۵۔

(۳)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۶۸۔

(۴)۔ انوار ولایت شمسیہ: ص: ۲۶۹۔

ملفوظات

حضرت مولانا محمد شیرین المعروف مرغزار بابا جی قدس اللہ سرہ
(۱۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۷ھ - بمطابق ۲۲ مارچ ۲۰۱۶ء)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا کریم دادا المعروف انزوملا دیگر قدس اللہ اسرارہم
(۱) ذکر اللہ کا مزہ اگر کسی کو لگ جائے تو وہ دنیا و مافیہا سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔
(۲) ہمارا اصل ذخیرہ یہ ہے کہ مہمانوں پر خوب خرچ کرو اور آخرت کا توشہ بناؤ۔
(۳) ایک اللہ کو راضی کر کے اپنا بنالو تو ساری مخلوق خود بخود تابع ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے محنت کرو۔
(۴) کلمہ کی کثرت ذکر سے روحانی ہاضمہ کی صحت اور استقامت علی الدین نصیب ہوتا ہے۔

ملفوظات

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد آسفندیار خان قدس اللہ سرہ
(متوفی: ۱۸/ اکتوبر ۲۰۱۹ء)

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا خواجہ عبدالملک صدیقی ودیگر قدس اللہ اسرارہم
(۱) سارے کمالات رات کے اٹھنے میں ہیں۔ رات کو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت

متوجہ ہوتی ہے وہ اپنے بندے کو تلاش کرتے ہیں کہ: ہے کوئی مانگنے والا۔ دشمن کے سامنے سینہ تان کر رکھو، لیکن اس ذات کے سامنے رات کی تنہائی میں خوب گڑگڑا کر مانگو۔ (۱)

(۲) اپنے ساتھیوں کو خدا اور اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑنا چاہئے نہ کہ اپنی ذات سے، کل قیامت کے دن بہت سے پیروں کو زنجیروں میں جکڑ کر لایا جائے گا، مرید تو کامیاب اور پیرنا کام۔ (۲)

(۳) اگر ساتھیوں کی صحیح رہنمائی نہ کی تو قیامت کے دن یہ مرید شیخ کا گریبان پکڑے گا اور کہے گا کہ: یا اللہ! اس نے مجھے گمراہ کر دیا تھا اگر ایک طرف اس کام میں خیر ہے تو دوسری طرف اس پہلو کو بھی یاد رکھنا چاہئے، لہذا ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے۔ (۳)

(۴) شیخ اور مرشد وہ ہوتا ہے جو راستہ دکھاتا ہے اس کی مثال یوں سمجھو جیسے ایک فقیر بادشاہ کے دربار میں گیا، اس کو بادشاہ نے بہت عطا یا دیئے، واپسی پر اسے دوسرا فقیر ملا اور پوچھا کہ: یہ عطا کیا کہاں سے لائے ہو؟

اس نے جواب دیا کہ: بادشاہ نے دیئے ہیں۔

دوسرا فقیر بولا کہ: اچھا! مجھے بھی بتاؤ کہ بادشاہ سے کس طرح لیا جاتا ہے کہ: میں بھی جا کر اس کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں۔

پہلا فقیر بولا کہ: تم اپنے کپڑے پھاڑ دینا، بال بکھیر دینا، سر پر مٹی ڈال دینا، روتے ہوئے جانا، پھر بادشاہ نے تو مجھے اتنا دیا، لیکن وہ کریم ہے تمہیں اپنی شایان شان مجھ سے بھی زیادہ دے دے گا۔

بس یہی کام شیخ و مرشد کا ہے کہ راستہ دکھائے اللہ کے درکا، اللہ اس آنے والے کو شیخ سے بھی زیادہ نوازنے پر قادر ہے۔ (۴)

(۱)۔ داستان درد دل: ملفوظات: ص: ۱۰۱۔

(۲)۔ ارشاد المرشدین: ص: ۶۰۔

(۳)۔ ارشاد المرشدین: ص: ۶۰۔

(۴)۔ ارشاد المرشدین: ص: ۶۰-۶۱۔

(۵) اپنے بارے میں کبھی اپنے نفس سے رائے نہیں لینی چاہئے بل کہ کسی اور سے پوچھنا چاہئے کہ میں کیسا ہوں۔ (۱)

(۶) اللہ تعالیٰ کی طرف آہستہ آہستہ قدم بہ قدم بڑھنا چاہئے، دین انسان پر غالب آجاتا ہے، یک دم صوفی نہیں بننا چاہئے کہ ایک ہی دن میں ساری چیزیں پوری کرنا شروع کر دیں۔ ایک وقت اللہ کے لئے خاص کرو، بھلے دس منٹ سے شروع کرو، اس میں کسی اور کی دخل اندازی نہ ہو۔۔۔ پھر دیکھو اللہ کے ساتھ بیٹھ کر کیسا رنگ چڑھتا ہے، کیسی خوشبو اور نورانیت آتی ہے، جب ضمیر مجبور کرے تو وقت کو آہستہ آہستہ بڑھانا شروع کرو، اس طرح سے ایک دن آئے گا کہ بہت آگے پہنچ جاؤ گے۔ (۲)

(۷) ولایت کو خوب اچھی طرح چھپانا چاہئے، فقیری بیچنے کی چیز نہیں ہے۔ (۳)
(۸) انسان جتنا بھی گناہ کو چھپائے، اپنی حقیقت کو چھپائے لیکن حقیقت کھل ہی جاتی ہے۔ (۴)

(۹) اگر کوئی بڑا کام کرنا ہو اور استغنا کے ساتھ رہنا ہو تو مدرسہ یا ادارہ نہ بنانا، زیادہ سے زیادہ مدرس بن جانا اس میں عافیت ہے۔ (۵)
(۱۰) اپنے متعلقین کو عبدیت کا مراقبہ سکھاتا ہوں، کمالات و کرامات کا نہیں، نسبت سے قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے۔ (۶)

(۱)۔ داستان وردول: ملفوظات: ص: ۱۰۱۔

(۲)۔ داستان وردول: ملفوظات: ص: ۱۰۲-۱۰۳۔

(۳)۔ داستان وردول: ملفوظات: ص: ۱۰۳۔

(۴)۔ داستان وردول: ملفوظات: ص: ۱۰۳۔

(۵)۔ داستان وردول: ملفوظات: ص: ۱۰۴۔

(۶)۔ داستان وردول: ملفوظات: ص: ۱۰۵۔

- (۱۱) تمام کمالات علوم و معارف کے حصول کے لئے تہجد کا اہتمام ضروری ہے۔ (۱)
 (۱۲) اپنے پاس کوئی ایسا عمل جمع رکھنا چاہئے جو مرنے کے بعد کام آئے۔ (۲)
 (۱۳) مجھے تکلفات سے بہت تکلیف ہوتی ہے، آگے پیچھے پہرہ داروں کا ہجوم، بندوقوں کی نمائش، یہدرویشی نہیں ہے۔ (۳)
 (۱۴) تعویذات و عملیات سے بچنا چاہئے، اس کی وجہ سے مستورات سے میل جول ہوتا ہے۔ (۴)

- (۱۵) بڑوں کی نقالی نہیں کرنی چاہئے، ہر ایک کا اپنا اپنا مقام ہوتا ہے۔ (۵)
 (۱۶) اسرار الہی، معرفت الہی اور قرب الہی کے لئے قرآن سے تعلق ضروری ہے (۶)
 (۱۷) فقر، خشوع وغیرہ قلب میں ہو اور ظاہر بادشاہوں جیسا ہو تو اللہ کا مقرب ہے۔ (۷)
 (۱۸) در سے درد ملتا ہے اور درد سے درد ملتا ہے، یعنی اللہ والوں کے در سے درد ملتا ہے اور اس درد سے اللہ کا درد ملتا ہے۔ (۸)

- (۱۹) سیرت کو خوب بیان کریں، خوب غور و فکر اور مطالعہ ہو۔ (۹)
 (۲۰) فقیر دو طرح کے ہوتے ہیں: بعض ایسے ہیں کہ جتنی تکلیف بھی دے دو وہ معاف

(۱)۔ داستان درد دل: ملفوظات: ص: ۱۰۵۔

(۲)۔ داستان درد دل: ملفوظات: ص: ۱۰۵۔

(۳)۔ داستان درد دل: ملفوظات: ص: ۱۰۶۔

(۴)۔ داستان درد دل: ملفوظات: ص: ۱۰۶۔

(۵)۔ داستان درد دل: ملفوظات: ص: ۱۰۷۔

(۶)۔ داستان درد دل: ملفوظات: ص: ۱۰۷۔

(۷)۔ داستان درد دل: ملفوظات: ص: ۱۰۷۔

(۸)۔ داستان درد دل: ملفوظات: ص: ۱۰۸۔

(۹)۔ داستان درد دل: ملفوظات: ص: ۱۰۹۔

کرتے ہیں لیکن بعض ایسے ہیں جن کو چھیڑنے سے انسان کی پوری زندگی چھڑ جاتی ہے، ہر ایک کے ساتھ کھیلنا نہیں چاہئے۔ (۱)

(۲۱) علم و علمائے شریعت کے محافظ اور اس کی بقا کا ذریعہ ہیں۔ (۲)

(۲۲) کبھی جھوٹ نہ بولنا، کیوں کہ جھوٹے کو یا نہیں رہتا، کہ میں نے کیا کہا تھا، اس سے حافظہ خراب ہو جاتا ہے، اللہ کی لعنت جھوٹے پر، سچ نجات دیتا ہے، جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے (۳)
(۲۳) سورہ یاسین قرآن پاک کا دل ہے، سحری کا وقت رات کا دل ہے اور بندے کا دل ہے، جب تین دل جمع ہوں، اس وقت دعا کریں۔ (۴)

(۲۴) کلمہ طیبہ کے ذکر کی خوب مشق کرنی چاہئے، اس حد تک کہ رگ وریشے میں یہ کلمہ اتر جائے تا کہ موت کے وقت کلمہ جاری ہو۔ (۵)

(۲۵) لوگ سمجھتے ہیں کہ پیر کی نگاہ سے انسان کا کام بن جاتا ہے، ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں، یہ خیال سراسر غلط ہے۔ (۶)

(۲۶) پیروں کو گمراہ کرنے والے اصل مرید ہوتے ہیں۔ (۷)

(۲۷) تصوف تسبیحات کا نام نہیں ہے کہ چوبیس ہزار مرتبہ تسبیح ہوگئی، نہ تصوف وظائف کا نام ہے، بل کہ یہ تودل کے اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کا نام ہے، دل سے پوچھنا چاہئے کہ: اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنا تعلق ہے؟۔۔۔ (۸)

(۱)۔ داستان درودل: ملفوظات: ص: ۱۰۹۔

(۲)۔ داستان درودل: ملفوظات: ص: ۱۱۰۔

(۳)۔ داستان درودل: ملفوظات: ص: ۱۱۰۔

(۴)۔ داستان درودل: ملفوظات: ص: ۱۱۱۔

(۵)۔ داستان درودل: ملفوظات: ص: ۱۱۱۔

(۶)۔ داستان درودل: ملفوظات: ص: ۱۱۱۔

(۷)۔ داستان درودل: ملفوظات: ص: ۱۱۲۔

(۸)۔ داستان درودل: ملفوظات: ص: ۱۱۲۔

(۲۸) نیکی کو جتنا بھی چھپاؤ وہ چھپتی نہیں ہے بل کہ اس کا اظہار ہو کر رہتا ہے، جب کہ برائی اور گناہ پر قہر خدا ہے تو اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو قہر خدا سے بچائیں اور ان کو نیکی کی طرف راغب کریں۔ (۱)

(۲۹) بد قسمتی سے آج کا مسلمان جب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کے مقاصد ہوا کرتے ہیں اور جب ذکر کے بعد مقاصد بر نہیں آتے تو وہ اللہ کے ذکر کو چھوڑ دیتا ہے جو کہ نری جہالت ہے اگر انسان اللہ کا ذکر اس مقصد کے ساتھ کرے کہ اللہ اس سے راضی ہو جائے تو پھر آپ دیکھیں گے یہ زمان و مکاں آپ کے ہی ہوں گے اور اللہ کی مخلوق آپ سے محبت کرے گی اور آپ لوگوں کے قلوب میں جگہ کر لیں گے۔ (۲)

(۳۰) نیکی انسان کے ظاہر کو متاثر کرتی ہے جو کہ اس انسان کے چہرے پر نمودار ہوتی ہے، اللہ کے نور کی صورت میں، اسی طرح انسان کے باطن کو بھی متاثر کرتی ہے اور اس کے قلب کو جلا بخشتی ہے اور انسان کا دل مطمئن ہوتا ہے۔ (۳)

(۳۱) نیکی اور اچھے عمل انسان کے رزق پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں اور اچھے اعمال سے ہی انسان کو رزق کے معاملے میں پریشانی نہیں ہوتی ہے اور رزق کی تنگی بھی نہیں ہوتی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس انسان کے رزق میں کشادگی عطا فرماتے ہیں۔ (۴)

(۳۲) سنت کے مطابق عمل ہو تو عبادت ہے ورنہ بدعت ہے۔ (۵)

(۳۳) دل صحیح ہو تو انسان صحیح ورنہ انسان کی موت واقع ہوتی ہے، چاہے جسمانی ہو یا روحانی،۔۔۔ دل ہی اصل چیز ہے۔ (۶)

(۱)۔ داستان درود دل: ص: ۱۱۶۔

(۲)۔ داستان درود دل: ص: ۱۱۶۔

(۳)۔ داستان درود دل: حضرت شیخ الحدیثؒ کی ایک مجلس: ص: ۱۱۸۔

(۴)۔ داستان درود دل: حضرت شیخ الحدیثؒ کی ایک مجلس: ص: ۱۱۸۔

(۵)۔ داستان درود دل: ص: ۱۲۰۔

(۶)۔ داستان درود دل: ساتھ ارتحال: ص: ۱۲۲۔

ملفوظات

حضرت مولانا سید عبدالوہاب شاہ بخاری قدس اللہ سرہ

خلیفہ مجاز

حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی زید مجدہ

زندگی میں بعض لوگ ایسے ملتے ہیں جو آتے ہیں، چلے جاتے ہیں، مگر اپنے انمٹ اثرات چھوڑ جاتے ہیں، وقت گذرتا جاتا ہے، مگر ان کی یادیں، ان کی باتیں، ان کا انداز، ہمہ وقت ایسے ہی یاد رہتا ہے کہ جیسے ابھی کل ہی ملاقات ہوئی ہو۔ انہیں لوگوں میں ایک حضرت مولانا سید عبدالوہاب شاہ صاحب بخاری علیہ الرحمہ بھی تھے جو بغیر کسی لالچ و طمع کے اکثر و بیشتر مدرسہ عربیہ معارف العلوم پاپوش نگر (سابق شاخ جامعہ بنوری ٹاؤن) تشریف لاتے، اور طلبہ کے سامنے اپنا درد دل کھول کر رکھ دیتے تھے۔

اس وقت بندہ وہاں زیر تعلیم تھا موصوف کو دیکھنے سے اور ان کے بیانات سننے سے موصوف کے ساتھ اتنی محبت بڑھی کہ اگر پتہ چلتا کہ حضرت مدرسہ عربیہ اسکاؤٹ کالونی تشریف لائے ہوئے ہیں تو بندہ گھر والوں کو بتائے بغیر وہاں بھی پہنچ جاتا۔ حالاں کہ اس وقت اتنی عمر نہیں تھی کہ بسوں میں اکیلے سفر کر کے اسکاؤٹ کالونی تک جانے کی گھر والوں سے اجازت مل سکتی، اور صحیح بات تو یہ ہے کہ ایک اللہ والا اچھا انسان بننے کا شوق انہی کی محافل میں بیٹھ کر ان کے بیانات سن کر ہوا۔ (اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمارے مدرسہ والوں کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے کہ وہ وقتاً فوقتاً ایسے اللہ والوں کا دیدار کرانے کا انتظام کیا کرتے تھے)

آج مجھے ایک دینی مدرسہ سے فاضل ہوئے کافی عرصہ ہو چکا ہے دوران درس اگر کبھی طلبہ کو نصیحت کی تو دیکھا کہ وہ مجھ جیسے بندے کی نصیحت بھی کاپی میں نوٹ کرتے ہیں تو سوچا کہ میرے اساتذہ و مشائخ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کی باتیں قلم بند کی جائیں اور انہیں منظر عام پر لایا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو اسے پڑھے اسے بھی عمل کی توفیق ملے۔ حضرت آج ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں وہ ایک ایکسڈنٹ میں اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں اعلیٰ علین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت کے چند نصائح و ملفوظات جو ذہن میں موجود ہیں اس وقت وہی لکھے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے لئے انہیں صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

(۱) جب کوئی غم و پریشانی لاحق ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قم فصل فان فی الصلاة شفاء۔۔۔ ابن ماجہ۔ مسند احمد

(۲) ذکر الناس داء و ذکر اللہ شفاء۔

(۳) لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔۔۔ صبح، شام، رات۔ دس دس مرتبہ پڑھا کریں۔

(۴) سبق یاد نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کر الحمد شریف اور درود شریف پڑھ کر دعا مانگو۔

(۵) رب زدنی علما پڑھا کرو۔ اور رب اشرح لی صدری الخ بھی۔

(۶) سر پر تیل لگایا کرو، خاص طور پر زیتون کا تیل اور کھایا بھی کرو، اٹلی کا بنا ہوا ڈبہ

ملتا ہے۔

- (۷) جو لوگوں کا شکر یہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر یہ ادا نہیں کرتا۔
- (۸) اگر کرو گے لڑائی تو پھر نہ ہوگی پڑھائی۔
- (۹) اگر لگا دی یاری، تو لگ گئی بیماری۔
- (۱۰) اللہ سے یاری، تو مل گئی سرداری
- (۱۱) اگر انسان انسان پر قربان ہوتا ہے تو پریشان ہوتا ہے اگر رحمن پر قربان ہوتا ہے تو اطمینان ہوتا ہے۔
- (۱۲) ماں باپ کی اتنی خدمت کرو کہ وہ دعا دینے پر مجبور ہو جائیں۔
- (۱۳) سکول۔۔۔۔۔ فضول
- (۱۴) کالج۔۔۔۔۔ فالج
- (۱۵) یونیورسٹی۔۔۔۔۔ پستی
- (۱۶) مدرسہ۔۔۔۔۔ نبی کا ورثہ
- (۱۷) اسکول میں بچے استاذ سے ڈرتے ہیں اور کالج میں استاذ بچوں سے ڈرتے ہیں۔ (آج کل تو اسکول کے بھی نہیں ڈرتے۔ راقم)
- (۱۸) بوتلوں سے اللہ بچائے، یہودیوں کو فائدہ پہنچائے۔
- یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ: کوک، پیپسی وغیرہ کا سرمایہ اسرائیل کو پہنچتا ہے۔
- (۱۹) پہلے زمانے میں لوگ پیٹ کی گیس نکالنے کے لئے حکیموں کی دواؤں کو کھاتے تھے اور آج خود اپنے پیٹ میں گیس ڈال رہے ہوتے ہیں۔
- (۲۰) چائے۔۔۔۔۔ اللہ بچائے۔
- یہ اس لئے ہے کہ: انگریز جب ہندوستان آیا اور اس نے مسلمانوں کو مالدار اور صحت مند دیکھا تو اس نے یہ چائے نکالی۔

(۲۱) چائے گرم گرم پی جاتی ہے ٹھنڈی چائے کوئی نہیں پیتا اور گرم چیز کے کھانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اور گرم چیز میں پھونک سے بھی منع فرمایا ہے۔

(۲۲) سگریٹ سے اللہ بچائے۔۔۔۔۔ اپنے روپوں کو آگ لگائے۔

(۲۳) پتنگ سے اللہ بچائے۔۔۔۔۔ اپنے پیسوں کو ہوا میں اڑائے

(۲۴) (اور ملائی نیشنل کمپنی کے بارے میں فرمایا کہ:) ملائی کو کٹنی کرو۔

(۲۵) فریج کی الماری۔۔۔۔۔ کنجوسی کی بیماری

(۲۶) جو لوگوں کے گھر میں کھانا پھنچتا ہے اللہ اس کے گھر میں کھانا پھنچاتا ہے اور فریج آنے سے پہلے لوگ صبح کھاتے اور دوپہر کے لئے نہیں رکھتے تھے غریبوں کو دے دیتے تھے جب سے فریج آیا ہے لوگ اس میں رکھ دیتے ہیں۔ اب امیروں کو دیکھو کہ باسی کھانا کھا رہے ہوتے ہیں اور غریب تازہ کھانا کھا رہے ہوتے ہیں۔

(۲۷) جب کوئی بیماری ہو تو یہ درود شریف پڑھا کریں: اللھم صلی علی محمد بعدد کل داء و بآرک وسلم۔

(۲۸) پہلے لوگ دونوں ہاتھ کانوں سے لگا کر توبہ کرتے تھے اب ایک ہاتھ کان سے لگا کر توبہ کرتے ہیں (یہ موبائل کی طرف اشارہ تھا)

(۲۹) جس سواری کے گلے میں گھٹی ہو اس کے پاس فرشتے نہیں آتے تو آج ہر کسی کے موبائل میں گھٹی ہے۔

ایک مرتبہ یہ اشعار سنائے:

اے اللہ تیری مصلحتوں سے ہوں بے خبر یہ میری نظر کا قصور ہے
تیری راہ گزرنے کا دم بدم کہیں عرش ہے کہیں طور ہے

یہ بجا ہے مالک بندگی
میری بندگی میں قصور ہے
یہ خطا ہے میری خطا مگر
تیرا نام بھی تو غفور ہے
یہ بتا کہ تجھ سے ملوں کہاں
مجھے تجھ سے ملنا ضرور ہے
کہیں دل کی شرط نہ ڈالنا
ابھی دل نگاہوں سے دور ہے

ملفوظات

شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد امیر علوی زید مجدہ

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت مولانا نور محمد قریشی زید مجدہ

و حضرت شیخ سعید بن ہانی الکحیل الشامی قدس اللہ سرہ

(۱) جب مولوی دنیا دار ہو جائے تو اسے واپس دین داری کی طرف لانا بہت مشکل

ہوتا ہے۔

(۲) حضرت مولانا عبد الغفور المدنی العباسی قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ:

میں اڑانے والا پیر نہیں ہوں، ہمارے ہاں (سلسلہ نقشبندیہ میں) سنت کی پابندی

ہے۔

(۳) اب اپنی اصلاح کا جذبہ و شوق نہیں رہا، اب جذبہ یہ ہے کہ دوسروں کی اصلاح ہو جائے، میری ہو یا نہ ہو، میری خیر ہے۔۔۔ میری کیوں خیر ہے؟ میری بھی اصلاح ہو جائے، میں بھی تو محتاج ہوں۔

(۴) تصوف نام ہے اندر کی ایک کیفیت کا، جس کو یہ حاصل ہوتی ہے وہ اسے چھپاتا ہے، جس طرح خواتین حیض کے کپڑے چھپاتی ہیں۔ آج وہ کیفیت ہی نہیں ہے تو کوئی کیا چھپائے گا۔

(۵) درود شریف پڑھیں محبت کے ساتھ، استغفار کریں ندامت کے ساتھ اور تیسرا کلمہ پڑھیں اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کی بڑائی اور کبریائی کو سامنے رکھتے ہوئے۔

(۶) اللہ رب العزت نے تین مخلوقات کو پیدا کیا:

(۱) انسان (۲) فرشتے (۳) شیطان

دو (فرشتے اور شیطان) میں اللہ تعالیٰ نے ایک ہی مادہ رکھا، اور انسان کے اندر دو مادے رکھے: خیر کا بھی اور شر کا بھی۔

(۷) خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا، اللہ چاہتا ہمیں ڈھور ڈگر بنا دیتا، کتا، بلی بنا دیتا، سانپ، کچھو، کنکھو بنا دیتا۔۔۔ اللہ کا سب سے بڑا فضل یہ ہوا کہ اس اللہ نے ہمیں آپ کو انسان بنایا اور دوسرا، اللہ نے یہ فضل فرمایا کہ: حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے پیدا فرمایا۔

(۸) ہر چیز کا انتقال ہے ہر چیز ختم ہو جانے والی ہے۔ سوائے حضرت انسان کے، انسان میں انتقال مکانی ہوتا ہے، انتقال زمانی ہوتا ہے، ماں کے پیٹ سے منتقل ہو کر زمین کی پیٹھ کے اوپر، اور پھر وہاں سے زمین کے پیٹ میں منتقل ہو جائے گا، زمین کے پیٹ میں کب تک رہے گا جب تک قیامت قائم نہ ہو جائے۔

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور یہ امت آخری امت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امت کے بعد دوسری امت نہیں۔ تو قیامت تک میرے دوستوں انسان آتے رہیں گے مگر نبی کوئی نہیں آئے گا کیوں کہ نبیوں والا کام اللہ پاک نے ہمیں آپ کو نصیب فرمادیا۔ نبی والا کام دعوت والا کام اللہ پاک نے ہمیں آپ کو نصیب فرمادیا۔

(۱۰) تمہارا دنیا میں آنے کا مقصد کھانا اور کمانا اور ڈھور ڈنگروں کی طرح زندگی گزارنا اور کتے بلی کی طرح مرجانا نہیں ہے۔ تیرے دنیا میں آنے کا بہت عالی مقصد ہے ایک اللہ کے احکامات کی پابندی کرو اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائے ہوئی مبارک زندگی کے مطابق اپنی زندگی گزارو۔

(۱۱) تن پر کھڑا نہ ہو، من پر کھڑا نہ ہو، اور نان شبینہ کا بھی محتاج ہو۔۔ اگر تیری زندگی میں حضور ﷺ والی زندگی ہے تو خدائے پاک یہاں کی بھی کامیابی نصیب فرمائے گا اور وہاں کی بھی کامیابی نصیب فرمائے گا۔

(۱۲) ارے دنیا کیا ہے؟ یہ تو دنیہ ہے۔۔۔۔۔ چھوڑ جانے والی ہے۔ اس نے تو پہلے والوں کا ساتھ نہ دیا تو بعد والوں کا کیا ساتھ دے گی۔ کل ہمارا بچپنا تھا، آج جوانی ہے، اب پتہ نہیں اس نوجوان کو بڑھاپا پہلے آئے یا موت پہلے آئے۔

(۱۳) آج ہمارے دلوں کی کوئی کھڑکی ایسی نہیں جہاں سے ہمارے اندر دین کی بات داخل ہو جائے، اس دنیا نے دل پر ڈاکہ ڈال دیا ہے۔

(۱۲) صبح سے لے کر دوپہر تک اور دوپہر سے لے کر شام تک اور رات تک دنیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، تو اللہ والوں کا دامن کیوں پکڑتے ہیں کبھی سوچا؟ تاکہ دنیا کی محبت دلوں سے اتر جائے۔ دنیا میں رہنا ہے مگر کیسے رہنا ہے جیسے ایک کشتی پانی کے بغیر چل نہیں سکتی مگر وہ پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو کشتی ڈوب جائے گی۔

۱۵) دنیا کیا ہے اور دین کیا ہے؟ بغیر پانی کے کشتی چل نہیں سکتی، بغیر دنیا کے ہم جی نہیں
سکتے، ہم فرشتے نہیں کہ: ہوا کھانے لگ جائیں۔ کھانا، پینا، رہنا، سہنا، خوراک، پوشاک ہماری
ضرورت ہے۔ اگر دنیا، دین میں داخل ہوگئی تو نہ یہاں کار ہے گانہ وہاں کار ہے گا۔

(۱۶) چار قسم کے طبقات ہیں دنیا میں:

ایک طبقہ وہ ہے جس کے پاس دین ہے لیکن دنیا نہیں۔

وقتی زندگی ہے، مرنے کے بعد مزے ہی مزے۔

دوسرا طبقہ: اس کا عکس ہے کہ: دنیا تو ہے مگر دین نہیں، مزرے کر لئے، دین نہیں تو کیا ہوا، جب مزرے کا تو قبر میں جو تے یڑیں گے۔ اور دین ہے تو قبر جنت کا باغ بنے گی۔

تیسرا طبقہ وہ ہے: جس کے پاس دین بھی ہے اور دنیا بھی ہے، یہاں کی بھی کامیابی ہے اور وہاں کی بھی کامیابی ہے۔

چوتھا طبقہ: نہ دین نہ دنیا

تن پرکڑا نہیں، من پرکڑا نہیں، نان شبینہ کے بھی محتاج ہیں، سرچھپانے کی جگہ نہیں، نماز کے نہیں، قرآن کے نہیں، دین کے نہیں نہ ایمان کے نہ اعمال کے۔ خسر الدنیا والآخرۃ۔ دنیا کے اندر بھی خسارہ اور مرنے کے بعد بھی خسارہ، دنیا کی بھی ذلت مرنے کے بعد کی بھی ذلت۔

(۱۷) آج ہم میں سے ہر مسلم اپنے گھر کے دروازے پر ایک موٹا سا ڈنڈا لے کر کھڑا ہوا ہے، اس گھر کے اندر ہر غیر کا طریقہ آسکتا ہے، مگر میرے نبی ﷺ کا کوئی طریقہ نہیں آسکتا۔

(۱۸) اللہ مجھے اور آپ کو یہ بات سمجھا دے کہ: میں دنیا میں آیا کیوں ہو، میرا دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے؟ میرے اللہ نے مجھے کیوں پیدا کیا ہے؟ یہ چھوٹی سی زندگی ہے صبح وشام چٹنگ پٹنگ کا بازار ہے۔ صبح اپنے پیروں پر جاتے ہیں اور شام کولوگوں کے کاندھوں پر سوار ہو کر آتے ہیں۔

(۱۹) کسی پر ظلم نہ کریں، قطع رحمی نہ کریں، کسی کا حق نہ ماریں، کسی پر جھوٹ نہ بولیں، بددیانتی نہ کریں، جہاں تک ہو سکے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی جائے۔

(۲۰) اپنی دین داری کے گھمنڈ میں نہ آئیں کہ یہ بے دین ہے، یہ نماز نہیں پڑھتا، قرآن نہیں پڑھتا، کسی کو برا نہ سمجھو۔ پتا نہیں کس کا کیا مقام اللہ کے ہاں ہے۔

(۲۱) بندہ حفظ کرتا تھا عمر تقریباً پندرہ سال ہوگی شیخ العرب والعم حضرت مولانا عبدالغفور المدنی العباسی قدس اللہ سرہ سے شرف بیعت حاصل ہوا (غفور یہ مسجد سولجر بازار میں) حضرت نے مجھ نا کارہ کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ: داڑھی مت کٹانا، سگریٹ اور حقہ نہیں پینا، اس طرح کی اور نصیحتیں فرمائیں، جس پر بندہ آج تک عمل پیرا ہے۔

تمت و عمت بعون اللہ و توفیقہ

مصادر و مراجع

- (۱) حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ: حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب قدس اللہ سرہ۔ ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز: اشاعت جدید: دسمبر: ۲۰۱۲۔
- (۲) زبدۃ المقامات: از خواجہ محمد ہاشم کشمیری۔ مترجم: حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان وغیرہ۔ ناشر: مکتبہ نعمانیہ: سیالکوٹ۔ سن اشاعت: شعبان: ۱۴۰۷۔
- (۳) اردو ترجمہ کتاب چہل مکتوب: از حضرت شیخ عثمان جالندھری قدس اللہ سرہ۔ مترجم: مولانا مولوی محمد الدینؒ۔ نولکشور پرنٹنگ پریس، لاہور۔ سن طباعت درج نہیں۔
- (۴) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: مترجم: حضرت مولانا محمد فاضل صاحب دار العلوم کراچی۔ ناشر: مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی۔
- (۵) تذکرہ خواجہ باقی باللہ مع صاحب زادگان و خلفا: مرتبہ: مولانا نسیم احمد فریدی امروہی۔ ناشر: الفرقان پب ڈپو، لکھنؤ۔ سن اشاعت: مئی: ۱۹۸۶۔
- (۶) مکتوبات معصومیہ: مترجم: حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب قدس اللہ سرہ۔ ادارہ مجددیہ۔ ناظم آباد کراچی۔
- (۷) انوار معصومیہ: مؤلف: حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ قدس اللہ سرہ۔ ناشر: ادارہ مجددیہ۔ ناظم آباد کراچی۔
- (۸) مکتوبات شریفہ: خواجہ سیف الدین نقشبندی سرہندی: مترجم: ڈاکٹر محمد زبیر انجھا۔ ناشر: خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ کنڈیاں۔ ضلع میاں والی۔ اشاعت اول: ۱۳۳۶۔
- (۹) تاریخ و تذکرہ خانقاہ مظہریہ: مرتب: محمد زبیر انجھا۔ اشاعت دوم: جولائی: ۲۰۱۰۔
- (۱۰) مقاصد السالکین: تصنیف: خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی کشمیریؒ۔ ناشر: اللہ والے کی قومی دکان۔ لاہور۔

(۱۱) مقامات مظہری: تالیف: شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہ۔ ناشر: اردو سائنس بورڈ لاہور۔ سن اشاعت: ۲۰۰۱ء۔

(۱۲) معمولات مظہریہ: مصنف: محمد نعیم اللہ بہرائچی۔ مترجم: محمد الطاف نیروی۔ ناشر: کرمانوالہ بک شاپ۔ لاہور۔

(۱۳) مکتوبات میرزا مظہر جان جاناں شہید: مترجم: خلیق انجم۔ مکی دارالکتب لاہور۔ سن اشاعت: دسمبر: ۱۹۹۷ء۔

(۱۴) تحفۃ المرشد اردو: احوال: حضرت جیوشاہ فضل احمد معصومی پشاورئی۔ مرتب: سید نظام الدین بلخی مزارئی۔ ناشر: ادارہ نقشبندیہ، محلہ حضرت خیل، تھانہ ملاکنڈ ایجنسی۔ سن اشاعت: رجب: ۱۴۱۲ھ۔

(۱۵) تذکرہ علماء حق: مرتبہ: مولانا اعجاز احمد خاں سنگھانوی۔ ناشر: مکتبۃ الحی والمعدنی۔ اشاعت ثانی: اگست: ۲۰۰۸ء۔

(۱۶) در المعارف: ملفوظات حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ، جامع: حضرت شاہ رؤوف احمد رافت مجددی۔ ترجمہ: ابوالنصر انس فاروقی مجددی۔ ناشر: حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی۔ چٹلی قبر، دہلی۔ سن اشاعت: ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۸ء۔

(۱۷) مکاتیب شریفہ: ترجمہ: محمد نذیر انجھا۔ ناشر: خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ کنڈیاں شریف، ضلع میاں والی۔ طباعت اول۔ سال طباعت: ۱۴۳۰ھ۔ ۲۰۰۹ء۔

(۱۸) ہدایت الطالبین و مرقاة السالکین: حضرت شاہ ابوسعید فاروقی نقشبندی۔ مترجم: پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب۔ ادارہ مجددیہ۔ کراچی۔

(۱۹) حیات شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ سرہ: از: مولانا حکیم سید محمود برکاتی مع اضافہ: ارشاد پیر: مجموعہ افادات و ارشادات: حضرت شاہ محمد اسحاق۔ مرتب: مولانا عبدالب رب دہلوی۔ الرحیم اکیڈمی۔ کراچی۔ بار اول: (پاکستان میں) ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۷ء۔

- (۲۰) نصیحة المسلمین: مؤلف: مولانا خرم علی بلہوری قدس اللہ سرہ، (ماحققہ تقویۃ الایمان) ناشر: امجد اکیڈمی، اردو بازار، لاہور۔ سن اشاعت درج نہیں۔
- (۲۱) تحفہ زواریہ: مکتوبات حضرت شاہ احمد سعید مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ۔ ناشر: زوار اکیڈمی، ناظم آباد کراچی۔ سن اشاعت: ۲۰۱۱۔
- (۲۲) تحفہ ابراہیمیہ: مکتوبات حضرت مولانا حاجی دوست محمد قندھاری قدس اللہ سرہ۔ مترجم: صوفی محمد احمد۔ ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، سن اشاعت بار دوم: ربیع الاول: ۱۴۱۹ھ/ جولائی ۱۹۹۸م۔
- (۲۳) تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادیؒ: مرتبہ: سید ابوالحسن علی ندوی۔ ناشر: مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء، بادشاہ باغ لکھنؤ۔ بار دوم: ۱۰۰۰۔
- (۲۴) تحفہ زاہدیہ: مکتوبات حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی و حضرت مولانا خواجہ سراج الدین دامانی قدس اللہ سرہما۔ ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز۔ طبع دوم: شوال: ۱۴۲۰۔ جنوری: ۲۰۰۰۔
- (۲۵) مجموعہ فوائد عثمانیہ: ملفوظات، مکتوبات، معمولات، حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی۔ تصنیف: سید اکبر علی دہلوی، ترجمہ و تحقیق: محمد زیر انجھا۔ اشاعت اول: ۲۰۰۶م
- (۲۶) مواہب رحمانیہ فی فوائد و فیوضات حضرات ثلاثہ (مقامات سراجیہ) مؤلفہ: الحاج خواجہ محمد اسماعیل سراجی مجددی قدس اللہ سرہ۔ ناشر: مکتبہ سراجیہ مجددیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف۔ طبع اول: ۱۴۱۰ھ بمطابق ۱۹۸۹۔
- (۲۷) مقامات: یعنی مجموعہ مقامات ارشادیہ و مناقب عنایتیہ: مؤلف: مقصود احمد عمری نقشبندی مجددی رام پوری قدس اللہ سرہ۔
- (۲۸) فیوضات فضلیہ: سوانح حیات و ملفوظات: حضرت مولانا فضل علی قریشی قدس اللہ سرہ۔ مرتب: حضرت مولانا سید محمد شاہ قریشی زید مجدہ۔ ناشر: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ مسکین پور شریف۔ سن اشاعت درج نہیں۔
- (۲۹) فیوضات حسنیہ: سوانح حیات حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ قدس اللہ سرہ۔

ناشر: مکتبہ حسنیہ مجددیہ۔ دربار عالیہ سواگ شریف (لعل عیسن کروڑ) ضلع لیہ۔ بار چہارم:
۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ۔ ۴ اگست ۲۰۰۴ء۔

(۳۰) سوانح حیات حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاریؒ: رشحات قلم: ملک عبدالقیوم
اعوان۔ ترتیب و تلخیص: مولانا سید محمد قاسم شاہ بخاریؒ۔ ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہؓ،
نوشہرہ، تاریخ اشاعت: اگست: ۲۰۰۷ء رجب المرجب: ۱۴۲۸ھ۔

(۳۱) انوار ولایت شمس: حالات و تعلیمات حضرت خواجہ شمس الدین سید پوریؒ آزاد
کشمیر۔ تالیف: حبیب الرحمن حبیب۔ گاؤں گیروال، ڈھوڈیال، تحصیل و ضلع مانسہرہ۔
بار سوم: ۲۰۰۹ء۔

(۳۲) حیات سعیدیہ: سوانح حیات: حضرت خواجہ محمد سعید قریشی قدس اللہ سرہ۔
مؤلفہ: حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ۔ ناشر: ادارہ مجددیہ: ناظم
آباد کراچی۔

(۳۳) امام اہل سنت حضرت علامہ محمد عبدالشکور فاروقی لکھنؤیؒ حیات و خدمات: پروفیسر
محمد عبدالحی فاروقی۔ ادارہ تحقیقات اہل سنت۔ لاہور۔

(۳۴) مجالس غور غشتوی: جمع کردہ: حضرت مولانا محمد امیر بکلی گھر قدس اللہ سرہ۔
ترتیب: مفتی محمد قاسم بکلی گھر۔ ناشر: مدرسہ فاروقیہ۔ پشاور۔ پاکستان۔ سن اشاعت: ۲۰۱۱ء۔
(۳۵) مکتوبات غفوری: جمع و ترتیب: مولانا روح اللہ نقشبندی۔ ناشر: ادارہ
نقشبندیہ۔ کراچی۔ سن اشاعت: ۲۰۱۸ء۔

(۳۶) مفہومات صادقہ یعنی فیوضات صدیقیہ: افادات حضرت مولانا خواجہ عبدالملک
صدیقی قدس اللہ سرہ۔ مرتب: حضرت مولانا احمد بخش قدس اللہ سرہ۔ مکتبہ الفقیر: اشاعت
اول: ۲۰۱۸ء۔

(۳۷) ملفوظات بہلوی: ناشر: تالیفات بہلویہ نقشبندیہ۔ شجاع آباد، ملتان۔ سن
اشاعت درج نہیں۔

(۳۸) مقامات زواریہ: سوانح حیات: حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ از: محمد اعلیٰ قریشی۔ باہتمام: ادارہ مجددیہ۔ کراچی۔

(۲۹) مکتوبات افغانی: بنام حضرت مولانا قاضی عبدالکریمؒ۔ مرتب: مولانا عبدالقیوم حقانی۔ القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہؓ۔ ضلع نوشہرہ۔ پاکستان۔ سن اشاعت درج نہیں۔

(۴۰) صحبۃ با اہل حق: إفادات و إرشادات حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ۔ جمع و ترتیب: مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ۔ ناشر: مؤتمرا لمصنفین، اکوڑہ خٹک پشاور، سن اشاعت: جمادی الثانیہ: ۱۴۱۰ھ۔ جنوری: ۱۹۹۰ء۔

(۴۱) حیات حبیب: سوانح حیات مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ۔ ناشر: مکتبۃ الفقیر: سن اشاعت: اپریل ۲۰۱۷ء

(۴۲) مجالس حبیب: ملفوظات حضرت مولانا حافظ غلام حبیب نقشبندی مجددی قدس اللہ سرہ۔ مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی بیچ گوری قدس اللہ سرہ۔ مطبع: ایجوکیشنل پریس، کراچی۔ بار دوم: ۱۴۱۲ھ۔

(۴۳) نقشبندی کشکول: (سوانح حیات حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب بونیریؒ) مرتبہ: نصیر حسین نقشبندیؒ۔ ناشر: ادارہ غفوریہ۔ کراچی۔ سن اشاعت درج نہیں۔

(۴۴) اصلاح المسلمین: مؤلفہ: حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ نور اللہ مرقدہ۔ ناشر: مکتبۃ غفوریہ۔ کراچی۔ سن اشاعت: بار دوم: شعبان ۱۴۳۳ھ/ جولائی ۲۰۱۲ء۔

(۴۵) روح البیان: (مواعظ) مولانا محمد احمد پرتاب گڑھی قدس اللہ سرہ۔ مکتبۃ دار المعارف الہ آباد۔ بار پنجم: محرم الحرام: ۱۴۳۳ھ۔ مطابق دسمبر ۲۰۱۰ء۔

(۴۶) اہل دل کی باتیں: مرتبہ: مولانا مجیب اللہ ندوی، شائع کردہ: دبیر احمدؒ۔ رفاه عام سوسائٹی کراچی۔

(۴۷) رموز تصوف: فرمودات: حضرت مولانا غلام ربانی قدس اللہ سرہ۔ مرتب:

- صاحب زادہ ابو ذر غفاری دامت برکاتہم۔ ناشر: ادارہ بلاغ الناس۔ سن: اشاعت درج نہیں۔
- (۴۸) دکان عشق: ملفوظات حضرت خلیفہ غلام رسول قدس اللہ سرہ، ضبط و ترتیب: حضرت ڈاکٹر عبدالسلام زید فیضہ علیہا۔ ناشر: مکتبہ لدھیانوی۔ سن: اشاعت: درج نہیں۔
- (۴۹) انوار شمس: ملفوظات و معمولات حضرت مولانا شمس الہادی شاہ منصوری قدس اللہ سرہ۔ ناشر: مکتبۃ الہادیہ۔ طبع: بار سوم۔ سن: اشاعت درج نہیں۔
- (۵۰) المظاہر اشاعت خاص: بیاد حضرت مولانا محمد امین اور کرنی شہید
- (۵۱) ہمارے بابا جی حضرت مولانا خواجہ خان محمد: تالیف: محمد حامد سران۔ ناشر: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ: سن: اشاعت: ۲۰۱۵۔
- (۵۲) عرفان تصوف: صاحب زادہ محمد ساجد مقبول نقشبندی مجددی۔ ناشر: ادارہ مقبولیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ ٹنڈو آدم، سندھ۔ ایڈیشن: اول: سن: اشاعت: ۲۰۱۸۔
- (۵۳) فتاویٰ فریدیہ: افادات: عارف باللہ حضرت مولانا مفتی محمد فرید قدس اللہ سرہ۔ تخریج و ترتیب: مفتی محمد وہاب منگوری۔ اشاعت: مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی۔ طبع بار پنجم: ۱۴۳۰ھ۔ ۲۰۰۹۔
- (۵۴) بیعت کی ضرورت و فضیلت: تالیف: مولانا احسان الکریم ملنگ زید مجاہد۔ مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ سن: اشاعت: ۱۴۳۵ھ۔ ۲۰۱۴۔
- (۵۵) شیخ اور مرید: تالیف: حضرت مولانا حبیب الرحمن حبیب قدس اللہ سرہ۔
- (۵۶) مرغزار بابا جی: سوانح حیات حضرت مولانا محمد شیرین المعروف مرغزار بابا جی قدس اللہ سرہ۔ مرتب: حضرت مولانا نظام الدین سواتی زید مجاہد۔
- (۵۷) داستان در و دل: سوانح حیات: حضرت مولانا محمد آسفند یار خان نور اللہ مرقدہ۔ مرتب: حضرت مولانا مفتی عدنان احمد صاحب زید مجاہد۔ ناشر: مکتبۃ الحسنی۔
- (۵۸) ارشاد المرشدین: مرتب: حضرت مولانا مفتی عدنان احمد حفظہ اللہ ورعہ۔ ناشر: مکتبۃ الحسنی۔

تمت